حیواناتِ قرآنی کی افادیت



ڈاکٹر محسن فاروقی

ایم اے (عمرانیات) ایم اے (تاریخ عام)

پی ایچ ڈی (سیاسیات) اسنادِ فرانسیسی و عربی ۰ ایل ایل بی



ادارہ احساسِ زیاں

CHECK WASTAGE INSTITUTE OF PAKISTAN

B-9, BLOCK 1, CLIFTON, KARACHI-75600

✆ 574061

انتساب

ان دانشوروں۔ علماء اور محققین کے

جو اِس میدان میں تحقیق کریں گے

وَالِدہ محترمہ رابعہ بیگم

کے نام

جن کی کوششوں اور دعاؤں سے یہاں تک پہنچا۔

محسن فاروقی

پیشِ لفظ

قران مجید کے مختلف مضامین پر ہمیشہ سے کام ہوتا رہا ہے۔ علماء دانشور۔ محققین کام کرتے رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ کچھ پہلوؤں پر کافی کام ہوا اور کچھ پر کم۔ قران مجید میں جن جانوروں کا ذکر ہے ان پر بہت کم کام ہوا ہے۔ علامہ کمال الدین دمیری۔ امام غزالی۔ ترمذی۔ عبدالماجد دریا آبادی نے اس ضمن میں تحقیقی کام کیا ہے۔ علامہ دمیری نے تمام حیوانات پر بہت تفصیل سے تحقیقی کام کیا ہے۔ جو حیات الحیوان کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں محفوظ ہے۔ مولانا دریا بادی نے حیوانات قرآنی کے نام سے مختصر کام کیا ہے۔ "حیوانات قرآنی کی افادیت" کے نام سے ان بزرگوں کے کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے۔

کائنات کی ہر شئے انسان کے لیے پیدا کی گئی ہے اس تصور نے مجھے ان حیوانات کے متعلق معلومات کرنے کی طرف متوجہ کیا۔ اس تحقیق میں مندرجہ ذیل زاویے پیش نظر رکھے گئے ہیں۔

۱۔ قرآن پاک، توریت، انجیل اور حدیث میں تذکرہ

۲۔ عمرانی اعتبار سے حیوانات کی اہمیت اور احترام و تذلیل

۳۔ حیوان سے متعلق عام معلومات۔

۴۔ شعراء کی نظم ہیں

۵۔ طبی نقطۂ نظر سے ۔ ہومیو پیتھک اور طب یونانی ۔ الو
ایلو پیتھک طریقہ علاج کو مدنظر رکھ کر معلومات حاصل کی گئی ہیں جی
کی افادیت پر کافی تحقیقی کام ہوا ہے لیکن بہت کچھ باقی ہے، اللہ
آخری کتاب کے ذریعے انسانوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اس جا
متوجہ کیا ہے۔

قرآن عظیم کی سب سے بڑی سورۃ جس میں 286 آیات ہیں
سوا دو پاروں پر مشتمل ہے اس کا نام گائے رکھا ہے تاکہ مسلمان اس پر غ
و تحقیق کریں۔ ہالینڈ اور ڈنمارک والوں نے اس پر تحقیق کی اور مستفید
ہیں۔ قرآن مجید کی سات سورتوں کے نام حیوانات پر رکھے۔ معاف کیجئے گا نا
محض علامت نہیں اس میں حکمت کے راز پنہاں ہیں۔ ترتیب قرآنی کی حکمت
ہے کہ شروع میں گائے۔ خوراک، مویشی، عورت۔ مال غنیمت اور بلندی کے نا
رکھنے میں کچھ مصلحت ہوگی۔ کروڑ ہا مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا تم نہیں
دیکھتے کہ میں نے اونٹ کیسا پیدا کیا ہے۔ کیونکہ وہ گمراہ سائنسدانوں کے
نظریہ ارتقاء THEORY OF EVOLUTION کو رد کر رہا ہے تخلیق
کائنات سے لیکر اب تک یہ مچھر انسان کے کان میں کچھ کہہ رہا ہے تھا کہ
انسان مجھے تیری فلاح کے لیے پیدا کیا گیا ہے ہم اس کو مار کر بھگا دیتے
ہیں۔ مگر اللہ نے اسکی جبلت میں یہ بات رکھ دی کہ تو اپنی بات کہے جا تاکہ اللہ کا
کوئی نیک بندہ تجھ پر تحقیق کرے۔

حرام جانوروں، اور کیڑے مکوڑوں کی تخلیق کا کوئی مقصد تو کا

اللہ علیم کے نزدیک بندر، سور، بھیڑیا، شکاری جانور، مکھی، مچھر، تلنگے، دیمک کی تخلیق کیوں لازمی ٹھہری، کیا کوئی راز ہو سکتا ہے؟ کوّا ہمارے ناقص خیال میں اچھا پرندہ شمار نہیں کیا جاتا۔ اللہ کی طرف سے اس کو متعدد اعلیٰ مقام عطا کیے گئے ہیں۔ انسان کا پہلا استاد طوفانِ نوحؑ کے امن کی دریافت پر متعین، حضرت ابراہیمؑ کی زندگی بعد الموت کے تجربے میں اور پرندوں کے ساتھ کوّے کا انتخاب جبکہ اللہ نے یہ اہم ذمہ داریاں سونپی ہیں ہمارے نزدیک وہ بالکل بے مصرف ہے۔

مکڑی کو دیکھ کر ہم اسکو مارنے اور اس کا جالا تلف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤدؑ حضورؐ اور صحابہؓ کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی اور کلام مجید کی ایک سورۃ کا نام مکڑی رکھا۔ انگریزی میں ایک کتاب موجود ہے جس کی قیمت ۵۷۵/- روپے ہے ہمیں اس پر تحقیق کی ضرورت ہے۔

جنگی ضروریات کی اہمیت کے مدِنظر سورۃ نمبر ۱۰۰ کا نام العٰدیٰت رکھا یعنی وہ گھوڑے جو پھنکاریں مارتے ہوئے دوڑتے ہیں شب خون کے دوران اپنی ٹاپوں سے چنگاریاں جھاڑتے ہیں پھر صبح سویرے چھاپے مارتے ہیں پھر اس موقع پر گرد اڑاتے ہیں پھر اس حالت میں دشمن کی صفیں چیرتے ہوئے دشمنوں کے اندر جا گھستے ہیں۔ اور زخموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے سوار کا ساتھ دیتے ہیں تاکہ اسکے جنگی مقصد پورے ہوں یہی نہیں بلکہ ان گھوڑوں کی اللہ نے قسم کھائی ہے۔ حضورؐ اور صحابہ کرام نے جنگی سامان

اور جنگی حکمتِ عملی کے لیے کیا کیا قربانی دی ہے۔

اگر آج بوسنیا کے مسلمان رہنما جنگی پہلو پر غور کر لیتے تو مسلمانوں کی ایسی تباہی نہ ہوتی۔ لیکن پھر بھی وہ لوگ مردِ مومن ہیں۔

؎ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

وہ گذشتہ تین سال سے ایسی قوت سے جنگ آزما ہے جسکی مدد اقوام اور یورپ کے تمام ممالک در پردہ کر رہے ہیں۔ مسلمان ایک ہزار سال تک تحقیق کے میدان میں جدوجہد کرتے رہے اور بنیادی قسم کی سائنسی تحقیق کیں جو آج بھی بنیادی حیثیت کی حامل ہیں اسلام کے مایہ ناز فرزند سائنسی دنیا کے درخشندہ تارے ہیں۔

لیکن جیسے ہی سائنسی تحقیق اور علمی کاوشوں کو ثانوی حیثیت دی گئی مسلمانوں کا زوال شروع ہو گیا۔ تعداد کے لحاظ سے ایک ارب، جوہری ہتھیاروں سے بھی مسلح ہیں، قدرتی وسائل کے لحاظ سے مالا مال دولت کے لحاظ سے مسلمان دنیا میں سب سے زیادہ متمول، یورپ اور امریکہ کی مالی حیثیت ہمارے قدرتی وسائل اور دولت کی وجہ سے ہے لیکن ہم پسماندہ اقوام میں شمار ہوتے ہیں۔ وجہ علم کے میدان میں پسماندہ، انسانی زندگی میں سہولت اور وقار میں بہت پیچھے۔ آیئے اللہ کے فرمان کے مطابق غور و فکر کریں تحقیق کریں۔

آخری کتاب میں اللہ نے یتدبرون (دو جگہ) یتفکرون (گیارہ جگہ) یفقھو (ایک جگہ) یتفکرو (دو جگہ) مختلف انداز اور مختلف طریقوں سے زندگی گزارنے کے لیے تحقیق کے لیے کہا۔ علم حاصل کرنے کے لیے کہا۔ لیکن ہم نے اس کتاب

ین دی اور کئی صدیاں گذر گئیں۔

اللہ نے انسانوں کو پکار کر کہا۔ وقت کی قسم (عصر کی نماز تو صرف

انوں کے لیے ہے) ساری انسانیت نقصان میں ہے اگر انہوں نے وقت کی

نہیں کی اس کا صحیح استعمال نہیں کیا۔ **عملی حل کیا ہے؟**

ہر مسجد اور دار العلوم کے ساتھ ایک سائنسی تجربہ گاہ کا اہتمام کیا جائے

رس نظامیہ کے نصاب میں سائنسی تحقیق کو اہمیت دی جائے۔ قرآن مجید کی بہت

ی آیات تفسیر طلب ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کے معنی میں وسعت ہوتی جائیگی

فسیر قرآن ایک آدمی کے علم سے بالاتر ہے۔ اللہ کے پروانوں کی ایک جماعت

یا ہیئے جو تفسیر قرآن کرے۔

کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا کہ فضائے آسمان کو کس طرح

مسخر کیا ہے اللہ کے (قانون کے) سوا کس نے ان کو تھام رکھا ہے اس میں بہت

سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔ ہم نے پرندوں کی پرواز کی

تیکنیک پر غور کرنے کی بجائے اس کے ورد کو ہی کافی سمجھا لیکن امریکہ

جرمنی، برطانیہ اور فرانس کے علماء فطرت (سائنسدان) نے اس پر باقاعدہ غور کیا

تجربات کیئے۔ غبارے اور گلائیڈر (GLIDER) سے شروع کیا اور

ہوائی جہاز بنا ڈالا۔ یعنی پرندوں کی اڑان کی تکنیک (فنی مہارت) جو اللہ نے

انہیں سکھائی ہے اس کو پیش نظر رکھ کر ایسی ایجادات کی جائیں جو

کر انسانیت کی فلاح کے لیے استعمال ہوں۔

اس تحقیقی پروگرام میں جن دوستوں اور اداروں نے میری مدد کی ہے
میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں خاص طور پر ہومیو ڈاکٹر اشفاق علی فاروقی
احسن فاروقی ناظم جنگلات نائیجیریا، سید بشیر الدین محمود ناظم قرآن پاک
فاؤنڈیشن اسلام آباد، شمس آیورویدک دواخانہ پاکستان چوک کراچی
ڈاکٹر ایم ایچ اے بیگ صاحب ایڈیٹر (OTOLARYNGOLOGY
گلشن اقبال کراچی، حکیم محمد سعید صاحب چانسلر ہمدرد یونیورسٹی اور رفقاء کار
علی غلام لغاری صاحب ٹنڈو جام، عبدالرحمٰن راجپوت و جاوید رحمٰن
راجپوت لاہور REFERENCE SERVICE DEPARTMENT
الینوس. امریکہ (جو ہر سوال کا جواب دیتے ہیں اور مواد بھی مہیا کرتے ہیں)
رحمت علی رانا صاحب سیکشن آفیسر حکومت پاکستان وزارت سائنس وفنی مہارت
حکیم نسیم الدین زبیری صاحب ناظم تحقیق بیت الحکمت ہمدرد یونیورسٹی
ادارہ طلوع اسلام لاہور۔ جناب احمد کمال صاحب کلفٹن کراچی
اور حافظ سعد اللہ ریسرچ آفیسر مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری
نسبت روڈ لاہور۔

اس کتاب کی وجہ تصنیف میرے چھوٹے بھائی ارشد فاروقی ہیں جو ماہر حیوانات ہیں
اسلام سے محبت رکھتے ہیں اردو اور انگریزی میں اچھا لکھ سکتے ہیں اور اقوام متحدہ کے
ادارہ خوراک وزراعت سے فارغ ہو چکے ہیں۔ میں نے یہ کتاب ایک طالب علم کی حیثیت سے
لکھی ہے کوتاہیوں اور غلطیوں کیلئے اللہ سے اور ناظرین سے معذرت خواہ ہوں، نشاندہی پر
مشکور ہونگا کیونکہ یہ میری عاقبت کا توشہ ہے۔

محسن فاروقی

فہرست حیوانات (قرآنی اہمیت کے مطابق)

ب: حیوانات پر سورتوں کے نام :

نوٹ: مائدہ (خوراک) کہف (غار) بالواسطہ حیوانات سے متعلق ہیں

مختلف سورتوں میں حیوانات کا تذکرہ

				صفحہ نمبر
بطخ	بط	بقرہ	260	۲۷۲
شکاری جانور	(مکلبین)	مائدہ	4	۲۷۶
کوّا	(غراب)	مائدہ	5	۲۸۲
اونٹ	(ابل)	انعام	144	۳۰۳
ٹڈیاں	(جراد)	اعراف	133	۳۴۴
مینڈک	(ضفادع)	اعراف	133	۳۵۵
کیڑے مکوڑے	(قمل) دابہ	اعراف	133	۳۶۷
مچھلی	(نون)	اعراف	163	۳۸۸
کتا	(کلب)	اعراف	176	۴۲۱
بھیڑیا	(ذئب)	یوسف	13	۴۲۹
خچر	(البغال)	نحل	8	۴۷۸
سانپ اژدہا	(حیۃ) جان، ثعبان	طٰہٰ	20	۴۸۵
مکھی	(ذباب)	حج	73	۵۱۰
ھدھد	(ھدھد)	نمل	27	۵۱۹
جانور	دابۃ	نمل	82	۵۲۹
موتی (صدف)	(لولو)	رحمٰن	22	۵۴۴
مونگا	(مرجان)	رحمٰن	22	۵۴۷
شیر	(قسورۃ)	مدثر	5	۵۵۱
شف (ہرن)	میک	تصحیف		…۵
پروانے	(فراش)	القارعۃ		
ابابیل	(مخصوص پرندے)	الفیل		…۶۵

BIBLIOGRAPHY

فہرست حروف تہجی

مویشی (انعام)

قرآن پاک میں مختلف انداز سے 17 جگہ مذکور ہے۔

اور اسی نے چوپایوں کو بنایا ان میں تمہارے لیے جاڑا کا سامان بھی ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جبکہ شام کے وقت لاتے ہو یا صبح کے وقت چھوڑنے جاتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ بھی شہر کو لے جاتے ہیں۔ جہاں تم بغیر جان کو محنت میں ڈالے ہوئے نہیں پہنچ سکتے تھے واقعی تمہارا رب بڑی شفقت اور رحمت والا ہے (سورۃ شہد کی مکھی النحل ۷)

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے خود کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی پیدا کیئے اور اب ان کے مالک یہ ہیں۔ ہم نے انہیں اسطرح ان کے بس میں کر دیا ہے کہ ان میں سے کسی پر سوار ہوتے ہیں کسی کا یہ گوشت کھاتے ہیں۔ اور ان کے اندر ان کے لیے طرح طرح کے فوائد اور مشروبات ہیں اور پھر کیا یہ شکر گزار نہیں ہوتے (یٰسین 73)

اور تمہارے لیے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان سے ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کے لیے نہایت خوشگوار ہے۔ اسی طرح کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز ہم تمہیں پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بھی بنالیتے ہو اور پاک رزق بھی یقیناً اس میں ایک نشانی ہے عقل ہے

لیسنے والوں کے لیے۔ اور اس کے بعد زمین کو بچھایا اور پہاڑوں کو قائم
یا۔ تمہارے اور تمہارے مویشی کے فائدہ پہنچانے کے لیے
فرشتے النازعات 30/32

کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں یہ تو جانوروں
رح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔ (الفرقان 44)
اللہ ہی نے تمہارے لیے یہ مویشی بنائے ہیں تاکہ ان میں سے تم کسی پر سوار
رکسی کا گوشت کھاؤ ان کے اندر تمہارے لیے اور بھی بہت منافع ہیں اور وہ
یں بھی آتے ہیں کہ تمہارے دل میں جہاں جانے کی حاجت ہو وہاں تم ان پر
سکوان پر بھی اور کشتیوں پر بھی تم سوار کیئے جاتے ہو اللہ اپنی یہ نشانیاں تمہیں
رہا ہے آخر تم اسکی کن کن نشانیوں کا انکار کروگے۔ مومن 79/81
اور منافق کے متعلق اللہ فرماتا ہے اور جب پیٹھ پھیرتا تو اس دوڑ دھوپ
پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں کوئی فساد کرے اور کھیت یا مویشی کو تلف کردے اور اللہ
و پسند نہیں کرتا اگاسے البقرہ 205
اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو تمہارے لیے تمام چوپائے حلال کیئے
یں سوائے ان کے جنکا ذکر آگے آتا ہے۔ لیکن شکار کو حلال نہ سمجھنا جبکہ
حرام میں ہو (خوراک (مائدہ ۱)
اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیئے ہیں ان لوگوں نے (کفار نے)
ن میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا ہے اور خود کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ
ے معبودوں کا ہے مویشی (انعام) 137

اور ایسے جانوروں کو نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو

(مویشی (انعام) 122

لیکن وہ لوگ جو بھوک کی وجہ سے بیتاب ہو جائیں لیکن وہ طالب لذت نہ ہوں ورنہ ہی وہ حد سے گزریں یعنی صرف اتنا کھائیں جتنا زندہ رہنے کے لیے ضروری ہو واقعی تمہارا رب غفور رحیم ہے (مویشی انعام 147)

اور پہاڑوں کو قائم کر دیا تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدہ پہنچانے کے لیے فرشتے (نازعات) 32

گائے کی اہمیت (تاریخی پس منظر)

گائے یا بیل زمانہ قدیم سے انسانوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے دودھ دینے والے جانور اور بھی ہیں لیکن گائے اور بیل ہمیشہ سے زیادہ اہم شمار ہوتے رہے ہیں قرآن پاک میں گوسالہ سامری کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں گوسالہ کی پرستش شروع کر دی، موئن جو دڑو کے آثار قدیمہ سے ایک مہر نکلی ہے جس پر گائے بیل کی شبیہہ ہے اسکو سرکاری طور پر اہم مقام حاصل تھا ہو سکتا ہے وہ اسکی پوجا کرتے ہوں، ہندوؤں میں گائے کو گئو ماتا یعنی ماں کہا جاتا ہے۔ مندروں میں اسکے بت بھی رکھے ہوئے ہیں گائے بیل غلطی سے بھی قتل ہو جائے تو وہ آدمی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں، تا جب تک کہ گنگا میں جا کر نہ نہا لے، فرانس کی تعلیمی اسناد میں بھی گائے/بیل کو بطور قومی نشان کے استعمال کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سب سے بڑی سورۃ جو 286 آیات پر مشتمل ہے اور جو سوا دو پاروں تک پھیلی ہوئی ہے اس کا نام سورہ بقرہ یعنی گائے رکھا ہے اور نام علم کی بنیاد ہے مثلاً اللہ نے آدمؑ کو ساری چیزوں کا کے نام سکھائے فرشتوں کے تجسس اللہ نے سوال کیا کہ ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ جو وہ نہ بتا سکے۔ انسان کے علم کی صورت دراصل یہی ہے کہ وہ ناموں کے ذریعے اشیاء کے علم کو اپنے ذہن کی گرفت میں لاتا ہے لہذا انسان کی تمام معلوات چیزوں کے ناموں پر مشتمل ہے

علاوہ ازیں گائے کی اہمیت کے پیش نظر دوسری سورۃ کے بعد پانچویں سورۃ مائدہ یعنی غذا اور چھٹی سورۃ کا نام مویشی (انعام) رکھ دیا اور یہ سورتیں کافی بڑی سورتیں ہیں مائدہ (غذا) میں ۱۲۰ آیات ہیں اور سورۃ مویشی (انعام) میں ۱۶۵ آیات ہیں۔ یہ سورتیں بھی انسانی خوراک جس میں چوپایوں کا گوشت شامل ہے سے متعلق ہیں۔ سورتوں کے نام علامتی طور پر نہیں حکمت اور علم کی بنیاد ہیں۔

لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے سوائے گائے کے گوشت تکے کباب اور مختلف کھانوں (Dishes) پر توجہ دی ہے۔ پہلے پاکستان میں مویشی کی قلت ہوئی، کیونکہ ہندوستان سے جو گائیں آرہی ہیں وہ بھی کم پڑ گئیں۔ اب آسٹریلیا سے گوشت [illegible] جا رہا ہے، جانوروں کی قلت نے گوشت کی قیمتوں کو آسمان پر پہنچا دیا ہے ایک عام کیا متوسط درجہ کے لیے بکرے کا گوشت کھانا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ اور گائے کے گوشت کی قیمت بھی

اسی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے جن افراد اور قوموں نے ان امور کی طرف توجہ کی ہے وہ دنیا میں خاص طور پر مسلمان ملکوں کے لوگوں کو بھو کے (مکھن نکلے ہوئے) دودھ کے پاؤڈر کے جہاز کے جہاز برآمد کر رہے ہیں۔ ڈنمارک اور ہالینڈ نے گایوں پر غور کر کے اعلیٰ نسل کی زیادہ دودھ دینے والی اور زیادہ گوشت دینے والی گایوں کی نسل بنائی اور وہ اربوں ڈالر کا کاروبار کر رہے ہیں۔

برطانیہ کے ڈاکٹر جینر (JENNER) نے گائے کی چیچک Cow Pox کے SERUM سے چیچک سے بچاؤ کا ٹیکہ ایجاد کیا آج ساری دنیا اس ایجاد سے فیضیاب ہو رہی ہے اس ایجاد سے پہلے ہر انسان کے چیچک نکلتی تھی اور اکثر چہرے داغدار ہوتے تھے۔

پاکستان میں بھی ماہر حیوانیات نے تحقیق کر کے سرخ سندھی گائے کی نسل تیار کی جو دودھ دینے کے لحاظ سے پاکستان میں سب سے بہتر ہے یہ گائے افریقی ملکوں اور بنگلہ دیش کو برآمد کی جا رہی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہم سے مزید تحقیق اور اچھی نسلوں کو اختیار کرنے کا مطالبہ کرتا ہے جو کام ہالینڈ، ڈنمارک اور آسٹریلیا کر رہے ہیں وہ ہمیں کرنا چاہیئے تھا۔ اللہ توفیق دے۔

ابو زبیرؓ سے روایت ہے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے سوال کیا کہ ہدی پر سواری کی جا سکتی ہے اس نے کہا میں نے نبی اکرمؐ سے سنا آپ فرماتے تھے جب تو اسکی طرف مجبور ہو جائے اس پر سوار ہو جا یہاں تک کہ

تجھ کو سواری مِل جائے (روایت کیا اسکو مسلم نے)

اسی جابرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے اپنے حج میں گائے ذبح کی۔ (مسلم)

ہشام بن زید انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہا۔ میں رسول اللہؐ کے پاس گیا آپ باڑے میں تھے میں نے دیکھا کہ آپ بکریوں کو داغ لگا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ راوی نے کہا کہ کانوں پر داغ لگاتے ہیں (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہا ایک مرتبہ نبیؐ نے بیت اللہ کی طرف بکریاں بھیجیں ان کے گلے میں ہار ڈالا۔ (متفق علیہ)

گائے کے گوشت کے بارے میں حضرت عبداللہ مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علیکم البانان البقر فانھا دواء اسمانھا فانھا شفاء وایاکم ولحومھا فان لحومھا داء

(ابن السنی ابو نعیم مستدرکؒ الحاکم)

تمہارے فائدے کے لیے گائے کا دودھ ہے کیونکہ یہ دودھ اور اسکا مکھن مفید دوائیں ہیں البتہ اس کے گوشت میں بیماری ہے اس سے بچو۔

اس حدیث مبارکہ میں گائے کے دودھ اور مکھن کو مفید قرار دینے کے بعد واضح فرمایا گیا کہ اس کے گوشت میں بیماری ہے اسی موضوع پر حضرت ملکیہ بنت عمرؓ روایت فرماتے ہیں۔

البن البقر شفاء و سمھا دواء و لحومھا داء

(طبرانی)

گائے کے دودھ میں شفاء ہے اس کا مکھن مفید دوائی ہے لیکن اسکا گو
بیماری کا ذریعہ ہے۔

"بیل": عملی طور پر جانوروں کے ساتھ سلوک کرنے کے متعدد
بتلائے ہیں یعنی۔

۱۔ جو جانور جس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس سے وہی کام لیا جا
چنانچہ فرمایا کہ ایک شخص ایک بیل پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ بیل نے مڑ کر
میں اسکے لیے نہیں پیدا کیا گیا ہوں۔ صرف کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا
نیز فرمایا کہ اپنے جانوروں کی پیٹھ کو منبر نہ بناؤ۔ خدا نے ان کو تمہارا فرماں
صرف اس لیے بنایا ہے کہ وہ تم کو ایسے مقامات میں پہنچا دیں جہاں تم بڑی مشق
سے پہنچ سکتے تھے۔ تمہارے لیے خدا نے زمین کو پیدا کیا ہے اپنی ضرور
اسی پر پوری کرو۔

گائے کی پرستش

پالتو جانوروں کی پرستش کرنے والوں میں سب سے زیادہ پرستش
مویشی کی ہوتی رہی ہے۔ قدیم مصر میں بیلوں کی قربانی پیش کی جاتی تھی لیکن
فونیقی لوگ کبھی بھی گائے کی قربانی نہیں کرتے تھے کیونکہ گائے مقدس سمجھی
جاتی تھی۔ گائے پر چاند کی کرن کے ذریعہ خدا اترتا۔

شمالی نیل مصر کے علاقے میں ایک بیل کو سجا بنا کر گایوں سے آگے
چلاتے تھے تاکہ بلاؤں سے محفوظ رکھے۔ اس کی موت پر سوگ منایا جاتا تھا

راس کے مالک کی موت کے بعد اس بیل کے سینگ مالک کی قبر پر لگا دیتے تھے۔

ایک اور قبیلہ بیل کی پرستش کرتا ہے اس کے گرد ناچتے گاتے ہیں اس کا احترام کرتے ہیں۔ مالاگاسی میں ایک کالا بیل ایک علیحدہ احاطہ میں رکھا جاتا ہے جسکی دو سو پجاری حفاظت کرتے ہیں اور جب مر جاتا ہے اسکی جگہ دوسرا بیل لایا جاتا ہے۔ مالاگاسی افریقہ (مدغاسکر) میں ایک قبیلے کا خیال ہے کہ وہ بیل کی اولاد ہیں۔

ہندوؤں کا گائے کے لیے احترام ایک غیر حل شدہ مسئلہ ہے وہ قدیم زمانے سے اس کا احترام کرتے ہیں اسکی دم پکڑ کر نجات حاصل کرتے ہیں اسکا پیشاب (گئو موتر) دوا کے طور پر پیتے ہیں خاص طور پر چیچک میں۔ رب پرست عورتیں زچگی سے قبل اور بعد میں پیشاب دوا کے طور پر پیتی ہیں بنجارہ قبیلہ کے لوگ بیل کو مختص کر دیتے ہیں اپنے دیوتا بالا جی کے لیے۔ اور دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کو بیماری سے نجات دلائے۔ گوبر سے گھر اور باورچی خانہ لیپنا اشد ضروری سمجھا جاتا ہے

ایران کی قدیم داستانوں میں چاند کا بیل کے ساتھ گہرا تعلق ہے ہندوؤں کی طرح پارسیوں میں بھی بیل مذہبی پاکیزگی کی دلیل ہے۔ یونان کے راسخ العقیدہ طبقہ بیل زراعت کی دیوی سے منسلک کرتے ہیں اور بیل گائے اور بچھڑے کو شاذ و نادر ہی قربان کرتے ہیں۔ اسکے برخلاف دیوتا کے ماننے والے بیل کی قربانی کرتے رہے ہیں۔

جدیا۔ یورپ میں اناج کی روح بیل یا گائے کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور کرسمس (یوم پیدائش مسیحؑ) کے موقعہ پر ایک آدمی گائے کی کھال اوڑھتا ہے چین میں بھی سالانہ بادشاہ آسمان اور زمین کو ایک قربانی پیش کرتا ہے۔ وہ بیل کالا یا گہرا بھورا (سرخ) ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے چند دیوتاؤں کی گاڑی بیل کھینچتے ہیں۔

فرانس میں اب بھی یہ خیال ہے کہ کالی گائے کا دودھ پی کر انسان سب کو دیکھ سکتا ہے اور اسکو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

پاکستان میں گائے کی نسلیں

۱۔ گائے کے معدے کے چار حصّے ہوتے ہیں

2۔ پاکستان کی سرخ سندھی گائے کا اصل وطن کراچی حیدرآباد، کوہستان، لسبیلہ، بلوچستان کا کچھ حصّہ۔

گائے کا اوسط وزن 750 پونڈ ہے سرخ سندھی بیل کا اوسط وزن 925 پونڈ ہے

3۔ ساہیوال نسل کے بیل کا اوسط وزن 1400۔ 1000 پونڈ ہے اور گائے کا اوسط وزن 950۔ 800 پونڈ ہے۔

4۔ تھری نسل کا آبائی وطن تھرپارکر کا علاقہ ہے یعنی جنوبی مشرقی صحرائی علاقہ، بھارت میں جودھپور جیسلمیر اور رن کچھ کا علاقہ

5۔ دھنی نسل کی گائے اٹک، جہلم اور راولپنڈی، جبکہ بھاگناری

ں کی گائے جیکب آباد تعلقات اور ملحقہ علاقے اور روجھان نسل کی گائے
بائی وطن ڈیرہ غازی خان کا جنوبی حصہ اور کوہ سلیمان کا دامن اور لوہانی
ل کی گائے ڈیرہ اسماعیل خان لورالائی وغیرہ ،

دودھ، مکھن پنیر دہی کے علاوہ گائے کا گوشت دنیا کے عوام کی
ص غذا ہے۔

سینگ اور کھر سے بھی سامان بنایا جا رہا ہے کھال بطور چمڑا استعمال
رہا ہے گائے کی کھال اور چمڑے کے بڑے بڑے تاجر ہندو ہی ہیں
رتے ہیں اس کے گوبر کو کھاد کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے
اس کے گوبر سے گیس بھی تیار کی جا رہی ہے
مویشی کی ہڈیوں کا برادہ چینی کے کارخانوں میں اسکو صاف کرنے کے
ئے استعمال کیا جا رہا ہے۔
اس کا پیشاب ہندوؤں میں بطور دوا استعمال ہو رہا ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس میں ہمارے لیے مزید فوائد
اتی ہیں۔

مویشی کی بارہ قسمیں ہیں مثلاً امریکی بھینس (BISON) بھینس یاک
تبت کا بیل) گائے جنگلی بیل (GAUR) نیل گائے کو پرے اتھائی لینڈ
لی گائے) بکری، بھیڑ، اونٹ، نیل گائے، ... ری گائے دنبہ وغیرہ
گوشت، دودھ مکھن، پنیر، ملائی، کھال، سینگ ہڈیاں، آنتیں، کھر
غیرہ مہیا کرتے ہیں۔ مادہ 18 ماہ سے 3 سال تک بالغ ہو جاتی ہے

اس وقت بچھیا کہلاتی ہے جب تک کہ وہ خود ایک بچہ کی ماں نہیں بن جاتی اس کے بعد اس کو گائے یا بھینس کہا جاتا ہے۔ بکری بھیڑ اور اونٹنی وغیرہ کے بالغ ہونے کی مختلف مدت ہے۔ بہت سی گائیں 9000 سے لے کر 12000 امریکی گیلن سالانہ دودھ دیتی ہے۔ مطلوبہ مقدار دودھ کے لیے گائے کی دیکھ بھال یا خدمت کرنی ہوتی ہے۔ مثلاً

1۔ ایک گائے کو 75 کلو گرام گھاس روزانہ ملنی چاہیئے۔

2۔ گھاس اور چارہ کھانے کے آٹھ گھنٹے لگتے ہیں۔

3۔ بقیہ 16 گھنٹے جگالی کرنے اور آرام کرنے کے لیے درکار ہیں۔ ہل چلانے اور گاڑی کھینچنے کا سلسلہ تقریباً دس ہزار قبل مسیح میں شروع ہو چکا تھا۔

گایوں کی ۲ مشہور نسلیں ہیں (۱) یورپین نسل B.TAURUS (۲) کب والی یعنی ZEBU یا برہمن نسل B. INDICUS باقی 2 نسلیں جو بھی ہیں وہ ان دونوں ملاوٹ سے بنی ہیں۔ بیلوں کو عام طور سے خصی کیا جاتا ہے۔ بیل کو ہل میں استعمال تقریباً ختم ہو رہا ہے البتہ اسکا گوشت دنیا میں سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے Robert Balsewell نے نسل کشی کو منظم کیا اور انیسویں صدی میں منظم نسل کشی بہت ترقی ہوئی۔ بڑے سینگ والی، چھوٹے سینگ والی Durham - Aberdeen Angus ہیرفورڈ Hereford کی نسلیں بہت مشہور ہوئیں جو COLLING برادران نے اسکاٹ لینڈ میں تیار کی تھیں اور انہی کے جدید فارمنگ کی دنیا کا ...

نسل کشی STUD FARM OF THE WORLD کہلایا جانے لگا
اور - ARY SHIRE اسکاٹ لینڈ میں جرسی (JERSEY
GUERNSEY نسل چینل کے جزیروں میں فریسین FRIESIAN
نسل ہالینڈ یورپ، برطانیہ امریکہ اور کینیڈا میں تیار کی گئی یہ دنیا میں صف اوّل کی
گائیں شمار کی جاتی ہیں حال ہی میں فرانس میں CHAROLAIS نسل کی گائے گوشت
کے لیے تیار کی گئی یہ دنیا کے بہت سے ملکوں میں برآمد کی گئی ہے، ڈنمارک اور نیوزی لینڈ
میں جرسی گائے کو جدید طریقوں سے ترقی یافتہ بنایا گیا ہے کہ جرسی گائے برطانیہ کی گائے
سے بہتر ہو گئی۔ تین نئی دوغلی نسلیں امریکہ میں تیار کی گئیں اس میں برہمن گائے
کو استعمال کیا گیا یہ تھوڑے گھاس پر گذارہ کر سکتی ہے گرمی کو برداشت کر سکتی
ہے اور کیڑوں کے کاٹنے سے اسکو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس گائے کی
نسل کو SANTA GERTRUDIS کہتے ہیں

فریزین گائے معاشی طور پر زیادہ فائدے مند گائے ہے زیادہ دودھ
دیتی ہے اور گوشت بھی زیادہ دیتی ہے مصنوعی نسل کشی کے مویشی کی صنعت
پر بہت شاندار نتائج نکلے ہیں۔ یہ سب سے پہلے روس میں شروع کی گئی اور
تیزی سے ساری دنیا میں پھیل گئی مصنوعی نسل کشی نے سانڈوں کی ضرورت بہت
کم کر دی ہے، گوشت کی پیداوار کے سلسلہ میں شمالی امریکہ گوشت والے بیلوں
کی جانچ (PERFORMANCE TESTING) کی جاتی ہے دنیا کے زیادہ
ممالک اس ضمن میں بہت پیچھے ہیں یا ابتدائی مرحلہ پر ہیں، بچھڑے کے گوشت
کے سلسلہ میں بچھڑوں کو دس بارہ ہفتے تک پتلی غذا پر رکھا جاتا ہے۔ تاکہ

عمدہ گوشت حاصل کیا جا سکے ڈیری فارم پر جو بچھڑے پیدا ہوتے ہیں ان کو چند گھنٹے بعد ہی ان کی ماؤں سے علیحدہ کر لیتے ہیں اس طرح وہ پہلی COLOSTRUM حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور بچوں کو پہلا دودھ دیکر بہت سی بیماریوں سے محفوظ کر لیتے ہیں۔ تین چار دن کے بعد بچھڑوں کو مصنوعی غذا پر لگا لیتے ہیں۔ یہ سستی اور متوازن غذا ہوتی ہے

امریکہ میں گائے مخلوط نسل کی پائی جاتی ہے جو مختلف اوقات میں ضرورت کے مطابق دوسرے ملکوں خاص پر برطانیہ سے منگائی گئیں۔ ان میں خاص مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ چھوٹے سینگوں والی (انگلستان)
2۔ بغیر سینگوں والی (انگلستان)
3۔ ہیرفورڈ (HEREFORD) (انگلستان)
4۔ بغیر سینگوں والی ہیرفورڈ
5۔ برہمن (ہندوستان)
6۔ Santa Gertrudis سنتا گرٹ روڈس (چھوٹے سینگوں
7۔ Holstein Friesian (ہالینڈ) کی گائے
8 GUERNSEY گرنسے
9 Ayrshire اسکاٹ لینڈ آئرشائر
۱۰۔ براؤن سوئٹس Brown Swiss سوئٹزرلینڈ
۱۱۔ جرسی (انگلستان)

دودھ کی پیداوار

تمام گائیں	——	16.ر پونڈ
آئرشائر	——	13.ر پونڈ
براؤن سوئس	——	14.ر پونڈ
گرن سے	——	11 پونڈ
ہولیسٹن	——	17.ر پونڈ
جرسی	——	11 پونڈ
چھوٹے سینگوں والی	——	12 پونڈ
سرخ و سفید	——	16 پونڈ

شرع کی نظر میں

کانا وہ ہوتا ہے جس نے صرف موجودہ عالم کو دیکھا اور حیوانات کی طرح آگے پیچھے سے بے خبر رہا صرف دنیا کو دیکھنے والا مثل حیوان ہے اور حیوانات پر بصیرت نہیں ہوتی کیونکہ بیل کی دونوں آنکھیں پھوڑنے یا نکالنے کے جرم [illegible] ایک آنکھ کے برابر شمار ہوتی ہے کیونکہ انسان پر قیامت نہیں ہے اسلئے اسکی دونوں آنکھیں نصف قیمت پاتی ہیں۔

گائے اگر قصابوں سے واقف ہوتی تو کب ان کے پیچھے اس دکان کی طرف جاتی جہاں ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت فروخت کیا جاتا ہے یا کب ان کے ہاتھ سے بھوسہ کھاتی یا دودھ والے کے چمکارنے

سے دودھ دیتی اور اگر بھوسہ کھالیتی تو کب اسکو ہضم ہوتا اگر اس بھوسے کے مقصد سے واقف ہوتی۔ بکری بھیڑ گائے کو کچھ خبر نہیں کہ قصائی انہیں اچھی غذائیں اسلئے کھلا رہا ہے کہ ان کو موٹی کرکے ذبح کرے۔ ایک حدیث ہے۔

اگر چوپائے موت کا حال جانتے جیسے تم جانتے ہو تو تم کو چربی دار عمدہ گوشت کھانا نصیب نہ ہوتا کیونکہ جانور موت کے غم سے لاغر رہتے اور ان میں کوئی موٹا نہ ہوتا۔

غرض گائے (جسم) کو ذبح کرنا طریق (معرفت) کی شرط ہے تاکہ جان اسکی دم کے کوڑے کی چوٹ سے جوش میں آجائے جس طرح مقتول گائے کی دم چھونے سے زندہ ہوگیا تھا پس اپنے نفس کی گائے کو جلدی ذبح کرو تاکہ تمہاری روح جو ابھی کمزور ہے مخالف طاقت کے فنا ہونے سے طاقت پکڑے زندہ اور باہوش ہوجائے۔

کوئی بیل ہی بچھڑے کو خدا کہے تو کہے کوئی دانشمند ایسا نہیں کہہ سکتا جیسا خریدار ہوگا مال بھی اسی کے لائق ہوگا گوشت خر دندان سگ (فارسی کے پرانے مقولے کے مطابق) گدھے کا گوشت کتے کے دانتوں میں۔

میں کوئی گائے تو نہیں ہوں کہ بچھڑا میرا طالب ہو میں کانٹا نہیں کہ کوئی اونٹ مجھے چرنے لگے

اگر تم کر یدو گے تو جسم کے بیل سے ہاتھ دھو رکھو کیونکہ

شیر طبع بزرگ بیل کو پھاڑ ڈالتا ہے وہ بیل کی سی بے وقوفانہ طبیعت
تم سے دور کر دے گا۔ پہلے اگر تم بیل تھے تو اسکی صحبت میں شیر بن
جاؤ گے اگر تم بیل رہ کر خوش ہو تو پھر اس بزرگ سے الگ رہو
اور شیر بننے کے طالب نہ ہو

اس شاہ مصر نے خواب میں دیکھا کہ جب غیب کا دروازہ کشادہ ہوا
کہ سات کے سات موٹی اور خوب پلی ہوئی گائیں کو سات دبلی گائیں کھا گئیں
وہ لاغر گائیں باطن میں شیر تھیں۔ ورنہ موٹی گائیں کھا نہیں سکتی تھیں
اگر تم اس روح کو جو تمہارے جسم میں مہمان ہے اپنے گاؤ تن کی قربانی کر کے
دعوت نہ کھلاؤ گے بلکہ اسکو بھوکا رکھو گے تم نرے احمق ہو۔ اس گاؤ
جسم کو کب تک پالتے رہو گے آخر وہ ایک دن کیڑے مکوڑوں کا
لقمہ ہو جائے گا۔

بیل کا رنگ دیکھنا ہو تو باہر سے دیکھو اور سرخ اور زرد آدمی کا
رنگ ظاہر سے نہیں بلکہ باطن سے دیکھو گائے اور بیل کا ظاہر و باطن ایک
جیسا ہے مگر انسان کے ظاہر کی اتنی اہمیت نہیں جتنی باطن کی ہے۔

بیل صبح سے شام تک سارے جنگل کو چر جاتا ہے حتیٰ کہ موٹا اور
بھاری بھرکم اور ممتاز ہو جاتا ہے پھر رات کو اسی فکر کے سبب سے
کہ کل میں کیا کھاؤں گا غم کے مارے دبلا ہو جائے گا۔ صبح جنگل کو ہرا
بھرا دیکھ کر اسکو جوع البقر (بیل کی بھوک کی بیماری یعنی بہت زیادہ
کھانا) کی بیماری ہو جاتی ہے۔ اس بیماری میں پیٹ میں بھر جانے

کے باوجود تمام جسم پر بھوک کی سی حالت طاری رہتی ہے یعنی شد
بھوک اور کمزوری شام تک وہ سب چر جاتا ہے" یہاں تک
اور بڑا ہو جاتا ہے اس کا جسم چربی اور طاقت سے بھر جاتا ہے
پھر رات کو بھوک کے خوف سے لاغر ہو جاتا ہے وہ بر
اسی خوف میں مبتلا چلا آتا ہے۔ وہ احمق اتنا نہیں سوچتا کہ میں
سے بلاناغہ اس سبزہ زار اور اس باغ سے چرتا رہتا ہوں۔ اس
میں کسی دن بھی میری روزی میں کمی نہیں آئی پھر یہ خوف غم اور
مجھے کیوں لاحق ہے۔

ہمارا نفس ایک بیل کی طرح ہے جو روٹی کے خوف میں مبتلا
اور یہ جنگل دنیا کے مشابہ ہے۔

اس احمق سے کوئی اتنا کہہ دے تو نے برسوں رزق کھایا کبھی
خوراک میں کمی نہیں آئی۔ آئندہ کی فکر کو چھوڑ۔ سابقہ حصول روزی کو دیکھ
کائنات کا روزی رساں اللہ ہے اس نے ہی ساری مخلوق کے لیے رزق
زمین کے اوپر پہاڑ اور سمندر میں۔ ہوا میں سب کے لیے روزی پھیلا
کا انتظام کیا ہے۔

جنگلی گائے۔ کو برے

1982ء میں تھائی لینڈ کے ایک سائنسدان نے یہ اعلان کر کے دنیا کو
حیران کر دیا کہ جنگلی گائے موجود ہے جس کے متعلق یہ خیال تھا کہ و

ویت نام میں تین لڑائیوں کے دوران ختم ہوگئی۔ اس کا نام کوپر ے (KOUPREY) ہے اس کا بیل چھ فٹ اونچا اور اس کے سینگ دنیا میں تمام جانوروں سے لمبے اور وحشی ہوتے ہیں سوائے بھینس کے سینگوں سے یہ اپنے سینگوں سے زمین کھودتا ہے اور اس کا رنگ سیاہی مائل بھورا ہے ٹانگوں سے سفید اور چہرہ CHESTNUT رنگ کا ہوتا ہے اسکی چال تیندوے کی طرح ہوتی ہے نہ کہ مویشی کی طرح' یہ گھنے جنگلوں میں رہتا ہے یہ عموماً گھاس پر گذارہ کرتا ہے لیکن اسکو جنگل اس لیے چاہیئے وہ تیز دھوپ اور شکاریوں سے اپنے آپ کو بچا سکے۔

مادہ کا رنگ زیادہ تر سلیٹی ہوتا ہے اور اندر کے حصے سلیٹی مائل اس کا رنگ درختوں گھاس پھوس اور جھاڑیوں کی مانند ہوتا ہے۔ اگر وہ ساکت کھڑی رہے تو وہ بالکل نظر نہ آئے

ویت نام میں جھگڑے شروع ہونے سے پہلے یہ تقریباً بیس گایوں اور بیلوں پر مشتمل تھا یہ مختلف چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہوجاتا ہے تاکہ ایک جگہ سے زیادہ گھاس نہ کھا جائیں کبھی کبھی یہ بھینسوں اور دوسرے مویشی کے ساتھ بھی دیکھے گئے۔

نر مادہ ملاپ اپریل کے مہینہ میں ہوتا ہے اور بچھڑے بچھیری دسمبر کے مہینہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ جب گائے بچہ دیتی ہے تو وہ اپنے ریوڑ سے علیحدہ ہوجاتی ہے اور کئی ہفتہ تک علیحدہ رہتی ہے۔

1982ء میں یہ تھائی لینڈ کے شمال مشرقی صوبہ Sisaket میں

نظر آئی۔ یہ علاقہ کمپوچیا کے قریب اور بارودی سرنگوں سے بھرا ہوا ہے
اس کے پکڑنے کی کوشش ناکام ہو گئی، تھائی لینڈ کے چاک چائی فارم میں
کوپرے کی نسل کشی کی جا رہی ہے کمپوچیا میں اس کا قومی جانور تسلیم کیا
ہے اور شہزادہ سہانوک نے اپنے گلاب کے باغ میں ایک کوپرے
رکھا ہوا ہے۔

کمپوچیا اور تھائی لینڈ کے آثار قدیمہ میں کوپرے کو مذہبی تقدس
حاصل ہے۔

کوپرے کے مجسمے مندروں میں اور آثار قدیمہ میں پائے جاتے ہیں
1937ء میں فرانس نے ایک کوپرے کو سیگون سے حاصل کیا اور پیرس
عجائب خانہ میں رکھا گیا اور اس کو اس صدی کا تیسرا بڑا جانور تسلیم کیا
گیا جو مغربی دنیا کو ملا۔

سمندری گائے

آسٹریلیا کے مغربی ساحل پر پائی جاتی ہے یہ اور دو ناموں سے بھی
موسوم ہے جل پری (Mermaid of the sea) اور ڈوگانگ
Dugong وہ ہماری طرح سانس لیتی ہے اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے
لیکن وہ ساری زندگی سمندر میں ہی رہتی ہے وہ شرمیلی اور تنہائی پسند جانور
ہے وہ تیز کشتی نہیں دیکھ سکتیں۔ اس لیے وہ کشتیوں سے نہیں بلکہ ایسی
وہ تیز رفتار کشتیوں سے ٹکرا کر زخمی ہو سکتی ہے اور ختم بھی ہو سکتی ہے

نسان کے ایک گز قریب تک آجاتی ہیں اور معلومات حاصل کرنے کے بعد ٹیڑھی
ی طرح بھاگ جاتی ہے
ڈوگانگ اور مناتی Manatee سبزی خور ہیں جبکہ سیل
ن وہیل قطبی ریچھ گوشت خور ہیں ڈوگانگ صرف سمندری گھاس کھاتی
یہ مناتی سے مختلف ہے یعنی مناتی کی دم بہت بڑی گول پیڈل کی شکل
وتی ہے جبکہ ڈوگانگ کی دم ہلال شکل ایک پلیٹ سی ہوتی ہے اور
سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ڈوگانگ بڑی سیل مچھلی اور چھوٹی وہیل کی مخلوط
ے ہے۔
گذشتہ صدی سے اب تک ڈوگانگ بحر ہند اور بحر الکاہل میں پائی
ہے یعنی افریقہ کے مشرقی ساحل، بحر احمر، بھارت کے ساحل کے قریب،
ی لنکا، نیو گنی، خلیج فارس اور آسٹریلیا کے مغربی ساحل پر ملتی ہے۔ ایران
ق جنگ کے دوران بہت سا تیل بہہ گیا تو پچاس ڈوگانگ ساحل پر مردہ پڑی
ائیں یہ خلیج فارس کی ڈوگانگ کی آبادی کا بڑا حصہ سمجھنا چاہیے۔
اہل یورپ کو ۱۷ویں صدی میں یہ ملی، یہ اب تک مشرق وسطیٰ اور
رق بعید کے لوگوں کے علم میں ہے ایک زمانہ میں شمالی آسٹریلیا کے ساحل کے
سا ڈوگانگ کے ۳ میل لمبے اور ۵۰۰ فٹ چوڑے گروہ نظر آجاتے تھے
ا زیادہ شکار ہونے کی وجہ سے اب اتنی تعداد میں نظر نہیں آتیں۔ اس کا
شت مزیدار ہوتا ہے اور بچھیا کے گوشت جیسا ہوتا ہے۔ دیگر استعمال
یں۔

۱۔ سری لنکا میں مختلف مذہبی تقریبات میں استعمال کیا جاتا ہے

2۔ سری لنکا کے مسلمان اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں

3۔ دگانگ کو پکڑنا اور مارنا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

4۔ دگانگ کے دانتوں کے نیکلس بنائے جاتے ہیں اور جادوئی اثرات کے حامل سمجھا جاتا ہے۔

5۔ لیکن کچھ لوگ ان کو کاٹ کر چھیل کر سگریٹ ہولڈر بناتے ہیں اس ہولڈر کے ذریعے سگریٹ پینا جنسی (Sex) اعتبار سے طاقتور بناتا ہے

6۔ سمندری بیل کے عضو تناسل کو خشک کرکے پیسا جاتا ہے یہ لطور کے استعمال کیا جاتا ہے جو جنسی ہیجان برپا کرتی ہے اسکی بہت مانگ ہے

7۔ اس کے سر کے قریب کی چربی سر کا درد دور کرنے کے لیئے استعمال ہوتی ہے۔

8۔ اس کے ہونٹوں کا تیل جلاب کے لیے استعمال ہوتا ہے

9۔ اس کے آنسو بھی اکھٹے کیئے جاتے ہیں اور فروخت کیئے جاتے ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ ایسی روئی جس میں اسکے آنسو جذب ہوں اگر کوئی مرد ایسی روئی لیکر کسی عورت کے پاس جائے تو اسکو کامیابی دولت اور خوشی ملتی ملتی ہے۔ یہ عقیدے کہاں تک صحیح ہیں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

10۔ اسکی ہڈیوں سے تارکول بنایا جاتا ہے

11۔ گابھن سمندری گائے صرف ایک بچھڑا پیدا کرتی ہے جو عموماً ماں کے ساتھ رہتا ہے اور اسکی پیٹھ پہ بیٹھا رہتا ہے وہ زیادہ

ڈیڑھ سال تک ماں کی رفاقت میں رہتا ہے پھر بڑا ہو کر بڑوں کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے

12۔ سمندری گائیں اور بیل ایک دوسرے سے منہ ملاتے ہیں یعنی پیار کرتے ہیں جو Courtship یا دوستی کا اظہار سمجھنا چاہیئے۔

دگانگ کی طرح ایک اور گائے بھی شمال بحرالکاہل میں ہوتی تھی جس کا گوشت بہت مزیدار ہوتا تھا۔ لوگوں نے اس کو بے تحاشہ کھایا اور اب وہ ناپید ہے اس کا نام (Steller sea cow) اسٹیلر کی سمندری گائے ہے 19[illegible]3ء میں اس کا ایک ڈھانچہ روسی جزیرہ واقع بحرالکاہل میں ملا تھا۔

14۔ اسکی کھال کشتیوں کے نیچے لگائی جاتی ہے جو مضبوط شمار کی جاتی ہے۔

اب تک سمندری گائے/بیل کے یہ فوائد منظرِ عام پر آئے ہیں اور بھی فوائد ہوں گے جن پر تحقیق کی ضرورت ہے۔

دریائی بیل

دریائی بیل کی عادت ہے کہ رات کے وقت دریا سے گوہر شب چراغ نکال لاتا ہے پھر ان کو سبزہ زار میں رکھ دیتا ہے اور اس کے ارد گرد چرتا ہے وہ آبی بیل گوہر کی روشنی میں جلدی جلدی سنبل اور سوسن وغیرہ چرتا ہے اسی لیے آبی بیل کا فضلہ (گوبر) عنبر ہے کیونکہ اسکی غذا

نرگس دنیلوفر ہے یہ پہلے کے خیال کے مطابق تھا۔ اب جدید تحقیق نے یہ بات ثابت کی ہے کہ عنبر وہیل مچھلی کے پیٹ سے نکلتا ہے
دریائی بیل گوہر کی روشنی میں چرتا ہے تو اچانک گوہر سے دور چلا جاتا ہے ایک جواہرات کا تاجر اس گوہر کو کالا کیچڑ تھوپ دیتا ہے یہاں تک کہ چراگاہ تاریک ہو جاتی ہے وہ تاجر درخت پر چڑھ جاتا ہے اور اندھیرے میں بیل سخت نوکیلے سینگ کے ساتھ مرد کو ڈھونڈتا ہے وہ بیل کئی بار چراگاہ کے گرد چکر لگاتا ہے تاکہ مخالف کو جس نے گوہر کو چھپا دیا ہے اپنے سینگ سے مار ڈالے۔ جب بیل نا امید ہو جاتا ہے تو اس جگہ واپس آ جاتا ہے جہاں وہ رکھا تھا۔ پس اس موتی کو جو بادشاہ کے لائق ہے کیچڑ میں پڑا دیکھتا ہے تو وہ ابلیس کی طرح کیچڑ سے بھاگتا ہے کیونکہ جس طرح ابلیس انسان خاکی کے باطن سے اندھا اور برا تھا اسی طرح دریائی بیل کیا جانے کہ گارے کے اندر موتی ہے۔

جس طرح گوہر شب چراغ کو جوہری جانتا ہے لیکن بیل نہیں اسی طرح باکمال روح کے گوہر کو اہل دل جانتے ہیں ہر مٹی کو کھودنے والا نہیں جانتا۔

پتھر کا گھوڑا اور پتھر کا بیل مشرکوں کے شرک میں مبتلا ہونے کے سبب سے اللہ کی تدبیر خفی سے ان کے مندروں میں پجنے لگتا ہے کافروں کے نزدیک بت کا ثانی نہیں ہوتا حالانکہ بت میں نہ ظاہری عظمت ہے اور نہ کوئی روحانی صفت۔

اسی طرح جسم کے بیل کے اندر ایک شہزادہ مقید ہے۔ خزانہ ویرانہ میں گڑا ہوا ہے یہ بھی اجتماع ضدین کی مثال ہے کہاں بیل کا جسم کا قیدخانہ اور کہاں ایک شہزادہ عالی قدر۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب یہی جسم علم اور کردار کا پیکر بنتا ہے تو یہ بیل جیسا جسم ایک عالی وقار ہستی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

جب تک بنی اسرائیل کے دل سے گوسالۂ سامری کا خیال نہیں گیا
اس وقت تک وادی تیہ ان کے لیے ایک سخت بھنور کی مانند مصیبت خیز رہی وہ چالیس سال تک تیہ کی گرمی میں سرگرداں رہے

تو کھانے پینے کی لالچ میں بیل کی سی طبیعت والا ہے اس لیے
گوسالۂ لذات کی دھن میں تیرے دل سے حق تعالیٰ کے بڑے احسان جاتے رہے

گائے بھینس

شاہ لطیف

گائیں بھینس ہوئی تر و تازہ
اور بچھڑے بھی اب توانا ہیں

بھینس اور گھوڑے میرے دوپہر ہوں
عیش و آرام سب میسر ہوں

تر و تازہ ہیں آج کل بھینیں
اور گھر گھر ہے دودھ کی بہتات

میرے پیارے نہ بیچ بھینس کوئی
خوبصورت یہ پورا گلہ ہے

بھیڑیں

اور یہ بھیڑیں لحیم ہوں کہ نحیف
تجھ کو سب کا خیال رکھنا ہے

چوپائے

موسلا دھار بارشیں لائیں
مستی کیف و رنگ رعنا
کتنے خوش ہو رہے ہیں چوپائے
دیکھ کر سبزہ زار صحرا

بکریاں:

کسی عقلمند کو یہ بات پسند نہ آئے گی
کہ چرواہا سویا ہوا اور بھیڑیا بکریوں میں ہو

وہ ہنسا اور بولا سو بکریوں کے بد...
قید سے چھٹکارا ٹوٹے کی بات نہیں ہے

سو نہیں بیس ہزار بکریاں بھی
دوست کا چہرہ نہ دیکھنے کے بدلے میں نہیں چاہیں

بھاگ کر ہرن اور پہاڑی بکری کے پکڑنے کے ل...
قبیلہ کے بکریوں کی دولتیاں کھانا ...

"بکری"

ایک حدیث میں ہے کہ ایک اصحابی نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اس پر رحم آتا ہے" یا یہ کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے کہ بکری کو ذبح کروں۔ فرمایا۔ "کہ اگر تم بکری پر رحم کرتے ہو تو خدا تم پر رحم کرے گا"

یہی وجہ ہے کہ دانت سے کاٹ کر یا ناخن سے خراش دے کر جانوروں کے ذبح کرنے کی ممانعت فرمائی کیونکہ اس سے جانوروں کو تکلیف ہوتی ہے کنکر پتھر یا غلیل چلانے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا کہ "اس سے نہ شکار ہوسکتا ہے نہ دشمن شکست کھا سکتا ہے البتہ اس سے دانت ٹوٹ سکتا ہے اور آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت جانوروں اور پرندوں کو جسمانی صدمہ پہنچانا جائز نہیں ہے۔ جانوروں کے ساتھ جو بے رحمیاں کی جاتی تھیں اس کا اصل سبب یہ تھا کہ اہل عرب کو یہ معلوم نہ تھا کہ جانوروں کو دکھ درد پہنچانا گناہ کا کام ہے اسلیے رسول اللہؐ نے اہل عرب کو بتایا کہ جس طرح انسانوں کی ایذا رسانی ایک شرعی جرم ہے اسی طرح جانوروں کی ایذا رسانی بھی ایک مذہبی جرم ہے

"بکرا"

خاندان شریفی کے اطبا یہ جانتے تھے کہ تبھگر کی بیماری لبلبہ کی خرابی سے ہوتی ہے اسلیے وہ مریض کی غذا میں بکرے کا لبلبہ شامل کرتے

تے ہیں ان کا خیال تھا کہ جسم کے جس حصے میں بیماری ہو تو مریض کو بکرے
وہی حصہ کھلایا جائے اسی مفروضہ کی بنا پر ذیابیطس کے مریضوں کو لبلبہ
کھلایا جاتا رہا ہے۔ آجکل کے بعض ڈاکٹر اس طریقہ پر معترض ہیں حالا
یہ ایک طبی حقیقت ہے کہ خون کی کمی اور جگر میں خرابی کے مریضوں کو اگر بکرے
کی کلیجی کھلائی جائے تو فائدہ ہوتا ہے نبی ﷺ نے عرق النساء (Sciatica)
کے مریضوں کو بکرے کے پشت کے گوشت کی یخنی تجویز فرمائی اور ہم یہ ن
عرق النساء اور ریڑھ کی ہڈی کے جملہ مسائل کے لیے پچھلے پندرہ سالوں سے نہا
کامیابی سے استعمال کر رہے ہیں۔

"گوشت"

طب مرّوجہ میں گوشت کی یخنی یا باریک کر کے مصالحوں کے بغ
جائے خون کی کمی کے لیے فولاد کے مرکبات کی جگہ ہڈیوں کی یخنی دے
فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔
جگر کی بیماریوں مثلاً یرقان وغیرہ میں مچھلی اور مرغی کا گوشت
مفید ہے۔ کریم نکلا دودھ اور دہی دیئے جا سکتے ہیں۔

"گائے کا دودھ"

گائے کے دودھ میں تقریباً 12 فیصد ٹھوس مادہ ہوتا ہے جو
شامل ہوتا ہے مکھن کا روغن جو دودھ کا 4 فیصد ہوتا ہے دودھ

صفت عمر اور دودھ نکالنے کی رفتار کیساتھ تبدیل ہو جاتی ہے۔ بحیثیت مجموعی گائے کی عمر کے ساتھ دودھ کا گاڑھاپن سب سے کم ہوتا ہے جب وہ دودھ زیادہ دیتی ہے اور گاڑھاپن زیادہ ہو جاتا ہے جب وہ دودھ دینا بند کرتی ہے البتہ دودھ کی پیداوار اچھی غذا پر منحصر ہوتی ہے۔

LAC VACCINUM

گائے کے دودھ سے تیار کی جاتی ہے۔ دردِ سر (صفراوی کیفیت اور قبض (جو دودھ کے استعمال سے متعلق ہیں) کے سلسلے میں دی جاتی ہے اس کے علاوہ پیشاب کی زیادتی، ... کا درد، متعفن ریاح کا اخراج ذیابیطس کے لیے بہت مفید ہے نمبر ۲۰۰ اور اونچی طاقتیں استعمال کرائی جائیں۔

LAC VACCINUM DEFLORATUM

مکھن نکلے ہوئے گائے کے دودھ سے دوا تیار کی جاتی ہے ڈنکن نے اس دوا سے ذیابیطس اور ورم گردہ کی تکلیفوں میں کافی شہرت حاصل کی۔ ڈاکٹر سوان نے اس دوا کی آزمائش نیویارک میں ایک عورت پر کی جس کو دردِ سر متلی قبض کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر ہیرنگ نے بھی اس دوا کو آزمایا ہے علاوہ ازیں حیض کی بے قاعدگی، شدید پیاس، لاغر ہونا، دردوں کے سلسلہ میں بھی مفید ہے۔

طب یونانی: **گائے کا گوشت**، سرد خشک ہوتا ہے دیر ہضم ہوتا ہے دیر میں نیچے کی طرف جاتا ہے سوداوی خون پیدا کرتا ہے بڑے جفاکش اور محنتی لوگوں کے لیے مناسب ہوتا ہے اسکو ہمیشہ استعمال کرنے سے سوداوی امراض جیسے برص، خارش داد، جذام، فیل پا، کینسر اس کے مضر اثرات کو مرچ سیاہ، لہسن دارچینی اور سونٹھ وغیرہ سے دور کرے۔

سانڈ یعنی بیل کا گوشت بالخصوص برودت کمتر اور گائے میں خشکی کمتر ہوتی ہے بچھڑے کا گوشت بالخصوص جبکہ بچھڑا فربہ ہو نہایت معتدل لذید عمدہ اور پسندیدہ ہوتا ہے وہ گرم تر ہوتا ہے اور عمدہ طریقے سے جب ہضم ہوجائے تو اس کا شمار قوت بخش غذا میں ہوتا ہے۔

گائے کا گھی شہد کے ساتھ استعمال کرنے سے زہر سے نجات ملتی ہے سانپ کے ڈسنے اور بچھو کے ڈنک مارنے میں بھی نفع بخش ہے۔

اسکا گوشت نمکین اور رنگ گلابی و سیاہی مائل ہوتا ہے جلد ہضم ہوجاتا ہے اور سودا پیدا کرتا ہے پیشاب لاتا ہے سرد مزاج والوں کی باہ کو قوی کرتا ہے اس کا سینگ جلایا ہوا ہمراہ کتیرا کے خون بہنے اور رطوبتی خون اور سیلان الرحم کے لیے فائدہ مند ہے۔

گائے کا گوشت قدرے بودار گلابی و سرخ ہوتا ہے دیر ہضم اور ردی الکیموس ہے خون فاسد پیدا کرتا ہے۔ امراض سوداوی پیدا کرتا ہے۔ گٹھیا عرق النساء اور جوڑوں کے درد والوں کے لیے

ضر ہے۔ دماغ پر ردی بخارات چڑھاتا ہے اور ہونٹ پر ورم پیدا
رتا ہے مسوڑوں کے لیے نقصان دہ ہے، بادی ہوتا ہے، مضر
زات کو ختم کرنے کے لیے مرچ سیاہ اور دارچینی کا استعمال اشد
ضروری ہے ۔

علامہ کمال الدین دمیری کے ارشادات سے کچھ اقتباسات۔

"جب بل لوگوں کے گھروں میں آجائے گا" تو وہ فساد اور تابع ہو

گھوڑوں کی پیشانیوں میں عزت اور گایوں کی دموں میں ذلت

گائے بیل طاقت ور نفع بخش جانور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں

انسانوں کے تابع اور فرماں بردار بنا کر پیدا کیا ہے درندوں کی طرح انہیں

مدافعت وغیرہ کے لیے) ہتھیار نہیں دیئے گئے اس لیے یہ جانور انسان کے زیر

رہتا ہے، چنانچہ انسان ہی گائے بیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دلاتا ہے ان

ہونے والے مضرات ونقصانات کو دور کرتا ہے اگر ان جانوروں میں

کے قبیل کی کوئی چیز پیدا کر دی جاتی تو پھر یہ انسان کے تابع نہ رہتے اور

انسان کے لیے قابو میں کرنا دشوار ہو جاتا ہے سینگ کے بیل کا ہتھیار اس

سر میں رہتا ہے۔ چنانچہ وہ سر کو سینگ کی جگہ استعمال کرتا ہے جب

بچھڑے سینگ نکلنے سے پہلے اپنے سروں کو طبعی طور پر مارتے ہیں گا

چند قسمیں ہوتی ہیں اس کی ایک قسم جاموس (بھینس) کہلاتی ہے۔ یہ

زیادہ دودھ دیتی ہے۔ اس کا جسم بڑا ہوتا ہے تمام جانوروں میں یہ

بات ہے کہ مادہ کی آواز بہ نسبت نر کے زیادہ باریک اور پتلی ہوتی ہے

لیکن یہ گائے میں نہیں ہوتی بلکہ گائے کی آواز زیادہ بلند ہوتی ہے

علاقہ میں ایک گائے ہوتی ہے۔ جسے بقر الحیس کہتے ہیں اسکی گردن اور

سینگ گھریلو گائیوں کی طرح ہوتی ہے لیکن وہ دودھ بہت زیادہ دیتی

ہے ایک مرتبہ جلال الدولہ نے کوفہ کے راستے میں اتنی زیادہ نیل گاوں

کاشتکار کیا کہ ان سے سرخ رنگ کی گایوں کے کھروں اور ہرنوں کے سینگوں کا اس راستہ میں ایک مینار بنوایا۔

ابن خلقان لکھتے ہیں کہ وہ مینار آج تک موجود ہے اور اس کا نام منارۃ القرون (سینگوں والا منارہ) ہے

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے کہا گیا کہ اپنے پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو خدا کی راہ میں قربان کر دیجئے۔ تو آپ فوراً تعمیل کے لیے پیشانی پکڑ کر ذبح کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا کہ تم ایک گائے ذبح کرو، چنانچہ انہوں نے گائے ذبح کرنے میں ردو قدح اور ٹال مٹول کی۔

اہل عرب قحط سالی اور پرآشوب حالات میں جب باران رحمت کے خواہشمند ہوتے تو گائے کی دم میں آگ باندھ کر چھوڑ دیتے تھے ان سے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اس عمل سے خدا کو رحم آجاتا ہے۔ اور باران رحمت سے نوازتا ہے۔

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک گائے تھی وہ دودھ میں پانی ملا کر فروخت کرتا تھا کچھ دنوں کے بعد ایک سیلاب آیا جس میں گائے ڈوب گئی۔ لڑکے نے ابا جان سے کہا ہم جو دودھ میں پانی ملا کر فروخت کرتے تھے وہ پانی روز بروز اکٹھا ہوتا رہا یہاں تک کہ ایک دن سیلاب بنکر اس نے گائے کو غرق کر دیا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک گائے شراب میں

چھوٹ کر چلی گئی۔ چنانچہ اس نے شراب پی لی۔ اس کے بعد لوگوں نے اسے ذبح کر دیا پھر وہ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اسے تم کھا جاؤ یا فرمایا کہ اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

گائے کا دودھ اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔ چنانچہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ گائے کی چربی اور دودھ شفا بخش ہے اور گوشت بیمار کن ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے کا دودھ شفا بخش ہے اس کا گھی علاج ہے اور گوشت بیماری ہے

نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جو بھی بیماری اتاری ہے اس میں سے ہر ایک کا علاج بھی نازل فرمایا ہے جو اس سے ناواقف ہو ناواقف رہے اور جو جانتا ہو وہ جانتا رہے گائے کا دودھ ہر بیمار کے لیے شفا بخش ہے تم گائے کا دودھ پیا کرو اس لیے کہ وہ ہر درخت پر منہ مارتی ہے۔

گائے بیل کی چربی کو سُرخ (رڑتال) میں ملا کر گھر میں دھونی دی جائے تو اس سے سانپ، بچھو اور کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔

گائے بیل کی چربی اگر کسی برتن میں مل دی جائے تو اس میں مچھر جمع ہو جاتے ہیں گائے بیل کے سینگ کو باریک پیس کر پینے

ے شہوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ گائے بیل کا خون بہتے ہوئے خون
بند کر دیتا ہے۔

گائے بیل کے پت کو ما، کراث میں ملا کر لگانے سے بواسیر سے
عامرا اور درد میں راحت ملتی ہے۔ اسی طرح ان کے پت کو جھائیوں اور
ہ داغوں میں لگانا مفید ہے اگران کے پت کو شہد میں ملا کر بطور سرمہ
تعمال کریں تو آنکھوں کی بینائی میں اضافہ ہو جاتا ہے گائے بیل کے پت کو
رون شہد اور تخم حنظل میں ملا کر مقعد میں لگانا نفع بخش ہے۔

ارسطو نے لکھا ہے کہ سیاہ رنگ کی گائے کا پت آنکھوں میں بطور
سرمہ استعمال کرنا بینائی میں اضافہ کرتا ہے

حکیم کیماس نے لکھا ہے کہ اگر گائے کی آنکھ پھوٹ جائے یا باہر
نکل آئے تو اسکی آنکھ کے پانی سے کسی کاغذ پر کچھ لکھیں تو وہ دن میں تو نہ پڑھا
جائے گا لیکن رات میں پڑھا جا سکتا ہے۔

گائے کے بالوں کو جلا کر پی لیا جائے تو دانتوں کے درد کے لیے
نفع بخش ہے اسی طرح اسکے بالوں کو جلا کر سکنجبین میں ملا کر پینے سے
زائل ہو جاتی ہے اسی طرح جلائے ہوئے بالوں کو شہد میں ملا کر
نوش کرلیں تو پیٹ سے حب القرع نکل جاتا ہے

یونس نے لکھا ہے اگر ثوآکیل کو گائے بیل کے گوبر کے ساتھ
کھائیں تو وہ بکھر جائیں گی اور کھانے والا اسی وقت تندرست ہو جائے گا
اور اگر اسے کسی سخت ورم شدہ عضو پر ملا جائے تو اسے نرم کر دے گا۔

اور اگر کسی جگہ چیونٹیوں کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو وہاں اسکی دھونی دینے سے چیونٹیاں نہیں نکلتی ہیں اگر پیر کے جوڑوں کے آماس پر اسے لگایا جائے تو جلد شفا حاصل ہوگی اگر کسی حاملہ عورت کو بوقت درد زہ اسکی دھونی دی جائے تو ولادت میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مردہ ہو یا زندہ بچہ سہولت سے ہو جاتی ہے اور اسکی جھلی بھی باآسانی نکل آتی ہے اگر کسی گھر میں اس کی دھونی دی جائے تو گھر کے زہریلے کیڑے بھاگ جاتے ہیں اگر کسی جلے ہوئے شخص کو لگایا جائے اور اسکی ناک میں پھونک دیا جائے تو نکسیر کا خون ہو جائے گا جسم میں اگر کانٹا یا نیزہ چبھا ہوا ہو تو اسے جسم پر بار بار مل کر اتنی دیر چھوڑ دیں تو وہ خشک ہو جائے تو وہ باآسانی نکل جاتا ہے۔

ہرمس کہتے ہیں کہ عرق گلاب کو اگر بدکے ہوئے بیل کے ناک پر مل دیں تو وہ ٹھنڈا اور مدہوش ہو جاتا ہے۔

نیل گائے:

نیل گائے چار قسم کی ہوتی ہے۔

(۱) الحمبا (۲) ایل (3) یحمور (4) تیتل۔

ان میں کی ہر قسم گرمی میں پانی مل جانے پر خوب پیتی ہے اور جب پانی نہیں ملتا تو صبر کرتی ہے اور ہوا کھانے پر قناعت کر لیتی ہے۔

نیل گائے کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ اسکی سینگیں ٹھوس ہوتی ہیں ورنہ تمام جانوروں کی سینگیں کھوکھلی ہوتی ہیں۔ نیل گائے گھریلو بکری کے مشابہ ہوتی ہے اس کی سینگیں اس قدر سخت ہوتی ہیں کہ نیل گائے ا

سینگوں کی مدد سے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو شکاری کتوں اور رات میں آنے والے درندوں سے حفاظت کرتی ہے نیل گائے اور اسکی تمام قسموں کا گوشت بالاتفاق تمام آئمہ کے نزدیک جائز ہے اسلئے کہ یہ پاکیزہ اور طیب چیزوں میں سے ہے جس کو فالج ہوگیا ہو ان کے لیے نیل گائے کا گوشت کھانا مفید تر ہے۔ اگر کوئی اپنے ساتھ نیل گائے کے سینگ رکھتے تو اس سے درندے دور بھاگیں گے۔ اسی طرح کسی گھر میں نیل گائے کے سینگوں یا اسکی چرم یا کھروں کی دھونی دی جائے تو اس گھر سے سانپ بھاگ جاتے ہیں اگر کھروں کی درد آمیز مرطی ہوئی زبان میں چھڑک دی جائے تو زبان کا درد جاتا رہے گا۔ نیل گائے کے بالوں سے گھر کو دھونی دینے سے چوہے کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔

اگر کسی کو چوتھیا بخار آرہا ہو تو نیل گائے کے سینگوں کو جلا کر کھانے میں ملا دیا جائے تو کھانے کے بعد بخار جاتا رہے گا۔ اسکے سینگوں کو جلا کر مشروبات میں ملا کر پینا باہ میں قوت اعصاب میں مضبوطی اور شہوت میں اضافہ کا سبب ہوتا ہے اسی طرح اگر سینگوں کو جلا کر نکسیر زدہ کی ناک میں پھونک دیں تو خون بند ہو جاتا ہے اسی طرح نیل گائے کے سینگ دلیا کی راکھ سرکہ میں ملا کر سورج کی طرف منہ کر کے برص میں لگانا بے حد مفید ہے۔

سمندری گائے :

امام قزوینی کہتے ہیں کہ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ پانی سے ایک گائے نکلتی ہے جو باہر آکر چرتی ہے۔ سمندری گائے کا گوبر دماغ حواس

اور قلب کے لیے مفید ہے۔

بنی اسرائیل کی گائے:

بنی اسرائیل کی گائے کو ام قیس، ام عویف بھی کہتے ہیں یہ ایک دو سینگوں کا چھوٹا سا جانور ہے جو ریت میں رہتا ہے اگر تم کبھی اسے دیکھنا چاہو تو جہاں یہ رہتا ہے ایک جوں یا چھوٹی چیونٹی پھینک دو، چنانچہ یہ جانور فوراً نکل کر اسے پکڑے گا پھر جب یہ تمہارے ہاتھ آجائے تو اسکی پشت کو پھاڑ کر سلائی لگا دو پھر اسے وہ شخص تین مرتبہ بطور سرمہ استعمال کرے جسکی آنکھ میں سفیدی ہو تو وہ سفیدی ختم ہو جائے گی اور جس جگہ بال نہ اگ رہے ہوں تو اس جانور کو رگڑنے سے بال اُگ آتے ہیں۔

ثور:

ثور کے معنی پھاڑنے اور زمین جوتنے کے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کو ثور کہتے ہیں یہ زمین کو پھاڑتا اور اسے جوتتا ہے جیسا کہ بقرہ (گائے بیل) کو بقرہ اسی لیے کہتے ہیں کہ بقر کے معنی پھاڑنے کے ہیں اور وہ بھی زمین کو پھاڑتا اور جوتتا ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دیکھا: کہ دو بیل ایک رسی سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور ان سے کھیت جوتا جا رہا ہے۔ جب ان میں سے ایک رک کر اپنا جسم کھجلانے لگا تو دوسرا بھی رک گیا یہ دیکھکر حضرت ابو درداء رو پڑے اور فرمایا۔ یہ ہیں درحقیقت وہ دو بھائی جن کی اخوت محض اللہ کے لیے ہے ان میں سے اگر ایک رک جاتا ہے تو دوسرا بھی موافقت کرتا ہے۔

الجاموس:

بھینس انتہائی طاقتور اور قوی الجثہ جانور ہے شیر بھی اسکو دیکھ
کر خوف کھاتا ہے۔ اس کے باوجود مخلوق خدا میں سب سے زیادہ ڈرپوک
اور بزدل جانور ہے مچھر سے کچھ زیادہ ہی ڈرتی ہے اگر مچھر کاٹ لے تو
وہاں سے بھاگ کر پانی میں گھسنے کی کوشش کرتی ہے بھینس اپنے مالک
کے اشاروں کو خوب سمجھتی ہے اگر بلانے کا اشارہ کرے تو فوراً اس کے پاس
آجاتی ہے یہ اس کے شریف النسل اور ذکی الحس ہونے کی دلیل ہے اپنی جگہ سے
بہت زیادہ مانوس ہوجاتی ہے اور اپنی اور بچوں کی خاطر پوری پوری
رات نہیں سوتی۔ علامہ دمیری فرماتے ہیں کہ اس وقت کا منظر بڑا عجیب
ہوتا ہے۔ جب بہت ساری بھینس جنگل میں گول دائرہ بنالیتی ہیں اور ان
سب کی پشت ایک دوسرے کی پشت کی جانب رہتی ہے۔ بیچ میں بچے اور
گرداگرد کھڑے رہتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چہار دیواری
سے گھرا ہوا محفوظ شہر ہے اگر ان میں کا نر (بھینسا) آپس میں سینگوں کے
ذریعے زور آزمائی کرتے ہوئے شکست کھا جاتا ہے تو شکست خوردہ شرم
کی وجہ سے درختوں کے جھنڈ میں جا کر بیٹھ جاتا ہے اور وہاں سے اپنی احساس
کمتری کو دور کر کے نئی طاقت اور قوت کے ساتھ میدان میں آتا ہے اور اپنے
حریف پر حملہ کر دیتا ہے اور اس پر غالب آنے تک اسکو نہیں چھوڑتا
بھینس کی کھال کی دھونی دینے سے گھر کے تمام پسو ختم ہوجاتے ہیں۔ نیز
اس کا گوشت کھانے سے جوئیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اگر بھینس کی چربی

کو اندرونی نمک کے ساتھ ملا کر خارش زدہ کے جسم پہ یا داغدار چہرہ پر مل
جائے تو خارش اور داغ بالکل صاف ہو جائیں گے۔ اور اگر برص زدہ مر
کے مل دیا جائے تو برص سے بہت جلد نجات حاصل ہو جائے گی۔

الجلالة

نجاست کھانے والی گائے۔ اس جانور کو کہتے ہیں جو نجا
اور غلاظت میں رہتا ہو اور اسی کو کھاتا ہو۔

آنحضور ص نے جلالۃ کے گوشت اور اس کا دودھ پینے سے منع فر
اور اس بات سے منع فرمایا ہے کہ بوجھ لادا جائے اور نہ لوگ سوار
یہاں تک کہ اس کو گھر پر رکھ کر چالیس دن تک چارہ نہ کھلائیں۔

حضرت ثوبان رض سے مروی ہے کہ اہل جنت جب جنت میں دا
ہوں گے تو ان کے لیے جنت کا ایک ایسا بیل ذبح کیا جائے گا جو ج
اطراف میں چرا کرتا تھا اس کے علاوہ اہل جنت مچھلی کے جگر کا وہ چھو
ٹکڑا بھی کھایا کریں گے جو جگر کے پاس ہی ان کے ایک جانب ہوتا ہے۔

نبی کریم ص نے ارشاد فرمایا کہ سورج و چاند جہنم میں وحشت
بیل کی طرح ہوں گے۔

سیرت سعید بن جبیر میں ابو نعیم لکھتے ہیں کہ حضرت سعید نے
اللہ رب العزت نے آدم ع کے پاس ایک سرخ رنگ کا بیل اتارا جس سے
کرتے تھے اور اس مشقت سے اسکی پیشانی پر جو پسینہ آتا تھا پو
جاتے تھے اسی مشقت کا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ذکر کیا ہے

حضرت آدمؑ اکثر حوا سے کہا کرتے تھے کہ تو نے ہی میرے ساتھ یہ معاملہ کیا
ہر شخص اپنی طاقت کے بقدر سعی و کوشش کرتا ہے جس طرح کہ بیل اپنے
سینگوں سے اپنے ناک کی حفاظت کرتا یعنی اپنی حفاظت آپ کرتا ہے۔

اسی طرح سے جس شخص کا سوتے میں پیشاب نکل جانے کا عارضہ
لاحق ہو اس کو بیل کا مثانہ خشک کر کے پیس کر سرکہ کے ساتھ ملا کر
پلانے سے انشاء اللہ یہ بیماری بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ اور بستر پہ
پیشاب نکلنا بند ہو جائے گا۔ نیز ایسے شخص کے لیے ٹھنڈے پانی کا
استعمال بھی مفید ہے۔

علامہ دمیری فرماتے ہیں کہ بیل کی ایک عجیب و غریب خصلت
ہے کہ اگر تھک کر کھڑا ہو جائے تو اس کے خصیتین پکڑ کر بھینچنے سے
اس میں ایک قسم کا نشاط پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت
تیز چلنے لگتا ہے۔

اَلْعِجْلُ (گوسالہ بچھڑا)

بنی اسرائیل نے گوسالہ کی پرستش کل ۴۰ یوم کی تھی جس کی
پاداش میں وہ ۴۰ سال تک میدان تیہ میں مبتلائے عذاب رہے اللہ تعالیٰ
نے ایک یوم کے مقابلے میں ایک سال ان کی سزا کے لیئے تجویز فرمایا
اس طرح چالیس سال قرار دیئے گئے۔ حجت الاسلام امام غزالی کا قول
ہے قوم موسیٰ یعنی بنی اسرائیل کے گوسالہ کی ساخت سونے اور چاندی
کے زیورات کی تھی۔ گوسالہ پرستی کا ظہور ہوا جس کا بانی سامری تھا

یہ شخص اس قوم سے تھا جو گائے کی پرستش کیا کرتی تھی۔ اگرچہ سامری
بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن اس کے دل میں گائے کی محبت قدرے قلیل جاں
گزیں تھی پس اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے ان کو آزمائش میں ڈالا چنانچہ
سامری نے جس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا بنی اسرائیل سے کہا کہ سونے چاندی
کا جسقدر زیور تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ چنانچہ سب نے اپنے اپنے
زیور لاکر اس کے سامنے جمع کر دیئے۔ سامری نے ان تمام زیورات کو پگھلا کر
بچھڑے کا ایک قالب ڈھال لیا جس میں آواز تھی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام
کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے ایک مٹھی خاک جو اس نے دریا عبور کرتے
وقت اٹھالی تھی اس بچھڑے کے اندر ڈال دی جس سے اس کے اندر
گوشت پوست پیدا ہو گیا۔ اور وہ بچھڑے کی طرح بولنے لگا۔ مذکورہ قول
قتادہ، ابن عباس، حسن اور اکثر علماء تفسیر کا ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ
تفسیر بغوی وغیرہ میں مذکور ہے بعض کا قول ہے کہ گوسالہ محض سونے کا
ایک قالب تھا اور اس میں روح نہیں تھی۔ البتہ اس سے ایک آواز آتی تھی
بعض کا قول ہے کہ گوسالہ ایک مرتبہ بولا تھا اور جب یہ بولا تھا۔ تو پوری قوم
اللہ کو چھوڑ کر اسکی عبادت میں لگ گئی اور وہ وجد و سرور میں اس کے
اردگرد رقص کرنے لگے۔ بعض کہتے ہیں کہ گوسالہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ کثرت
سے بولتا رہتا تھا اور جب یہ بولتا تھا تو لوگ اسکو سجدہ کرتے تھے
اور جب یہ خاموش ہو جاتا تو لوگ سجدہ سے سر اٹھا لیتے تھے، وہب
فرماتے ہیں کہ گوسالہ سے آواز تو آتی تھی مگر اس میں حرکت نہیں تھی۔ سدی

دل ہے کہ گو سالہ بولتا اور چلتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا ذکر
تے ہوئے ارشاد فرمایا " ایک فربہ تلا ہوا بچھڑا لائے"

حضرت ابراہیمؑ بے حد مہمان نواز تھے۔ چنانچہ آپ نے مہمانوں
لیے ایک جائیداد وقف کر رکھی تھی اس سے آپ بلا امتیاز قوم و
ن کے لوگوں کی ضیافت کرتے تھے عون بن شداد کا قول ہے کہ جب
نوں نے جو دراصل فرشتے تھے کھانے سے دست کشی کی تو حضرت
یئل ؑ نے اس بچھڑے کو بازوؤں سے مس کر دیا جس سے وہ بچھڑا زندہ
یا اور اپنی ماں سے جا ملا۔

علامہ دمیری کی رائے یہ ہے کہ طرطوشی کا جواب یہ نہیں تھا کہ بلکہ
کا جواب یہ تھا کہ صوفیا کا مسلک غلط جہالت وضلالت ہے اسلام
ف کتاب وسنت رسول اللہ کا نام ہے اور ناچنا وجد کرنا کفار اور
الہ پرستوں کا شعار ہے۔ صحابہ کرام رضؓ کے جلو میں آنحضرت کی مجالس
طرح پروقار ہوتی تھیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں

بعض اطباء کا قول ہے کہ گوسالہ کا خصیہ سکھا کر گھس کر پینے
ے قوت باہ میں بے مثال اضافہ کرتا ہے اور کثرت جماع کی قدرت
اہوتی ہے اور اسکا قضیب جلا کر پیس کر پینے سے جگر بڑھنے
فائدہ دیتا ہے۔ زمخشری وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل
ایک نیک بوڑھا تھا اس کے پاس ایک بچھیا تھی وہ اسکو
کر جنگل میں پہنچا اور کہا کہ اے اللہ! میں اس کو اپنے لڑکے

کے بڑا ہونے تک تیری حفاظت میں دیتا ہوں چنانچہ لڑکا بڑا ہو گیا جوا
والدہ کا نہایت فرماں بردار تھا اور وہ گائے بھی جوان ہو گئی یہ گا
نہایت خوبصورت اور فربہ تھی لہٰذا بنی اسرائیل نے اس یتیم اور ا
ماں سے سودا کر کے اسکی کھال بھر سونے کے بدلہ میں اسکو خرید
جبکہ اس زمانہ میں گائے کی قیمت تین دینار تھی

الغاشیہ مویشی جیسے اونٹ گائے، بھینس اور بکر
وغیرہ ان کو غاشیہ اس لیے کہتے ہیں کہ غاشیہ کے معنی منتشر ہونے
چیزیں ہیں اور یہ بھی جنگلوں اور میدانوں میں پھیلی رہتی ہیں۔ ایک
دوسری حدیث میں ہے کہ جب رات ہو جائے اپنے جانوروں کو
دو۔" (ساندھ) جن جانوروں کے کھر ہوتے ہیں گائے بھینس بکری
بخاری میں مذکور ہے کہ سلف گھوڑیوں کے مقابلہ میں گھوڑوں کو زیادہ
پسند فرماتے تھے کیونکہ گھوڑا زیادہ جری اور تیز رفتار ہوتا ہے
نیل گائے کے مشابہ ایک جانور مہا، مہاۃ کی جمع ہے نیل گائے
کو کہتے ہیں۔ یہ نیل گائے کی ایک قسم ہے درد گردہ میں نیل گائے کی دا
نہایت مفید ہے کیڑے لگے ہوئے دانت میں اسکی سینگ کا کوئلہ
سے درد سے فوری آرام ملتا ہے اسکی سینگ جلا کر میعادی بخار والے
کھانے میں ملا کر کھلا دیں۔ تو انشاء اللہ بخار ٹھیک ہو جائے گا: کر
میں ملا کر پینا قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے اور اعصاب میں مضبوطی
نکسیر والے کی ناک میں ڈال دینے سے خون بند ہو جاتا ہے اس کے دو

سینگوں کی راکھ سرکہ میں ملا کر برص پر دھوپ میں مالش کرنے سے داغ دور ہو جاتے ہیں اگر کوئی ایک مثقال کے برابر سونگھ لے تو جس سے بھی مقابلہ کرے غالب ہو۔

الیعفور (ہرن کا بچہ یا نیل گائے کا بچہ)

ہرن یا نیل گائے کے بچہ کو کہتے ہیں۔ نر ہرن کو بھی کہتے ہیں حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ حضورؐ اپنے یعفور نامی گدھے پر سوار ہو کر عیادت کے لیے تشریف لے گئے کہتے ہیں کہ اس گدھے کا نام یعفور اسکے خاکستری رنگ کی بنا پر رکھا گیا بعض کہتے ہیں کہ اس گدھے کا نام یعفور اس لیے پڑا کہ اسکی رفتار ہرن کے مشابہ تھی۔

مویشی سے طبی فوائد

THYROIDIINUM

THYROID GLAND بھیڑ کا خشک شدہ غدہ ترسیہ

وہ غدود جو نرخرہ کے اوپر اوپر ہوتا ہے عضلاتی کمزوری، درد سر، کمزوری اور فالج، جھریاں پڑ جانا، ہڈیوں کا ٹیڑھا ہو جانا یعنی ٹوٹی ہوئی کے دیر سے جڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان تمام امراض میں مفید ہے بھیڑ کے علاوہ یہ بچھڑے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے ہومیوپیتھک کی مشہور دوا

-ANTHRACINUM

یہ دوا بھیڑ کی تلی سے جبکہ بھیڑ سرطان کی بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہے اس کے BACILUS جراثیم لیکر الکوحل میں تیار کی جاتی ہے۔ یہ دوا میں تیار کی گئی اور بھیڑوں کے پلیگ میں استعمال کی۔ اس دوا کے استعمال سے فرانس روس وغیرہ میں جہاں بھیڑوں کا پلیگ زیادہ ہوتا تھا استعمال کی ان کروڑوں روپے کی بچت ہو گئی 1858ء سے یہ دوا سرطان اور دیگر بیماریوں میں استعمال ہو رہی ہے یہ مندرجہ ذیل بیماریوں میں مفید ہے

1. کاربنکل یعنی ایک طرح کا سرطان
2. غدود سوج گئے ہوں
3. ناک، مقعد اور آلات تناسل سے کالے رنگ کا خون بہتا ہو
4. متعدی بخار جو شدت اختیار کر گیا ہو

OOPHORINUM

بھیڑ یا گائے کے خصیۃ الرحم سے نکلی ہوئی رطوبت Ovarian Extract
سے بنائی جاتی ہے یہ خصیۃ الرحم OVARY کے کٹ جانے یا اس کے آپریشن
کے بعد کی پیدا شدہ تکلیفات اور سن یاس کی تکلیف میں زیادہ مفید ہے اعصابی
تکلیف خارش داد اور کیلوں میں بھی مفید ہے۔

LATIS VACCINIFLOS

دودھ کی بالائی سے دوا تیار کی جاتی ہے مختلف امراض کے علاج میں استعمال
ہوتی ہے

PYROGENUM

کمزور قسم کا بدبودار گائے کا گوشت لیکر سورج کی روشنی میں ۲ دو ہفتہ تک
رکھا جاتا ہے۔ تپ دق پرانا موسمی بخار، خناق اسہال اور اسقاط حمل کے بعد کے
نتائج میں مفید ہے

ANIMAL CHARCOAL ایک موٹے بیل کا چمڑہ لیکر
سرخ جلتے ہوئے کوئلوں پر رکھیں تاکہ اچھی طرح جل جائے پھر جونہی شعاع کم ہو
اسکو اٹھا کر چوڑے پتھروں پر رکھ دینا چاہیئے۔ پھر بند برتنوں میں ڈالکر محفوظ رکھنا چاہیئے
کمزور آدمیوں کے لیے اوّل درجہ کی دوا ہے دودھ پلانے والی عورتوں کے لیے
بھی اعلیٰ چیز ہے۔

PHOSPHONIC ACID

عموماً ہڈی کو تھوڑا جلا کر جب سے مفید ہو جائے برابر سلفیورک ایسڈ ملا کر

بناتے ہیں دماغی کمزوری میں اتنا مفید ہے جتنا فولاد، خون کی کمی کو دور کرنیوالی
دوا اس سے بڑھکر آج تک معلوم نہیں ہوئی۔ بار بار پیشاب آنا احتلام، جریان
کثرتِ جماع کے نقصانات دور کرتی ہے۔

مویشی کی کھالیں:

گائے بکری اونٹ اور بھیڑ کی کھالیں انسان کے جلے ہوئے حصے
کو عارضی طور پر ڈھکا جاتا ہے جب تک کہ نئی کھال نہیں آجاتی۔ دنیا میں
گنتی کے ایسے طبی مراکز ہیں جہاں مویشی کی کھالیں استعمال کی جارہی
کمزور اور ضعیف لوگوں کو مویشی لحمیات مہیا کرتے ہیں گوشت اور دودھ
کی شکل میں)

INSULIN ذیابیطس کی مشہور دوا DAOLIN-ای
ٹیکے مختلف جانوروں کے لبلبے سے بنائی جاتی ہے یہ زیادہ تر مچھلیوں، مینڈک
درندوں پرندوں اور ممالیہ دودھ دینے والے جانوروں سے حاصل کی
ہے سور کی انسولین انسانی انسولین سے صرف ایک پہلو سے فرق ہے لیکن
میں AIMINO ACID مختلف ہے یہ انسولین وہاں زیادہ استعمال کی
جاتی ہے جہاں خون میں شکر کا تناسب زیادہ ہو گیا ہو
اکولیرز انسائیکلوپیڈیا جلد 13 صفحہ 61

ANTHRAX - اس کو تلی کا بخار بھی کہا جاتا ہے یہ مویشی
بھیڑ بکری سے انسانوں کو لگ جاتا ہے کیونکہ متعدی ہے اسکا بر وقت
علاج ہونا چاہیئے۔ ورنہ جانور کی موت دو دن میں واقع ہو جاتی ہے

ہڑوں کے کاٹنے سے بھی لگ جاتا ہے مویشی کے نگراں چمڑے کے کاریگر
وراون کے کارکن وغیرہ کو یہ بیماری لگ جاتی ہے بنیادی طور پر مخصوص
راثیم اسکا موجب سمجھتے ہیں اور پنسلین ہی اسکا علاج ہے موسم سے
ہلے اگر جانوروں کو ٹیکے لگا دیئے جائیں تو بھی وہ محفوظ رہ سکتے ہیں سب
سے پہلے لوئی پاسچر نے اس کے لیے ایک ٹیکہ دریافت کیا جو بہت کارآمد
ثابت ہوا۔ یہ بھی جراثیم کے نظریہ کے مطابق تھا۔

۶۰

شہد کی مکھی

قرآن پاک کا ارشاد ہے (سورۃ شہد کی مکھی (النحل) ع 69
اور دیکھو تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کرد
(القا کردی) کہ پہاڑوں درختوں بیلوں اور اونچی اونچی چھتریوں (جیسے
انگور کی بیل یا دوسری بیلیں چڑھائی جاتی ہیں) اپنے چھتے بنا اور ہر طرح
کے پھولوں اور پھلوں کا رس چوس کر اور رب کی ہموار کی ہوئی راہوں
چلتی رہی۔

یعنی اس پورے نظام اور طریق کار کے مطابق جس پر مکھیوں کی ایک ...
کرتی ہے ان کی چھتوں کی ساخت، ان کے گروہ کی تنظیم، رانی مکھی کی ذمہ داری
مختلف کارکنوں میں تقسیم کار، ان کی غذا کے لیے مسلسل آمد و رفت ان کا باقاعدگی
کے ساتھ شہد بنا بنا کر ذخیرہ کرتے جانا۔ بس ایک نظام مقرر کر دیا گیا ہے
جس پر ہزاروں برس سے چینی کے یہ چھوٹے چھوٹے کارخانے ساری روئے
زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر طرح کے پھولوں پھلوں اور جڑی بوٹیوں کے
رس چوس کر اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہ پر چلتی رہی اس مکھی کے اندر سے
رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لیے یقیناً
اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں

مسلمانوں کو غور و فکر کی فرصت نہیں۔ آسٹریلیا والوں نے اس پر
غور کیا، تحقیقات کیں، ضخیم کتابیں لکھیں شہد کی مکھیوں کو گھروں میں
پالنا شروع کیا۔ اس کو گھریلو صنعت کاری میں تبدیل کر دیا تاکہ زیادہ
سے زیادہ لوگ اس میں حصہ لے سکیں اور کروڑوں روپیہ کا شہد دوسرے
ملکوں میں برآمد کر سکیں اور اس دیانتداری سے کام کر رہے ہیں کہ آسٹریلیا
کا شہد دنیا میں اصلی شہد شمار کیا جاتا ہے خود پاکستان میں ہم لوگ پاکستانی
شہد پر اعتماد نہیں کرتے اور آسٹریلیا کے شہد کو اصلی سمجھتے ہیں اور چوگنی
قیمت پر خوشی سے خریدتے ہیں۔

توریت انجیل میں شہد کا ذکر تو کثرت سے آیا ہے اور موم کا ذکر
بھی متعدد مقامات پر ملتا ہے لیکن شہد کی مکھی کا ذکر عہد عتیق میں نسبتاً
کم ہے۔

تب اموریوں نے جو اس کوہ پر رہتے تھے تمہارا سامنا کیا اور شہد کی
مکھیوں کے مانند تمہیں رگیدا۔ استثنا، (1:44)

انہوں نے مجھے شہد کی مکھیوں کی طرح گھیر لیا۔ زبور (118: 13)
اور دیکھو کہ وہاں شیر کی لاش میں شہد کی مکھیوں کا ہجوم اور شہد بھی تھا۔

قاضیوں (14: 8)

شہد عربوں کی خاص غذا رہا ہے اور عربوں میں طائف کا شہد خاص
طور پر مشہور ہے شہد کے کارخانے اور کاروبار یورپ ہند و پاکستان
امریکہ اور آسٹریلیا میں کھلے ہوئے ہیں امریکی ماہرین کے متعلق شام کی

مکھیاں یورپ کی عام مکھیوں سے اعلیٰ ہوتی ہیں ویسے اب تک مکھیوں کی بیس ہزار قسمیں معلوم ہوتی ہیں جو مختلف رنگوں اور مختلف بیماریوں کے علاج کے لیے شہد بناتی ہیں۔ امریکہ و دیگر ممالک میں مختلف پھولوں مثلاً گلاب کا شہد، گیندا کا شہد، نیم کا شہد، مختلف جڑی بوٹیوں کے شہد علیحدہ علیحدہ دستیاب ہیں۔ رنگ بھی مختلف ہیں

۱۔ شربتی۔ گہرا ہلکا
2۔ بھورا
3۔ کالا
4۔ سفید

اسی طرح پتلا اور گاڑھا بھی ملتا ہے۔

ایورویدک طب کی مشہور کتاب سشرت میں شہد کی آٹھ قسمیں مذکور ہیں۔

۱۔ مکشیکا۔ وہ شہد جسے عام مکھیاں جمع کرتی ہیں

2۔ بھرامارا۔ یہ شہد سیاہ رنگ کی مکھیوں کا ہوتا ہے اس مکھی کو بھی بھرامارا کہتے ہیں یہ شہد بلغم کھانسی، بخار، نکسیر میں دوسرے شہد سے زیادہ مفید ہے۔

3۔ کشرودھارا۔ چھوٹی مکھی کا شہد آنکھوں کی بیماریوں میں مفید

4۔ لوتیرکا۔ چھوٹے قد کی سیاہ مکھی کا شہد ہے۔

5۔ چھاترا۔ یہ بھڑ کی شکل کی زرد مکھی کا شہد ہے یہ خون کی قے اور برص، پیٹ کے کیڑے، سوزاک، ہسٹریا، متلی اور زہر کے

مفید ہے

6۔ ارگما۔ جنگلی شہد سنہری مکھی جمع کرتی ہے۔ امراضِ چشم
بر، ہیضہ کھانسی، تپ دق یرقان اور زخموں کے علاج کے لیے مفید ہے

7۔ اودلاکا۔ یہ سفید چونٹیوں کے بلوں میں ملتی ہے یہ شہد نہیں
بلکہ گاڑھی رطوبت ہے

8۔ والا۔ یہ وہ شہد ہے جو صاف کیے بغیر پھولوں میں ہوتا
بلغم کو نکالتا ہے قبلی اور سوزاک سے شفا دیتا ہے۔

مختلف قسم کے شہد جو پاکستان میں ملتے ہیں

و نباروں کا شہد	2۔ لوکاٹ کا شہد
سرسوں کا شہد	4۔ سنگتروں کا شہد
گلاب کا شہد	6۔ جنگلی شہد

بہترین شہد فصل ربیع کا (بہار کا) ہے اس کے بعد موسم گرما کا اور پھر سٹری
شہد میں موجود غذائی فصل موسم اور علاقے کے مطابق تبدیل ہوتے رہتے ہیں

مکھی کی ابتدا:

ایک ماہر کے مطابق ۱۰ کروڑ سال قبل کچھ بھڑوں نے گوشت کھانا چھوڑ
پھول والے پودوں کی طرف توجہ کی جہاں ان کو پھولوں کا امرت اور پھولوں کا
زیادہ پسند آیا جو مزیدار بھی تھا اور غذائیت سے بھرپور۔ یہ گروہ بھڑوں سے
لیا ہو کر شہد کی مکھی بن گیا۔ مکھی کی مختلف اقسام کی جا سکتی ہیں

۱۔ تنہائی پسند مکھی۔ 2۔ سماج پسند مکھی
3۔ چھوٹی زبان والی مکھی 4۔ لمبی زبان والی مکھی
5۔ راج مستری مکھی۔ 6۔ پتیاں کاٹنے والی مکھی
7۔ بغیر ڈنک والی مکھی 8۔ ملنسار مکھی۔
9۔ شہد والی مکھی۔

ابتدا میں مکھی گرم خشک علاقوں میں رہنے کو ترجیح دیتی ہے خاص
پران تمام ممالک میں جو بحر روم کے کنارے آباد ہیں لیتی جنوبی یورپ شمالی ا...
اور شمالی مغربی ایشیا۔ ان ممالک سے یہ دنیا کے بیشتر ممالک میں پہنچائی گئی
MICHAEL BRIGHT مائیکل برائٹ کا ہے جو حقیقت پر مبنی
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس سے بالکل مختلف ہے
آسٹریلیا کے ٹھنڈے علاقے میں مکھیاں پالی جاتی ہیں اور وہ دنیا
سے بڑا ملک ہے شہد برآمد کرنے کے سلسلہ میں قرآن پاک کے حکم پر آسٹریلیا
عمل کر رہے ہیں حالانکہ مسلمان کا یہ فرض تھا کہ شہد کی مکھی پر تحقیق کرتے
بڑے بڑے باغات، مختلف جڑی بوٹیاں اور مختلف پھول والے پودے
اور سبزیاں لگانے کا انتظام کیا جاتا اور مختلف شہد کے چھتے رنگ برنگی شہد
تاثیر والا شہد اور مختلف بیماریوں اور جسمانی کمزوریوں کو دور کرنے والا تیار
کیا جاتا ہے۔ اللہ نے اپنی کتاب کے ایک باب کا نام شہد کی مکھی لیتی النحل رکھ دیا
تاکہ ایمان والے غور کریں۔ اور اللہ کی منشا کو پورا کرنے کے لیے بھرپور کوششیں کریں
... یہ منشا آسٹریا کے مشہور سائنسدان حیوانیات کارل وان فرش نے تحقیقات کے

ید لگا کر مکھیاں جب واپس اپنے چھتے میں آتی ہیں تو وہ دوسری مکھیوں کو بتاتی ہیں کہ ہمیں یہ شہد فلاں جگہ سے ملا ہے اس کے لیے وہ ایک خاص قسم کا رقص کرتی ہیں اور اس رقص کے دوران اس سمت کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور وہ اس سمت کا تعین سورج کے مطابق کرتی ہیں

جب کارکن مکھی واپس چھتے میں آتی ہے تو اسکو دروازہ پہ روکا جاتا ہے اور سونگھ کر اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہ مکھی مال لیکر آئی ہے یا خالی ہاتھ چلی آئی یہ اندازہ لگانے کے بعد ہی اسکو داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اندر آنے کے بعد وہ ایک خاص طور سے دوڑ کر سب مکھیوں کو مطلع کرتی ہے کہ وہ خزانہ کس سمت میں ہے اگر وہ خزانہ چھتے کے نزدیک ہوتا ہے اسکا رقص گولائی میں ہوتا ہے ایک سیدھا چکر اور ایک الٹا چکر یعنی انگریزی ہندسہ 8 بناتی ہے ناچ میں اگر جوش و خروش کا مظاہرہ کیا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ خزانہ کی قسم اعلیٰ ہے اگر خزانہ دور ہے تو ناچ کا انداز مختلف ہوگا یعنی چکر لمبا یا چھوٹا ہوگا۔ اگر شہد کا خزانہ سورج سے 45° درجہ مشرق پہ ہے تو ناچ بھی عمود سے 45° درجہ بائیں جانب ہوگا اور اگر شہد کا خزانہ 180° درجہ پہ ہوگا تو ناچ بھی اسی انداز سے کیا جائے گا سورج پہ بادل چھانے یا درختوں کے گھنے ہونے کی صورت میں بھی مکھیاں سمت کا اندازہ ارغوانی شعاعوں کے ذریعہ لگالیتی ہیں اور ناچ بھی اسی انداز سے کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کے جسم کے اندر ایسی قوت بخشی ہے جسکو

مقناطیسی کشش کہنا چاہیئے جس کے ذریعے وہ سمت کا اندازہ لگالیتی ہیں
اور اسی کشش کے ذریعہ وہ شہد کے خزانہ کا پتہ لگالیتی ہیں چاہے آسمان
ابر آلود ہو کیونکہ مقناطیسی کشش کا تعلق زمین کے اندر موجود مقناطیسی
نظام سے ہے۔ موسم بہار کے بعد جب مکھیاں کافی تعداد میں پیدا ہوجاتی ہیں
تو مکھیوں کی ایک کھیپ کوچ کرنے کے لیے تیار ہوتی ہے کہ نئی جگہ لے
کیا جائے تو کچھ نئی رانی مکھیاں اور ایک پرانی رانی نصف تعداد کارکن مکھی
کے چھتہ کو چھوڑ کر نیا گھر بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے ایک عارضی مسکن کسی
درخت کی شاخ پر جو چھتہ کے نزدیک ہوتا ہے بناتی ہیں۔ پھر کچھ چند
اسکاوٹ مکھیاں ۱۰ کلومیٹر فاصلے تک جاکر علاقے کا جائزہ لیتی ہیں
جگہ منتخب کرنے کے بعد وہ تمام مکھیاں ٹیڑھی لکیر کے ناچ سے یعنی
(Zigzag Dance) کے ذریعہ نئے مسکن کی اطلاع دیتے ہیں اس میں
لبلبیں بھی بجائی جاتی ہیں

مکھیاں بہت متفکر ہوتی ہیں اپنے نئے مسکن سے متعلق کہ وہ اتنا
ہو کر سردیوں کے لیے وہاں شہد کا ذخیرہ کیا جاسکے لیکن وہ اتنا بڑا بھی نہ
چھتہ کو گرم رکھنا مشکل ہوجائے سردیوں کے زمانے میں۔ اس کا درو
زمین سے کم از کم چھ فٹ اونچا ہوتا ہے کہ زمینی دست درازیوں سے محفوظ ہو
اور دروازہ کا رخ جنوب کی طرف ہونا چاہیئے تاکہ اس کو گرم رکھا جاسکے
خاص طور پر ان دنوں میں جب بادل چھائے ہوئے ہوں دروازہ نیچے
جانب کو ترجیح دی جاتی ہے تاکہ گرمائی کا نقصان نہ ہو درازوں وغیرہ

نی فکر نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ درختوں کے گوند یا لاکھ سے پر کی جا سکتی ہیں
چھتہ بنانے کے بعد اسکی پڑتال کی جاتی ہے جس میں تقریباً چالیس منٹ لگتے ہیں
یہ امر بھی باعث دلچسپی ہوگا کہ مسکن کے مقام کے سلسلہ میں کافی احتیاط
کی جاتی ہے مختلف اسکاؤٹ مکھیاں مقام مسکن کا پتہ بتاتی ہیں کچھ مکھیاں
بے تحاشہ رقص کرتی ہیں اور کچھ ہلکے پھلکے انداز سے ناچتی ہیں پرجوش رقاص
مکھیاں ہلکے پھلکے رقاص سے رابطہ قائم کرتی ہیں رقص میں جوش جگہ کی
بہترین مناسبت ظاہر کرتی ہے پھر دونوں گروہ مل کر مقامات مسکن کے
انتخاب کیلیے روانہ ہوتی ہیں۔ اور آخر کار بہترین مناسب جگہ کیلیے
اتفاق رائے ہوجاتا ہے انتخاب مسکن کی اطلاع اس انداز سے کی جاتی ہے
کہ سب مکھیاں وہاں اکھٹی ہوجائیں اور وہ انداز یہ ہے کہ مکھیاں عارضی
آرام گاہ کے ارد گرد 3 فٹ قطر لیکر چکر لگاتی ہیں اور اس دوران
اسکاؤٹ مکھیاں نئے مقام مسکن کی سمت بتاتی جاتی ہیں اور اس طرح نیا چھتہ
شروع ہوجاتا ہے

مکھیوں کے انداز کار کردگی کا جتنا بھی جائزہ لیا جائے نئے نئے
انکشافات ہوتے چلے جاتے ہیں وہ اپنی زندگی کے مختلف مرحلوں میں مختلف
کام کرتی ہیں مثلاً

۱۔ وہ مکھیوں کو کھلانے کا کام کرتی ہیں

2۔ لاروے کی صفائی۔

3۔ چھتے میں نئے سوراخوں کی تعمیر۔

4۔ نئے خانوں کی تعمیر
5۔ رانی مکھی کی خدمت کرنا۔
6۔ انڈوں کی دیکھ بھال کرنا
7۔ چھتے میں ہوا کی آمدورفت کا انتظام کرنا۔
8۔ کھانے کے نئے خزانوں کا پتہ لگانا۔
9۔ پھولوں سے امرت اور برادہ اکٹھا کرنا۔
10۔ نئی تحقیق کے مطابق نگراں کا وجود جو مسکن کی صفائی کا انتظ
کرتا ہے تاکہ کسی قسم کی بیماری نہ پھیل پائے ۔ تقریباً 2 فیصد کارکن صفا
پر معمور ہوتے ہیں۔
11۔ مردہ مکھیوں کو ایک گھنٹے کے اندر پھینک دیا جاتا ہے
مردہ مکھیوں کو تلاش کرنے میں کوئی دقت نہیں پیدا ہوتی ہے کیونکہ و
ایک خاص قسم کی بو چھوڑتی ہے۔
12۔ اسکو تقریباً 400 فٹ دور پھینکا جاتا ہے

6۔ شہد کی مکھی کو سماجی حیوان کہا جاتا ہے۔

6 ایک شہد کے چھتے میں نر مکھیاں چند سو ہوتی ہیں اور ان کو بھی ما
مکھیاں ہلاک کر دیتی ہیں ایک چھتہ میں صرف ایک ملکہ مکھی کی حکومت ہو
ہے اسکی پشت پہ ایک خاص نشان ہوتا ہے

ایک مربع فٹ چھتہ تیار کرنے کے لیے شہد کی مکھیوں کو تیر
اونس موم کی ضرورت ہوتی ہے۔

٭ شہد کی مکھی کی رفتار دس سے پندرہ میل فی گھنٹہ ہے

٭ شہد کی نر مکھیوں کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ مادہ مکھیوں کو انڈے سینے کے قابل بنائیں تین دن کے بعد انڈوں میں سے بچے نکل آتے ہیں

٭ مکھیاں چاروں طرف دیکھ سکتی ہیں ان کی آٹھ آنکھیں ہوتی ہیں اور ان کے دو معدے ہوتے ہیں

٭ جب ملکہ مادہ مکھی چھتے سے باہر پھولوں کا رس لینے کے لیے نکلتی ہے تو سینکڑوں نر مکھیوں میں سے صرف ایک طاقتور مکھی اس تک پہنچتی ہے

٭ ایک شہد کے چھتے میں تقریباً پچاس ہزار مکھیاں کام کرتی ہیں

٭ شہد کی مکھیوں میں آواز موصول کرنے والے حساس خلیے ٹانگوں میں پائے جاتے ہیں

٭ ایک کام کرنے والی شہد کی مکھی کی عمر ایک ماہ سے دو ماہ تک ہوتی ہے

٭ پھولوں کے رس کا ایک گیلن شہد کی مکھی کو اتنی توانائی فراہم کرتا ہے جس سے وہ گیارہ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چالیس لاکھ میل کا سفر طے کر سکتی ہے، اٹھانوے درجہ فارن ہائیٹ (98.9 °F) حرارت پر شہد کی مکھیوں کی چھتے کے اندر ہی موت واقع ہو جاتی ہے چھتے کا درجہ حرارت 93 سے 95 ہر حالت میں قائم رکھتی ہیں

٭ شہد کی نر مکھیوں میں ڈنک مارنے کی صلاحیت نہیں ہوتی

٭ اگر شہد کی مکھیوں کے گروہ میں خوراک کی کمی واقع ہو جائے تو جتنی خوراک ان کو دستیاب ہو اپنے تمام ساتھیوں میں بانٹ لیتی ہیں

اس طرح وہ کبھی بھی بھوک کی وجہ سے نہیں مرتیں۔ ایک گردہ کی تمام مکھیاں اکٹھی مرتی ہیں اور ان کی ملکہ سب سے آخر میں مرتی ہیں۔

- ملکہ مکھی ایک دن میں ۲۰۰۰ انڈے دیتی ہے۔ ایک ملکہ مکھی اپنی ساری زندگی دس لاکھ سے زائد انڈے دیتی ہے۔
- شہد کی مکھی تیز آواز اور دھوئیں سے زیادہ ڈرتی ہے۔
- شہد کی تیاری کے تمام مراحل مادہ مکھیاں سرانجام دیتی ہیں۔
- شہد کی مکھی شہد کے علاوہ موم بھی تیار کرتی ہے اس کا چھتہ موم کا بنا ہوتا ہے۔
- شہد کی مکھیاں نابکار شعاعوں میں بھی دیکھ سکتی ہیں اور انسان ایسا نہیں کر سکتا۔
- چھتے کے ہر سوراخ کے چھ کنارے ہوتے ہیں
- شہد کی مکھی کو سرخ رنگ نظر نہیں آتا۔
- وہ کھٹا شہد بھی بناتی ہے۔
- شہد کی نر مکھی کو نکھٹو اسلیے کہا جاتا ہے کہ وہ ڈنک نہیں مار سکتا۔
- ملکہ مکھی کا نام یعسوب ہوتا ہے اسلیے سر پہ تاج ہوتا ہے ملکہ کے انتقال کے بعد اسکی بیٹی ملکہ بنتی ہے اگر کوئی نائب نہ ہو اگر وہ بھی مر جائے تو شہد کی مکھیاں خود کو تباہ کر لیتی ہیں
- ایک مربع فٹ چھتے میں تقریباً نو ہزار سوراخ ہوتے ہیں

زیر زمین گھر بنانے والی مکھیاں

بعض شہد کی مکھیاں اپنا گھر زمین دوز بناتی ہیں واشنگٹن زرعی تحقیقاتی مرکز نے ایک شیشے کے تالاب کے ذریعے مکھیوں کا جائزہ لیا اور یہ معلومات حاصل کیں۔

۱۔ وہ پہلے بل بناتی ہے پھر اسکو توڑتی ہے۔

2۔ پھر اپنے ڈنک سے ایک مادہ نکال کر پھیلاتی ہے

3۔ بل بنانا۔ توڑنا اور مادہ نکال کر پھیلانے کا عمل جاری رہتا ہے یہاں تک کہ ایک موٹی سطح بن جاتی ہے جو نائیلون جیسی ہوتی ہے

4۔ پھر ایک ڈھکن جیسا حصہ چھوڑ دیتی ہیں۔

5۔ اس کو رات بھر کے لیے خشک ہونے کو چھوڑ دیتی ہیں

6۔ بل پھولوں کے زیرے اور امرت سے بھر دیتی ہیں۔ پھر انڈے دیتی ہیں

7۔ ڈھکن کو اب بند کر دیا جاتا ہے اور بند کمرے میں بچے جنم لیتے ہیں اور بڑھتے ہیں دنیا کے مسائل سے علیحدہ سکون کے ساتھ یہ مکھیاں جو کہ COLLETES کہلاتی ہیں مندرجہ بالا احتیاط کے پیش نظر COLLETES کی عمر سب شہد کی مکھیوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔

DDT کھانے والی مکھیاں

برازیل میں TUXI دریا کے کنارے ایسی شہد کی مکھیاں موجود

ہیں جو D D T جیسی زہریلی دوا جو کیڑے مکوڑوں کو مارنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں جیسے ہی گھروں میں D D T چھڑکی جاتی ہے وہ آتی ہیں اور دو گھنٹے میں ہی اسکو صاف کر جاتی ہیں۔

غور طلب امر یہ ہے کہ یہ مکھیاں کس قسم کا شہد پیدا کرتی ہیں اور کن کن بیماریوں کے لیے یہ موجب شفا ہوگا۔

برازیل کے شہد کی مکھی والے مختلف قسم کی مکھیاں درآمد کر رہے ہیں مثلاً اٹلی کی مکھی کچھ "شریف" ہے جبکہ افریقی مکھی بہت تیز ہے لیکن افریقی مکھی شہد بھی زیادہ پیدا کرتی ہے ان دونوں کا ملاپ کرانے کے بعد کچھ بہتر نتائج نکل رہے ہیں

گدھ مکھی:

ملک پانامہ جنوبی امریکہ کے تحقیقاتی مرکز نے یہ بھی معلوم کیا کہ کچھ شہد کی مکھیاں مردہ جانور سے بھی رس چوستی ہیں گہری تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ وہ مکھیاں پانچ لمبے اور نوکیلے دانت رکھتی ہیں۔ وہ ڈنک نہیں رکھتیں ان دانتوں کی مدد سے وہ کھال بھی پھاڑ لیتی ہیں اور گوشت کے اندر بھی دانت پیوست کر سکتی ہیں اور سوراخ بنا سکتی ہیں اس مکھی کا نسلی نام Trigona Hypoqa ہے یہ دوسری مکھیوں کو مار بھگاتی ہیں البتہ چونٹیوں کو کچھ نہیں کہتیں۔

شہد کا رہنما ھُد ھُد

افریقہ میں ایک قسم کا ہد ہد اپنی مخصوص آواز سے جانوروں اور انسانوں کو بھی متوجہ کرتا ہے اور شہد کے چھتہ کا پتہ بتاتا ہے۔ تمام

دودھ دینے والے جانور (Mammals) شہد کے بے حد شوقین ہوتے ہیں ہد ہد شہد کا شوقین نہیں بلکہ موم کا شوقین ہوتا ہے چھتے کے علاوہ بھی یہ ہد ہد دوسرے ذرائع سے موم حاصل کر لیتا ہے یعنی کچھ کیڑے مکوڑے ایسے ہیں جو اسکی شہد کی ضروریات پوری کر دیتے ہیں۔ ہد ہد کو اصلی موم کے جلنے کی خوشبو بہت متوجہ کرتی ہے وہ مکھیاں پالنے والے کو بھی اسکی خبر دیتا ہے۔

سولہویں صدی میں ایک پرتگالی مبلغ نے بتایا کہ جب کبھی وہ چرچ میں اصلی موم بتی روشن کرتا تھا ہد ہد وہاں پہنچ جاتا تھا آجکل وہ ہد ہد چینی Sugar کی طرف بھی مائل ہوتے ہیں

کیلی فورنیا کے ماہرین نے یہ معلوم کیا ہے کہ بکریاں گائیں سور اور ہاتھی شراب کے شوقین ہیں ان میں ہاتھی سب سے زیادہ ہے وہ مست ہو کر تباہی مچا دیتا ہے بعض اوقات وہ نشے میں پورے گاؤں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے

جن مکھی یا شاہی:

ایک سو سال قبل ایلفریڈ رسل ویلیس Alfred Russell wallace ایک انگریز سائنسدان انڈونیشیا میں معلومات حاصل کر رہا تھا تو اسکو معلوم ہوا کہ دنیا کی سب سے بڑی مکھی انڈونیشیا میں موجود ہے جس کو اہلِ مغرب King Bee کہتے ہیں اور انڈونیشی اسکو شاہی مکھی Giant Bee کہتے ہیں وہ عام شہد کی مکھی سے تین چار گنا بڑی ہوتی ہے یہ درختوں سے لاکھ اکٹھا کرتی ہے یہ عام شہد کی مکھیوں سے عادتوں میں مختلف ہے نہ ان میں سماجی شعور ہے نہ تقسیم کار اور نہ تعاون یہ اپنا مسکن درختوں کی دیمک

کے قریب باقی ہیں اس کا ڈنک کانٹے دار نہیں ہوتا یہ صرف اپنے دفاع کے لیے اسے استعمال کرتی ہے اس کا نر قد وقامت میں مادہ سے آدھا ہوتا ہے
Alfred Russell Wallace کے بعد آدم میرا (Adam Messer)
جو جارجیہ یونیورسٹی امریکہ کا طالب علم تھا دنیا جہان کا چکر لگاتا ہوا انڈونیشیا پہنچا اور اس نے یہ معلوم کیا کہ اس جزیرے کے علاوہ انڈونیشیا کے تین جزیرے اور بھی ہیں جہاں یہ مکھی پائی جاتی ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ پہلے موصوف تقریباً پانچ ہزار میل سے انڈونیشیا پہنچے۔ اور دوسرا نوجوان طالب علمی کے دوران دس ہزار میل دور سے پہنچکر اس نے نایاب مکھی کو تین اور جزیروں میں تلاش کیا انہوں نے اور ان کے ہم قوموں نے شہد کی مکھیوں کے لیے تحقیق گاہیں بنائیں جنگل جنگل جزیروں جزیروں معلومات حاصل کر رہے ہیں کہ ان سے کس طرح انسانوں کے لیے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے انہوں نے معلوم کیا کہ شہد کی مکھیوں کو گھروں میں پالا جا سکتا ہے شہد کے کارخانوں سے جو اللہ نے انسانوں کے لیے بنایا ہے کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں

مگر افسوس کہ انڈونیشیا جو مسلمانوں کا سب سے بڑا ملک ہے اور جہاں قدرت نے انہیں عظیم جنگلات عطا کیے کوئی توفیق نہیں ہوئی۔ ان کے قریب ملیشیا بنگلہ دیش پاکستان اور ہندوستان کے کروڑوں مسلمان آباد ہیں ہزاروں دفعہ سورہ شہد کی مکھی (النحل) پڑھنے کے بعد بھی کوئی توجہ نہیں فرمائی۔ ایران اور دیگر ممالک بھی آباد ہیں حالانکہ انڈونیشیا کے قریب آسٹریلیا نے اللہ کے اس فرمان پر عمل کیا اور آج وہ دنیا کو شہد برآمد کر کے کروڑوں ڈالر کما رہا ہے۔

اللہ نے اپنے کلام میں جگہ جگہ ایسے فرمان جاری کیے ہیں مثلاً اس نے

فرمایا۔ انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم پھر سورۃ کا نام بھی انجیر ہی رکھ دیا۔ انجیر پر تو لوگوں کو توفیق نہیں ہوئی کہ اس پر تحقیقات کرتے۔ البتہ زیتون پر اٹلی اور اسپین کے باشندوں نے خصوصی توجہ دی۔ تحقیقاتی مراکز قائم کیے باغات بنائے اور اس کے تیل کے کارخانے قائم کیے اور دیانتداری کا ایسا معیار قائم کیا کہ ساری دنیا اٹلی اور اسپین کے زیتون کے تیل کو خالص سمجھتی ہے آسٹریلیا کے شہد کو ہم مسلمان پاکستان میں اتنا خالص سمجھتے ہیں (اور اپنے شہد کو نقلی) کہ آسٹریلیا کے شہد کو چوگنے داموں پر بڑی خوشی سے زرمبادلہ جو ہمارے پاس بہت کم ہے خرچ کر کے خریدتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زیتون کی کافی تعریف لکھی ہے اگر ہم بناسپتی گھی کی بجائے زیتون کا تیل استعمال کریں تو اللہ کی خوشنودی بھی ہے اور نہ جانے کتنی بیماریوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔ آیئے آج ہم عہد کریں کہ ہم ہر پلیٹ فارم سے حکومت اور عوام و خواص کی توجہ اس طرف دلائیں کہ ہمارے ملک میں زیتون کی کاشت ہو اور گاؤں گاؤں شہر شہر گھر گھر شہد کی مکھیاں پالیں۔ آخر ہم نے کیلا سندھڑی آم۔ ناریل۔ چائے۔ پٹ سن۔ پان کی کاشت پاکستان بننے کے بعد شروع کی اور اب ہم کچھ پیداوار برآمد بھی کر رہے ہیں۔

شہد کی مکھیاں اور رنگ

وان فرش (Von Frisch) جرمن سائمندان نے اقسام شہد کی مکھیوں پر کافی تجربات کیے ہیں ان کی دریافت ملاحظہ فرمایئے۔

جو مکھیاں شہد بنانے کے لیے امرت لاتی ہیں وہ اپنی چھتہ کی ساتھیوں

کو یہ بتانا ضروری سمجھتی ہیں کہ امرت کتنے فاصلے پر اور کس سمت میں مل سکتا ہے ان کے ناچ کا انداز حساب کا ہندسہ 8 کی طرح ہوتا ہے تاکہ دوسری مکھیوں کو وہ جگہ آسانی سے مل جائے اور وقت ضائع نہ ہو۔

مکھیوں کو تربیت دی گئی کہ وہ صرف نیلے کاغذ پر بیٹھیں کچھ عرصے کے بعد نیلے کاغذ کے چاروں طرف سلیٹی کاغذ بھی بچھا دیئے گئے۔ لیکن مکھیاں ہمیشہ نیلے کاغذ پر بیٹھتی ہیں چاہے اس پر شربت نہ بھی پڑا ہو۔ جب بھی مکھیوں کی تربیت کی گئی تو وہ چھ مختلف رنگوں کو پہچاننے میں تمیز کرنے لگیں۔

۱ گہرا ارغوانی (۲) نیلاہٹ مائل سبز (۳) ارغوانی

۴۔ فالسئی (۵) زرد (۶) نیلا۔

شہد کی مکھیوں کو یہ اہلیت دی گئی ہے کہ وہ انسانوں کے مقابلے میں زائد دور سے رنگوں کی پہچان کر سکتی ہے وہ گہرا ارغوانی دیکھ سکتی ہیں چند کیڑے اور بھی ہیں جو سرخ رنگوں کو پہچان سکتے ہیں مثلاً مختلف قسم کی تتلیاں مکھیاں اور کچھوے، دوسرے کیڑوں اور جانوروں کو سرخ ایسا ہی ہے جیسے کالا۔ شہد کی مکھیوں اور تتلیوں کی اگر صحیح انداز میں تربیت کی جائے تو وہ سرخ، زرد، نیلے اور اودے رنگوں کی طرف مائل ہوتی ہے لیکن سبز اور سلیٹی کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتیں

پھولوں کے رنگ قدرت نے اس انداز سے مقرر کیے ہیں جو کیڑوں اور مکھیوں کے پسندیدہ رنگوں کے مطابق ہوں تاکہ وہ آئیں اور پھولوں سے امرت چوس لیں اور زرخیز ریشے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر سکیں Poppies ہمیں سرخ نظر آتے ہیں لیکن مکھیوں کو گہرے اودے نظر آتے ہیں

پھول اپنی امرت کی مٹھاس اور خوشبو کی وجہ سے مکھیوں کو متاثر اور مائل کرتے ہیں
بعض اپنے رنگوں کی وجہ سے بھی متوجہ کرتی ہیں اپنی پنکھڑیوں اور درمیانی
بھ کے ذریعے۔

انسان جب بھی سفر کرتا ہے تو وہ قطب تارہ اور مختلف آلات ہوتے ہیں
ن سے وہ سمت اور زاویوں کا اندازہ کرتے ہیں۔ جانوروں کو قدرت نے یہ صلاحیت
ی ہے کہ وہ اپنے گھونسلے یا گھر سے نکلتے ہوئے یاد رکھتے ہیں کہ ان کے مسکن کا
ورخ سے کیا رخ ہے سیدھی جانب ہے یا الٹی جانب ہے واپسی میں بھی اسی لحاظ
ے راہنمائی حاصل کرتے ہیں اگر ایک چیونٹی کو اس کے مسکن سے ۵۰ گز کے فاصلے پر
چھوڑدیں تو وہ تھوڑی دیر میں اپنی واپسی کا صحیح راستہ تلاش کرے گی۔ جیسے کہ وہ قطب نما
ے ذریعہ سمت تلاش کر رہی ہے قدرت نے چیونٹی اور دیگر کیڑوں اور شہد کی مکھیوں کی
جبلت میں چیز رکھی ہے۔

حیرت کا مقام ہے کہ سرد علاقوں کے پرندے سردیوں میں گرم علاقوں کی طرف
ہجرت کرتے ہیں اور گرمیوں میں وہیں اپنے گھونسلوں یا مسکن میں پہنچ جاتے ہیں جبکہ یہ
فاصلہ ہزاروں میل کا ہوتا ہے اس سے حیرت کی بات یہ ہے کہ بلیاں اور کتے سینکڑوں
میل سے کئی ماہ کے بعد اپنے پرانے گھر پہنچ گئے جبکہ ان کو وہاں سے بوری میں بند
کرکے بھیجا گیا تھا کبوتروں کی یادداشت اور جغرافیہ بھی حیرت انگیز ہے قاصد
کبوتر تو ڈاکئے کے فرائض انجام دیتے تھے۔

شہد کی مکھیوں کا گھر پہنچنا اور خوراک تلاش کرنا اور شہد کے لیے پہاڑوں
جنگلوں، وادیوں اور باغوں جہاں مطلوبہ پھول یا کا غذ موجود ہوں جانا اور واپس

اپنے چھتے پر پہنچ جانا اللہ کی قدرت کا کمال ہے قدرت نے اس کو ایسی آنکھیں حسیات دی ہیں کہ وہ سورج کی روشنی میں ہی نہیں بلکہ اندھیرے میں اور سورج کے بادلوں کے پیچھے چھپے ہونے پر بھی اسکی قلب نما آنکھ کام کرتی رہتی ہے۔

شعرا کی نظر میں :

ہماری مثال شہد کی مکھی کی سی ہے اور اجسام موم کی طرح ہیں ہمار روح جسم اپنا تصرف اس طرح کرتی ہے۔ گویا اسکو موم کی طرح خانہ بنا ہے یعنی جس طرح اپنے چھتے کے مختلف خانوں سے استفادہ کرتی ہے۔ اسی طرح انس کائنات کی ہر شے سے حیوانات، نباتات، جمادات سیارگان سے استفادہ کرتا ہے کہ کائنات کی تمام اشیاء انسان کے لیے پیدا کی گئی ہے

اے شیطان تیرا ہی کام ہے کہ مکھی کو شہد سے ہٹا کر چھاچھ کیطرف مائل کر دے ہاں جہاں تک ہو سکے مکھی کو پکڑ اور مکھیوں کو چھاچھ کی طرف بلا اگر کسی کو شہد کی طرف بلائے تو وہ بھی لقیناً جھوٹ ہوگا اور وہ شہد کی بجائے چھاچھ ہوگی۔

مومن لوگ شہد کی مکھی کی طرح شہد فضائل کی کان ہیں اور کافر لوگ سانپ کی طرح زہر کی کان ہیں۔

ہر دو رنگ کے زنبور (یعنی بھڑ اور شہد کی مکھی) نے پھولوں کے شگوفوں کا رس ایک ہی جگہ سے چوسا مگر اس سے ڈنک پیدا ہوا اور دوسر سے شہد۔

دیکھو خدا نے جو کچھ ہنر شہد کی مکھی کو سکھایا وہ شیر اور گورخر کو
نا میسر نہیں۔ اگر خدا چاہے تو ایک ادنیٰ اور حقیر مخلوق کو بھی ایسی خصوصیت
لیسانی بخش سکتا ہے شہد کی مکھی تر و تازے حلوے سے بھرے بھرائے
نے بناتی ہے۔ اللہ نے اس پر اس فن کا دروازہ کھول دیا ہے۔

جس شخص کا پیٹ شہد کی مکھی کی طرح الہام حق ہو تو اس کا گھر کیوں
رت حسنہ کے شہد سے پُر نہ ہو گا۔

کبھی دنیا میں پھنس گیا — تو مکھی کی طرح شہد میں پھنس کر رہ گیا
راح بے مروت بھڑ سے کہو — آخر جب تو شہد نہیں دیتی تو ڈنک بھی نہ مار

شہد کی مکھی کا بچوڑا ہوا اللہ کی قدرت سے بڑھیا شہد بنا
اور چھوارے کی گٹھلی اسکی پرورش سے تناور کھجور بنی

ہد کی مکھی جو رس پھولوں اور درختوں سے چوستی ہیں وہ اللہ کی
رت سے شہد میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

غالب ایک واحد شاعر ہیں بلکہ یہ کہنا پڑے گا واحد انسان ہیں
دل نے شہد کی برائی کی ہے انہوں نے شہد کو شہد کی مکھی کی قے کہا ہے
ہ یہ مے ہے مگس کی قے نہیں ہے۔

شہد کے طبی فوائد:

طب محرقہ اور اس سے ملتا جلتا

علاج کے لیے طب نبوی ﷺ کے مطابق ابلے پانی میں شہد ملا کر مریض کو

دن میں کئی بار پلایا جائے اگر بارش کا پانی میسر ہو تو وہ ابلے پانی سے بہتر ہے
اگر جو کے پانی میں کئی بار ملایا جائے تو وہ سب سے بہتر ہے۔

○ شہد ایک مکمل غذا ہے یہ جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ
کرتا ہے۔

○ شہد مکمل طور پر جراثیم کش ہے۔

○ اسے پلانے سے پیٹ کے زخم مندمل ہوتے ہیں۔

○ شہد پینے والوں کی آنتوں میں سوراخ نہیں ہوتا۔

○ دل اور نبض کی کمزوری کے لیے شہد ایک معقول دوا ہے۔

○ خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا اور جواہر مہرہ تقویت قلب کیلئے
دیئے جاتے ہیں شہد ان دونوں سے طاقت والا قابلِ اعتماد ہے۔

○ پیشاب آور اور دافع ورم ہے۔

○ اسہال کے دوران استعمال کرایا جا سکتا ہے یہ پیٹ کی تمام بیماریوں
شہد دیا جا سکتا ہے۔

○ زخم پھوڑا پھنسی پر بھی شہد لگاتے تھے۔

○ فالج میں ابتدائی تین دن شہد کھلایا جائے۔ پانی میں شہد ملا ہوا
جائے طب یونانی کی مجرب ابتدائی طبی امداد (FIRST AID) ہے ح
ذاکر حسین مرحوم نے میری والدہ کے لیے تین دن شہد تجویز کیا جس سے وہ کھڑی
ہوگئیں۔ اور چلنا بھی شروع کیا پھر دواؤں سے علاج کیا گیا اور مکمل صحت ہوئی
دق کے نسخوں میں بھی شہد کا استعمال بہت مفید ہے۔

، خالی پیٹ بیت الخلاء نہ جائیں ضرور کچھ کھا کر جائیں۔ جیسے نہار منہ شہد پینے کے بعد۔

قرآن مجید نے جس کو شفاء مظہر قرار دیا ہے وہ حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے۔ قرآن مجید نے جس چیز کو شفاء کا مظہر قرار دیا ہے شہد میں ROYAL JELLY ہے وہ اپنے پیٹ سے ایک سیال نکالتی ہے جسکی مختلف قسمیں ہیں اور اس میں شفاء ہے۔

یہ سیال عملی طور پر مکھی کا دودھ ہے جس پر وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ اس میں توانائی اتنی زیادہ ہے کہ اس کو کھانے کے بعد بچوں کا وزن ۱۰ دن میں 350 گنا بڑھ جاتا ہے نشوونما کی ایسی کوئی مثال پوری حیوانی دنیا میں نہیں ملتی۔

یہ سیال میٹھا نہیں ہوتا یہ دنیا کی ہر بیماری میں مفید ہے اسے پینے والوں کو ہر حالت میں توانائی میسر آتی ہے ذیابیطس کے مریض میں کمزوری اور جسم میں قوت مدافعت کی کمی اہم مسائل ہیں ان دونوں کا معقول اور قابل اعتماد علاج اس سیال میں موجود ہے جب بھی اس کی کوئی مقدار میسر آئی ناتوانی میں مبتلا مریضوں کو دی گئی

صبح اٹھکر یا عصر کے وقت خالی پیٹ شہد پینے سے پیٹ کی جلن کم ہوتی ہے اور ہوا نکل جاتی ہے۔

یرقان میں ابتدائی طور پر ان کو شہد جو کا پانی اور کھجوریں تجویز کی گئیں، کھانے میں مرغی کا گوشت ابال کر یا کوئلوں پر سینک کر۔ انار

سنگترہ کا جوس - تربوز کھیرے اور خربوزہ بتایا گیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے انجیر کو اتنی اہمیت دی ہے ۔

توریت کے مطابق فوج کو شہد اور جنگلی ٹڈے کھلائے جس سے سپاہی تنومند ہو گئے ۔

شہد کے ٹیکے ۔ ان ٹیکوں کا نام WOFLUM M-2 ۔ انہیں جرمنی کی ولیم کمپنی نے تیار کیا تھا انہوں نے شہد کو اس طرح استعمال کا طریقہ قرآن مجید سے حاصل کیا ۔ اس کا اظہار انہوں نے اپنے طبی رسالے میں کیا تھا ۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب خان نے میو ہسپتال لاہور میں بہت سے جوڑوں کے مریضوں پر استعمال کر دیئے ہیں ڈاکٹر اسامہ کے بقول یہ اب بھی مقبول ہیں ۔

قرآن مجید نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے مختلف قسم کی رطوبتیں خارج ہوتی ہیں جن کو علم طب میں ENZYMES کہتے ہیں ۔ یہ جوہر مختلف قسم کے امراض کے علاج میں مفید ہے ۔

شہد کی مکھی کے بے پر کے بچے لیکر سکھالیں تین ماشے سوکھے ہوئے بچے ہم وزن گندم کے آٹے میں ملا کر اس میں ڈیڑھ تولہ چینی شامل کریں اور اس میں پانی ڈالکر فالودہ بنالیں یہ فالودہ روزانہ پینے سے جسم میں طاقت آجاتی ہے ۔

شہد کی مکھی کو خشک کر کے تیل میں پکا کر چھلنے کے بعد اس تیل سے دردوں کے لیے مالش کی جاتی ہے ۔ اس میں تلنی مکھی کا جوہر اور دوسری ادویہ ملا کر جنسی کمزوری کے لیے بھی طلاء بناتے ہیں یہ طب یونانی کے مطابق ہے ۔

شہد کی مکھی کا زہر (APIS MELLIFICA) اسمیں زندہ

مکھی کے زہر کو استعمال کیا جاتا ہے مکھی کے کاٹنے جلن سوجن گردوں میں سوزش دماغ کی جھلیوں میں سوزش، حافظ کی کمزوری، ہتھ کا دٹ، بیزاری، بچوں کا سر بڑھنا، آنکھوں کا پھڑ پھڑانا، آنکھوں کے نیچے سوزش، نیند میں دانت پیسنے کی عادت، منہ اور زبان کا خشک ہونا اور بہت سی بیماریوں میں فائدہ مند ہے یہ ہومیوپیتھک طریقہ علاج ہے

ساحل سمندر میں رہنے والے لوگ گرمی سے نہیں ہوا کی نمی کی زیادتی سے بہت پریشان ہوتے ہیں اگر ہم مکھی سے نمی کم کرنے کا طریقہ سیکھ لیں تو ان مقامات کے رہنے والے سکھ کا سانس لے سکتے ہیں۔

جرمن دوا FORAPIN شہد کی مکھی کا ڈنک نکال کر ایک محلول تیار کیا جاتا ہے یہ جوڑوں کی سوزش گھٹیا اور نقرس میں بہت مفید ہے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ متاثرہ حصہ پر اس کا کھلا کھلا لیپ کر دیا جائے سات آٹھ منٹ کے بعد کھال جلنے لگے تو اسکو دھو کر اتار دیا جائے یہ عمل دوران خون میں اضافہ کا باعث بنتا ہے گنجوں کے بال اگانے کے سلسلہ میں بھی مفید ہے

ویدک طب میں شہد اور گھی کا آمیزہ جلے ہوئے زخموں کے لیے مفید ہے گھی کی جگہ روغن زیتون میں ہم وزن ملایا گیا تو فوائد اور بہتر ہوں گے۔

ہاتھوں پر اگر چکنائی اور مشینوں کی سیاہی جمی ہو تو ان پر شہد مل کر دھونے سے تمام داغ فوراً چھوٹ جاتے ہیں

دانتوں سے میل اور تمباکو کا لاکھا اتارنا ایک مشکل کام ہے سرکہ اور شہد ہم وزن ملا کر دانتوں پر منجن کریں تو داغ اتر جاتے ہیں اور مسوڑھوں

کی سوزش بھی جاتی رہتی ہے ندکارنی نے (NIDKARNI) نے پپ ہواکوئلہ اور شہد ملاکر منجن تجویز کیا ہے۔ بادام کے چھلکے کی راکھ یا کھجور کی گٹھلی کی راکھ کو شہد اور سرکہ میں ملاکر استعمال بھی بہت مفید ہے۔

جرمنی اور ڈنمارک اور دیگر ملکوں کے محققین نے انکشاف کیا کہ شہد میں ایک عنصر (PROPOLIS) کے نام سے موجود ہے جو جراثیم کش ہے جرمنی نے دوا تیار کی NORDISK PROPOLIS نام ہے۔ ناک کان گلہ معدہ آنتوں پھیپھڑے اور اعصاب میں سوزش کے علاج میں یہ دوا بہت مفید ہے۔

فراز مہری کے مطابق زیتون کا تیل شہد اور لیموں کا عرق ملاکر استعمال کرایا گردے کی پتھری کیلیے مفید ہے FOOD POISONING میں بھی مفید ہے اور دستوں کو روکنے کیلیے بھی مفید ہے گلے کی سوزش کیلیے غرارے موچ پٹھوں کی اکڑن اور جوڑوں پر زخم کے لیے چونے کے بعد شہد کا لیپ فائدہ مند ہے۔

علامہ دمیری فرماتے ہیں

۱۔ خدا کی طرف سے انسانوں کیلیے ایک عطیہ ہے

2۔ مکھی کی جبلت میں قدرت نے ہر چیز داخل کردی ہے کہ اسکو بارش والے علاقوں میں بنجر علاقوں میں نہیں تاکہ وہاں پھول ہوں۔

3۔ عید کے دن اللہ نے شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا علم سکھایا اسلیے عید کے دن کو رحمت کا دن کہتے ہیں۔

4۔ یہ نہایت ہوشیار چالاک بہادر، انجام سے باخبر موسموں کے واقف
...نات بارش اور آثار بارش کا علم، کھانے پینے کا انتظام اور فرماں بردار ہے
5۔ ارسطو کے مطابق شہد کی مکھی کی نو قسمیں ہیں
6۔ شہد کے رنگ کا اختلاف غذا اور شہد کی مکھی پر منحصر ہے ذائقہ کا
...ق پتلا اور گاڑھا ہونا بھی غذا اور مکھی کی قسم پر ہی ہے۔
7۔ مکھی اگر مغافیر (گوند کا درخت) پر چھتہ بنائے گی تو اس درخت کی بو
(مغافیر کے پھولوں کا ذائقہ شہد میں آنا ضروری ہے اسی لیے ازواج مطہرات
...اس شہد کی بو کو نا پسند فرمایا۔ اور حضورؐ سے اسکی بو کا شکوہ کیا
8۔ اگر کسی مکھی میں کوئی خرابی دیکھتی ہیں تو اس کو چھتہ سے باہر بھگا دیتی ہیں
باہر ہی اس کا خاتمہ کر دیتی ہیں
9 اس کے بھگانے کے لیے دربان بھی ہوتا ہے
10۔ رانی مکھی کے ڈنک نہیں ہوتا۔ اور وہ لشکر کے ساتھ جاتی ہے اگر وہ
...زنگ تو دوسری مکھیاں اسکو پیٹھ پر بٹھا کر لے جاتی ہیں
11۔ سب سے اچھی رانی مکھی وہ ہوتی ہے جس کا رنگ سرخی مائل بہ زردی
...اور سب سے بے کار وہ ہوتی ہے جسکی سرخی میں سیاہی شامل ہو
12۔ شہد کی مکھیاں جمع ہو کر تقسیم کار کر لیتی ہیں
1۔ شہد بنانا۔ 2۔ موم بنانا۔ 3۔ چھتہ تعمیر کرنا
...۔ پانی لانا۔
13۔ چھتہ کا ہر خانہ مسدس (چھ پہلو والی شکل) ہے کس نے ایسا نفیس فن

تعمیر سکھایا جس میں کوئی پیمانہ یا آلہ استعمال نہیں کیا گیا۔ یہ صنعت کاری خیر البشر پروردگار نے سکھائی۔

4ا۔ اللہ نے حکم دیا اپنا چھتہ پہاڑوں، درختوں اور انسانوں کے مکانات میں بنائے شہد کی مکھی صرف ان تین جگہوں پر چھتہ بناتی ہے کہیں اور نہیں بنتے تا ابد اللہ کا پہلا حکم پہاڑوں کا ہے لہذا زیادہ تر چھتے پہاڑوں میں ہوتے ہیں پھر جنگل میں اور پھر مکانات میں حکم ربی کی ترتیب یہی ہے۔

شہد کی مکھی پھولوں اور شگوفوں سے رس چوستی ہے اور گندگی اور بد چیزوں سے دور بھاگتی ہے برخلاف اسکے انسان کو دیکھو اسکو بھی بری چیزوں سے بچنے کے لیے کہا گیا ہے اور اچھی چیزوں کے لیے حکم دیا گیا۔ انسان اللہ کا حکم عدولی کرتا ہے۔

شہد کی مکھی کو گھر بنانے کے لیے کہا گیا تو اس نے مثلث مستطیل، گول، چھ پہلو، سات پہلو اور آٹھ پہلو کی شکل میں سے چھ پہلو (HEXAGON) کو منتخب کیا کیونکہ یہی وہ شکل ہے جس میں کوئی جگہ بے کار نہیں جاتی باقی ہر شکل میں کچھ جگہ بے کار ہو جاتی ہے جب ان کو ملایا جاتا ہے

گھر کے باہر دربان مقرر کر دیا تاکہ غلط کار مکھیوں کو گھر میں گھسنے سے روک دیا جائے یا ان کو جان سے مار دیا جائے۔

ان کے چھتہ کے پاس اگر دوسرے چھتہ کی مکھی آجائے ڈنک مار کر بھگا دیتی ہے مکھی کے مزاج میں صفائی ستھرائی کا بہت خیال رہتا ہے اسلیے مردہ مکھیوں اور فضلہ کو باہر پھینک دیتی ہیں تاکہ چھتہ میں بدبو نہ پھیلے۔

شہد کی مکھیاں گرمی اور سردی کے دونوں موسموں میں شہد بنانے کا کام
ری رکھتی ہیں لیکن گرمیوں کے موسم کا شہد اچھا ہوتا ہے۔
مکھیاں ضرورت کے مطابق ہی شہد کھاتی ہیں
جب چھتہ میں شہد کم ہونے لگتاہے تو اپنی جان کے خطرے سے اسمیں
اطلادیتی ہیں۔
جب شہد بالکل ختم ہو جاتاہے تو مکھیاں خود اپنے چھتے کو اجاڑ
تی ہے۔
یونان کے ایک فلسفی نے اپنے شاگردوں کو کہا۔ مکھیوں کی طرح اپنے
نے میں رہو۔ شاگردوں نے کہا وہ کیسے۔ انہوں نے فرمایا۔ وہ نکمی مکھی چھتہ سے
نکال دیتی ہیں۔ کیونکہ وہ بے مقصد انکی جگہ گھیرتی ہے۔ اور شہد کھا کر ختم
التی ہے۔
شہد کی مکھیاں سانپ کی طرح اپنی کینچلی اتارتی ہیں
ان کو سریلی اور اچھی آواز سے لذت ملتی ہے
مکھیوں کو گھن کی بیماری لگ جاتی ہے اس سے یہ بہت تنگ
جاتی ہے علاج یہ ہے کہ مکھی کے چھتہ پر ایک مٹھی نمک چھڑک دیں ہر ماہ
ے رنغو گوبر کی دھونی دیں۔
ہر مکھی اپنے خلئے میں ہی واپس آتی ہے۔ اس میں بالکل غلطی نہیں کرتی
مصر کے لوگ چھتے لیکر کشتیوں میں سفر کرتے ہیں جب درختوں اور
ولوں بھری جگہ پہنچتے ہیں یعنی جنگل اور باغ کے قریب تو چھتے کے

دروازے کھول دیتے ہیں دن بھر مکھیاں رس چوستی ہیں شام کو لوٹ کر گ
میں رکھے ہوئے اپنے چھتے میں بیٹھ جاتی ہیں۔

"نحل" شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔

قزوینی کا بیان ہے کہ عید کے دن کو رحمت کا دن کہنے کی ایک
یہ بھی ہے اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا علم
لہذا اللہ کے کلام کے مطابق شہد کی مکھی بڑی عبرت ہے یہ ایسا جانور
جو نہایت ہوشیار زیرک اور بہادر ہے انجام سے باخبر اور سال کے موسم
اچھی طرح واقف ہے۔ بارش کے اوقات کا علم رکھتا ہے اپنے ک
پینے کے لیے انتظام کرنا اسے خود معلوم ہے اپنے بڑے کی بات مانتا
اور اپنے امیر اور اپنے قائد کی فرماں برداری کرتا ہے نرالا کاریگر اور
طبیعت کا مالک ہے۔

ارسطو کا کہنا ہے کہ شہد کی مکھی کی نو قسمیں ہیں جن میں چھ ایسی
میں ایک دوسرے کا باہم رابطہ ہوتا ہے اور ایک جگہ اکٹھی بھی ہو جا
حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا قول ہے جَرَسَتْ نَحْلُ
العرفطہ کا مفہوم ہے کہ مکھی نے منافیر کی شاخ میں چھتہ لگایا ہوگا
اس کے پھول وغیرہ کے رس سے ذائقہ اسی قسم کا ہے اور اس میں اسی
کی لو آ رہی ہے۔

ان کی ایک عادت فطری یہ ہے کہ جب کسی مکھی کے اندر کو
دیکھتی ہیں تو گویا اسے بالکل اپنے چھتے سے باہر نکال دیتی ہیں یا پھر اس

لنے سے مار ڈالتی ہیں اکثر تو چھتہ سے باہر ہی اس کا خاتمہ کر دیتی ہیں

سب سے عمدہ رانی مکھی وہ ہوتی ہے جس کا رنگ سرخی مائل بہ زردی اور سب سے بے کار وہ ہوتی ہے جس کی سرخی میں سیاہی ملی ہو۔ شہد کی مکھیاں سب اکٹھی جمع ہو کر تقسیم کار کر لیتی ہیں کچھ تو شہد بنانے میں منہمک ہوتی ہیں اور کچھ کا کام موم بنانا اور اس سے چھتہ تعمیر کرنا دوسروں کے ذمہ ہوتا ہے کچھ مکھیاں صرف پانی لانے پر مامور ہوتی ہیں اور اس کا گھر نہایت عجیب و غریب چیز ہے شکل مسدس پر اسکی تعمیر ہے جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس نے انجینئرنگ سے اس شکل میں اپنا گھر بنایا ہو اس گھر کے ہر خانے ایسے برابر مسدس دائرے ہیں جن میں باہم کوئی فرق نہیں ہے اس وجہ سے ایک دوسرے سے ایسے ملے ہوئے ہیں گویا کہ سب دائرے مل کر ایک ہی شکل ہوں اور سوائے مسدس کے تین سے دس تک کا کوئی بھی دائرہ ایسا نہیں بن سکتا کہ ایک دوسرے کے درمیان کشادگی نہ ہو کیونکہ مسدس کے ہم شکل والے چھوٹے دائروں کو ملا کر اس نے ایک ہی ڈھانچہ بنا دیا ہے۔

تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنا چھتہ پہاڑوں، درختوں اور انسانوں کے مکانات میں بنائے۔

ذرا غور کریں کہ کس طرح شہد کی مکھی اپنے رب کے حکم کی فرماں بردار ہے کس طرح عمدگی سے حکم الٰہی کو بجا لاتی ہے کس طرح ان تینوں جگہ اپنا چھتہ بناتی ہے آپ ان جگہوں کے علاوہ کسی اور جگہ اس کو چھتہ بناتے نہیں دیکھ سکتے ان کے چھتے کے پاس اگر دوسرے چھتے کی مکھی آ جائے تو اس کو ڈنک مارتی ہیں اور کبھی

کبھی تو وہ مکھی مر بھی جاتی ہے جس کو ڈنک لگتا ہے اس کے مزاج میں صفائی ستھرائی بھی بہت ہے۔ چنانچہ چھتے کے اندر اگر کوئی مکھی مر جائے تو زندہ مکھیاں اسے باہر نکال دیتی ہیں۔ نیز چھتے میں سے اپنا پاخانہ بھی برابر صاف کرتی رہتی ہیں تاکہ اس سے بدبو نہ پھیلے۔ ان مکھیوں کو ایک بیماری (جس میں گھن جیسے چھوٹے چھوٹے کیڑے ان کے جسم کو کھاتے رہتے ہیں) بہت تنگ کر دیتی ہے اگر مکھیاں مبتلا ہو جائیں تو اس کا علاج یہ ہے کہ مکھی کے چھتہ میں گلئے کے گوبر کی دھونی دے دیں۔ انکی ایک عادت یہ بھی ہے کہ چھتہ سے اڑ کر غذا حاصل کرتی ہیں جب لوٹتی ہیں تو ہر مکھی اپنے ہی خانہ میں جاتی ہے اس میں غلطی نہیں کرتی آپ نے فرمایا۔ کہ مومن کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے وہ اپنے چھتہ سے نکل کر حلال کھاتی ہے بیٹ کرتی ہے مگر نہ تو کسی کو نقصان پہنچاتی ہے نہ کہیں توڑ پھوڑ کرتی ہے۔ اسی طرح مومن بھی اپنے کام سے کام رکھتا ہے کسی کو ایذا نہیں پہنچاتا اور حلال کھاتا ہے۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مومن کو شہد کی مکھی سے تشبیہہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ دونوں میں مشابہت بہت سی چیزوں میں ہے۔ مثلاً فہم و فراست، کسی کو ایذا نہ پہنچانا۔ وعدہ پورا کرنا، دوسروں کو فائدہ پہنچانا، قناعت کرنا۔ دن میں تلاش معاش، گندگی سے دور رہنا، حلال کمائی کھانا۔ امیر کی اطاعت کرنا۔ کچھ پریشانیاں شہد کی مکھی کا کام کاج بند ہونے کا سبب بن جاتی ہیں جیسے بادل، دھواں، بارش اور آگ، اسی طرح کچھ اسباب سے مومن کا کام بھی رک جاتا ہے اور وہ غافل ہو جاتا ہے مثلاً غفلت کی تاریکی، شک کے بادل

پھیاں، حرام مال کا دھواں، مالداری کا پانی، نشہ اور خواہشات نفسانی کی آگ۔

مسند دارمی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں میں اسطرح رہو جیسے پرندوں میں شہد کی مکھی رہتی ہے کہ تمام پرندے اسے معمولی کمزور د بال سمجھتے ہیں لیکن اگر انہیں شہد کی مکھی کے پیٹ کی شہد اور اسکی برکت اور فوائد کا علم ہو جائے تو اسے معمولی نہ سمجھیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دنیا کی مذمت میں یہ روایت مشہور ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا۔ دنیا میں چھ قسم کی چیزیں ہیں۔ ۱۔ مطعوم ۲۔ مشروب ۳۔ مرکوب، ۴۔ منکوح، ۵۔ مشموم۔ ۶۔ ملبوس۔

سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے جو ایک مکھی کا تھوک ہے اور سب سے عمدہ پینے کی چیز پانی ہے جس میں سب اچھے برے برابر کے حصہ دار ہیں سب سے اعلیٰ لباس ریشم ہے جو کہ معمولی کپڑے کا بنایا ہوا ہے سب سے افضل سواری گھوڑا ہے جس پر بیٹھ کر انسانوں کا قتل ہوتا ہے سب سے شاندار خوشبو مشک ہے جو ایک جانور کا خون ہے۔ سب سے بڑھیا منکوح عورت ہے جو پیشاب کرنے کی جگہ ہے ویسی ہی گندی جگہ سے نکلی ہے اللہ تعالیٰ کا شہد کی مکھی میں زہر اور شہد دونوں پیدا کردینا اسکی کمال قدرت کی نشانی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص ہر مہینے میں تین دن صبح نہار منہ شہد چاٹ لیا کرے تو کوئی اہم بیماری اسے لاحق نہیں ہو گی حضرت عمر رضؓ کو جب کوئی مرض لاحق ہوتا تھا آپ شہد میں سے علاج کرتے تھے یہاں تک کہ پھوڑے پھنسی پر بھی شہد کا ہی مرہم لگاتے تھے اور کسی جانور کے ڈسنے کی جگہ بھی شہد مل لیتے تھے اور شہد کے فوائد کی آیتیں تلاوت کرتے تھے۔

ابوہریرہ کے متعلق آیا ہے کہ وہ شہد کو بطور سرمہ استعمال کرتے تھے اور ہر مرض میں اس سے علاج کرتے تھے حضرت عوف بن مالک رضؓ کے بارے بیان میں کیا جاتا ہے کہ ایک بار وہ بیمار ہو گئے۔ فرمایا پانی لاؤ اور دامن مبارکہ پھر تینوں کو ملا کر نوش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی ایک صحابی کو دست آرہے تھے۔ حضور صلعم نے ان کو شہد پینے کے لیے کہا پیا تو دست میں اضافہ ہو گیا، حضورؐ نے بار بار ان کو شہد پلوایا۔ یہاں تک کہ صحت یاب ہو گئے وہ مریض جس کے لیے حضورؐ نے اسہال میں شہد کا استعمال فرمایا تھا۔ ہمیں جان لینا چاہیئے کہ بدہضمی اور کھانے کی بداحتیاطی ہے کا شکار تھا۔ لہذا اس کا علاج دست آنے کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے یا اس میں اضافہ کر دینا ہی تھا اسی لیے حضورؐ نے اس مریض کے لیے شہد علاج تجویز فرمایا۔ پھر شہد پلانے سے دست زیادہ آنے لگے شکایت کرنے پر آپ نے فرمایا۔ اور شہد پلاؤ یہاں تک کہ پیٹ کے اندر کا مادہ ختم ہو گیا اور دست خود بخود بند ہو گئے۔ ہمارے بیان سے یہ بات معلوم ہوئی شہد سے علاج اطباء کے ہاں رائج ہے۔

شہد گرم خشک ہے عمدہ شہد وہ ہے جو چھتہ کی موم سے الگ نہ کیا گیا ہو۔ مسہل ہے پیشاب جاری کرتا ہے مقوی میں اضافہ کرتا ہے پیاس لگاتا ہے صفرا بن کر گرم خون پیدا کرتا ہے اور پانی میں ملا کر پینے اور اسکا جھاگ اتار دینے سے اسکی حرارت ختم ہو جاتی ہے اور مٹھاس کم ہو جاتی ہے وہ جو کم ہو جاتا ہے لیکن غذائیت بڑھ جاتی ہے پیشاب جاری کرنے میں یہ مفید

ہو جاتا ہے۔ سب سے عمدہ شہد موسم خریف کا ہوتا ہے جس کی مٹھاس عمدہ ہوتی ہے
اور زیادہ شہد موسم ربیع میں ملتا ہے جس کے رنگ میں سرخی ہوتی ہے شہد کے
نقصان کو کھٹا میٹھا سب ختم کر دیتا ہے جو چیزیں جلدی سے خراب ہو جاتی ہیں
مثلاً گوشت وغیرہ اگر ان کو شہد میں رکھ دیا جائے تو کافی مدت تک خراب نہیں
ہوتیں۔ اگر خالص شہد (جس میں پانی، آگ، دھواں وغیرہ کا اثر نہ پہنچا ہو) میں ذرا
سا مشک ملا کر آنکھوں میں سرمہ کی طرح لگائیں تو آنکھوں سے بہنے والا پانی
بند ہو جاتا ہے۔ اور اسے سر میں لگانے سے جوئیں اور اس کے انڈے مر جاتے ہیں
شہد چاٹنا کتے کے کاٹے میں مفید ہے پکی ہوئی شہد زہر کے لیے نافع ہے اور دوم
کی خاصیت یہ ہے کہ جو اسے اپنے پاس رکھے اور بعض نے کہا ہے کہ کھائے تو
اسے بے چینی لاحق ہو گی مگر وہ احتلام سے محفوظ رہے گا۔

الجوارس :

شہد کی مکھی۔ الجوارس۔ شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ جب شہد کی مکھی ببول
کے درخت کو کھا لیتی ہے اس وقت بولا جاتا ہے کہ شہد کی مکھی درخت ببول پر گنگناتی
ہے جس پر بدبودار گوند ہوتی ہے اگر مکھی اسکو کھا لیتی ہے تو اس کے شہد میں بھی
اس کا اثر آجاتا ہے

التول : نر شہد کی مکھی۔ التول (تا پر زبر اور واؤ ساکن)
عام طور پر یہ لفظ شہد کی مکھیوں کے بارے میں بولا جاتا ہے چاہے ایک مکھی ہو یا
پورا چھتہ کا چھتہ۔ حضرت امام اصمعی فرماتے ہیں کہ شہد کی مکھی کے لیے کوئی علیحدہ
سے واحد لفظ استعمال نہیں ہوتا۔

الدَّبْر : شہد کی مکھیاں (دبر دال پر زبر) شہد کی مکھیوں کی جماعت اور لبقول ہیتلی دبر بھڑوں کو کہتے ہیں اور دبر (دال پر کسرہ) چھوٹی ٹڈیوں کو کہتے ہیں۔ اصمعی نے کہا ہے کہ اس لفظ کا کوئی واحد نہیں آتا مگر واحد کے لیے (خشرمۃ) استعمال ہوتا ہے اسکی جمع دبور ہوتی ہے چنانچہ لفظ دبر شہد کی مکھیوں کے معنیٰ میں ہذلی شاعر کے مصرعہ ذیل میں عسال کے وصف میں استعمال ہوا ہے۔ جب شہد کی مکھیاں اسکو یعنی عسال کو کاٹ لیتی ہیں تو ان کے کاٹنے سے ڈرتا نہیں ہے۔"

الکوب والنوب : شہد کی مکھیاں لوب اور نوب شہد کی مکھیوں کے ٹولہ کو کہتے ہیں۔ حضرت ریان بن قسور کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سے جبکہ آپ وادی شوق میں مقیم تھے ملاقات کی اور آنحضرت سے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے پاس ہماری لوب (شہد کی مکھیاں) تھیں ہم نے ان کو پال رکھا تھا وہ ایک چھتہ میں رہتی تھیں ہمیں اس میں شہد اور موم دستیاب ہوتا تھا فلاں شخص نے آکر ان کو مار ڈالا۔ اور جو زندہ بچی تھیں سب کا ایک ساتھ کفن دفن کردیا وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ آگ جلاکر دھواں دیا تو مکھیاں بھاگ گئیں اور چھتہ میں اپنے انڈے بچے چھوڑ گئیں اس نے چھتہ کا نام و نشان رفوچکر ہوگیا۔ آپ نے فرمایا جس نے کسی قوم کی ملکیت اور انکو نقصان پہنچایا وہ انتہائی لعنت کا مستحق ہے کیا تم نے اس کا پیچھا نہیں کیا اور اسکا حال معلوم نہیں کیا۔ حضرت ریحان فرماتے ہیں کہ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول وہ ایسے لوگوں کی پناہ میں داخل ہوگیا ہے جو ہمارے پڑوسی ہیں یعنی قبیلہ ہذیل تو حضور نے فرمایا۔ "اچھا صبر کرو! تم جنت میں ایسی نہر پاؤگے جسکی کشادگی کا فاصلہ عقیقہ اور سحیق کے درمیان فاصلہ کے برابر ہے جسمیں گرد و غبار سے صاف شہد جاری ہوگا جو نہ کسی لوب کا قے ہوگا اور نہ کسی نوب کے منہ سے پیدا شدہ ہوگا

چیونٹی نمل

قرآن پاک نے اپنی ستائیسویں[۲۷] سورت کا نام سورۃ نمل (چیونٹی) رکھا ہے۔ اسی سورت کی آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد فرمایا ہے۔

"یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے کہا۔ اے چونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں تم کو سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں" ۱۸/۲۷

سلیمان اسکی بات سن کر ہنس پڑے اور بولے۔

"اے میرے رب! مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے احسان کا شکر ادا کرتا رہوں۔ جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں جو تجھے پسند آئے۔ اور اپنی رحمت سے مجھکو صالح بندوں میں داخل کر۔"

چیونٹی کی بات سنکر ہنسنا اور دعا مانگنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ چیونٹیوں کا گروہ تھا نہ کہ کسی انسانی گروہ یا قبیلہ کا معاملہ۔

دراصل حضرت سلیمان علیہ السلام کو اتنی زبردست قوت ادراک حاصل تھی کہ وہ دور سے ایک چیونٹی کی آواز بھی سن سکتے تھے۔ اور اسکا مطلب بھی سمجھ لیتے تھے یہ بات ایسی تھی کہ جس سے انسان کے غرور نفس میں مبتلا

الدَّبْرُ : شہد کی مکھیاں (دبر دال پر زبر) شہد کی مکھیوں کی جماعت اور بقول بیہقیؒ دبر بھڑوں کو کہتے ہیں اور دبر (دال پر کسرہ) چھوٹی ٹڈیوں کو کہتے ہیں۔ اصمعیؒ نے کہا ہے کہ اس لفظ کا کوئی واحد نہیں آتا مگر واحد کے لیے (خشرمۃ) استعمال ہوتا ہے اسکی جمع دبور ہوتی ہے چنانچہ لفظ دبر شہد کی مکھیوں کے معنیٰ میں ہذلی شاعر کے مصرعہ ذیل میں عسال کے وصف میں استعمال ہے۔ جب شہد کی مکھیاں اسکو یعنی عسال کو کاٹ لیتی ہیں تو ان کے کاٹنے سے ڈرتا نہیں ہے"۔

الکوب والنوب : شہد کی مکھیاں نوب اور نُوب شہد کی مکھیوں کے ٹولے کو کہتے ہیں۔ حضرت ریان بن قسورؓ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ سے جبکہ آپ وادی شوق میں مقیم تھے ملاقات کی اور آنحضرتؐ سے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے پاس ہماری نوب (شہد کی مکھیاں) تھیں ہم نے ان کو پال رکھا تھا وہ ایک چھتہ میں رہتی تھیں ہمیں اس میں سے شہد اور موم دستیاب ہوتا تھا فلاں شخص نے آکر ان کو مار ڈالا۔ اور جو زندہ بچی ان سب کا ایک ساتھ کفن دفن کر دیا وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ آگ جلا کر دھواں دیا تو مکھیاں بھاگ گئیں اور چھتہ میں اپنے انڈے بچے چھوڑ گئیں اس نے چھتہ کاٹا اور رفو چکر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا جس نے کسی قوم کی ملکیت اور اُنکو نقصان پہنچایا وہ انتہائی لعنت کا مستحق ہے کیا تم نے اس کا پیچھا نہیں کیا اور اسکا حال معلوم نہیں کیا۔ حضرت ریحانؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ وہ ایسے لوگوں کی پناہ میں داخل ہو گیا ہے جو ہمارے پڑوسی ہیں یعنی قبیلہ ہذیل تو حضورؐ نے فرمایا "اچھا صبر کرو! تم جنت میں ایسی نہر پر پہنچو گے جسکی کشادگی کا فاصلہ عقیقہ اور سحیقہ کے درمیان فاصلے کے برابر ہے جسمیں گرد و غبار سے صاف شہد جاری ہو گا جو نہ کسی "لوب" کا تے ہو گا اور نہ کسی نوب کے منہ سے پیدا شدہ ہو گا

چیونٹی نمل

قرآن پاک نے اپنی ستائیسویں[۲۷] سورت کا نام سورۃ نمل (چیونٹی) رکھا ہے۔ اسی سورت کی آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد فرمایا ہے۔

"وہ یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے کہا۔ اے چونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں تم کو سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں۔" ۱۸/۲۷

سلیمان اسکی بات سن کر ہنس پڑے اور بولے

"اے میرے رب! مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے احسان کا شکر ادا کرتا رہوں۔ جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں جو تجھے پسند آئے۔ اور اپنی رحمت سے مجھ کو صالح بندوں میں داخل کر۔"

چیونٹی کی بات سنکر ہنسنا اور دعا مانگنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ چیونٹیوں کا گروہ تھا نہ کہ کسی انسانی گروہ یا قبیلہ کا معاملہ۔

دراصل حضرت سلیمان علیہ السلام کو اتنی زبردست قوت ادراک حاصل تھی کہ وہ دُور سے ایک چیونٹی کی آواز بھی سن سکتے تھے۔ اور اسکا مطلب بھی سمجھ لیتے تھے یہ بات ایسی تھی کہ جس سے انسان کے غرور نفس میں مبتلا

ہو جانے کا خطرہ ہو۔ اس صورت میں حضرت سلیمان علیہ السّلام کی یہ دعا موقع کی مناسبت سے صحیح تھی۔ ان کا مقصد تھا کہ وہ کسی چیونٹی پر بھی ظلم نہ کریں

مختلف مترجمین نے کم وبیش یہی ترجمہ کیا ہے۔ مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ مگر کم وبیش اتفاق اسی پر ہے کہ یہ چیونٹیوں سے ہی متعلق ہے نہ کہ کسی قبیلے سے جو ملک شام میں رہتا ہو۔ میرے خیالِ ناقص میں اللہ چیونٹیوں کی ایک مخصوص صلاحیت جو ریڈار (RADAR) سے متعلق ہے متوجہ کر رہا ہے۔ یعنی چیونٹیوں میں خداداد صلاحیت ہے کہ وہ آنے والی فوج کی کثیر تعداد اور فاصلہ کا اندازہ کر سکیں اور پھر احتیاطی تدابیر کر سکیں۔ مستقبل کے سائنسدان اور دانشور ہی اس آیتِ مبارکہ کے عظیم مقاصد کی طرف روشنی ڈال سکیں گے۔

اسی طرح (ابوہریرۃؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک چیونٹی نے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کو کاٹا۔ اس نے چیونٹیوں کے جلانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ تجھ کو ایک چیونٹی نے کاٹا ہے تو نے ایک اُمت کو جلا دیا ہے جو تسبیح کرتی تھی (متفق علیہ)

ابنِ عباسؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہؐ نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ چیونٹی، شہد کی مکھی۔ ہدہد اور کلچڑی (ممولا)۔ روایت کیا اسکو ابوداؤد، دارمی)

انجیل مقدس میں بھی چیونٹی کا ذکر ہے۔

امثال میں سلیمان اور چیونٹی کا ذکر (۶:۶-۸) پر آیا ہے

"اے کاہل آدمی چیونٹی کے پاس جاؤ اسکو دیکھ اور دانش حاصل کر باوجودیکہ اس کا کوئی سردار کوئی حاکم نہیں. گرمی میں اپنے لیے خورش تیار کرتی ہے اور درد کے وقت اپنے واسطے خوراک جمع کرتی ہے"۔ امثال ۶/۶
دوسری جگہ ہے۔

"چار ہیں جو دنیا میں حقیر ہیں لیکن بڑے سیانے چیونٹے ہر چند زور مند نہیں لیکن وہ گرمی میں اپنے لیے خوراک جمع کر رکھتے ہیں" (امثال ۳۰/۲۵)

عہد عتیق کے علاوہ بھی یہودیوں کے مذہبی نوشتوں میں چیونٹی کا ذکر کثرت سے ہے۔

چیونٹی کا احترام

زمانہ قدیم میں مختلف قبیلے اور قومیں اپنے انداز سے چیونٹی کا احترام کرتی رہی ہیں

یونان کے مصنفین نے لکھا ہے کہ چیونٹی کی تھیالی میں پرستش کی جاتی تھی۔ اور قبیلہ کا خیال تھا کہ ہماری نسل چیونٹی سے نکلی ہے۔ ڈاہومی افریقہ میں چیونٹی کو ناگ دیوتا کا قاصد سمجھا جاتا تھا نیوگنی میں اب بھی یہ عقیدہ ہے کہ دوسری موت کے بعد روح چیونٹی بن جاتی ہے۔ اور کارن وال (CORN WALL) میں عقیدہ ہے کہ چیونٹیاں ان بچوں کی روحیں ہیں جن کا پیدائش کے فوراً بعد نام نہیں رکھا جاتا۔ فرانس میں یہ عقیدہ ہے کہ

چیونٹی کے بل کو توڑنے سے بدقسمتی آتی ہے۔ ہندوں اور جینیوں (JAINS) چیونٹیوں کو بخشے ہوئے لوگوں کی روحیں سمجھتے ہیں اور خاص دنوں میں ان کو آٹا کھلاتے ہیں۔

جنوبی امریکہ اور کیلی فورنیا میں یہ خیال ہے کہ چیونٹی سے بچوں کو کٹوایا جائے تو ان میں زیادہ طاقت آجاتی ہے۔ چند قبیلوں کا خیال ہے کہ چیونٹی سے کٹوانے سے ہوشیاری میں اضافہ ہوتا ہے اور پیشین گوئی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور قبیلے کا خیال ہے کہ کسی ڈاکٹر کو چیونٹی کے بل کے نزدیک نہیں جانا چاہیئے کیونکہ اگر چیونٹی نے کاٹ لیا تو وہ ہمیشہ کے لیے علاج کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جائے گا۔

بلغاریہ اور سوئٹزرلینڈ میں چیونٹی کو منحوس یا بدفال سمجھا جاتا ہے جبکہ اسٹونیا کے لوگ چیونٹی کو نیک فال خیال کرتے ہیں۔ ہندوؤں میں سرخ چیونٹی خوش قسمتی کی نشانی اور کالی چیونٹی بدقسمتی کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔

چیونٹی کے علاوہ چیونٹیوں کے بل کو متبرک سمجھا جاتا ہے۔ کچھ قبیلے اسکو مقدس جگہ سمجھ کر وہاں قسم کھاتے ہیں یا اس کے قریب قربانی کرتے ہیں۔ پونا (بھارت) میں کچھ لوگ اس کے اردگرد رقص کرکے اپنا مذہبی فریضہ پورا کرتے ہیں۔ لیکن مغربی افریقہ میں چیونٹی کے بل کو بھوتوں کی رہائش گاہ سمجھا جاتا ہے۔ دوسری جگہ یہ سمجھکر کہ اس کو قبیلے کے سرداروں کی روحوں سے تعلق ہے۔ جنوبی افریقہ میں بچوں کو اس کے پاس دفن کیا جاتا ہے۔ سوڈان کے ایک قبیلے کا خیال ہے کہ مردہ انسان چیونٹی کی

قریب جا کر جانور کی شکل اختیار کر لیتا ہے اسی طرح بہت سی
نیاں اور عقیدے مختلف ملکوں اور قبیلوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ہمارے شعرائے بھی چیونٹی کی تعریف میں عجب عجب معنی آفرینی کی ہے۔

حضرت سلیمان کے سامنے چیونٹی بن جاؤ یعنی اسکی طرح عاجز و خاکسار
بن جاؤ تاکہ تم کو وہ کچل نہ ڈالے خدانخواستہ۔
پس خیال اور ارادہ کے اس قدر عالیشان ہونے کے باوجود اے
انسان کیوں تجھ عقل کے اندھے کے سامنے بے وقوفی کی وجہ سے جسم حضرت سلیمان
کی طرح شاندار اور خیال چیونٹی کی طرح حقیر و ناچیز ہے۔
اگر بری خصلت تم میں محکم ہو چکی ہے خواہشات نفسانیہ کی چیونٹی
عادت کی وجہ سے سانپ بن چکی ہے لیکن ہر شخص سانپ کو چیونٹی دیکھتا
ہے۔
تو چیونٹی کی طرح دانے کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ اے سلیمانؑ
کو تلاش کر ورنہ گمراہ ہو جائے گا دانہ کی تلاش کرنے والے کے لیے
کبھی وہ دانہ بلا کا جال ثابت ہوتا ہے اس شخص کو جو سلیمان کو تلاش
کرے۔ دونوں دولتیں ملتی ہیں یعنی دنیا بھی اور آخرت بھی۔
جو معاملہ دنیا میں بڑا تیز نظر آتا ہے آخرت کے معاملے میں آنکھوں
سے اندھا ہے۔ سلیمان علیہ السلام بھی شاہ حقیقی کے مشاہدہ سے بے بصر
ہے اور چیونٹی کی ٹانگوں کو دیکھ رہا ہے۔
ایک چیونٹی کاغذ پر چل رہی تھی اس نے قلم کا لکھنا دیکھا تو قلم کی

کی تعریف کرنے لگی۔ ایک اور چیونٹی جو ذرا تیز نظر تھی بولی انگلیوں کی تو
کر کیونکہ یہ ہنر میں انگلیوں کا دیکھتی ہوں۔ ایک اور چیونٹی جو دونوں
زیادہ ہوشیار اور تیز نظر تھی کہنے لگی بازو کی تعریف کر جس سے انگلیا
نکل رہی ہیں

• پہلی چیونٹی نے دوسری سے کہا کہ اس قلم نے عجب گلکاریاں کی ہیں
جو ایمان اور سوسن کی کیاری اور گلاب کے پھولوں سے مشابہ ہیں یہ سلسلہ
کلام جاری رہا اور اوپر تک پہنچا۔

• یہاں تک کہ ایک سردار چیونٹی جو کسی قدر دور اندیش تھی بولی
جسم سے یہ ہنر واقع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ نیند میں بے ہوش و حواس
ہو جاتا ہے۔ جسم بمنزلہ لباس ہے اور مثل عصا ہے سوائے عقل و جان
کے جسم حرکت نہیں کرتے۔ وہ اس بات سے باخبر تھیں کہ وہ عقل
قلب اللہ کی تحریک کے بغیر پتھر کے برابر ہیں کسی وقت وہ وہ فیاض
مطلق اپنا فیض کر دے تو ہوشیار عقل بھی ہو تو سوچنے پر مجبور ہوتی ہے

• روح چیونٹی کی مانند اور بدن دانۂ گندم کی مثل ہے۔ وہ
چیونٹی اس دانے کو ہر دم ادھر اُدھر کھینچے لیے پھرتی ہے۔ چیونٹی
جانتی ہے کہ مقبوضہ دانہ گو میری جنسیت سے نہیں ہے مگر وہ میرے
وجود میں ڈھل جانے والے اور میرے ہم جنس ہو جانے والے ہیں اس
لیے اسکو ان کی طرف رغبت ہے۔

• ایک چیونٹی نے راستے سے ایک دانہ جو اٹھا لیا دوسری چیونٹی
نے ایک دانہ گندم لیا اور دوڑنا اختیار کیا۔ دانۂ گندم دانۂ جو کی طرف

وذ سبوذ نہیں دوڑا آتا۔ جی ہاں ایک چیونٹی دوسری چیونٹی کی طرف
آرہی ہے۔ اور ان کے پیچھے دانہ بھی دانے کی طرف آرہا ہے۔ حالانکہ
چیونٹی چیونٹی کی طرف آرہی ہے۔ نہ کہ جو گندم کی طرف۔

فرض کرو کہ ایک کالی چیونٹی کالے کمبل پر جارہی ہے تو چیونٹی
نظر سے مخفی رہے گی اور دانہ نمایاں طور سے راستہ چلتا نظر آئے گا۔
عقل آنکھ سے کہے گی کہ خوب غور سے دیکھ تو تجھے معلوم ہو جائے گا
کہ کوئی چیز اس دانے کو لیکر جارہی ہے ورنہ دانہ ہرگز کسی دانے کو
لے جاتے بغیر نہیں جاسکتا

چیونٹی دانہ پر اس لیے لرزاں اور خائف ہوتی ہے کہ عظیم خرمنوں
سے اسکی آنکھ بند ہوتی ہے۔ اس کے نزدیک جو کچھ ہے یہی دانہ ہے اسلئے
وہ اس دانے کو حرص وخوف سے کھینچے لیے جاتی ہے وہ ایسے خرمن عظیم
بڑے ڈھیر) کو نہیں دیکھتی جس میں بے شمار دانے موجود ہیں۔

خرمن کا مالک کہتا ہے کہ سن ری چیونٹی! ارے او! اندھے پن
کے سبب سے تیرے آگے نابود معمولی چیز بھی ایک بڑی شئے ہے تو
نے ہمارے خرمنوں سے یہی ایک دانہ دیکھا جو اس دانے سے دل وجان
سے چمٹ رہی ہے۔ اگر پورا خرمن (ڈھیر) دیکھ لے تو یہ حرص
جاتی رہے۔

دنیا دار کو صرف دنیا کی متاع حقیر نظر آتی ہے آخرت کی نعمتوں کو نہ
وہ جانتا ہے۔ اور نہ ہی یقین ہے۔

اے جو صورت ظاہری میں ذرہ اور حقیر ہے تو سب سے اونچے

ستارے کیوان کو دیکھ اگرچہ تو ایک لنگڑی چیونٹی ہے چل تو اپنی
کے ذریعہ سلیمان یعنی شہنشاہِ حقیقی کو دیکھ۔

چیونٹی ایک دانے کے ختم ہونے پر کیوں انتہائی پریشان ہو
اگر وہ ایک دانہ کے ذریعہ سے خرمن (اناج کا ڈھیر) کی طرف جا
والی ہوتی۔

سعدی:

چیونٹیوں میں جب اتفاق ہو غضبناک شیر کی کھال اتار لیتی
میں نے دریافت کیا اور کہا تیرے چہرے کا حسن کیا ہوا کہ چیونٹیاں چاند کے گرداب پڑ
جس جگہ میٹھے پانی کا چشمہ ہوگا
آدمی پرند چیونٹیاں جمع ہو جائیں گی
میں تو وہ چیونٹی سی ہوں جسکو پیر سے مل دیں
وہ بھڑ نہیں ہوں کہ میرے ڈنک سے رو

اب تک انسان نے چیونٹی سے متعلق جو معلومات حاصل کی
وہ ملاحظہ فرمائیے۔ اور یہ بھی دیکھیے کہ وہ ان سے
کیا فوائد حاصل کر رہا ہے۔

چیونٹیاں بستی میں رہنے کی عادی ہیں وہ انڈے دینے والی
اور بانجھ چیونٹیوں کے ساتھ رہتی ہیں ان کے یہاں شہد کی مکھیوں کی
طرح تقسیم کار ہے۔ وہ انڈے دیتی ہیں ان میں سے بچے نکلتے ہیں کے
کھلانے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ بچوں میں سے کچھ رانیاں بنتی ہیں

کارکن چیونٹیوں کی اب تک ۸۰۰۰ اقسام دریافت ہوئی ہیں۔ ۳۰ اقسام کی چیونٹیوں کا رکن کوئی کام نہیں کرتا۔ بلکہ وہ دوسرے قسم کی چیونٹیوں کو غلام بنا کر لے آتے ہیں۔

رانی چیونٹی صحبت کے بعد غلام چیونٹی کے مسکن پر قبضہ کر لیتی ہے اور غلام چیونٹی کی رانی کو نکال دیتی ہے البتہ اسکے انڈے اور بچے اپنے قبضے میں لے لیتی ہے اس طرح غلاموں کی پہلی نسل پیدا ہو جاتی ہے جو رانی کی خدمت کرتے ہیں

حملہ آور چیونٹیاں دوسری چیونٹیوں کو جان سے نہیں مارتیں بلکہ ان کے مسکن سے ان کو بھگا دیتی ہیں البتہ فاتح اور مفتوح اپنے انڈوں اور بچوں کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کرتی ہیں۔ فاتح چیونٹیوں میں بھی آپس میں لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں کبھی کبھی وہ ایک دوسرے کو لڑائی کے دوران ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیتی ہیں۔

یہ معلومات ہنٹر کالج نیویارک کے ماہر نفسیات HOWARD TRPOFF نے ARIZONA کے پہاڑوں پر بیٹھ کر حاصل کی ہیں۔ یہ پہاڑ نیویارک سے تقریباً ۲۵۰۰ میل دور واقع ہیں۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے ماہرین نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

چیونٹیوں کی فوج کشی

جب یہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں روانہ ہوں تو راستہ کی ہر جاندار چیز کو ختم کر سکتی ہیں ایک دفعہ میں پانچ لاکھ ایک بستی میں ہوتی ہیں

یہ باقاعدہ صف بندی کرتی ہیں۔ تیز جبڑے والے سپاہی باہر
مقرر کیئے جاتے ہیں یہ کھانے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ یہ پورے گا
یا گائے یا زخمی انسان کا گوشت چند گھنٹوں میں ختم کر دیتی ہیں۔
حیرت انگیز واقعہ برازیل کے قصبہ گوائی نیرا (GOI NIRA)
ملاحظہ فرمایئے۔

چیونٹیوں کا ایک دستہ جسکی لمبائی ایک میل اور چوڑائی ½ م
اس قصبہ کی طرف گامزن دیکھا گیا۔ چیونٹیوں نے پولیس کے سربراہ اعلیٰ
شہریوں کو جان سے مار ڈالا جنہوں نے چیونٹیوں کو روکنے کی کوشش
تھی) ان کے روکنے کے لیے لوگوں نے آگ کے شعلے پھینکے۔ تب
مشکلوں سے ان کے حملے کو روکا گیا۔ البتہ جنوبی امریکہ کے دیہات
لوگ چیونٹیوں کی فوج کا خیر مقدم کرتے ہیں کیونکہ وہ تمام کیڑے
مکوڑوں کو چٹ کر جاتی ہیں۔

ویسے اللہ نے ایک چیونٹی کو بھی بڑی طاقت دی ہے اگر
وہ ہاتھی کی سونڈ میں گھس جائے اور کاٹنا شروع کر دے تو وہ سونڈ
زمین پر دے دے مارتا ہے اور ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔ کہتے
ہے کہ ہاتھی کی موت چیونٹی کے ہاتھوں۔

چیونٹی کی بہت سی اقسام ہیں جن میں سے خاص یہ ہیں

۱۔ پتیاں کاٹنے والی۔
۲۔ بیج توڑنے والی۔
۳۔ فصل کاٹنے والی۔

۴۔ جولاہا چیونٹی
۵۔ غلام بنانے والی سرخ چیونٹی
۶۔ فوجی چیونٹی
۷۔ کسان چیونٹی جو FUNGUS بناتی ہے۔
۸۔ اڑن چیونٹی
۹۔ شہد جمع کرنے والی چیونٹی
۱۰۔ درختوں کی چیونٹی
۱۱۔ تتلی چیونٹی۔

چیونٹی انسانیت کی کیا خدمت کر رہی ہے یا کر سکتی
ہ ابتک جو معلومات بہم پہنچی ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔
گھروں کے کیڑے مکوڑے ختم کردیتی ہے جنوبی امریکہ کے لوگ
ونٹیوں کا خیر مقدم کرتے ہیں
درختوں کی حفاظت کرتی ہے۔ نقصان دہ کیڑے مکوڑوں کا خاتمہ
ردیتی ہے۔

مختلف مقررہ اوقات میں پھول اپنے رس پیدا کرتے ہیں اور پتے
روقت رس مہیا کرتے رہتے ہیں۔ لہذا دن کے مختلف پانچ اوقات میں
پانچ مختلف نسلوں کی چیونٹیاں آتی ہیں اور وہ مختلف قسم کے خطرات
سے پودوں کی حفاظت کرتی ہیں

☆ سورج مکھی پھول پر مکھیوں اور کیڑوں کو انڈے دینے سے
روک دیتی ہیں۔

★ ببول کے درخت کی چیونٹیوں کے ساتھ بڑی قریبی دوستی ہے وہ ببول کے کھوکھلے حصّوں میں رہتی ہیں اور ببول ان کو خوراک بھی مہیا کرتا ہے اپنے رس کے ذریعہ سے چیونٹیاں اس کے عوض کسی بھی طفیلی بیل کو ببول پر نہیں چڑھنے دیتیں۔ ببول اور چیونٹی کی دوستی استوائی خطے کے ممالک میں ہوتی ہے یعنی ایشیا افریقہ اور جنوبی امریکہ کے شمالی علاقے اور وسطی امریکی ممالک میں

★ کینیڈا نے ایک خاص قسم کی حملہ آور چیونٹی درآمد کی ہے جو CONIFER NURSERIES کی حفاظت کرتی ہے تاکہ کیڑے مکوڑے سے پودوں کی حفاظت کی جا سکے۔

★ قدیم چین میں صدیوں پہلے نارنگی اور سنگتروں کو محفوظ رکھنے کے لیے کسان بانس کے پل بناتے ہیں جن کے ذریعے چیونٹیاں ایک درخت سے دوسرے درخت پر اپنی بستی کو منتقل کر دیتی ہیں۔

★ چیونٹیاں بیج کے پھیلانے کا موجب بنتی ہیں۔ یہ مخصوص قسم کے درخت ہیں جن کی اقسام ۱۵۰۰ ہیں اور آسٹریلیا میں پائے جاتے ہیں چیونٹیاں مرکزی آسٹریلیا میں ایک جھاڑی کے پھل گھونسلے میں لے جاتی ہیں۔ گودا کھانے کے بعد بقایا کوڑے پر پھینک دیتی ہیں کوڑے کے ڈھیر پہ پڑے بہت طاقت سے بڑھتے ہیں اور وہ بغیر چیونٹی والے پودوں سے زیادہ پھلتے پھولتے ہیں۔

★ کینیا افریقہ میں چیونٹیاں چھوٹے چھوٹے جانوروں کی ہڈیاں اکٹھی کر لیتے ہیں اور اس میں لگا ہوا گوشت کھاتی ہیں۔

جنوبی ہندوستان میں بنگلور کے شہر میں یہ مشاہدہ کیا گیا کہ یونٹیاں شبنم سے اپنی پیاس بجھاتی ہیں اس کے علاوہ کوڑے کرکٹ ے ڈھیر میں جو نمی ہوتی ہے وہ بھی حاصل کر لیتی ہیں یہ طریقہ کار ان اقوں میں کیا جاتا ہے جو علاقے خشک ہوتے ہیں ورنہ تالابوں اور ڑھوں میں بھرے ہوئے پانی کو چیونٹیاں بغیر رکاوٹ کے استعمال رتی ہیں۔

جانوروں میں چیونٹیاں اپنی فہم و فراست زیرکی و دانائی کے لیے ضرب المثل کا درجہ رکھتی ہیں انہوں نے اگر فوج کے اور لشکر کے گزرنے سے یہ نتیجہ تجربے سے اپنے لیے بھانپ لیے ہوں تو کوئی تعجب کی ت نہیں ہے۔

چیونٹیاں چھوٹی بھی ہوتی ہیں اور بہت چھوٹی بھی اور بڑی بھی ہوتی ہیں۔ اور بڑے بڑے چیونٹے بھی ہوتے ہیں ان کی اوسط عمر ۱ سال کی ہے۔ اکثر سیاہ رنگ کی، بعض آدھی سیاہ ہوتی ہیں اور آدھی سرخ اور بعض بالکل لال چیونٹے، بعض قسمیں پردار بھی ہوتی ہیں، جانوروں یں انکی ہمت اور مشقت معیاری سمجھی جاتی ہے ان کی ایک ملکہ ہوتی ہے جس کے حکم کے سبب تابع ہوتے ہیں۔ زیادہ تر چیونٹیاں مادہ ہوتی ہیں اور کارکن اور سپاہی ان کے نر زیادہ نہیں جیتے، تھوڑی سی عمر پاکر مرجاتے ہیں اور ان کی ملکائیں اور کارکنائیں البتہ چھ چھ سات سات سال کی عمر پاتی ہیں۔ مٹھائی اور نمکین غذاوں سے لیکر مردار تک یہ سب ہی کچھ کھالیتی ہیں اور اپنی زندگی بڑی سلیقہ مندی اور باقاعدگی کے ساتھ گزارتی

ہیں۔ ان کے بل زمین دوز ہوتے ہیں اور اندر ہی اندر بہت دور تک
پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور ماہرین کا بیان ہے کہ ان کے بلوں کے اندر
سڑکیں بنی ہوتی ہیں۔ نالیاں بنی ہوتی ہیں پل بنے ہوتے ہیں اور صفائی کا
پورا پورا انتظام رہتا ہے۔ ان کے اندر فوجی نظام بھی ہوتا ہے اور
بہت سی چیونٹیاں سپاہ کا کام کرتی ہیں۔ ان کی قسمیں اب تک پندرہ[۱۵]
سے اوپر شمار میں آچکی ہیں۔

گرمی سردی کا احساس:

چیونٹی اور دیمک مختلف طریقوں سے سردی اور گرمی سے بچنے کے
لیے اقدامات کرتی ہیں۔ چیونٹی اپنے بلوں کے دروازے کو تقریباً بند کر دیتی ہے
مٹی لگا کر اور زیادہ گرمی ہو تو وہ باہر نکل پڑتی ہیں

خوف اور راستہ دکھانے کی بُو

چیونٹی دو قسم کی بو نکالتی ہے۔
۱ خوف کی بو (FEAR SCENT)
۲۔ راستہ دکھانے کی بو (TRAIL SCENT)

جب یہ بو چھوڑی جاتی ہے تو دوسری چیونٹیاں چند سیکنڈ میں خطرے والی
جگہ سے رفو چکر ہو جاتی ہیں یہ بُو چند انچ تک پھیل جاتی ہے اسی طرح چیونٹیاں
مرکز خطرہ کی جانب بلائی جاتی ہیں

راستہ کی پہچان

چیونٹی کی آنکھ میں اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت رکھی ہے جس سے وہ
غذا کے حصول کے لیے ایسے مقامات تلاش کر لیتی ہیں اور واپس آسانی سے
گھر پہنچ جاتی ہیں بلکہ اپنے دوسرے ساتھیوں اور سہیلیوں کو اس جگہ کی بھی
نشاندہی کر دیتی ہیں جہاں سے وہ غذا حاصل کر لیتی ہے۔
شہد کی مکھی کی طرح ہو سکتا ہے چیونٹی انسان کی خدمت کے لیے
کیا کر رہی ہے چیونٹی کا کام زیادہ مشکل ہے کیونکہ اس کو دشوار گزار راستوں
سے گزرنا پڑتا ہے

حیوانات کی بینائی

حیوانات کی بینائی (Compound) ہوتی ہے اور وہ
انسانوں سے بہتر طریقہ پر دیکھ سکتے ہیں۔
چیونٹی درختوں کے پتوں کو مٹی میں ملا کر پلستر تیار کرتی ہیں اور اس سے
اپنے گھروں کی چھتوں کو تعمیر کرتی ہیں
چیونٹی کی اپنی فوج اور پولیس ہوتی ہے
چیونٹی کے سر پہ سینگ ہوتے ہیں۔
انڈے دینے والی چیونٹی سفید رنگ والی بڑی چیونٹی اور چیونٹیوں
کی ماں کو میرمن چیونٹی کہتے ہیں اسکی اوسط عمر سات سال جبکہ مزدور چیونٹی کی
اوسط عمر تین سال ہوتی ہے اور نکھٹو چیونٹی کی عمر ایک سال ہوتی ہے

چیونٹی کی چار ذاتیں تقسیم کار کے لحاظ سے ہوتی ہیں۔ را[illegible]
سپاہی، مزدور، نکھٹو۔
چیونٹیاں ایک دوسرے کو چھو کر آپس میں باتیں کرتی ہیں
امریکہ، چین، جاپان اور اٹلی میں چیونٹیوں کی تجارت کی جاتی
ان ممالک میں چیونٹیوں سے روئی اور پھلوں کی فصل بچانے کا
لیا جاتا ہے
سفید چیونٹی دیمک کا دوسرا نام ہے۔ چیونٹی اپنے وزن سے
گنا وزن اٹھا سکتی ہے۔
انسان نے چیونٹی سے قطار بنانا سیکھا۔
چیونٹی تیرنا جانتی ہے۔
چیونٹی کی ۱۵ ہزار اقسام ہیں یہ قطب شمالی اور قطب جنوبی کے
علاوہ ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ یہ زمین کے نیچے، زمین کے اوپر اور درخت
پر رہتی ہیں۔ یہ کھانے کی تلاش میں سینکڑوں گز دور تک چلی جاتی
آسٹریلیا اور میکسیکو میں ایسی چیونٹیاں بھی پائی جاتی ہیں جو [illegible]
دیتی ہیں۔
کیلی فورنیا کے کسان پھولوں اور پھلوں کو ایک خاص قسم کے
کیڑوں سے بچانے کے لیے چیونٹیاں خرید کر درختوں پر چھوڑ دیتے ہیں
مزدور چیونٹی کے پیٹ میں دو معدے ہوتے ہیں

چیونٹی طبی اعتبار سے :

چین کے پروفیسر وو زی چینگ (WU ZHI CHENG)
ہر خوراک چیونٹی نے بتایا ہے کہ تقریباً چالیس قسم کے کیک شراب اد-
ئے بنائی جا رہی ہے جس کے جز میں چیونٹی شامل ہے۔ موصوف نے
دوائیں بھی بنائی ہیں جن میں چیونٹی کا استعمال ہوتا ہے یہ دوائیں گٹھیا
ن المفاصل اور دیگر دردوں کے لیے مفید ہیں مثلاً (ARTHRITIS)
۱۹ ار سے لیکر اب تک سات لاکھ مریضوں کو فائدہ پہنچ چکا ہے کچھ چینی
فنی ادارے چیونٹیوں کو اپنی مصنوعات میں استعمال کر رہے ہیں کیونکہ
ان میں حیاتین جست اور ۱۹ قسم کے (Amino Acids) پائے
جاتے ہیں مختلف شربات Tonics اور دواؤں میں چیونٹیاں
استعمال کی جا رہی ہیں۔

تاریخی اعتبار سے چین میں گزشتہ تین ہزار سال سے چیونٹیوں کے
انڈے کھلائے جا رہے ہیں یہ بطور TONIC کے ہیں۔ چینی روایات کے مطابق
چیونٹی کھانے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے آجکل ۱۰۰ سے زائد اسپتال اور
فیکٹریوں میں چیونٹیاں مختلف انداز سے کھائی جاتی ہیں کچھ لوگوں
نے چیونٹیاں گھر میں تجارتی اعتبار سے پالنی شروع کی ہیں پروفیسر وو
(موصوف) کا کہنا ہے کہ چیونٹیاں توانائی NUTRITION کے ننھے خزانے
ہیں ان کے بقول ان میں ۴۲ فیصد لحمیات ہیں اور ۱۹ اجزا ایسے ہیں
جو ہمارے انسانی جسم کی نشوونما کے لیے ضروری ہوتے ہیں ایک کلو گرام

چیونٹیاں ۲۰۰ ملی گرام جست (ZINC) رکھتی ہیں جو سویا بین سے دس گ
ہے یہ اندازہ ہے کہ چین میں ۲۰۰۰ قسم کی چیونٹیاں پائی جاتی ہیں جن میں
۱۹ ر خوراک اور دوائی میں استعمال ہوسکتی ہیں۔

چیونٹی کا طبی استعمال

ایس ایم اختر کے مطابق طب یونانی میں صدیوں سے چیونٹیوں کا
استعمال بیرونی طور (EXTERNAL) پر ہو رہا ہے خاص طور پر دوران
خون کو معمول کے مطابق رکھنے کے سلسلے میں جزدی فالج جسم کے بعض حصوں
یا کھال کے سن ہونے کا تعلق دوران خون کے ناکافی ہونے سے ہے۔
ہومیوپیتھی میں بھی چیونٹیوں سے علاج کیا جا رہا ہے تمام دوائیں لاطینی
نام سے موسوم ہیں مثلاً سرخ چیونٹی کو (FOR MICA RUFA) کہا جاتا ہے ایس
ایم چوہدری کی ہومیوپیتھک MATERIA MEDKA میں بیان کیا جاتا ہے
کہ عام چیونٹی کو مختلف بیماریوں میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً رعشہ دماغ کو مضبوط
کرنے کے سلسلے میں گٹھیا اور دردوں کے سلسلے میں گٹھیا کی سوجن کو دور کرنے
میں اور جوڑوں کی تکلیف میں وغیرہ وغیرہ
امریکہ کے شہر فلاڈلفیا کے مشہور ڈاکٹر HERING نے 1879 میں
چیونٹی کے طبی استعمال کے متعلق اپنی شہرہ آفاق کتاب میں لکھا ہے۔
ڈاکٹر LIPPE M.D. نے بھی چیونٹی سے دوائیں بنانے کی حمایت
کی ہے۔

بوستانِ سعدی کے کچھ اشعار

نپ اور چیونٹی

پ اور چیونٹی کی روزی مہیا کرنے والا ہے
، وہ بے دست و پا اور کمزور ہیں

کمزور پہ زور کرنا شرافت نہیں ہے
کمینہ پرند چیونٹی کا دانہ چھینتا ہے

ت کے مطابق ہر شخص بوجھ لے جاتا ہے
نٹی کے آگے ٹڈی کا پیر بھاری ہے

نگاہ ڈالی تو اس غلہ میں ایک چیونٹی دیکھی
جو پریشان ہر طرف سے دوڑ رہی ہے

ں کے بعد چیونٹی کی طرح ایک گوشہ میں بیٹھ جاؤں گا
ں لیے کہ ہاتھی بھی اپنی طاقت کے بل روزی نہیں کھاتے

لے جانے اور چیونٹی کی طرح جمع کرنے کے بعد
اس سے پہلے کھالے کہ تجھے قبر کے کیڑے کھائیں

یں نے سنا ہے کہ پرندا اور چیونٹی اور درندوں پر
زدں کے کارناموں سے روزی تنگ ہو رہی ہے

ضعیفی کی وجہ سے چیونٹی کو مشکل نہیں پیش
نہ شیروں نے پنجہ کی طاقت اور زور سے کھایا

اگر اس نے تیری زندگی دراز لکھی ہے
نہ تجھے سانپ ڈسے گا نہ تلوار نہ شیر

ٹاڑی کا پیٹ ہی پیٹ ہے لامح
چھوٹے پیٹ والی چیونٹی اسکا پر پکڑ کر کھینچتی

اسی حالت میں تو پھر قبر کے گڑھے میں جائے گا۔
کہ اپنے سے ایک چیونٹی کو نہ ہٹا سکے گا

میں یہ نہیں کہتا کہ درند اور پرند اور چیونٹی اور م
بلکہ آسمان کی بلندی پر فرشتوں کی جماعت

وہ سانپ کا ڈسا ہوا کچھ دیر جو رٹتے رٹتے سویا
تندرستی پر خدا کا شکر ادا کیا۔

انسان کو ڈسنے والے سانپ کا بچہ نہ
اگر تو نے مار دیا ہے تو اس گھر میں نہ

نفس اور شیطان سے طاقت سے کون جیتا ہے
چیونٹی سے چیتوں کی لڑائی نہیں ہے

علامہ کمال الدین دمیری فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں فرمائے گا۔ علماء اس آیت کی تفسیر ظلم کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ قیامت کے دن کسی عمل نیک میں سے چیونٹی کے وزن کے برابر بھی کمی نہیں کرے گا۔

ثعلب سے جب ذرہ کے وزن کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ ایک سو چیونٹیوں کا وزن ایک حبہ کے برابر ہوتا ہے۔

قوم جرہم کو اللہ نے چیونٹی اور نکسیر کے ذریعہ ہلاک فرمایا۔ اس قبیلہ کی آخری عورت کو ایک سرخ چیونٹی چمٹ گئی اور رفتہ رفتہ اس کے ناک کے نتھنوں میں داخل ہو کر حلق تک پہنچ گئی اور اسکو ہلاک کر دیا۔

"اللہ فرماتا ہے" پس جو شخص نیکی ذرہ (چیونٹی) کے برابر نیکی کرے گا وہ (اللہ) اسکو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ بھی اسکو دیکھ لے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن مخلوق کو ایک دوسرے سے بدلہ دلوایا جائے گا حتیٰ کہ بے سینگ والے کو سینگ والے سے اور لال چیونٹی کو دوسری چیونٹیوں سے بدلہ دلوایا جائے گا۔

چیونٹی میں بہت سی خصوصیات ہیں

1۔ ان میں باہم جوڑے نہیں ہوتے۔ 2۔ ان میں جماع کا بھی طریقہ نہیں۔

3۔ چیونٹی رزق کی تلاش میں بڑی بڑی تدبیریں کرتی ہے

4۔ جب اس کو کوئی چیز مل جاتی ہے تو دوسری چیونٹیوں کو فوراً

بلا لیتی ہے تاکہ سب ملکر وہ خوراک کھائیں اور اٹھا کرلے جائیں۔

5۔ اگر کسی چیز کے اگنے کا خطرہ ہو تو وہ اس چیز کو 2 ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔

6۔ وہ دھنیے کے چار ٹکڑے کر دیتی ہے کیونکہ آدھا دھنیہ بھی اُگ جاتا ہے اور یہ بات اسے یقیناً معلوم ہے۔

7۔ اور جب دانہ میں بدبو یا سڑاند پیدا ہونے کا خطرہ محسوس کرتی ہیں تو اسے سطح زمین پر لا کر بکھیر دیتی ہیں پھر اسے سکھا کر پھر اپنے بل میں واپس لے رکھ لیتی ہیں اکثر یہ عمل چاندنی رات کی روشنی میں کرتی ہے۔

8۔ انسان عقعق، چیونٹی اور چوہا کے علاوہ کوئی جانور اپنی خوراک اکٹھا نہیں کرتا بلبل کے متعلق بھی خیال ہے

9۔ اسکی موت کے اسباب میں سے اسکے پروں کا نکل آنا ہے" چیونٹی کے پر نکل آئے کا محاورہ اسی وجہ سے ہے

10۔ چیونٹی کے چھ پیر ہوتے ہیں یہ اپنے پیروں سے کھود کر اپنا بل بناتی ہے اور پیچ در پیچ بناتی ہے تاکہ بارش کے پانی سے محفوظ رہے

واقعہ: حاتم طائی کے صاحبزادے "عدی" چیونٹیوں کے لیے کھانے کی چیزوں کا چورا بکھیرا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہماری پڑوسن ہیں ان کا ہم پر حق ہے۔

واقعہ: زاہد شیخ بن سحراب چیونٹیوں کے لیے روٹی کے ٹکڑے ڈالا کرتے تھے مگر عاشورہ کے دن وہ اسے نہیں کھاتی تھیں۔

چیونٹی کے علاوہ کوئی ایسا جانور نہیں ہے جو اپنے بدن سے دوگنا بوجھ کر بار بار لے جائے (گدھا اپنے وزن سے بہت زیادہ بوجھ اٹھاتا ہے اور ...تا ہے۔ البتہ کیڑوں میں شاید کوئی نہیں۔

...ایت: حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ایک درخت کے نیچے ٹھہرے ...ب چیونٹی نے ان کو کاٹ لیا انھوں نے ناراضگی میں حکم دیا کہ چیونٹیوں کو ...یں جلا دیا جائے اللہ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ ایک چیونٹی کو کیوں نہ جلایا ...یں اس واقعہ میں یہ دکھایا ہے کہ جب عذاب آتا ہے تو بروں کے ساتھ ...ب بھی مارے جاتے ہیں مگر یہ سزا نیکوں کے لیے باعث برکت و نجات ہے ...گناہ گاروں کے لیے یہی عذاب بدلہ اور سزا بن جاتی ہے۔

• حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو آگ میں جلا کر سزا دینے سے ...رمایا ہے آگ سے صرف اللہ سزا دیتا ہے بندہ کے لیے جائز نہیں

• حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور نے چار قسم کے جانوروں کو ...نے سے روکا ہے۔ ۱۔ چیونٹی ۔ ۲ شہد کی مکھی ۳ ہدہد ۴۔ لٹورا

امام مالک نے چیونٹی کو بھی بلاوجہ مارنا ناپسند کیا ہے اگر نقصان ...ے بچنے کی کوئی اور صورت نہ ہو تو مارنا جائز ہے۔

حضور کریم نے فرمایا کہ شرک تمہارے درمیان چیونٹی کے چلنے ...ماہٹ سے بھی ہلکا ہے۔ یعنی اس کا مدد کا پتہ نہیں چلتا

حکایت: ایک ... نے آکر خلیفہ امین الرشید سے کہا کہ گھوڑے پر کر ...میری با... نہیں۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین سلیمان بن داؤد کو

ایک چیونٹی کی بات سننے کے لیے کھڑا کیا تھا اور اللہ کے نزدیک میں چ
سے کم درجہ کا نہیں اور آپ حضرت سلیمان سے بڑھکر شان و شوکت و
نہیں ہیں مامون نے جواب دیا کہ تم نے سچ کہا۔ پھر کھڑے ہو کر ا
سُنی اور اسکی حاجت پوری کردی۔

روایت: حضرت قتادہؓ کوفہ تشریف لائے تو ان کے پاس لوگو
بہت مجمع اکٹھا ہو گیا۔ انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جو پو
پوچھو وہاں پر امام ابو حنیفہ موجود تھے اس وقت وہ بچے تھے پوچھ
سلیمان علیہ السلام سے جس چیونٹی نے بات کی تھی وہ نر تھی یا مادہ۔ حضرت ق
نے کوئی جواب نہیں دیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے کہا کہ وہ مادہ تھی پوچھا کیسے
قرآن میں لفظ قالت آیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مادہ تھی کیونکہ صیغہ م
ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے اگر وہ نر ہوتا تو قال کا لفظ آنا چاہیئے تھا

جس چیونٹی نے حضرت سلیمان سے گفتگو کی تھی اس کے نام میں اختلا
بعض نے طاخیہ اور بعض نے حزبی لکھا ہے سلیمان نے اس چیونٹی کی گفتگو
کے فاصلہ سے ہی سن لی تھی

سہیلی نے لکھا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکا کہ چیونٹی کے لیے کس طرح نام کا
کر لیا گیا حالانکہ چیونٹیاں اپنے نام نہیں رکھتیں اور نہ انسان چیونٹی کے نام
رکھتے ہیں۔ مخصوص پرندوں جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کے نام رکھے تو
ہیں بلکہ صفات کے اعتبار سے کئی کئی نام رکھے جاتے ہیں اس کا خاص نام
اس کے بات کرنے اور اسکے ایمان کی بنا پر رکھا گیا ہے۔

چیونٹی کی بات سن کر حضرت سلیمانؑ کا مسکرانا خوشی کا اظہار ہے کہ [illegible]
[illegible] سی دنیاوی چیز سے کبھی خوش نہیں ہو سکتا بلکہ وہ صرف دینی امور سے خوش ہوتا
اور چیونٹی کا قول وھم لا یشعرون " دین اور عدل والفداء کی [illegible]
[illegible] ہے

[illegible] یت ہے ۔ سلیمانؑ بارش کے لیے دعا مانگنے کے لیے نکلے دیکھا کہ ایک چیونٹی
[illegible] پیروں کو اٹھا کر دعا مانگ رہی ہے اے اللہ ہم تیرے احسان سے مستغنی نہیں [illegible]
[illegible] اے اللہ گناہگار انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے ہمیں سزا نہ دے [illegible] ہمارے لیے
[illegible] برسا کر اس سے درخت اگا دیجئیو اور ہمیں اس کے پھل سے رزق مہیا [illegible]
[illegible] نے یہ دیکھ کر اپنی قوم سے کہا ۔ اے لوگو واپس چلو تمہارا مطلب حل ہو گیا
دوسروں کی بدولت تمہیں بارش مل جائے گی

طبی فوائد :

چیونٹیوں کی تجارت جائز ہے ان سے نشہ آور چیزوں کا [illegible]
سے ٹڈیاں بھگائی جاتی ہیں ، چیونٹیوں کے انڈوں کو پیس کر [illegible]
[illegible] اسے کسی جگہ لگا دیا جائے تو اس جگہ بال نہیں جمیں گے ، چیونٹیوں کو [illegible]
[illegible] ملا کر طلاء بنایا جاتا ہے جو جنسی اعتبار سے نہایت مفید ہے

چیونٹی کا نظام :

حفیظ جالندھری نے چیونٹی نامہ [illegible]
[illegible] ادبی چاشنی اور سائنس کی [illegible] چیونٹی نامہ [illegible]
اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں

انسان اپنے کاروبار ... د کے لیے دھات پتھر اور لکڑی ک
مختلف آلے اور ہتھیار بناتا ہے لیکن چیونٹیوں میں آلے اور ہتھیار ان کے
جسم سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ جسم کے اعضا ہی ڈھل کر ہتھیاروں اور اوزاروں کی ش
پکڑ لیتے ہیں چیونٹی کے ہاں تلواریں نیزے بھالے جسم سے علیحدہ نہیں ہوتے نو
چیونٹیوں کے جبڑے ہی لمبے نوکیلے اور دھار دار ہو کر مختلف ہتھیاروں
روپ دھار لیتے ہیں۔

چیونٹیوں کے ہاں کونسی ایسی بات ہے جس سے ان میں اور ان کے کاروبا
ایک بے مثال ربط و ضبط قائم نظر آتا ہے جس طرح ایک واحد انسانی جسم کے تمام
بات چیت کیئے بغیر ایک دوسرے کی بات سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کے کا
ہیں بس اسطرح ایک گھرانے یا ایک نوع کی چیونٹیوں کے سب افراد ایک دو
کے معین اور مددگار رہتے ہیں یہ ہے چیونٹی کا اشتراکی یا جمہوری نظام جس ک
توحیدی مساوات کا نظام قرار دیتا ہوں۔

اپنے ابتدائی دور میں چیونٹیاں شکاری تھیں دوسرے دور میں انہو
نے یا ان میں سے بعض انواع نے تیلیا قسم کے کیڑوں کو سدھا کر ان سے "میٹھا"
دودھ حاصل کرنا شروع کیا۔

تیسرے اور آخری دور میں ان میں سے بعض نے اور ترقی کرلی اور کھمبوں
اور پھپھوندیوں کی نرالی قسموں کی کاشتکاری سے خوراک کے ذخیرے جمع کیے
چیونٹی کی کسی نوع نے نشہ آور دارو دریافت کی۔

آخر چیونٹیوں کو اتنی اہمیت کیوں دی گئی ہے ان کے مطالعے میں اس

لوں نے اپنی ساری کی ساری عمریں گذاریں اور کیوں آج بھی ان کے متعلق اور زیادہ
میق تفتیش ہو رہی ہے۔ کیوں ان پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ چیونٹی کیا اور اسکی
اطہی کیا ہے اس کے ازوں کا ہم سے کیا تعلق ہے یہ راز کیوں نہ سربستہ رہیں
نرگس یہ ذرے کیسے پہاڑ کھودے جا رہے ہیں اور سنگین زمینیں کریدی جائیں

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کائنات میں کوئی شئے بھی حقیقت
مرکز سے دور نہیں لہذا اگر کسی حقیقت سے ہمیں ایسا سبق ملتا ہو جس سے
م انسان اپنی زندگیاں باہمی اتحاد فرما کر بہتر بنا سکیں تو چیونٹی سے سبق لینے میں
سی بری بات ہے۔

وہ کہاوت ہماری زبان میں رائج ہے کہ جب چیونٹی کی موت آتی ہے
اس کے پر نکل آتے ہیں حقیقت میں صرف نر پر صادق آتی ہے اور مادہ کی اصل
ندگی ہی تب شروع ہوتی ہے جب وہ اڑنے لگتی ہے لیکن جب اس اڑان کے
مادہ زمین پہ آتی ہے تو اگر اسکی یہ زندگی شاعر کی آنکھ سے دیکھی جائے تو ہزارہا
سو بتیں لیے ہوئے ہوتی ہے۔

ریپٹی فارمیکا (RAPTIFORMKA) کو جب کوئی نیا گھرانہ
باد کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ سروی فارمیکا servisormica
کے قبضے تک پہنچکر اسے وہاں سے زبردستی نکال باہر کرتی ہے اور خود اپنا تسلط
قبضہ جما لیتی ہے اور یہی اسکا شہر ہو جاتا ہے

آقائی اور غلامی:

ایک اور نوع کا نام ہارپیگونیکس (Harpagonex)

رکھا گیا ہے جو ظلم ڈھانے میں "ریپٹی فارمیکا" سے بھی ایک قدم آگے ہے جو اسے نئی بستی بسانی ہوتی ہے تو کسی امن پسند چیونٹی کے املاک اور خاندان پر حملہ کر دیتی ہے بالغ افراد کو خانہ بدر کر کے ان کے مکان اور بچوں پر قبضہ کر لیتی ہے، بچوں کو غلام بنالیتی ہے لیکن ان کی پرورش نہایت اچھی طرح کرتی ہے اور جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو ان کا کام محض "ہارپیگو نیکس اور اسکی ذریت" کی خدمت کرنا رہ جاتا ہے۔

"کاری بارا" CAREBARA نوع کی چیونٹی رانی جس کا قد عام کارکن سے دو ہزار گنا بڑا ہوتا ہے۔ جب نر سے میل کھا کر اڑتی ہے تو جسم پر درجن بھر خادمائیں چھ چھ مامائیں یعنی کارندہ چیونٹیوں کو بھی اٹھا کر پھر جہاں بھی یہ نیا گھر بنانے کے لیے اتر پڑے اسکو یہ ضرورت نہیں پڑتی کہ انڈوں بچوں کی پیدائش اور پرورش کے لیے مہینوں فاقے کرے یا کوئی اور مصیبت اسکی جان کو خطرے میں ڈالنے والی پیش آئے۔

گھرانوں کی بقا کا راز:

ہمارے لیے غور کرنے کی بات یہ ہے کہ چیونٹی کے ایک ایک گھرانے میں تیس تیس لاکھ افراد بستے ہیں پھر یہ بھی ہے کہ ایک کارندہ چیونٹی کی اوسط عمر چار سال ہوتی ہے اور ان میں وہ حادثات کا شکار بھی ہوتی رہتی ہیں اس کے باوجود ایک گھرانا بعض اوقات پچاس پچاس سال تک قائم رہتا ہے

کھلنڈرا پن:

کھیل تفریح اور لڑائی اگرچہ یہ بات چیونٹی کے محنتی پن کو دیکھتے ہوئے

ہیں ہوتی۔ لیکن یقین کیجیے کہ اس کارخانے میں کھیل تفریح اور آرام کے مقامات
نات بھی ہیں۔

کبھی کبھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سی چیونٹیاں اپنے گھروں کے دروازوں
س پاس کھلی جگہ میں اکٹھی ہو گئی ہیں ان کی تیز تیز حلپت پھرت سے پہلے تو کچھ
یں نہیں آتا کہ یہ کیا کر رہی ہیں؟ غور سے دیکھنے میں نظر آئے گا کہ یہ تفریح ہو رہی
ھیل کھیلا جا رہا ہے میچ ہے کچھ ایک دوسرے کے مقابل ہو جاتی ہیں

چیونٹی کے جسم کے اندر تو کوئی بھی ہڈی نہیں ہوتی لیکن جسم کے ساتھ
ہ باہر کیطرف "کائی من" کا بنا ہوا ایک سخت ڈھانچہ ہوتا ہے ایسا جیسا کسی
ں کے گرداگرد ڈھالیں جڑ دی گئی ہوں۔

"کائی من" ایک کیمیاوی مرکب ہے جو بہت سے اجزا سے بنا ہوا ہے
س کی شکل و صورت اور کئی خواص ہمارے ناخن کے مادے سے ملتے جلتے ہیں
حصّہ سر، دوسرا سینہ، تیسرا پیٹ

چیونٹی ہماری طرح سونگھنے کے لیے ناک نہیں رکھتی۔ خالق کائنات نے
نگھنے والے یعنی بوگیر خورد بین اعضا تمام جسم پر ادھر ادھر پھیلے ہوئے
نا رکھے ہیں۔

مونچھوں سے صرف سونگھنے ہی کا کام نہیں لیا جاتا حکما کا خیال ہے کہ
نچھوں کی حرکتوں سے چیونٹی اپنے مطلب کا اظہار بھی کر لیتی ہے۔

چیونٹی دور دور کے فاصلوں سے اپنے گھر میں کیسے واپس پہنچ جاتی
۱۷ اور اپنا طے کردہ اور پر پیچ راستہ بھول کیوں نہیں جاتی خصوصاً اس

حالت میں کہ اسکی آنکھیں بہت کم دیکھتی ہیں اور بیان بھی کیا جا چکا ہے کہ جو جہاں سے گذرتی ہے اپنی ایک بُو چھوڑ جاتی ہے اس بو کی وجہ سے پلٹ آتی ہے کئی اور تجربوں میں چیونٹیوں کو جو گھر کی جانب پلٹ پلٹ رہی تھیں لا دیکر مٹھائی کی طشتری میں اٹھا لیا گیا اور پھر طشت کو ادھر ادھر بہت سا گھما پھرا کر اسکے اپنے گھر سے بہت آگے پہنچا دیا گیا دیکھتے کیا ہیں کہ چیونٹیوں نے پس و پیش کیے بغیر سیدھا گھر کا رخ کیا اور تھوڑی دیر میں اپنے شہر جا پہنچی۔

لیکن انسانوں کے علاوہ اعلیٰ ترین تمدن کی یہ بات صرف چیونٹیوں ہی میں ہے کہ وہ خوب دیکھ بھال کر اور پورے انتظام کے ساتھ مناسب قسم کے مال اور مناسب قسم کے غلام حاصل کرنے کے لیے اپنے کسی ہم پایہ قبیلے پر حملہ کرنے میں پہل کرتی ہیں۔

لال چیونٹی سال میں دو مرتبہ بردہ گیری (غلام پکڑنے) کی مہموں کے لیے نکل کھڑی ہوتی ہے۔ مہم سے پہلے اس کے جاسوس پتہ لاتے ہیں کہ گلیباری قبیلہ کی چیونٹیوں کے شہر کہاں کہاں آباد ہیں کیونکہ غلام پکڑنے مقصود ہیں تو ان کی بستیوں کی جاسوسی ضروری ہے۔

یہ ایک انچ بھر لمبی چیونٹی افریقہ اور جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہے وہاں کے لوگ اسے ہیضہ اور طاعون سے زیادہ قدرت کی بھیجی ہوئی وبا اور بلا سمجھتے ہیں اسکی دو نوعوں کے سائنسی نام ڈوری جیسی اور آیکی ٹون ہیں

ڈوری جیسی ایک خانہ بدوش چیونٹی ہے جو مستقل گھر نہیں بناتی ہر وقت

ہیں رہتی ہے اور جہاں شام اور آرام کرنے کا وقت آتا ہے سب اکٹھی ایک بہت بڑے گیند کی شکل بنا لیتی ہیں پڑ رہتی ہیں پھر دن چڑھے اٹھتی در محض عام غارت گری کی راہ پر چل پڑتی ہیں۔

افسر حملہ کرتے وقت سب سے آگے ہو جاتے ہیں ان کے پیچھے فوجی دستوں م ڈور یاں حملہ آور ہی کرتی ہیں سامنے جو بھی جاندار آتا ہے اگر وہ بھاگ کر ب نہیں ہو جاتا تو ان کا لقمہ بن جاتا ہے جو کچھ اس کے جسم سے بچ رہتا ہے اسکے ے کاٹ کر اگلی منزل کے لیے ساتھ لے جاتی ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ افریقہ کی کسی چھوٹی سی بستی کے آدمی اسکے آگے گتے وقت ایک چیتے کو پنجرے میں بند کرنا بھول گئے اگلے دن واپس آنے پر ب اسکی ہڈیاں ہی باقی ملیں۔

ان چیونٹیوں کا بیس بیس لاکھ کا لشکر جب کسی راہ پر چل نکلتا ہے تو ریمہ اور پریشان ڈرتے، پرندوں کا شور اور گھبرائے ہوئے بھاگتے درندوں چنگھاڑیں انکی آمد کا دور دور سے پتہ دیتی ہیں۔

■ اگلے وقتوں میں جب مردم خور وحشی اپنے کسی دشمن کو خود کھانے کے قابل نا سمجھتے تھے تو اس کے ہاتھ پاؤں باندھکر اس چیونٹی کی راہ میں چھوڑ آتے تھے ا صبح تک اسکی ہڈیوں کا ایک ایسا ستھرا ڈھانچہ تیار ہو جاتا تھا کہ ہمارے میڈیکل لجوں والے اسے اپنے نمائش خانوں میں فخر سے ٹانگ سکیں۔

افریقہ کے وحشی اسکی قوت کا فائدہ یوں اٹھاتے ہیں کہ جب کہیں کسی زخم کا ٹانکنا ہوتا ہے تو اس کو چیونٹی سے کٹواتے ہیں۔

ایک اور فائدہ اسکی تاخت کا یہ ہے کہ اسکی وجہ سے دیہات کی گندگی ساتھ چوہوں گھونسلوں، چھپکلیوں سانپوں اور ٹڈیوں وغیرہ سب کا صفایا ہو جاتا ہے۔ گاؤں کے بھاگے ہوئے لوگ جب پلٹ کر آتے ہیں تو اپنا احول پہلے زیادہ صحت مند پاتے ہیں۔

اس چیونٹی کی قطاریں زمین پر چلتی ہوئی کالی بدلی کی طرح جا رہی تھیں ان کے آگے آگے چرندے اور پرندے آہستہ آہستہ بھاگ رہے تھے۔ پرندے تک گھونسلے چھوڑ کر بلکہ اپنے انڈوں بچوں سے رشتہ توڑ کر شور مچاتے فرار کی اڑان اڑے جا رہے تھے۔

چند گھنٹوں میں اژدہے کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا گئیں ڈکار بھی نہ صرف ہڈیاں باقی بچیں، چنگیزی حملے سے روس کا یہی حال تھا۔

وسطی امریکہ کے میدانوں میں چیونٹی کی ایک خاص نوع پائی جاتی ہے جسے سائنس والے (PORCONOMREX) پرگونومی رکیس کے بھاری بھرکم نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن وہاں کے عام باشندوں میں یہ کاشت کار چیونٹی کے نام سے مشہور ہے اس چیونٹی کے نام سے مشہور ہے اس چیونٹی کے شہر وں کے دروازوں پر بھی ان کے آس پاس بھی ایک قسم کی گھاس اگی ہوئی پائی جاتی ہے۔ اصطلاح میں " ارسٹا گھاس " کا نام دیا گیا

پوہ ماگھ کے مہینوں میں چیونٹی پر ایک نیند اور بے ہوشی کی سی ملی جلی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور کئی کئی مہینے ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر بل میں بے سدھ پڑی رہتی ہے ایسی حالت میں کھانے پینے کا سوال

پیدا نہیں ہوتا۔

نے بچھو رہ گئے کیڑے مکوڑے رہ گئے
نہیں تو ہیں مگر انسان تھوڑے رہ گئے

شیخ ... کے ناخ کے رگ ابھرے ہیں اب
... پرندے گھوڑے رہ گئے

یہ گودام سطح زمین سے کوئی بہت بلند نہیں ہوتے اسلئے قحط کے
میں ان خزینوں کو کہ ... نکلتی ہے باہر نکالی اور انسان کے پیٹ کو تسلی
ہو جاتی ہے۔

باخندہ چیونٹی

چیونٹی کی ایک نوع ایسی بھی ہے جو اپنا گھر پتوں سے ...
پتوں کو جوڑنے کے لیے تاریں کاتتی ہے اور تاروں کا جال بنتی ہے اس چیونٹی کا
گرم ملک ہے اور سوائے یورپ میں براعظموں میں پائی جاتی ہے پتوں کو آپس میں
جوڑنے کے لیے چھوٹے چھوٹے بچوں سے بالکل اس طرح کام لیا جاتا ہے جس طرح
کوئی جولاہا دھاگے کی نلیوں کو استعمال کرتا ہے جہاں کہیں دھاگا ٹانکنے کی ضرورت
ہوتی ہے جھٹ بچے کو اٹھایا اور اس کا منہ وہاں تک پہنچا دیا جاتا ہے بچے کے
منہ سے سیال تاریں نکلنا شروع ہو جاتی ہیں یہ تاریں باہر نکلتے ہی ہوا لگتی ہے تو
جاتی ہے تاریں خود کچی ہوتی ہیں مگر اپنے ساتھ پتوں کو آپس میں جوڑ جوڑ کر یہ چیونٹی
اپنا کاشانہ تیار کر لیتی ہے

چیونٹی آگ کو اپنا دشمن سمجھتی ہے حکیم نرالسوری مارلنگ اپنی کتاب

"حیات مور" میں جون ۱۹۳۰ء میں طبع ہوئی ہے بیان کرتا ہے کہ میں نے تجربہ
سے فرانس کے ایک جنگل میں چیونٹی کے آباد گھروں پر رکھوانے کے لیے کچھ بہت
چھوٹی موم بتیاں بنوائیں۔ ان میں سے ایک موم بتی کو گھر کے دروازے پر
گیا اور اسکو دیا سلائی دکھادی بتی کے روشن ہوتے ہی آس پاس کی کارکن
نے اس پر حملہ کر دیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس اقدام اور مڈھ بھیڑ کی خبر وہاں کے پورے
فوراً سرایت کر گئی ہزاروں چونٹیاں اس شمع کے گرد جمع ہوگئیں۔ پیچھے
دیکھا یہ گیا کہ یکایک ایک دلاور چیونٹی نے اپنا سر نیچے کی جانب جھکا
دھاوا بول دیا۔ اس آتشیں لاٹھ کی بیرونی سطح پر پہنچتے ہی چیونٹی کا جسم
بن گیا پھر ایک تڑاخے کی آواز تھی اور شمع کے تسلے کے پہلو ایک اور ننھا سا
اٹھتا دیکھا گیا اور یوں ایک ننھی چیونٹی بہادری اور دلاوری کے ساتھ
مگر یہ آواز اور شرارہ اشارہ تھا دوسریوں کے لیے ایک کے پیچھے ایک
پنچالکے دوڑتی آتیں اور شعلے میں جل کر خاکستر ہوجاتیں۔

چیونٹی سلگتی ہوئی آگ پر مٹی ڈالتے یا اپنے جسم سے پیدا کیا
ایسڈ (یعنی تیزاب مور) چھڑکنے سے اسے بجھادیتی ہے۔

مطالعہ کے لیے یہ حکمت رکھی گئی ہے کہ شفاف شیشے کی دو پلیٹیں
درمیان تھوڑا سا فاصلہ قریباً ایک انچ کا چھٹا حصہ رکھ کر ان شیشوں کو ایک
دوسرے کے متوازی باندھ دیا جاتا ہے اب ان دو شیشوں کے درمیان
یا جس چیز سے بھی کوئی خاص چیونٹی اپنا گھر بناتی ہے ڈال دی جاتی ہے

پھر کچھ چیونٹیاں بھی اسمیں چھوڑ دی جاتی ہیں شیشوں کو ادھر ادھر
بند کرکے کسی اندھیرے کمرے میں رکھ دیا جاتا ہے کیونکہ چیونٹیوں کے زیادہ
اندھیرے ہی میں ہوتے ہیں شیشے کی پلیٹوں کے درمیان چیونٹیاں جیسے جیسے گھر
نی ہیں اور جس طرح کام کرتی ہیں اسے کبھی کبھی کمرے میں روشنی کرکے دیکھا جا سکتا ہے
چیونٹی سے سائنسی تحقیقی اداروں میں زہر حاصل کیا جا رہا ہے جو کہ مختلف
رش ادویات میں استعمال ہو رہا ہے۔

مکڑی (عنکبوت)

قرآن پاک کی سورۃ عنکبوت میں دوبار عنکبوت کا لفظ آیا
لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی
مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں
کمزور مکڑی کا گھر ہوتا ہے اگر وہ جانتے تو ایسا نہ کرتے۔ (سورہ مکڑی ۴۱)
مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اللہ تو مکڑی اور مکھی وغیرہ حقیر چیزوں کی
مثالیں بیان کرتا ہے جو اسکی عظمت کے منافی ہے اس کا جواب دیا کہ مثال
اپنے موقع کے لحاظ سے نہایت موزوں اور مثل پر پوری طرح منطبق
ہو رہی ہے مگر سمجھدار ہی اسکا مطلب اور اسکی خوبی کا لطف لے سکتے ہیں
مثال کا اندازہ مثال دینے والے کی حیثیت پر نہیں کرنا چاہیئے جسکی مثال ہے
اسکی حیثیت کو دیکھو اگر وہ حقیر و کمزور ہے تو مثال بھی ویسی ہوگی۔ مکڑی کا
ایک ہلکے جھٹکے سے ٹوٹ جاتا ہے، پانی کی چند بوندیں یا ہوا کا تیز جھونکا اسے
توڑنے کے لیے کافی ہے، مختصر یہ کہ شرک کی تشبیہ مکڑی کے جالے کی
عہد عتیق میں بھی جالے کی کمزوری کی مثال دی گئی ہے
ان کی امید کی جڑ کٹ جاتی ہے اور انکی امید مکڑی کا جالا ہے
(ایوب 14/8)
"وہ ناحق پر توکل کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں .... وہ ناگ کے
انڈے سیتے ہیں اور مکڑی کی طرح جالا بنتے ہیں (یسعیاہ ۔ 65:5)

مکڑی کا وہ لعاب جس سے وہ جالا بنتی ہے اس کے پیٹ سے نہیں نکلتا کی جلد کے خارجی حصہ سے نکلتا ہے۔

جالا تننے والی مکڑی اپنا گھر ہمیشہ مثلث بناتی ہے (یہ بات صحیح نہیں ہوتی) اسکی وسعت اتنی رکھتی ہے کہ اس میں خود سما سکے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنے گھروں سے مکڑی کے جالے صاف کیا کرو کیونکہ ان جالوں کو گھروں میں چھوڑے رکھنا فقر (مفلسی) لانا ہے

مکڑی کے لیے یہ فخر و شہرت کافی ہے کہ اس نے غارِ ثور کے منہ پر تن دیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفیق ابوبکرؓ دوران ت آرام فرما رہے تھے (یار غار کا محاورہ یہیں سے شروع ہوا۔

مکڑی کے لیے دوسرا شرف حضرت داؤد علیہ السلام کی حفاظت کے لیے جالا تانا جالوت نے آپ کی تلاش کے لیے اور گرفتاری کے لیے سپاہی بھیجے۔

مکڑی کے لیے تیسرا شرف حضرت عبداللہ ابن انیس انصاری جب وہ ایک غار میں پوشیدہ تھے جالا تنکر حفاظت کا حکم بجالائی واقعہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عاصم اور ان کے ہمراہیوں کے قتل کا حال معلوم ہوا ہوا تو آپ کو رنج ہوا اور آپ نے عبداللہ ابن انیس انصاری کو خالد ہندلی کے قتل کے لیے مقام عرفہ روانہ فرمایا۔ آپ اسے قتل کر کے مع اس کے سر کے مدینہ منورہ واپس ہوئے اور راستہ میں ایک غار میں پوشیدہ ہو گئے تو اللہ کے حکم سے اس غار کے منہ پر ایک مکڑی نے جالا تن دیا۔ جب خالد کی قوم کو خبر ہوئی تو وہ حضرت عبداللہ انیس کی تلاش میں بھاگے اور تلاش کرتے

کرتے اس غار تک پہنچ گئے مگر آپ کو تلاش نہ کرسکے۔ آخر مایوس
ناکام ہوئے

لوگوں کے جانے کے بعد حضرت عبداللہ غار سے باہر نکلے ا
پہنچ گئے اور خالد ہذلی کا سر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال د
بہت خوش ہوئے عبداللہ کو دعا دی اور اپنے ہاتھ کا عصا ان کو دیا ا
فرمایا کہ عصا کو ہاتھ میں لیکر جنت میں داخل ہونا۔ عبداللہ عصا کو لیے
میں ہر وقت رکھتے تھے اور وفات کے بعد عصا کفن میں رکھ دیا
وصیت کے مطابق۔

حضرت زید کا یوسف بن عمیر سے محاربہ ہوا اور (ظاہری طور
شکست ہوئی تو آپ کو سولی پہ برہنہ چار سال تک کے لیے لٹکا دیا گیا۔ ا
وقت بھی ایک مکڑی نے آپ کی برہنگی چھپانے کے لیے جالا تان دیا تھا لیکن
چہرہ قبلہ سے پھیر دیا گیا تھا۔ لیکن تختہ دار از خود قبلہ کی طرف پھر گیا
مکڑی کو کھانا حرام ہے

عہد قدیم میں مکڑی کا احترام

سیاس (SIAS) قبیلے کے تصور تخلیق کائنات کے مطابق نچلی دنیا
میں مکڑی وہ ہستی ہے جس نے انسان اور جانوروں کو پیدا کیا اور پھر ان
مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ قبیلہ ہوپی (HOPIS) کے مطابق مکڑی ا
کی (MEDICINE POWER) طبی طاقت ہے جو دنیا کے تمام دکھ

اور بیماریوں کا علاج کر سکتی ہے۔ قبیلہ TETONS نے مکڑی کا نام IKTOMI دیوتا رکھا ہے وہ پہلی ہستی تھی جو دنیا میں سب سے پہلے بالغ ہوئی۔ اس نے انسانوں کی طرح بولنا شروع کیا اور انسان سے زیادہ ہوشیار ہے تمام جانور اس کے رشتہ دار ہیں وہ ان پر حکومت کرتی ہے البتہ خرگوش نے اسکو دھوکہ دے دیا۔ وہ بھوری مکڑی کی پرستش کرتے ہیں جب وہ سفر پہ جاتے ہیں اگر کوئی مکڑی نظر آجائے تو اس کو مار کر دعا کرتے ہیں۔

انانسی (ANANSI) قبیلے کی دیو مالائی کہانیوں میں سے ایک دلچسپ کہانی یہ ہے کہ مکڑا کسی دیوتا کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا تھا کہ ایک بلا آڑے آگیا۔ لہذا مکڑیاں اور بلیاں ایک دوسرے کی دشمن ہیں، اس قسم کی اور کہانیاں ANANSI STORIES FROM JAMAICA مصنفہ P.C. SMITH مغربی مجمع الجزائر (WEST INDIES) میں پڑھی جا سکتی ہیں۔

آسٹریلیا کی دیو مالائی کہانیوں میں مکڑی ایک عفریت (بھوت) ہے وہ ہر اس چیز کو نقصان پہنچاتا ہے جسکو گلہری بناتی ہے۔

ہیداس (HAIDAS) قبیلہ میں ایک کہانی موجود ہے کہ مکڑی انسان کی جانی دشمن ہے ان کے ایک دیوتا نے مکڑی کو پکڑ کر آگ میں ڈالدیا اور وہ مچھر میں تبدیل ہوگئی۔ ڈارون کے بقول انسان بندر کی اولاد ہے لیکن KAYOWE قبیلہ کا خیال ہے کہ انسان مکڑی کی اولاد ہے چپٹے سر FLATNEADS کا خیال ہے کہ ہمارے اصل بزرگ

بادلوں میں رہتے ہیں۔

آسٹریلیا اور امریکہ کے قدیم باشندوں کا خیال ہے کہ ہم مکڑی کے جالے کے ذریعہ آسمان تک پہنچ سکتے ہیں، چرد کی قبیلہ امریکہ کے قدیم باشندوں کا عقیدہ ہے کہ مکڑی اپنے جالے پر آگ رکھ کر لائی لیکن راستے میں کسی (سمّ ظریف) نے آگ پر قبضہ کر لیا اور وہ زمین تک نہ پہنچائی جا سکی۔

یورپ کے مختلف علاقوں میں یہ عقیدہ ہے کہ مکڑی کو مارنا بدقسمتی لاتا ہے شمالی اٹلی TUSCANY میں اگر مکڑی صبح کے وقت نظر آئے تو مار دو، پولینڈ میں بھی ایسا ہے، جنوبی سربیا اور بلغاریہ کے لوگ مکڑی کو جادو میں استعمال کرتے ہیں۔ ایک لڑکی ایک مکڑی پکڑ کر بند کر دیتی ہے اور مکڑی سے کہا جاتا ہے کہ میرے مقدر میں جو جیون ساتھی بننے والا ہے اسکی نشاندہی کرے اور یہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ میں تجھے چھوڑ دوں گی اگر تو نے اسکو بتا دیا اگر وہ نہیں بتاتی تو اسکو مار دیتی ہے۔

مکڑی شگون کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے اور اس میں اختلاف ہیں جرمنی کے ایک علاقے میں ایک چھوٹی کالی مکڑی موت کا شگون سمجھی جاتی ہے شام کے وقت مکڑی کا نظر آنا خوش قسمتی کی نشانی ہے صبح کے وقت مکڑی بدقسمتی کا شگون ہے۔ شمالی مغربی پولینڈ میں اسکا الٹ عقیدہ ہے یعنی صبح کے وقت خوش قسمتی کی نشانی اور شام کو بدقسمتی کا شگون

یہودیوں کی عوامی کہانیوں میں مکڑی سے نفرت کی جاتی ہے مکڑی سے متعلق شگونوں پر متعدد کتابیں انگریزی اور دوسری یورپی زبانوں میں

موجود ہیں۔ مختلف ملکوں کی عوامی کہانیوں کے سلسلہ میں GUBERNATIS نے ایک کتاب لکھی ہے "حیوانات سے متعلق دیومالائی کہانیاں جسمیں مکڑی کو اہم مقام حاصل ہے۔

ترقی یافتہ قوموں کے درمیان مکڑی کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے تاکہ وہ کائنات کے اہم پہلو کو کماحقہ' سمجھ سکیں۔ مکڑی کو 27 بڑی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے پھر ان کی چھوٹی چھوٹی اقسام ہیں صرف ایک کتاب میں 350 مختلف قسم کی مکڑیوں کا تفصیلی تذکرہ ہے نایاب فوٹو بھی دیئے گئے ہیں جنکی تعداد سینکڑوں میں ہے انگریزی زبان میں کئی کتابیں نہایت اعلیٰ چھپی ہوئی کراچی میں موجود ہیں مکڑی پر ایک اچھی کتاب کی قیمت ۔/۵۰۰ روپے ہے اردو زبان نے مکڑی کو اس قابل سمجھا ہی نہیں کہ اس شیئے پر کچھ لکھا جائے جب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی آخری مقدس کتاب القرآن جس کے معنیٰ ہیں پڑھنے کی خاص چیز کے ایک سبق کا نام العنکبوت یعنی سورہ مکڑی رکھا ہے پھر اس ناچیز کیڑے "کے ذمہ ایک فریضہ سونپا گیا کہ میرا محبوب فخر کائنات ہجرت کرتے ہوئے غار ثور میں آرام کر رہا ہے" جا اور جالا بُن دے تاکہ دشمنان دین دھوکہ کھا جائیں اور میرے محبوب کے آرام میں خلل نہ پڑے لیکن افسوس کہ امتِ رسولؐ کو مکڑی سے کوئی دلچسپی نہیں اس کا وجود انسانیت کے لیے کس طرح فائدہ مند ہو سکتا ہے کیا کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ کائنات کی ہر شیئے کا وجود انسان کے فائدہ کے لیے ہے چاہے اس کا تعلق جمادات سے ہو حیوانات سے ہو نباتات سے یا سیارگان سے ہو۔

مکڑی کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ وہ خطرناک بھی ہے اور پراسرار بھی لیکن حقیقت ایسی نہیں ہے البتہ مکڑی کا مطالعہ بہت دلچسپ ہے اور اس کا انداز حیات پیچیدہ بھی ہے اور رنگین بھی۔

ابھی تک ۱۰ لاکھ سے زائد کیڑے مکوڑے کی اقسام معلوم ہوئی ہیں اور مکڑی جس خاندان سے تعلق رکھتی ہے اس خاندان کے افراد کی تعداد ۵۰,۰۰۰ کے قریب ہے اس قسم کو ARACHNIDA کہتے ہیں بہت سے کیڑے سبزی خور ہیں لیکن مکڑی کے قبیلے والے گوشت خور ہیں اور کیڑے ان کی مخصوص غذا ہے ان کی جسمانی تفصیل کا جائزہ لیا جائے

۱۔ دوسرے کیڑوں سے مختلف ARACHNIDA کے ٹانگوں کے چار جوڑے یا آٹھ عدد ٹانگیں ہوتی ہیں

2۔ اس کے کوئی بازو نہیں ہوتے

3۔ اسکی آنکھیں سادہ ہوتی ہیں نہ کہ Compound

4۔ اس کے جسم کے دو حصے ہوتے ہیں

5۔ جسم کے اگلے حصے سے ٹانگوں کے چاروں جوڑے ملتے ہیں۔

6۔ آنکھوں کی تعداد بارہ تک ہوتی ہے لیکن بینائی کمزور ہوتی ہے اور رات کو یا اندھیرے میں زیادہ کام کرتی ہے

7۔ اس کے جسم پر نہایت حساس بال ہوتے ہیں جن سے وہ شکار کا پتہ لگا لیتے ہیں ان میں سے کچھ انسانی ہاتھوں کی طرح ہوتے ہیں۔ اور کچھ جبڑے اور دانتوں کی طرح۔

۸۔ زیادہ تر کیڑوں میں پیٹ علیحدہ ہوتا ہے لیکن مکڑیوں میں ایسا نہیں ہے۔

۹۔ ان میں نسل کشی کے عضو پیٹ ایک جانب ہوتے ہیں باہر کی طرف ہوتے ہیں اور صحبت کا انداز گھٹیا ہے ملاقات برائے شادی (Court ship) کا سلسلہ طویل اور پیچیدہ ہوتا ہے

۱۰۔ البتہ بچوں کی دیکھ بھال بہت اہم ہے

۱۱۔ مکڑی اپنا ریشمی جالا پیٹ کے غدود سے پیدا کرتی ہے

12۔ مکڑی جسم کے دوسرے حصے سے زہر بھی پیدا کرتی ہے

مکڑی کی ایک چونکا دینے والی خوبی یہ ہے کہ وہ ایسے غدود رکھتی ہے جن میں رقیق مادہ نکلتا ہے جیسے ہی اسکو ہوا لگتی ہے وہ سخت ہو جاتا ہے اور ریشمی دھاگوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے یہ غدود متعدد ہوتے ہیں جو باریک نلکیوں کے ذریعے پیٹ کے پچھلے حصے سے منسلک ہوتے ہیں

ریشمی دھاگوں سے مکڑی اپنا گھر بناتی ہے ان میں کچھ مخصوص خوبیوں کے حامل ہوتے ہیں اور کچھ نہایت خوبصورت ہوتے ہیں۔ ان دھاگوں کی مندرجہ ذیل افادیت ہے۔

۱۔ ان سے جالا بنایا جاتا ہے

2۔ یہ ہوائی ذریعہ سفر (AERIAL TRANSPORT) بھی ہیں

3۔ یہ مکڑی کو گرنے سے بچاتے ہیں

تمام مکڑیاں جالے نہیں بناتیں۔ مادہ مکڑی اپنے انڈوں کو ایک

رشیمی تھیلے میں رکھتی ہے جس کو کبھی اپنے ساتھ لے جاتی ہے اور کبھی اپنے گھونسلے میں چھپا دیتی ہے اور کبھی کسی ٹھوس شے سے منسلک کر دیتی ہے۔

مکڑیاں اپنے شکار کو کاٹتی ہیں اور پھر اس کے رس چوس لیتی ہیں اور نرم حصے بھی کھا لیتے ہیں۔ مکڑی کی 40,000 چالیس ہزار قسمیں ہیں۔ عام طور پر چھوٹی ہوتی ہیں اور بعض اوقات 9 سینٹی میٹر کی بھی ہوتی ہیں۔ کچھ ان میں سے چھوٹی بھی ہوتی ہیں۔ ان میں سے TARANTULAS کے کاٹنے سے مقامی طور پر جلن ہوتی ہے۔ لیکن موت واقع نہیں ہوتی۔

آبی مکڑی (WATER SPIDER) کی خاص بات یہ ہے کہ وہ پانی کی سطح کے نیچے اپنا جالا بناتی ہے جالے میں ہوا کے پھنسنے سے ایک بلبلہ بنتا ہے جو غوطے کی گھنٹی (DIVING BELL) بنتا ہے

بھیڑیا مکڑی (WOLF SPIDERS) دور دور تک پھیلا ہوا گروہ ہے ان میں سے بہت سی جنگلوں میں پائی جاتی ہیں یا خشک علاقوں میں باقی تو پانی کے کیڑے شمار کیئے جاتے ہیں۔

شدید برفانی علاقوں یہاں تک کہ کوہ ایورسٹ کی بلند چوٹی سے لیکر زیر زمین تاریک غاروں تک پائی جاتی ہے۔

ماہرین حیوانات نے اسکی 40,000 قسمیں شمار کی ہیں اس کے آٹھ پَر ہوتے ہیں اسی لیے اسکو کیڑے مکوڑوں کی بجائے حیوانات میں شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً بچھو، کھنکھجورا، کیکڑا وغیرہ

اس کی متعدد آنکھیں ہوتی ہیں جن سے یہ ہر طرف دیکھ سکتی ہے

اس کی نگاہ بہت تیز ہوتی ہے۔

یہ بغیر غذا کے بھی مدتوں گذار سکتی ہے یعنی ½ 2 برس تک۔

جسامت کے لحاظ سے بعض بہت بڑی بعض بہت چھوٹی بھی ہوتی ہیں

مکڑی جالے کے ارتعاش سے شکار کا پتہ چلا لیتی ہے

جالے کے دو کام ہیں ایک یہ کہ شکار کو پکڑے رکھتا ہے جب تک کہ مکڑی اسکو قابو نہ کر لے دوسرے یہ کہ مکڑی کے جسم کا توسیعی حصہ ہے۔ مکڑی اپنے محفوظ مقام پر بیٹھے ہوئے جالا میں ارتعاش (VIBRATION) کے ذریعہ اپنے شکار کی کیفیت سے آگاہ ہوتی رہتی ہے۔

گھریلو مکڑی ایک (TRAY) کے انداز سے اپنا مکان بناتی ہے اور ایک حصہ دیوار کونے یا دراڑ میں لگا ہوتا ہے مکڑی وہاں چھپی بیٹھی ہوتی ہے اگر کوئی مکھی مچھر جھینگا یا کیڑا مکوڑا غلطی سے گذر جائے تو وہ جالے سے باہر نہیں نکل سکتا۔

Garden Spider جھاڑیوں اور درختوں کے نیچے اپنا گھر بناتی ہے

House Spider { چھتوں میں کونے میں اور گھر کے اندھیرے مقامات میں اپنے گھر بناتی ہے

Water Spider پانی کے نیچے، پانی کے اوپر اپنا جالا بناتی ہے۔

مکڑی شکار کی طرف دوڑ کر پہنچنے کے انتظار میں بیٹھی ہوتی ہے اور جو بھی گزرنے کی غلطی کرتا ہے اسکو قابو کر لیتی ہے اگرچہ مکڑی کے

طریقۂ کار کا جائزہ لیا جائے تو تھوڑی گھاس لیکر جالے کے ایک سرے پر ارتعاش پیدا کیا جائے تو وہ تیزی سے بھاگی ہوئی جالے کے درمیان میں سے ہوتی ہوئی جس جگہ سے ارتعاش پیدا کیا گیا ہے اس جانب دوڑے گی اور یہاں آکر اس کو معلوم ہوگا کہ اسکو بے وقوف بنایا گیا ہے۔ اگر جالے میں کوئی بے جان شئے آکر پھنس گئی ہے تو مکڑی اسے پہچان لے گی دیکھ کر اور سونگھ کر اور اس شئے کو جالے میں سے نکال دیگی۔ ستر سال قبل امریکی سائنسدان W. M. Barrows نے گھریلو مکھی کے سلسلے میں کچھ تجربات کیئے یہ مکڑی گھر کے پورچ میں رہتی تھی۔ انہوں نے ایک برقی آلہ بنایا جو مختلف درجات (degrees) کے ارتعاشات (Vibration) پیدا کرتا تھا۔ برقی آلہ کم و بیش کیا جاسکتا تھا۔ یعنی ارتعاشات کو بڑھایا جا سکتا تھا۔ اس نے برقی گھنٹی کے (Clapper) کے ساتھ ایک نفیس قسم کا دھاگا باندھ دیا اور اسکو مکڑی کے ردِ عمل معلوم کرنے کے لیے استعمال کیا کہ وہ مختلف درجات (Freqeuencies) میں کیا ردِ عمل پیش کرتی ہے۔ بڑی مکڑیاں 24 cps سے لیکر 300 cps تک ردِ عمل ظاہر کرتی تھیں چھوٹی مکڑیاں 100 cps سے لیکر 500 cps تک اپنا ردِ عمل ظاہر کرتی تھیں اسکا اظہار اپنے بازو پھڑ پھڑا کر کرتی تھیں۔

ایک اور امریکی سائنسدان نے مکڑیوں پر تجربہ کیا اس کے مطابق مکڑیاں زیادہ درجہ ارتعاش پر ردِ عمل ظاہر کرتی تھیں مثلاً درجات 400 cps سے لیکر 700 cps وہ ان کو اپنی پناہ گاہ سے باہر لانے میں بھی

ہوا۔ البتہ اس سے زیادہ درجات مکڑیوں کو خوفزدہ کرنے کا موجب
تا۔ وہ اپنی پناہ گاہ کی طرف سرپٹ بھاگتا یا زمین پر گر جانے کا موجب
ت اب تک نہیں معلوم کی جا سکی کہ وہ تالی بجاتے یا زیادہ درجہ ارتعاش
یں خوفزدہ ہوتی ہیں۔ یہ ارتعاش خطرہ کی نشانی ہیں لیکن ایسا کون سا
ہو سکتا ہے جو اتنا زیادہ ارتعاش پیدا کرتا ہے

ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ نے مسلمانوں کو خاص طور پر کہا ہے کہ وہ اس پر
یں تحقیق کریں، شاید ہی کسی مسلمان نے مکڑی پر توجہ کی ہو، توجہ اور
وہ کر رہے ہیں جنہوں نے قرآن پاک کبھی پڑھا ہی نہیں۔ قرآن کے
کے مطابق فائدہ بھی وہی اٹھائیں گے جو قرآنی ہدایات پر عامل ہوں

مکڑی کی آٹھ ٹانگیں اور آٹھ آنکھیں ہوتی ہیں

مکڑی کا جالا خشک اور بے لچک دھاگے سے بنا ہوتا ہے بعد میں
مکڑی دوبارہ جالا لگاتی ہے یہ دھاگہ نئی قسم کا اور لیس دار ہوتا ہے
کے بعد وہ پہلے جالے کو توڑتی ہے اس کے ساتھ ہی مکڑی اس جالے میں
ایک محفوظ حصہ چھوڑ دیتی ہے جہاں پر خود جالے میں پھنسنے سے محفوظ
ا ہے۔

مکڑی سال میں ایک مرتبہ انڈے دیتی ہے اور ایک دفعہ میں چھ ہزار
ے دیتی ہے جب مکڑی انڈے دیتی ہے تو اسی وقت ان کے گرد ریشمی
لی بنانا شروع کر دیتی ہے جب اس کے جسم میں ریشم کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے
رہ قریب المرگ ہو جاتی ہے جب تھیلی تیار ہو جاتی ہے تو تھوڑی

دیر بعد مکڑی بھی مر جاتی ہے۔

برازیل میں ایسی مکڑی بھی پائی جاتی ہے جہاں کی مکڑی عام

کے تاروں سے زیادہ مضبوط تار تیار کرتی ہے اور اگر کوئی شخص

تو وہ لوہے کے تاروں کی طرح اسکا گوشت اتر جاتا ہے

مکڑی کا قد مکڑے سے بڑا ہوتا ہے

مادہ مکڑی وصل کے وقت نر مکڑی کو ٹیکہ لگا کر کھا جاتی ہے

مکڑی ایک ذہین۔ صابر اور با ہمت کیڑا ہے۔

مکڑی کے انڈوں کی رنگت سنہری ہوتی ہے۔

آسٹریلیا میں ایک خاص قسم کی مکڑی پائی جاتی ہے جو فضا

لمحوں تک اڑ سکتی ہے۔

مکڑی کے جالا بننے والے اعضا پیٹ کے اگلے سرے

چھوٹے ہوتے ہیں۔

عربی میں مکڑی کے بہت سے نام ہیں مثلاً خدرنق، شبث،

عنکبوت۔

نفیلا (NEPHILA) قسم کی مکڑی جو استوائی خطہ میں پائی

وہ دنیا میں سب سے بڑا جالا بنتی ہے۔ جالے کا ریشم اتنا مضبوط ہوتا ہے

فولاد اور ملائم اتنا جتنی ربر بینڈ ہوتی ہے سیاحوں نے بتایا ہے کہ

میں پھنس گئے اور پھر ان کو اچھال کر باہر پھینک دیا گیا۔ کیونکہ

لچکدار تھا۔ وہ چھ فٹ قطر کا ہو سکتا ہے اور وہ 18 فٹ تک کے

ں کے ساتھ منسلک ہوتا ہے، جالے میں مکھیاں پکڑ کر محفوظ رکھ
تی ہیں، چڑیاں، بچھو اور بھڑ بھی ان کو اس جالے سے نہیں چرا
۔ نفیلا جالے کو محفوظ رکھنے کے لیے اسکوزرد یا سلیٹی بناتی ہے
بڑیوں اور پرندوں سے محفوظ رہ سکے۔

شعراء کی نظر میں

چونکہ مخالف کے دل میں سینکڑوں شبہات وارد ہوتے ہیں وہی نور
نِ نقصان ہے کیونکہ وہ بدخو مکڑی کی طرح اپنے اعتراضات اور شبہات
ندے جالے تنتا ہے مکڑی کی طرح اس نے اپنے لعاب سے ان پر نور
ف پر پردہ ڈال دیا ہے۔ یہ پردہ دوسروں کے لیے مانع ادراک نہیں
س نے خود اپنے ادراک کی آنکھ کو اندھا کر لیا۔

بڑائی کا دعویٰ اور مونچھوں کو تاؤ دنیا کب تک رہے گا۔ اے
ن جس کے دعویٰ کا گھر مکڑی کے جالے کی طرح لے بنیاد ہے۔

مگر یاد رکھ تو ایک مکڑی ہے اور تیرا شکار مکھی ہو سکتی ہے۔ لے
ٰ میں مکھی نہیں مجھے شکار کرنے کی تکلیف نہ کر! اے شیطان خدا کی حفاظت
و مقابلے میں تیری مفسدانہ کوشش مکڑی کے جالے سے زیادہ طاقت
ہاں رکھتی۔ میں تو اللہ کا سفید باز ہوں۔ وہی شاہِ حقیقی مجھے شکار کرے گا
ایک مکڑی مجھ پر کیا گھات لگائے گی مکڑی کے جالے میں ہی
پھنس سکتے ہیں جو مکھی کی طرح ذلیل و خوار ہوں۔

مکڑی اگر عنقا جیسی عالی نظر ہستی کی نظر رکھتی تو کیوں لعاب سے
یک کمزور اور ناپائیدار خیمہ بنا کر فضول کام کرتی، مکڑی اپنے منہ کے لعاب

کے تار جالا تن لیتی ہے یہی اس کا شکار کھیلنے کا جال ہے۔

مکڑی کا کیڑا لکڑی کو کہتا ہے کہ ایسا حلوۂ خزب کس کو ملا ہوگا
کا کیڑا خاک میں رہ کر یہی کہتا ہے سبحان اللہ ایسا حلوہ کس نے کھایا

سعدی:

اگر تم گھر بیٹھے شکار کھیلو گے

تو تمہارے ہاتھ پیر مکڑی کے جیسے ہوں

علامہ کمال الدین دمیری۔

مکڑی ایک جانور ہوتا ہے جس کے چھ لمبے لمبے پاؤں ہوتے ہیں
پشت زرد ہوتی ہے سر کالا اور آنکھیں نیلگوں ہوتی ہیں۔ ایک دوسری قسم
مکڑی کی ٹانگیں چھوٹی اور آنکھیں بڑی بڑی ہوتی ہیں ایک اور قسم کی آٹھ ٹانگیں
اور چھ آنکھیں ہوتی ہیں۔

جب وہ مکھی پکڑنے کا ارادہ کرتی ہے تو کسی گوشہ میں سکڑ کر بیٹھ جاتی ہے
اور جب مکھی اس کے پاس آتی ہے تو ایک دم اسکو پکڑ لیتی ہے۔

اس کا وار کبھی خطا نہیں ہوتا۔

افلاطون کے مطابق سب سے زیادہ حریص مکھی اور سب سے زیادہ قناعت
کرنے والی مکڑی ہوتی ہے اللہ نے سب سے قانع (مکڑی) کا رزق سب سے زیادہ
حریص مکھی کو بنا دیا۔ سبحان اللہ اللطیف الخبیر

ایک مکڑی سرخی مائل ہوتی ہے اور اس کے بال زرد ہوتے ہیں اس کے
سر میں چار ڈنک ہوتے ہیں یہ جالا نہیں تنتی بلکہ زمین میں گھر بناتی ہے

سرے کیڑے مکوڑوں کی طرح رات کو نکلتی ہے۔
ایک اور رُتیلا کہلاتی ہے زہریلی ہوتی ہے یہ بچھو جیسا کاٹتی ہے لئے اس کا دوسرا نام عقرالحیات ہے کیونکہ یہ سانپوں کو بھی مار ڈالتی ہے ن نے اسکی چھ اقسام اور بعض نے آٹھ اقسام بتائی ہیں۔ ان سب اقسام میں سب ، زیادہ خطرناک مصری مکڑی ہے جو مکڑیاں گھر میں پائی جاتی ہیں ان کا کوئی مان نہیں ہے۔

مصر میں روئیں دار مکڑی بھی پائی جاتی ہے جس کو مصری ابوسدفہ کہتے ہیں مکڑیوں کے کاٹنے سے ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے بچھو کے ڈسنے سے آتی ہے۔

رتیلا کے طبی فوائد :

اس کے بھیجہ کو مرچ کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے زہریلے اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔

مکڑی کے بچے وقت پیدائش چھوٹے چھوٹے کیڑوں کی شکل میں ہوتے ہیں تین دن میں وہ مکڑی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ پیدا ہوتے ہی یہ جالا تننے لگتے ہیں۔

نر جفتی کے لیے تاروں کو بیچ سے کھینچتا جاتا ہے مادہ کشش کو محسوس کر کے اسکی طرف کھنچی چلی آتی ہے یہ طویل وقفے تک جفتی میں مشغول رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے اپنا شکم ملاتے ہیں

مکڑی اپنا گھر بنانے میں حکمت عملی سے کام لیتی ہے پہلے وہ

تار لمبا کرتی ہے، پھر جالا تنتی ہے اور بیچوں بیچ سے شروع کرتی اور جالے کا گھر تیار ہو جاتا ہے تو اسکے قریب ایک دوسرا خانہ شکار رکھنے کیلیے بطور مخزن بناتی ہے جب کوئی مچھر مکھی پھنستا ہے تو یہ جلد سے آکر جالے میں خوب جکڑ لیتی ہے جب وہ بے بس ہو جاتی ہے تو اس کو مخزن میں لے جا کر خون چوستی ہے اچھل کود سے جو تار ٹوٹ جاتے ہیں وہ ان کی مرمت کر دیتی ہے۔

طبّی فوائد:

اگر تازہ زخموں پر مکڑی کا سفید جالا لگا دیا جائے تو زخموں کی حفاظت ہو جائے گی۔ اگر کسی زخم سے خون بہنا بند نہ ہو تو اس پر مکڑی کا سفید جالا چپکا دیا جائے تو خون بند ہو جائے گا

اگر چاندی پر میل جم گیا ہو تو اس پر مکڑی کا جالا ملنے سے چمک آجائے گی۔

اگر درخت آس (میرے خیال میں یہ آک ہے) کے تازہ پتوں کی گھر میں دھونی دی جائے تو مکڑیاں گھر سے بھاگ جائیں گی۔

مکڑی کا جالا اکثر لوگ ملیریا بخار کے مریضوں کے جسم پر مل دیتے ہیں جس سے فوراً ہی بخار زائل ہو جاتا ہے۔

سائنسی تحقیقی اداروں میں مکڑی سے زہر حاصل کیا جا رہا ہے جو ایسے انجکشن اور دواؤں میں استعمال ہو رہا ہے جو زہریلے اثرات

ختم کردے۔

کالی مکڑی کا جالا۔ یہ جالا اناج گوداموں کوٹھریوں اور اندھیری جگہوں میں ملتا ہے۔ اسکی Tincture اور دوا بنائی جاتی ہے زمانہ قدیم میں مکڑی کا جالا بطور دوا استعمال کیا جارہا ہے یہ دوا نبض کی رفتار کم کرتی ہے نہایت خوشگوار مزاج بناتی ہے اس سے جسمانی طاقت بڑھ جاتی ہے، کھانے والا تیز وطرار ہوجاتا ہے ایک پرانے دمہ کشی کے مریض کو 20 گرین دوا دیگئی جس ہلکی مگر خوشگوار نیند آگئی دوا کا نام ہے

ARANEARUM TELA

مٹیالے رنگ کی مکڑی جو جالا نہیں بناتی

مٹیالے رنگ کی مکڑی جو جالا نہیں بناتی۔ پرانی دیواروں پر ایک بھورے رنگ کی مکڑی ہوتی ہے یہ جالا نہیں بناتی۔ اس سے یہ دوا تیار ہوتی ہے۔ اس سے TINCTURE اور TRITURATION بنائے جاتے ہیں ایک عجیب علامت جو اس بیماری کے اندر پائی جاتی ہے وہ ہے آنکھوں کے پپوٹوں کے نیچے مسلسل تشنج آنکھیں سوجی ہوئی کمزور آنکھوں سے پانی بہنا اور پپوٹوں پر منہ سے تھوک کا زیادہ بہنا اور ذائقہ میٹھا، ہلکا بالکل بے چین بنا دینے والا ہوتا ہے اس کے لیے دوا کا نام ہے ARANEA SCINCIA

LAIRODECIUS MACTANS

ایک قسم کا مکڑا :

اس مکڑے کے کاٹنے سے خارش شروع ہو گئی تھوڑی دیر بعد متلی اور شکم میں درد اور شدید حجاب القلوب میں درد پیدا ہوئے جو لغل تک اور بائیں بازو کلائیوں اور انگلیوں تک پھیل گئے۔ انگلیاں سن ہو گئیں گلا س لگ گئے گلاس لگانے سے جو خون نکلا وہ پتلا اور نہ منجمد ہونے والا تھا ٹنکچر بنایا جاتا ہے

نیوزی لینڈ کا مکڑا

یہ بہت زہریلا مکڑا ہوتا ہے اسکی علامات آہستہ آہستہ بڑھتی ہیں اس نے ایک بچہ کو کاٹ لیا وہ بچہ چھ ہفتے کی تکلیف کے بعد جاں بحق ہو گیا جہاں یہ کاٹتا ہے چھوٹا سا دانہ نکل آتا ہے اور اس میں غضب کی جلن ہوتی ہے اور یہ جگہ متورم ہو جاتی ہے اس کی کاٹنے والی جگہ ورم چلئے کے پیالے کے برابر ہوتا ہے جو سفید ہوتا ہے۔ اور اس کے گرد ایک سفید حلقہ ہوتا ہے کاٹی ہوئی جگہ سے اور شدت کا درد دوڑتا ہے چہرے سے پریشانی ٹپکتی ہے رنگ بالکل پیلا پڑ جاتا ہے

کیوبیا کے بڑے کالے زندہ مکڑے کا عرق

کمزوری دھڑکن اعصابیت اور خوف دوسرے مکڑوں کی طرح اسمیں

میں یہ تصدیق ہوئی ہے کہ یہ دوا کوریا یعنی رعشہ کے لیے بہترین
کے کاٹنے والے کو منہ میں خشکی، دھڑکن کے ساتھ متلی، نظر میں
تمام کمزوری بھی پیشاب میں حدت اور پیشاب کی نالی میں جلن
کی جگہ درد بھی موجود ہوتا تھا۔ اس دوا کو سوزاک اور آتشک
مال کیا گیا، چہرے کے عضلات میں اینٹھن اور کھنچاوٹ اس
مخصوص ہے

نیو ساؤتھ ویلز کا سیاہ مکڑا

اس کے اثرات مزمن ہوتے ہیں اس میں خون کے اندر مزمن سمیت
ی ہے سمی تکالیف میں یہ شدید دردوں کو روکتا ہے۔ اعضاء
ع، عضلات میں لاغری جلندر درد جو فالج سے پہلے ہول
رنے کی رغبت، سمتی کیفیتیں، مسلسل اڑنے کا وہم کمزوری
اور کانوں میں گرجن کی آوازیں بھی پائی جاتی ہیں، طاقت نمبر
، نمبر 3 تک یہ TINCTURE OF THE LIVING
LACTRODECTUS HASSELTI اور دوا کو 'SPI
ہیں

گھوڑا

قرآن پاک میں گھوڑے کے لیے جیاد ، خیل ،ص
عدایات ۔

اس (اللہ) نے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کیے تاکہ ان
ہوں اور وہ تمہاری زندگی کے لیے رونق بنیں اور وہ بہت
(تمہارے فائدہ کے لیے) پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں ہے
شہد کی مکھی (نحل)

ہم طرح طرح کے پھل نکال لاتے ہیں جن کے رنگ مخ
ہیں. پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی
جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور اسی طرح انسانوں اور جانوروں
کر گھوڑوں) اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں. حقیقت یہ
کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہیں اس سے ڈرتے
خالق (فاطر)

اور داؤد کو ہم سلیمان (جیسا بیٹا) عطا کیا بہترین بندہ
رجوع کرنے والا ۔ قابل ذکر ہے وہ موقع جب شام کے وقت
سامنے خوب سدھے ہوئے تیز رو گھوڑے پیش کیے گئے تو
کہا ۔ میں نے اس مال کی محبت اپنے رب کی یاد (حکم) کی وجہ سے اختیار کی
یہاں تک کہ گھوڑے جب نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو اس نے حکم

میرے پاس واپس لاؤ۔ پھر لگا ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر پھیرنے۔ (۳۸ ص ۳۳-۳۰)

سورت ۱۶ میں گھوڑے کے لیے اللہ پاک نے خیل کا لفظ استعمال جو عام گھوڑوں کے لیئے ہے لیکن سورۃ ۳۸ میں گھوڑوں کے ...نات کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنیٰ ہیں نہایت تیز دوڑنے گھوڑے (خاص طور پر) وہ گھوڑے جو تین پاؤں پر کھڑے ہوں تھے پاؤں کے سم کی نوک کو زمین پر ٹکا کر کھڑے ہونے والے ہوں نکتہ وضاحت طلب ہے کہ میں نے اس مال کی محبت اپنے رب کی یاد وجہ سے اختیار کی ہے" آیت کے اس حصے کی تفسیر میں اختلاف ہے معنیٰ ایک دوسرے سے مختلف ہیں میری ناچیز رائے میں اللہ کا حکم سورۃ ...ۃ (انفال) ۶۰ میں واضح ہے کہ ان کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو ان کے ذریعے ...ہ جمائے رکھو۔"

اسی حکم کے پیش نظر حضرت سلیمانؑ نے اچھے قسم کے ۱۲ ہزار گھوڑے اصطبلوں میں رکھے ہوئے تھے۔

توریت میں ہے اور سلیمان کی گاڑیوں کے گھوڑوں کے لیے چالیس ہزار ...ن تھے اور بارہ ہزار سوار (سلاطین (۴) : ۲۶)

غزوات جہاد کے لیے اگر اس سے زیادہ تعداد میں بھی رکھے جائیں تو حرج نہیں۔

سیر و تفریح اور دنیوی اغراض کے لیے بھی گھوڑے کی سوا
ہے لیکن گھڑ دوڑ جس پر شرطیں رکھی جائیں شریعت میں قطعی ناجا
ماہرین کا کہنا ہے کہ گھوڑا حیوانات میں شریف ترین جانور اور انسان
رفیق گھوڑا ہی ہے وہ بات سنتا بھی ہے اور سمجھتا بھی ہے جس
اسکی مختلف آوازیں ہیں۔ خوشی کا ناپسندیدگی کا اظہار مختلف اند
کرتا ہے۔

خوشنما معلوم ہوتی ہیں (اکثر) لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت
عورتیں بیٹے، سونے چاندی کے ڈھیر نشان لگے ہوئے یعنی اعلیٰ
گھوڑے یا دوسرے مویشی اور زراعت لیکن یہ سب استعمالی چیزیں
خوبی کی چیز آخر کار اللہ کے پاس ہے (آل عمران ۱۳)

اور ان کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور
ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو ان کے ذریعے سے تم رعب
رکھو ان پر جو اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور اللہ کے علاوہ
پر بھی جن کو تم نہیں جانتے ان کو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں
خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا دیدیا جائے گا۔ اور تمہارے مال میں
نہ ہوگی۔ مال غنیمت (انفال ۶۰)

اور جو مال اللہ نے ان کے قبضے سے نکال کر اپنے رسول کی طرف
دلا دیئے وہ ایسے مال نہیں ہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے اور ا
دوڑائے ہوں۔ بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلط ع

بنا ہے الحشر ۶

(اللہ تعالیٰ نے شیطان سے کہا) اور ان میں سے جس جس پر تیرا قابو چلے
مشوں سے (چیخ دپکار سے) اسکے قدم اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے
دار اور پیادے چڑھا لانا اور انکے مال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا
سے وعدے کرنا اور شیطان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے

بنی اسرائیل ۶۴

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑتے دوڑتے ہانپ جاتے ہیں جن
وں سے آگ نکلتی ہے جو صبح دم دشمن پر دھاوا بولتے ہیں جو گرد
آندھیاں اٹھا کر دشمنوں کی صفوں میں گھس جاتے ہیں لیکن انسان اپنے
کا یقیناً باغی یعنی ناشکرا ہے (سورت گھوڑے العٰدیٰت) ۶-۱
اللہ تعالیٰ نے انسان کیلیے اور گھوڑوں کے لیے بھی ان کی غذا پیدا کی
کھیت سے چارہ لاکر گھوڑے کے آگے ڈال دیتا ہے یا اسے جنگل میں
کے لیے چھوڑ دیتا ہے گھوڑا اس چھوٹی سی مہربانی کا بدلہ یوں ادا
ہے کہ مالک کی خاطر دوڑتے دوڑتے ہانپ جاتا ہے سنگلاخ زمینوں
پر اتنی تیز چلتا ہے کہ اسکے سموں سے شرارے پھوٹنے لگتے ہیں۔ برچھیوں
لوں اور تلواروں کی پرواہ کیے بغیر دشمنوں پر ٹوٹ پڑتا ہے گرد و غبار
لوں کو چیرتا ہوا نکل جاتا ہے دوسری طرف انسان کو دیکھو اشرف
وقات بنایا اسکے لیے کائنات کی تخلیق کی اور اس کے آرام فائدہ کے لیے
وڑا کیڑے مکوڑے پیدا کیے چاند و سورج اسکی خدمت کیلیے دیدیے

اور وعدہ فرمایا کہ اگر صحیح سمت میں کوشش کریں کہ نہ صرف چاند
بلکہ نظام شمسی کو مسخر کر سکتے ہیں. کیونکہ اللہ کی منشا اللہ کے خلیفہ کو
کی یہی تھی کہ وہ پوری کائنات کو مسخر کرے اور اس نے پہلے دن
آدمؑ کو تمام نام بتا کر علم عطا کر دیا. لیکن افسوس یہ ہے کہ او
کے ایمان والے لوگ یعنی مسلمان گزشتہ تین سو برس سے
ذمہ داری کو بھول کر بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت مطمئن ہیں.

دوسری جانب گھوڑے کو دیکھئے کہ مالک کی تھوڑی
کا کتنا شکریہ ادا کرتا ہے کہ وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتا
تکلیف کا خیال نہیں کرتا تاکہ مالک خوش ہو جائے.

جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خیبر
گھریلو گدھے کے گوشت سے منع کیا اور گھوڑے کا گوشت کی
اجازت دی (متفق علیہ)

حضرت سلیمانؑ نے سنا کہ سمندر کے کنارے پر دریائی
نکلتے ہیں وہ خاص گھوڑیاں باندھ دی گئیں وہ ان سے جفت
ہوئے، بچے ان کا قدم چلنا جیسے تیر نادہ تیار ہو کر ان کو دیکھ

گھوڑے کی پرستش

قدیم یونان میں COLONUS کے مقام پر جو قربان گاہ تھی اسکے مختلف
گھوڑوں کے ساتھ کسی نہ کسی شکل میں منسلک تھے جن کے نام تھے
ARTE اور APHRODITE۔ پھر گھوڑے کے احترام یا پرستش
نوبت پہنچ گئی۔ ایک دیوتا نے گھوڑے کی شکل اختیار کرلی۔
کا نام CRONUS تھا۔ پھر کچھ لوگوں نے گھوڑے دیوتا کے
ایک گھوڑا قربان کیا گیا اور دیوتا بھی گھوڑے کے ساتھ منسلک تھے
غار میں ایک اور دیوتا تھے جن کا نام DEMETER تھا انکی نمائندگی
کا منہ ایال (گھوڑے کی گردن کے بال) لگا کر کیا جاتا تھا۔ یونان کے
RHODES میں چار گھوڑوں کو سمندر میں ڈال کر قربان کیا جاتا تھا
جاتا تھا کہ یہ قربانی سورج کے لیے ہوتی تھی لیکن دراصل یہ رواج اسلیے
سمندری دیوتا گھوڑے سے منسلک ہوتا تھا اور اسکی شکل بھی گھوڑے
ہوتی تھی۔ یہ عقیدہ اور رواج قدیم فرانس، اسکاٹ لینڈ اور شمالی یورپ
نام تھا قدیم فرانس میں تو ایک گھوڑا دیوی (HORSE GODDESS)
تھی جس کا نام EPONA جس کا نام ایک لفظ EPOS سے لیا گیا تھا
کے معنی ہیں گھوڑا۔ علاوہ ازیں ایک گھوڑا دیوتا کے نشانات ملے ہیں اس کا
RUDIOBUS تھا۔

قدیم ایران میں بھی گھوڑے کی پرستش کے آثار قدیمہ ملے ہیں وہاں سفید

گھوڑے کو متبرک سمجھا جاتا تھا۔

یورپ کے کچھ علاقوں میں صرف بادشاہوں کو گھوڑے کا حق تھا اور ان کے گھوڑے مقدس اصطبل میں رکھے جاتے تھے۔

جنوبی ایشیا میں عرصہ دراز سے گھوڑوں کو مقدس سمجھا اور ایسا ماننے والے اب بھی ہیں۔ گونڈ قبیلے کا گھوڑا دیوتا KODA PEN ہے اس کا پتھر کا بت بنایا جاتا ہے جس کی شکل نہیں ہوتی۔

یورپ میں اناج کی زیادہ پیداوار کا تعلق بھی گھوڑے کی ہوتا تھا اور روم میں اکتوبر کے گھوڑے کی قربانی بھی اسی خیال تھی، گھوڑ دوڑ بھی ہوتی تھی جس میں جیتنے والی ٹیم جو گھوڑ ہا تھ پر ہوتا تھا اس کو مریخ کی قربانی کے لیے منتخب کیا جاتا کے سر کو سجایا جاتا تھا اور پھر دو ضلعوں کے درمیان مقابلہ خون گھوڑوں کے جھنڈے پر چھڑکا جاتا تھا اس کے بعد اس کے سر اوپر یا مینار پر رکھ دیا جاتا تھا۔ یورپ میں اب بھی مکا گھوڑے کا سر لگانے کا رواج عام ہے اور اس کے لیے یہی جا کہ وہ بلاؤں سے مکینوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

جرمنی میں آجکل بھی مکان کے اوپر کسی جانور کا سر طور پر گھوڑے کا سر بنا کر چھت پر نمایاں جگہ پر یا چھجے پر پرانی دنیا میں بھی گھوڑے کی قربانی کا رواج عام تھا خاص طور پر د

کرنے کے موقع پر۔ جنوبی امریکہ میں بھی گھوڑا قربانی کے لیے پیش کیا جاتا تھا۔

کرسمس یعنی حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے موقع پر جرمنی فرانس وراانگلستان میں گھوڑا جلوس میں ضرور شامل ہوتا تھا، گھوڑا فال نکالنے کے لحاظ سے بھی بہت اہم ہے عوامی کہانیوں میں آجکل بھی خصوصاً سفید گھوڑے سے فال نکالی جاتی ہے۔ کہیں یہ بری فال کے لیے کہیں پر خوش قسمتی کے لیے شمار ہوتا ہے یہ موت کی فال ظاہر کرتا ہے لیکن بوہیمیا BOHEMIA جرمنی میں سفید گھوڑا اس گھر کے لیے خوش قسمتی کا موجب ہے۔

شمالی ہندوستان میں گھوڑا اور گھوڑ سوار کے لیے خوش قسمتی کی نشانی ہے اگر وہ گنے کے کھیت میں اس وقت جائے جب اس کھیت میں کٹائی ہو رہی ہو۔ اگر ایک لڑکا پیدائش کے فوراً بعد گھوڑے کی پیٹھ پر بٹھایا جائے تو وہ لڑکا بڑا ہو کر گھوڑوں کی بہت سی بیماریوں کا علاج کرنے کے قابل ہوگا۔

گھوڑے کے نال کے متعلق بھی مشہور ہے کہ اس میں کوئی جادوئی صلاحیتیں ہیں اگر وہ گھر کی چوکھٹ پر لگائی جائے۔ جنوبی ایشیا آئرلینڈ اور ویلز WALES میں اس ضمن میں مختلف کہانیاں ہیں۔ کہ گھوڑے کی نال اگر چوکھٹ پر لگائی جائے تو یہ بلاؤں سے محفوظ اور خوش حالی کے سلسلہ میں مددگار ہوتا ہے۔ گھوڑے کی نال کی یہ اہمیت گھوڑے کی وجہ سے ہے

کہیں سر ہے تو کہیں نال ہے۔

آج کل یورپ کے بہت سے بادشاہوں کے تاج میں گھوڑے
شبیہہ لگی ہوئی ہے سرکاری مہروں میں بھی یہی کیفیت ہے۔
شیعہ مسلمانوں میں بھی محرم کے جلوس میں شامل کئے جانیوالے گھوڑ
ذوالجناح کہا جاتا ہے اور اس پر سواری نہیں کی جاتی ہے اس کا استعمال م
محرم کے جلوس پر کیا جاتا ہے اور اسکی خدمت بھی بڑے احترام
کی جاتی ہے۔

تاریخی پس منظر

۱۷ ار دیں صدی اور ۱۸ ار دیں صدی کے دوران انگلستان میں
دوڑنے والے گھوڑے کو مشرق وسطیٰ کے گھوڑوں کے ساتھ ملا
کرا کر نئی نسل حاصل کی گئی جس کو
بہترین نسل کہا جاتا ہے بنیادی گھوڑے مندرجہ ذیل تھے

BYERLEY TURK (1689)
DARLEY ARABIAN (1704)
GODOLPHIN ARABIAN (1728)

ان گھوڑوں سے بہترین نسلیں تیار کی گیئں جن کے نام یہ ہیں
HEROD , ECLIPSE , MATCHEM
& HIGHFLYER (HERODSS SON)

TYPE

ام کے لحاظ سے گھوڑوں کی
ہیں مقرر کی جاتی ہیں چاہے
ہی نسل سے ہوں مثلاً شکاری
وڑے ، HUNTERS
وڑا گاڑیوں ، یا برداری کے لیے
HECKS .
میانے قد کا گھوڑا COBS
وگان والے گھوڑے یا ٹٹو Polo Ponies

BREED

گھوڑے نسل کے لحاظ سے ایک رجسٹر
میں درج کیے جاتے ہیں ایسے گھوڑے
بھی موجود ہیں جن کی ۱۰۰ سال کی
تاریخ موجود ہے۔ اسی کی بنیاد پر
ان کی قیمت طے ہوتی ہے، گھوڑا
اور گھوڑی دونوں کی نسل بھی زیر غور
رکھنی پڑتی ہے۔

جنگی فوجی گھوڑے اور بھاری گھوڑوں کے کام

۱۔ سامان لے جانا، کان کنی میں زیر زمین بھی کام کرتے ہیں
۲۔ سواریاں لے جانا۔
۳۔ چکی یا کولھو چلانا
۴۔ کھیتوں میں ہل چلانا، آسٹریلیا امریکہ میں Pacheron Horse بھی کام کرتے ہیں
۵۔ پولیس اور فوج کی خدمات
۶۔ DRUM HORSE ۔ مجمع کو کنٹرول کرنے کے لیے
۷۔ سفر۔

۸۔ تانگہ یا گاڑی کھینچنا۔

ہلکے گھوڑے کے کام

۱۔ گھڑ سواری

۲ گھڑ دوڑ

۳۔ تفریح کھیل، تقریبات

۴۔ کودنا، چھلانگ لگانا۔

۵۔ ناچنا، ڈھولک اور دیگر ساز کے مطابق ناچنا۔ یہ پاکستان اور ہندوستان کے لیے مخصوص ہے۔

۶۔ بہت سی فلموں میں گھوڑے سے عجیب و غریب کام لیے گئے ہیں۔

گھوڑوں کو نسل کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں

۱۔ Heavy Cold Blood بھاری سرد خون والے جو شمالی یورپ کے علاقوں میں پیدا ہوئے

۲ Light swift Hot Blood ہلکے تیز گرم خون والے جو ریگستانی آب ہوا کی پیداوار ہیں۔ اور شمالی افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔

گھوڑے تقریباً اپنے ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں اور آب و ہوا

ے اثرات، گھوڑے کی قسم (TYPE) متعین کرتے ہیں۔ مثلاً ٹٹو کی تخلیق
ور بناوٹ پر سخت آب و ہوا، کم گھاس پھوس، پہاڑی زمین کے اثرات
ں کیونکہ ان حالات میں سخت جان، لگن سے کام کرنے والا اور مضبوط ٹلی
ے پیر جمانے والا جانور ہی گذارہ کر سکتا ہے۔ اس لیے گھوڑوں
و ہم اس لحاظ سے چار اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ ٹٹو

۲۔ سبک رفتار گھوڑے جو سواری کے لیے یا باربرداری کے لیے
ہوں Saddle Horse کہلاتے ہیں۔

۳۔ جنگی گھوڑے جو فوج کے گھڑ سوار دستے میں شامل ہوتے ہیں
Draft Horse کہلاتے ہیں

۴۔ کھیل کود اور تقریبات کے گھوڑے Sports and Cermonial Horse

ا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ رنگ کے گھوڑے پسند تھے

۲۔ بمود نام کی گھوڑی پر سراقہ بن مالک نے ہجرت مدینہ کے دو
حضور پاکؐ کا پیچھا کیا تھا۔

۳۔ گھوڑے میں پسلیوں کے اٹھارہ جوڑے ہوتے ہیں۔

۴۔ گھوڑے کے 40 دانت ہوتے ہیں۔

۵۔ اسکی اوسط عمر 50 سال ہوتی ہے

۶۔ وہ کھڑے کھڑے سوتا ہے

۷۔ گھوڑوں کی عالمی شہرت یافتہ

۸۔ گھوڑے کے تنفس کی رفتار آٹھ دس فی منٹ اسکی نبض
رفتار 38 فی منٹ۔ اور اس کا درجہ حرارت 100.5

۹ گھوڑے کی مشہور قسموں کے نام یہ ہیں۔ عربی، مانکیا۔ دیٹر
باندریا اور اسکی مشہور نسلیں ہیں۔ امرنیا۔ کیسریا۔ گریا۔ راج دابڑا

طبی فوائد

ڈاکٹر محمد اسلم جو پاکستان زرعی کونسل کے ماہر ہیں ان کے مطابق گھوڑے
سے مندرجہ ذیل طبی فوائد حاصل کیے جارہے ہیں

گھوڑے سے دیگر فوائد کے علاوہ ANTI SERA اور ANTI VENOM ادویہ تیار کی جاتی ہیں۔

طب یونانی کے مطابق گھوڑے کا گوشت نمکین ہوتا ہے گرم
ح والوں کے لیے بہتر ہے۔ جوش کرکے انار ترش دانع لگایا جائے اگھارا
ئے) حلال ہے مگر مکروہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کا گوشت کھانا بہادری اور
ئت پیدا کرتا ہے سخت دل کر دیتا ہے اس کے کباب ٹھنڈے مزاج والوں
لیے فائدہ مند ہے قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے اس کا جلا ہوا گوشت
وب مزاج والوں کے دستوں کو بند کرتا ہے اس کا خون پھوڑوں میں مفید ہے
گھوڑے کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے سودائے غلیظ پیدا کرتا ہے
لیف مزاج لوگوں کے لیے اس کا گوشت نقصان دہ ہے۔

دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں گھوڑے کے بال کھال کے سینے کے سلسلے میں
ستعمال ہوتے ہیں یہ بال کافی مضبوط ہوتے ہیں۔

(گھوڑے کے سم پر غیر جنس بڑھا ہوا ناخن)
ڈاکٹر بیرنگ نے اس دوا کی آزمائش کی تھی اس دوا کا زیادہ تر اثر
ناخنوں اور ہڈیوں پر ہوتا ہے اور سر پستان پر بھی، تجربے کے مطابق یہ دوا
سر پستان کے پھٹنے اور زخمی ہو جاتے میں ایک عجیب ترین دوا ہے۔
زیادہ تر زنانہ آلات پر اس کا اثر ہوتا ہے، ہاتھوں کے پھٹ جانے اور
مہاسوں وغیرہ کے لیے مفید دوا ہے اور مرگی کے لیے بھی نہایت مفید
دوا ہے۔

گھوڑا شعرا کی نظر میں

اگر گھوڑے کی گردن پر پیار سے ہاتھ رکھے تو اسکی سواری سے فائدہ اٹھائے اگر اسے پچھاڑنے کے لیے اس کے پاؤں پکڑے گا تو دولتی کھائے گا۔

شہسوار کے نزدیک غبار اٹھ رہا ہے جس نے سوار کو چھپا رکھا ہے تم غبار کو مرد حق سمجھنے لگے ہو یعنی تم مرد حق کی ظاہری حالت کو دیکھتے ہو۔ تمھاری نظر محدود ہے اسکے کمال تک نہیں پہنچتی۔ ابلیس نے حضرت آدم کی گرد کو دیکھ کر دھوکا کھایا اور کہا یہ مٹی کا پتلا مجھ آتش رو (آگ سے بنے ہوئے) کیونکر سبقت لے جا سکتا ہے۔ آدم کے کمال باطن کو نہیں دیکھا۔

ایک گھوڑا ہی دوسرے گھوڑے کو جانتا ہے کیونکہ وہ اس کا ہم جنس ہے ایک سوار ہی دوسرے سوار کی مہارت سواری کا احوال سمجھتا ہے احساس کی ظاہری آنکھ گھوڑا ہے اور حق کا مشاہدہ کرنے والا سوار ہے اور یہ گھوڑا سوار کے بغیر بیکار ہے۔

فرعون گھوڑے پر سوار حضرت موسیٰ ع کے پیچھے آ رہا تھا تو حضرت جبرائیل ایک گھوڑی پر سوار اس کے سامنے دریا میں داخل ہوئے اس کے داخل ہوتے ہی دریا کے دونوں پاٹ مل چکے تھے مگر گھوڑا گھوڑی کے تعاقب سے نہ رہا اور فرعون مجبوراً آگے بڑھتا گیا۔

جب سے میں سرکش نفسوں کو مطیع بنا رہا ہوں ان گھوڑوں نے بہت دولتیاں کھائی ہیں۔ اے لوگو تم کم رفتار گھوڑے ہو، نصیحت سے تم تیز رفتار بن کے چلو گے۔ جتنا کہ بادشاہ کی سواری کے گھوڑے اور ریاضت یافتہ بن جاؤ گے۔ غافل بد اعمال پیغمبر کی تعلیم سے مقبول حق ہو سکتے ہیں۔

دشمن باغی کا گھوڑا جب ہمارے گھوڑے کو دیکھتا ہے تو منہ پھیر لیتا ہے اور چابک کے بغیر بھاگ جاتا ہے یعنی دشمن کے سپاہیوں پر ہماری ہیبت طاری ہے ہی ان کے سپاہیوں کے گھوڑے تک بھی ہمارے گھوڑوں سے ڈرتے ہیں اور ان کو دیکھ کر ایسے نزک دم بھاگتے ہیں کہ چابک کی ضرورت نہیں رہتی۔

گھوڑے کی طرح وہ شیطان کان پکڑ کر لیئے پھرتا ہے جدھر چاہے خواہ حرص کی جانب خواہ کسب کی طرف اور وہ تیرے پاؤں میں شک و شبہ کا ایسا نعل ٹھوک دیتا ہے تاکہ اس کے درد کے باعث قدم نہ اٹھا سکے۔

رنگ و بو گھڑیال کی طرح چلا چلا کر حال بتاتے ہیں گھوڑے کا ہنہنانا اس کے اوصاف کی خبر دیتا ہے، ہنہنانے کی کئی قسمیں ہیں جب مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ وہ گھوڑے کے مختلف ردعمل ظاہر کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ دشمن کی آمد اور ناگہانی حادثہ کے سلسلہ میں مختلف انداز کی آوازیں نکالتا ہے تم کو لازم ہے کہ گدھے کی سخت آواز سے لے کر

چیونٹی کی خفیف آواز تک (تمام آوازوں) کے فرق کو سمجھو اور ہر چیز کی آواز سے اس کے احوال کا پتہ لگاؤ

عرب سرکش گھوڑے کو شیطان کے نام سے موسوم کرتے ہیں نہ کہ اُن گھوڑے کو جو چراگاہ میں چر رہے ہیں.

اس نے مجھے روپیہ دیا اور تو نے روپیہ گننے والا ہاتھ. اس نے مجھے گھوڑا دیا تو نے سوار کی عقل دی جسکی بدولت میں گھوڑے کی سواری کر سکتا ہوں

واقعی نیلے آسمان کے نیچے ایسا گھوڑا قد اور چال میں نہیں مل سکتا تھا اس کا رنگ ہر آنکھ کو چھینے لیتا تھا. اس بجلی اور چاند کے بچے کو مریخ وہ چاند اور عطارد کی طرح تیز رو تھا گویا آندھی اسکی خوراک تھی نہ کہ جَو دانہ راتب. جس طرح چاند فضا سے فلک کو ایک رات کے اندر اپنی رفتار پار کر لیتا ہے اسی طرح وہ گھوڑا چاند رفتار تھا.

گھوڑے کی تیز رفتاری میں کافی مبالغہ یا غلو سے کام لیا گیا ہے اس نسبت سے ایک شعر ملاحظہ فرمایئے.

جو "بح" کھو چین میں تو "ل" لندن میں
ذرا "چل" کہکے دیکھو میرے گھوڑے سے

دانش

اگر سزا دینے والا سوار گھوڑے کو مارتا ہے تو گھوڑے کو نہیں بلکہ اسکی کج رفتاری کو مارتا ہے تاکہ گھوڑا کج رفتاری سے باز رہے اور خوش خرام بن جائے.

عربی گھوڑا اگرچہ کمزور ہے ۔ پھر بھی طویلے بھر گدھوں سے بہتر ہے

پتلی کمر والا گھوڑا لڑائی کے دن کام آتا ہے نہ کہ پروار (پلا ہوا) بیل

کیونکہ خاصانِ خدا نے اس راستے میں گھوڑے دوڑائے ہیں

لا احصی کے مطابق دوڑ سے عاجز رہے ہیں

ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جا سکتا ہے

بلکہ بہت سے مواقع پر ڈھال پھینک دینی پڑتی ہے

اگر تو اس کا طالب ہے کہ اس راستے کو طے کرے

تو پہلے واپسی کے گھوڑے کے ہاتھ پیر کاٹ ڈال

تو نے مجھے بارہا دربار میں دیکھا ہے

گھوڑوں اور چراگاہ کے حالات دریافت کیے ہیں

اے نامور بادشاہ میں یہ کہہ سکتا ہوں

کہ ہزاروں میں سے ایک گھوڑے کو نکال لاؤں

میں تو وہی ہوں جو بادشاہ کے گھوڑے پالتا ہے

خدمت گزاری کے لیے اس چراگاہ میں لایا ہوں

بادشاہ نے یہ سب کچھ سنا اور کچھ نہ بولا

گھوڑا باندھا اور زین کے نمدے پر سر رکھکر لیٹ گیا

اس میدان میں انہوں نے گھوڑے اور بادشاہ کو دیکھا

تمام سپاہی پیدل دوڑ پڑے

تمام رات سوار ڈھونڈتے رہے
صبح کو انہوں نے گھوڑے کی پیٹھ پیچ
میں نے سنا ہے کہ حاتم کے زمانے میں تھا!
اس کے گھوڑوں میں تھا دھوئیں کیطرح تیز رو
کہ سخاوت میں اس جیسا کوئی نہیں
اسکے گھوڑے جیسا بھاگنے میں اور جنگ میں کوئی
اسکو سونا دیا اور گھوڑا اور پوستین کی قبا
غصہ کے وقت پیار کیا ہی بھلا ہے
صحرا نشیں بہرام نے کیا خوب کہا
جب سرکش گھوڑے نے اسکو زمین پر پٹ
گلہ سے دوسرا ایسا گھوڑا پکڑنا چاہیئے۔
جو سرکشی کرے تو تھاما جائے
جن کا گھوڑا مردہ ہے چونکہ رات کو بہت چلایا ہے
صبح کو فریاد کرنے والے کہ وہ درماندہ ل
باد گھوڑے کو یہاں تک دوڑا لایا
گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس کر گیا کتنا
ایک جنگجو (بادشاہ) مشکیں گھوڑے کی سی کر گیا
اس کے گردن کے جوڑ گرگٹ بڑے ہو نے
سرکش نفس، سرکش گھوڑے کی طرح مجھے
دوڑائے لیے جا رہا ہے قبر کے گڑھے کی طرف

ہاتھی (فیل)

قرآن پاک میں دو مقامات پر ہاتھی کا ذکر ہوا ہے ایک مقام پہ
رہ فیل میں آیت ۱ دوسری جگہ خرطوم یعنی ہاتھی کی سونڈھ سورۃ القلم آیت ۱۶
تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔
اس نے انکی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا۔ (۱۰۵ فیل ہاتھی 2-1)
جب ہماری آیات اسکو سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ تو اگلے وقتوں
کے افسانے ہیں (یعنی منکر کو اسکو غرور کی بنا پر ذلیل کریں گے) عنقریب ہم
اسکی سونڈ پر داغ لگائیں گے۔ 68 - القلم 16-15
اسلام سے چالیس سال قبل مملکت حبشہ کے صوبیدار یمن ابرہہ
نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی۔ اس فوج میں چند ہاتھی بھی تھے ایک کا نام محمود تھا
اس فوج اور ہاتھیوں کی تباہی اللہ کے حکم سے ہوئی، کچھ پرندے بھیج
دیئے گئے اور انہوں نے فوج کو شکست دیدی۔
اورنگ زیب کے نوجوانی کے زمانہ میں ایک ہاتھی پاگل ہو گیا اور
اس نے ہنگامہ کر دیا اورنگزیب نے اپنے ہاتھی سے اتر کر تلوار سے ہاتھی کا
مقابلہ کیا اور اس کو مار دیا پہلے اسکی سونڈھ کاٹ دی پھر اسکو ختم کر دیا
اورنگ زیب کو شاہجہاں نے اس بہادری پر ایک تلوار انعام میں دی جس
نام عالمگیر تھا۔ اسی بنا پر اس کو اورنگ زیب عالمگیر کہتے ہیں۔
نادر شاہ درانی شہنشاہ ایران فتح دہلی کے بعد ہاتھی پر بٹھایا گیا

تو اس نے ہاتھی کی لگام مانگی لیکن ہاتھی کی لگام نہیں ہوتی تو وہ نیچے آ
آئے اور کہا میں ایسی سواری نہیں کرتا جس کی لگام میرے ہاتھ میں نہ

ہاتھی کا احترام

تھائی لینڈ میں اگر کوئی شخص سفید ہاتھی پکڑ کر لے آئے تو اسکی بہت عزت ہوتی ہے اسکو بادشاہ کے پاس لے جایا جائیگا جو اسکو مذہبی عقیدے کے ساتھ ساری زندگی اسکو رکھتا ہے پکڑنے والے کو انعام دیا جاتا ہے کیونکہ وہاں یہ عقیدہ ہے کہ سفید ہاتھی مہاتما بدھ کی روح ہے کمبوڈیا میں بھی سفید ہاتھی خوش قسمتی کی نشانی ہے ایک سفید ہاتھی کے پکڑے جانے پر بہت سی تقریبات منائی جاتی ہیں، ہند چینی کے لوگ ہاتھی کی عزت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ روح رکھتا ہے اور مرنے کے بعد نقصان پہنچا سکتا ہے لہٰذا گاؤں کے سب لوگ اسکی خاطر مدارت کرتے ہیں۔

جنوبی حبش میں بھی سفید ہاتھی کے عقیدت مند پائے جاتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جو شخص سفید ہاتھی یا ہلکے رنگ کے ہاتھی کو مارتا ہے اس کو اسکی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ سماترا میں بھی مقدس روح سمجھا جاتا ہے اس کا نام لینا بھی منع ہے مشرقی کینیا میں ہاتھی کے شکار سے کئی رسمیں کی جاتی ہیں ایک قبیلہ ہاتھی کے شکار کے بعد قربانی کرتا ہے اسکی سونڈھ اور کان کاٹ کر دفن کرتے ہیں جسم کو جانوروں کو کھانے کیلیے چھوڑ دیتے ہیں دانت نکال لیتے ہیں البتہ دم کے بال مویشی کے باڑہ پر لٹکا دیتے ہیں جنوبی

رلقیہ کا ایک قبیلہ ہاتھی کے شکار کے بعد بھیڑ کی قربان کرتے ہیں کچھ لوگ
ن کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔

بھارت میں ہاتھی گنیش دیوتا کا نمائندہ ہے گنیش کا سر ہاتھی کا اور
تی جسم انسان کا ہے ہندو دھرم کے مطابق آٹھ ہاتھیوں نے کرّہ زمین کو تھام
رکھا ہے ان کے مطابق ہاتھی اڑ بھی سکتا ہے اس کے کان میں جادوئی جواہرات
ہوتے ہیں اور اسکی دم بطور تعویذ کے استعمال ہوتی ہے اور باعصمت عورت
ہاتھی کو چھو سکتی ہے۔

ایک اور قبیلے کا خیال ہے کہ زمین ایک ہاتھی کے اوپر کھڑی ہے
مغربی افریقہ میں ہاتھی جو فصلیں خراب کر دیتے ہیں وہ جادوگر ہوتے ہیں
کانگو میں ہاتھی کی دم کے آخری حصّے کا کوڑہ بنایا جاتا ہے یہودیوں کے
مطابق ہاتھی کو خواب میں دیکھنا بدقسمتی کی تعبیر ہے آجکل بھی ہاتھی کسی کا
ثقافتی نشان ہے۔ آسٹریلیا نیوزی لینڈ گرنڈلیز بنک کا سرکاری نشان
ہاتھی ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا اور طاقتور جانور (ممالیہ) ہے اسکے جسم میں سب
سے اہم چیز اسکی سونڈ ہے نروں کے دو دانت ہمارے لیے معاشی اعتبار سے
کام کی چیز ہے برما اور تھائی لینڈ میں جنگلوں میں کٹے ہوئے درختوں کو دریاؤں
اور نالوں تک پہنچانے کا کام کرتا ہے۔ سرکس اور چڑیا گھر میں بھی استعمال
ہوتا ہے بادشاہوں اور راجاؤں کی سواری کے لیے اور مذہبی تقریبات میں
بھی سواری کے لیے استعمال ہوتا ہے ورنہ اس کا کوئی مصرف نہیں ہے

البتہ ہاتھی دانت کی تجارت کروڑوں میں ہوتی ہے ہاتھی اتنی بڑی جسامت طاقت کے باوجود ہاتھی شریف جانور ہے اور اسکی حرکتیں نرم اور چکنی ہوتی عموماً وہ ایک گھنٹے میں چار میل چلتا ہے لیکن اگر دوڑایا جائے تو وہ 25 میل فی گھنٹے کی رفتار ہوتی ہے وہ صحیح معنی میں نہ دوڑ سکتا ہے نہ کود سکتا ہے چھلانگ لگا سکتا ہے اگر کوئی چوڑی خندق ہو تو وہ چھلانگ لگا کر پار نہیں کر سکتا۔ البتہ وہ تیرنا جانتا ہے اور تیر کر خوش ہوتا ہے ایک جھنڈ میں ۵۰ سے ۱۰۰ ہاتھی بھی ہوتے ہیں آنکھیں بہت چھوٹی اور کان پنکھے کی طرح ہلاتا رہتا ہے۔ ہاتھی بہت حیادار جانور ہے سب کے سامنے جفتی نہیں کرتا وہ کئی دن کے لیے ہتھنی کو لیکر جنگلوں میں یا علیٰحدہ جگہ یا پانی میں جفتی کے لیے لے جاتا ہے اور دیکھنے والوں کا دشمن ہو جاتا ہے، ہتھنی موسم بہار میں بچے دیتی ہے بائیس ماہ کے قریب حمل رہتا ہے بچہ ہاتھی پانچ سال تک ہتھنی کا دودھ پیتا ہے عموماً ایک بچہ ہوتا ہے کبھی کبھی دو بھی ہو جاتے ہیں۔

ہاتھی ایشیا اور افریقہ کا جانور ہے دونوں کی بناوٹ میں فرق ہے افریقی ہاتھی بڑا ہوتا ہے اونچائی ۱۱ فٹ تک جبکہ ایشیائی ہاتھی ایک فٹ کم ہوتا ہے وزن میں ہاتھی چھ ٹن کا اور ہتھنی چار ٹن کی ہوتی ہے انکے نمائشی دانت چھ چھ فٹ لمبے ہوتے ہیں عموماً عمر ۷۰ سے ۱۵۰ سال ہے۔ ہتھنی اور سری لنکا کے ہاتھی کے نمائشی دانت نہیں ہوتے۔

ہاتھی بڑا ذکی الحس حلیم غیر جنگجو بزدل اور ذہین جانور ہے لیکن جسامت سے اسکی کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ اسکی غذا پتیاں، جڑیں پھل، پھول اور

ے کے میٹھے روٹ بہت شوق سے کھاتا ہے گھوڑے کی طرح کھڑے کھڑے سوتا
، دلدل میں ہلکے پھلکے قدم ہوشیاری سے رکھتا ہے افریقی ہاتھی کینیا اور ٹانگو
جنگل میں پائے جاتے ہیں اور ایشیائی ہندوستان، لنکا، برما، ملایا اور تھائی لینڈ
پائے جاتے ہیں برما اور تھائی لینڈ کے ہاتھی کا رنگ سفید مائل ہوتا ہے
لیے ان کو سفید ہاتھی کہتے ہیں۔

6 سفید ہاتھی تھائی لینڈ اور برما میں پایا جاتا ہے وہاں کے لوگ اس سے
بھاری بھاری لکڑیاں اٹھوا کر دریا میں ڈلواتے ہیں۔

6 ہاتھی کے چار گھٹنے ہوتے ہیں اور صرف نر کے دو بڑے دانت
نکلے ہوتے ہیں دونوں دانتوں کا وزن ۲۵۰ پونڈ ہے۔

6 ہتھنی ۱۲ ماہ کے بعد بچہ دیتی ہے ہاتھی کی اوسط عمر ۱۰۰ سال ہے

6 ہاتھی ایک دن میں ۲۵ سے ۵۰ گیلن تک پانی پیتا ہے

▪ ہاتھی کو صرف زبان پر پسینہ آتا ہے۔

▪ ہاتھی کی سونڈھ میں کوئی ہڈی نہیں ہوتی۔

6 افریقہ کے ہاتھی کو دنیا کا سب سے بڑا جانور قرار دیا گیا ہے۔ برصغیر
میں جو ہاتھی پائے جاتے ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ قد تقریباً گیارہ فٹ ہوتا ہے
ہاتھی کا ایک قدم ½6 فٹ کا ہوتا ہے اس کے تلوے نرم اور گدی دار ہوتے
ہیں، ہتھنی پوری زندگی میں پانچ یا چھ بچے دیتی ہے

6 ہاتھی کے دماغ کا اوسط وزن گیارہ پونڈ ہوتا ہے

طِبّی فوائد:

شافعی کے نزدیک ہاتھی کا گوشت حلال ہے حنفی کے مطابق
کا گوشت کھانا مکروہ ہے اسکی تجارت جائز ہے۔

ہاتھی کی چربی یا تیل کو مسلسل تین دن تک برص کا مریض بطور
استعمال کرے تو انشاء اللہ اسکی بیماری دور ہو جائے گی۔ اگر اسکی ہڈی
سا ٹکڑا کسی مرگی والے بچے کے گلے میں بطور تعویذ ڈال دیا جائے تو بچہ
سے محفوظ ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص بقدر دو درہم ہاتھی دانت کا ٹکڑا
میں گھس کر چاٹ لے تو اسکی قوت حافظہ بڑھ جائے گی۔ اور اسی طرح
کوئی شادی شدہ عورت چاٹ لے تو صحبت کے بعد انشاء اللہ حاملہ
ڈاکٹر کے بقول ہاتھی دانت طب یونانی میں مختلف دواؤں میں استعمال
اگر کوئی بخار کا مریض ہاتھی کی کھال کا ایک ٹکڑا بطور تعویذ باندھ لے تو ا
زائل ہو جائے گا۔ ہاتھی کی کھال کا دھواں بواسیر کی بیماری کے لیے بہت مفید

مولانا رومی کی نظر میں۔

آسمان سے پرندوں کے غول کے غول نمودار ہوئے جن کی چونچوں میں چھوٹے چھوٹے کنکر
تھے وہ انہوں نے اہلِ فوج پر برسانے شروع کر دیے جن کے اثر سے اہل فوج ہلاک
قسم کے پھوڑے نکلنے سے مرنے شروع ہو گئے، ہاتھی گھوڑے سب کا صفایا
ابابیل کے اندر یہ خدائی قوت کارفرما تھی جس نے اصحاب فیل کا صفایا
ورنہ ایک ادنیٰ پرندہ ہاتھی کو کیونکر ہلاک کر سکتا ہے ایک ادنیٰ پرندے نے ایک
لشکر کو ایسی شکست دی جو جانوروں سے ناممکن ہے تاکہ تم یہ سمجھ سکو کہ یہ اللہ کی مدد

▪ پرندوں کے جھلڑ دو دو تین تین کنکریاں پھینکتے ہیں تو حبشیوں کی فوج گراں
شکست دے دیتے ہیں ذرا عبرت کی نظر سے دیکھو کہ ایک چڑیا کی پھینکی ہوئی
ی ہاتھی جیسے قوی ہیکل جانور کے بدن کو چھلنی چھلنی کر ڈالتی ہے جو اس زخم
انی کے لیے بلندی پر پرواز کر رہی تھیں

، یہاں ہاتھی جیسی عظیم الجثہ مخلوق کی بھی کیا حقیقت ہے کہ صرف تین
تے ہوئے پرندوں نے اصحاب فیل کے ہاتھیوں کی ہڈیاں چکنا چور کر دیں

، تمام پرندوں میں کمزور چڑیوں کے جھلڑ ہیں انہوں نے بھی اللہ کے حکم سے
ب فیل کے ہاتھیوں کو پھاڑ ڈالا اور ایسا پھاڑا کہ رفو نہ ہو سکے۔

، ہمیں پیل خصلت ہونا چاہیئے یعنی اولوالعزم ہونا چاہیئے ہاتھی خواب میں
، اپنے قدیم وطن ہندوستان کو دیکھتا ہے، ہاتھی خصلت روح بیداری میں اور
اب میں اپنے اصلی وطن (یعنی عالم غیب جہاں سے ہم سب کی روحیں آئی ہیں) کو یاد
رکھتا ہے گدھا خواب میں بھی اپنے اصلی وطن کو یاد نہیں رکھتا

• ایک پرندہ ابابیل کی غذا سے ہاتھی کا معدہ کیسے بھر گیا۔

دیگر شعراء کی نظر میں

اگرچہ ہاتھی زمین پر آہستہ آہستہ چلتا ہے پھر بھی وہ مچھر سے
چھٹکارا نہیں پا سکتا۔

زبان کی مٹھاس مہربانی اور خوشی سے ہاتھی کو بال بال کے ذریعہ کھینچ سکتا ہے
جس حالت میں کہ تو بے مست ہاتھی سے لڑ سکتا ہے
اور غضبناک شیر سے پنجہ ڈال سکتا ہے۔

ہاتھی کہاں کہ پہلوانوں کے ڈنڈ اور بازو دیکھے۔ شیر کہاں ہے کہ مردوں کے ہاتھ پنجے دیکھ

ایک بڑھیا نے اپنے لڑکے سے کیسی اچھی بات کہی۔

جب اسکو چیتے کو پچھاڑنے والا ہاتھی جیسا جسم

تو مجھ پر ظلم نہ کرنا۔ اسلئے کہ تو شیر مرد ہے اور میں بوڑھی

نہیں ہے کہ جو چیز قد میں چھوٹی ہوتی ہے۔ قیمت میں بہتر ہوتی ہے

بکری پاک ہے۔ اور ہاتھی مردار (حرام)

چشمہ کا سوراخ ایک سلائی سے بند کیا جا سکتا ہے جب وہ بھرا تو ہاتھی

ذریعہ بھی اسکو عبور نہیں کیا جا سکتا۔

لڑکا مست ہاتھی کی طرح ایسے زور سے نکلا کہ اگر کانسی کا پہاڑ

ہوتا تو اکھاڑ کر پھینک دیتا۔

عقلمند کے نزدیک مرد وہ نہیں ہے جو مست ہاتھی سے لڑے

جلا بھنا پیاسا جب آب حیات کے چشمہ پر پہنچ جائے

تو یہ نہ سمجھ کہ وہ مست ہاتھی سے ڈرے

یا ہاتھی والوں سے دوستی نہ کر یا ہاتھی کے مناسب گھر بنا

اگر تو ہاتھی کے زور والا ہے تیر کے پنجے والا ہے۔ میرے نزدیک جنگ سے صلح بہتر ہے

ہاتھی کو پچھاڑنے والے شیر دل کو پکڑنے والے نوجوان بوڑھی لومڑی کے حیلے نہیں جانتے

ہاتھی کی طرح اسکی گردن بدن میں دھنس گئی اس کا سر نہ گھومتا جب تک بدن نہ گھومتا

میں نے سومنات میں ہاتھی دانت کا ایک بت دیکھا۔ جڑاؤ جیسے جاہلیت میں مناسب

میں ہاتھی دانت کے جسم کے پاس عذر خواہ ہوں۔ جو سونے کی ہیرون جیسی کرسی اور ہلال کے تخت پر تھا

مچھر

مخالفین کو اعتراض تھا کہ یہ کیسا کلام الٰہی ہے جس میں ایسی حقیر چیزوں کی تمثیلیں ہیں وہ کہتے ہیں اگر یہ خدا کا کلام ہوتا تو اس میں یہ فضولیات نہ ہوتیں۔

اسی امر کے پیش نظر پورے کلام مجید میں صرف ایک جگہ فرمایا ہے اللہ کو تو اس میں (ذرا بھی) عار نہیں کہ وہ مثال کے موقع پر مچھر کو پیش کرے (یا ایسی چیز کو جو) (بلحاظ حقارت) میں اس سے بڑھے ہوئے جانور کو

توریت میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے انجیل میں ایک جگہ ہے "اے ریاکارو فقیہو اور فریسیو ..... اے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو (متی 23/24) یعنی خفیف اور حقیر چیزوں پر تو اتنی توجہ دیتے ہو اور اہم حقائق کو نظر انداز کر دیتے ہو۔

مچھر مکھیوں کے خاندان کا ایک کیڑا ہے مچھر کی سونڈ میں پندرہ حصے ہوتے ہیں نر مچھر کی سونڈ میں زیادہ ریشے ہوتے ہیں مچھر انسان اور دوسرے جانوروں کا خون چوستے ہیں کچھ مچھر پودوں کے عرق پر بھی گذارہ کرتے ہیں، مچھروں کے بچے مردہ پودوں کائی وغیرہ پہ گذارہ کرتے ہیں، مچھروں کے انڈے سفید یا زردی مائل ہوتے ہیں لیکن جلد ہی بھورے ہو جاتے ہیں وہ 25 سے کئی سو تک انڈے دیتے ہیں۔

ملیریا پھیلانے والے مچھر کا نام ANOPHELINE ہے مچھر کی ہزار اقسام ہیں علامہ کمال الدین دمیری نے مچھر کی صرف ۲ دو قسمیں لکھی ہیں انسان کے لیے بہت مصیبت کا سلسلہ ہے یہ بیماری کو پھیلاتا ہے ملیریا مچھر کی پچاس قسمیں ملیریا پھیلاتی ہیں دوسری قسمیں جانوروں کے خون ترجیح دیتے ہیں۔ زرد بخار (YELLOW FEVER) بھی مچھروں ذریعے پھیلتا ہے یہ بیماری صرف امریکہ اور افریقہ میں پائی جاتی ہے۔ جنگ جانوروں میں بھی جنگلی زرد بخار مچھروں کے ذریعے پھیلتا ہے

مچھر شعراء کی نظر میں

مچھر سے لیکر ہاتھی تک سب جاندار اللہ کے عیال ہیں جن کو وہی پالتا ہے اور جتنے جاندار زمین میں چلتے پھرتے ہیں ان کی روزی اللہ کے ذمے اور وہی ان کے ٹھکانوں کو جانتا ہے اور سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے

ایک مچھر آدھے پر کے ساتھ نمرود کی کھوپڑی کو چیر کر اس کے مغز تک جا پہنچتا ہے۔ اللہ نے سرکش بادشاہ کو تکبر کی سزا یوں دی ایک ذلیل ومعمولی مخلوق کے ہاتھوں اسکو ہلاک کر دیا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پَر کے برابر ہے

مچھر کیا جانے کہ یہ باغ کب سے ہے کیونکہ وہ ایام بہار میں تو پیدا ہوا اور موسم خزاں میں اسکی موت ہوئی لہذا اسکو باغ کی ابتداء اور انتہا کی

باخبر۔ جو کیڑا لکڑی میں مست حال پیدا ہوا وہ لکڑی کے حال کو کیا جانے درخت کے تازہ ہونے کے وقت تھا۔

ایک پتھر کا بت جو گویا مردہ پتھر ہے ہما کا شریک بن گیا اس لک حقیقی کا ہمراز کم از کم ایک زندہ پتھر کیوں نہیں ہونا چاہیئے یہ شاید اسلیئے کہ بے جان بت تمہارا تراشا ہوا ہے اور وہ زندہ پتھر اللہ کا بنایا ہوا ہے اور تم یہ عزت اپنی بنائی چیز کو ہی دلانے چاہتے ہو۔

نمرود جاہل نے بھی حضرت ابراہیمؑ کے خلاف مثال پیش کی تھی کہ فوراً ایک مچھر اس کے مغز سر کو کھا گیا۔

عاشق کی حالت ایسی تھی جیسے شیر ہرن کے سامنے آجائے اور ہرن بے خود ہو کر بحالت زار گر پڑے یا جیسے ہوا کے سامنے مچھر کی قوت سلب ہو جائے۔

حضرت سلیمانؑ کے دربار میں مچھر کا ہوا سے داد خواہی کرنا

مچھروں کی جماعت باغ اور گھاس سے آئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے طالب انصاف ہوئی، مچھر نے کہا ہماری فریاد ہوا کے خلاف ہے جس نے ہم پر ظلم کے دونوں ہاتھ کھول رکھے ہیں ہم اس کے ظلم سے تنگی میں ہیں خاموشی کے ساتھ خون کے گھونٹ پی رہے ہیں اس کا ظلم ہم پر ظاہر ہے ہم کو بیان کیئے بغیر چارہ نہیں، حضرت سلیمان نے مچھر سے کہا۔ اے اچھی بھنبھناہٹ والے تجھ کو اللہ کا حکم جان و دل سے سننا چاہیئے میں مدعا علیہ یعنی ہوا کو بلاتا ہوں تاکہ اس کا جواب بھی سنوں۔ اور پھر فیصلہ کروں۔ ہوا کو

حکم ہوا حاضر ہو، ہوا نے جیسے ہی حکم سنا فراٹے بھرتی ہوئی آ پہنچی اسی وقت بھاگ گیا۔

مچھر نے کہا۔ یہی تو مسئلہ ہے اسکی حاضری میری موت ہے وہ آجائے میں کہاں ٹھہر سکتا ہوں۔ یہی حال خدا کی درگاہ میں ڈھونڈ والوں کا ہے جب خدا کی تجلی آتی ہے تو تلاش کرنے والا فنا ہو جاتا اسکی لقا فنا میں مضمر ہے۔

پنکھا کسی کو ٹھنڈی ہوا کے ذریعے آرام پہنچانے کے لیے ہلتا ہے مچھر اور مکھی کو مغلوب کرنے کے لیے۔

مچھر بھی حق و باطل کے معرکہ میں ایک عصا موسوی تھا جس نے نمرو کے مغز کے پرخچے اڑا دیئے۔

آگ کو کہو خائف نور بن جا یا مچھر کو کہو کہ ہوا کی طرف (مخالف سمت)
... مگر ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ نے ہر ایک کے لیے ایک خاص راستہ متعین
... دیا ہے تیری کوشش سے ایک تنکا پہاڑ نہیں بن سکتا۔

پنکھا کسی کو ٹھنڈی ہوا سے آرام پہنچانے کے لیے ہلتا ہے اور
مچھر اور مکھی کو مغلوب کرنے کے لیے۔

انسان کے ظاہری وجود کو ایک مچھر لوٹ پوٹ کر دیتا ہے اپنے
... ناک سے کھجلی سے یہاں تک کہ کان میں بھنبھنانے سے مگر اس کا باطن
... ساتوں آسمانوں پر حاوی ہے۔

تمام مرد و زن باہم سرگوشی کر رہے تھے تعجب ہے کہ یہ سلیمان لقدر
مچھر کھاتا ہے اس کافر کی حرص مغلوب ہوئی اس کے حرص کا اژدہا چیونٹی کی
... قوت سے سیر ہوا۔

مچھر تیز ہوا کے آنے سے بھاگ جاتا ہے پس مچھر ہواؤں کے ذوق
کو کیا جانے۔

وہ بھنگا یا مچھر عاشقانہ آن بان سے چھاچھ میں جا پڑتا ہے مگر اس
میں سے کچھ کھانے پینے کا مقدور نہیں ہوتا اور اس کے دونوں پر لت پت
ہو کر بے کار ہو جاتے ہیں چلو اب اڑنے سے بھی رہ گیا۔ یہی حال حریص
لوگوں کا ہوتا ہے۔

توسبکر توکل کا سبق پڑھاتا ہے اور خود ہوا سے اڑتے ہوئے
کی رگ میں نشتر مارنے کی کوشش کرتا ہے لوگوں کو کوشش کے ساتھ
کمانے سے روکتا ہے۔ اور محض توکل پہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنے
ہدایت کرتا ہے مگر خود حال یہ ہے کہ مچھر جیسی حقیر اور بے حقیقت
لہو پی جانے کی یہاں تک کوشش کرتا ہے کہ اس کے پیچھے نشتر لیے
پھرتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو اللہ فرماتا ہے کیا تم لوگوں کو نیکی
ہدایت کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو۔

اگرچہ ہاتھی زمین پر آہستہ چلتا ہے پھر بھی وہ مچھر سے چھٹکارا
نہیں پا سکتا۔

بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ کوئی مثال بیان کرے
مثال ہو یعنی لوگوں کو اس کے اس انکار پہ عار دلانے میں کہ اللہ نے اس
کیا ارادہ فرمایا۔ اور یہ کہ وہ جواب فرماتا ہے کہ میری مراد یہ تھی کہ اس
بہت سے لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا
کیونکہ ہر آزمائش ترازو کی مانند ہے بہت سے لوگ اس سے سرخرو ہوتے
ہیں اور بہت سے نامراد ہو جاتے ہیں اگر تم اس میں کسی قدر غور کرو تو
اس میں بہت سے اعلیٰ نتائج پاؤ گے

یہ مثال اسلئے پیش کی گئی چونکہ کفار اللہ تعالیٰ کے حق میں طعن کرتے
تھے کہ وہ مکھی اور مکڑی کی مثالیں بیان کرتا ہے

یعنی جو لوگ بات کو سمجھنا نہیں چاہتے حقیقت کی جستجو نہیں

ان کی نگاہیں بس ظاہر الفاظ پہ اٹک کررہ جاتی ہیں اور وہ ان
ن سے سطحی یا الٹے نتائج نکال کرحق اور زیادہ دور چلے جاتے ہیں
ن اس کے جو حضرات حقیقت کے طالب ہیں اور صحیح بصیرت رکھتے ہیں انکو
ن باتوں میں حکمت کے جوہر نظر آتے ہیں اور ان کا دل گواہی دیتا ہے کہ ایسی
انہ باتیں اللہ کی طرف سے ہو سکتی ہیں۔

ان حالات کی روشنی میں مسلمانان عالم کا یہ فرض تھا کہ وہ مچھر کا
عہ کرتے اس پر تجربات کرتے اور معلوم کرتے کہ یہ مخلوق جس کا انسان سے بہت
ساتھ ہے مچھر کھٹمل مکھی اور انسان کا چولی اور دامن کا ساتھ، انسان نے
جان چھڑانے کے لیے متعدد قسم کی جراثیم کش ادویہ (Insecticides)
دکی ہیں تاکہ ان سے جان چھوٹ جائے لیکن کچھ عرصہ کے بعد یہ جراثیم کش
یہ بے کار ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ ان دواؤں کے اثر کو روک لیتے ہیں یعنی
Resistan ہو جاتے ہیں۔

توجہ طلب امر یہ ہے کہ مچھر ہزاروں سال سے انسان کے کان میں کچھ کہتا
ہے اسکی زبان نہ سمجھنے کی وجہ سے انسان کو اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا ہے
اللہ نے تمام جانوروں کی جبلت مقرر کر دی ہے مچھر کی جبلت کے سلسلہ میں
خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ انسان کے کان میں پیغام پہنچانا کہ مجھے انسانیت کی بھلائی کے لیے پیدا
کیا گیا۔ تم نے اس ضمن میں اب تک کچھ نہیں کیا سوائے مچھروں کی ایک
قسم کے متعلق معلومات کی ہیں کہ وہ ملیریا پھیلانے کا موجب ہے اور

اس بیماری کا علاج معلوم کر لیا ہے

۲۔ پیغام رسانی کے بعد انسانی خون چوسنا بھی خصوصی طور پر

جبلت میں شامل ہے۔

اللہ نے مچھر کی مثال دیکر ہمیں یہ اشارہ کیا ہے کہ مچھر پر تحقیق کرو ادھر

ہمارے کان میں مسلسل یہ کہہ رہا ہے کہ اسکی جبلت میں اللہ نے یہ رکھ د

کر وہ انسان کو یاد دہانی کراتا رہے کہ مجھے انسان کی فلاح کے لیے پیدا کیا

تم سائنسی بنیادوں پر تحقیق کرو اور معلوم کرو کہ کن کن بیماریوں کا علاج

مضمر ہے۔ مچھر کی صرف ایک قسم پر کام ہوا ہے ابھی تک 1400 اقس

باقی ہیں۔

مچھر جب زیادہ ہوتے ہیں تو ہاتھی کو مار ڈالتے ہیں

باوجود پوری مردانگی اور سختی کے جو اس میں

(سعدی)

تین وباؤں میں ہم مبتلا کر دیئے گئے ہیں وہ پق۔ برغوث اور بعو

ہیں (یہ مچھروں کے نام ہیں)

دنیا میں تین وحشی ہیں کاش کہ مجھے علم ہوتا کہ کون زیادہ وحشی ہے

من وسلوٰی

قرآن مجید میں تین مقامات پر تذکرہ کیا گیا ہے
ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا من وسلویٰ کی غذا تمہارے لیے فراہم کی اور
سے کہا کہ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں کھاؤ مگر تمہارے بزرگوں نے
کچھ کیا وہ ہم پر ظلم نہ تھا بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا۔
گائے (البقرہ) 57

ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور ان پر من وسلویٰ اتارا۔ کھاؤ وہ پاک چیزیں
ہم نے تم کو بخشی ہیں مگر اس کے بعد انہوں نے جو کچھ کیا تو ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے
پ پر ظلم کرتے رہے
بلندی (اعراف) 160
اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور طور کے دائیں
جانب تمہاری حاضری کے لیے وقت مقرر کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا۔
طٰہٰ۔ 80

مولانا روم کے مطابق چالیس سال تک من وسلویٰ اترتا رہا۔

بٹیر (سلوی) کا احترام

بٹیر کو جرمنی میں مارنا بدقسمتی کی نشانی سمجھا جاتا ہے ایک دوسرے علاقے
میں بٹیر آسمانی بجلی سے محفوظ رکھتا ہے سیلیشیا پولینڈ میں یہ اناج کی پیداوار میں
معاون ثابت ہوتی ہے یعنی یہ CORN SPIRIT ہے مالاگاسی میں یہ

مذہبی ممانعت ہے، ہنگری میں یہ لعنتی پرندہ شمار کیا جاتا ہے، البتہ اسکو بہت اچھا سمجھا جاتا ہے اور نئے شادی شدہ جوڑے کو بٹیر کھلایا جاتا ہے۔ فرانس میں بھی دو بیٹروں کے دل نئے شادی شدہ جوڑے کی خوشی کی ضمانت ہے یہ دولہا کو نر بٹیر کا دل کھلایا جاتا ہے اور دلہن کو مادہ بٹیر کھلایا جاتا ہے۔

یونان میں ایک کھیل ہوتا تھا جس میں آنکھوں میں پٹی باندھکر بٹیر جاتا تھا۔ جیسے آجکل مرغوں پرندوں یا بھیڑ بکری کو مارا جاتا ہے۔ فونیقی موسم بہار میں اسکی قربانی کرتے تھے یہ اپنے دیوتا HERACLES کی حیات خوشی کی تقریب ہوتی تھی یونان کی دیومالا میں بٹیر کو ARTEMIS سے سمجھا جاتا تھا۔

بٹیر ایک چھوٹا سا پرندہ رنگ مٹیالا ہوتا ہے تاکہ قدرتی طور پر یہ گرم اور نیم گرم علاقوں میں پایا جاتا ہے یہ زمین پر رہتا ہے اور زمین پر بناتا ہے اس کا تذکرہ بہت ہوتا ہے لیکن نظر کم آتا ہے، نیز بٹیر دو قسم کی آوازیں نکالتا ہے۔

۱۔ مادہ بٹیر کو بلانے کے لیے ایک مخصوص آواز نکالتا ہے مادہ بٹیر جواب میں چار ٹکڑوں والی آواز نکالتی ہے

۲۔ ایک اونچی تیز آواز جو متعلقہ بیٹروں کو اکٹھا کرنے کے لیے نکالی جاتی ہے اس آواز کو سنتے ہی تمام بیٹرین جو بکھری ہوتی ہیں سب اکھٹی ہو جاتی ہیں

بیٹرین اناج، بیج اور کیڑے مکوڑے کھاتی ہیں وہ ایک دفعہ

مک انڈے دیتی ہے اور ایک موسم میں 2 ۔ 3 جھنڈ بچوں کے پیدا ہو جاتے
دہ بٹیریں پیدا ہونے کے بعد سے ہی اپنے گھونسلے سے باہر نکلنا شروع
، ہیں لیکن وہ کچھ عرصہ تک ایک کنبہ کے طور پر رہتی ہیں بٹیر کے انڈے کی
، گلابی مائل بھوری ہوتی ہے اسکی اپنی رنگت سیاہی مائل بھوری جس پر سفید سفید
یاں ہوتی ہیں۔

بیٹر کے پاؤں کی صرف اگلی تین انگلیاں ہوتی ہیں پچھلی انگلی نہیں ہوتی، مادہ
قدر بڑا ہوتا ہے ۔ وہ ایک گول دائرے میں گھومتے ہیں جب کوئی دشمن یعنی شکاری
دیکھ لیتا ہے تو ہر بیٹر مختلف سمتوں میں بھاگ جاتے ہیں بیٹروں کے
ن جو شرطیں لگاتے ہیں ان کی بہت دیکھ بھال کرتے ہیں، بٹیر بازی کا کھیل تمام
یں پسندیدہ ہے ۔

یہ ہجرت کرنے والا پرندہ ہے۔ پرانی دنیا کی بٹیریں یورپ، افریقہ اور آسٹریلیا
میں پائی جاتی ہیں۔ یورپی بیٹر زیادہ مشہور ہے یہ سات انچ لمبی، اس کے بھورے
سرخ پر ہوتے ہیں جن پر کچھ کالی دھاریاں بھی ہوتی ہیں یہ گردن کے قریب زرد یا
ید ہوتی ہیں۔

امریکی بیٹر جس کو عموماً تیتر کہا جاتا ہے وہ پرانی دنیا کی بیٹر سے کچھ بڑا ہوتا
ہے اور وہ خانہ بدوش نہیں ہوتا مشرقی نسل کو BOB WHITE کہا جاتا ہے اور
نری نسل کو کیلی فورنیا بیٹر کہتے ہیں، بٹیروں کے جھنڈ شہروں کے پارک میں کھلی رہتے
بیا اور پالتو جیسے ہوتے ہیں اس کے پر سلیٹی ہوتے ہیں اور ان پر کالے اور سفید
نشانات چہرے اور گردن کے پاس ہوتے ہیں اور سر کے اوپر کالے پروں کا

خمدار تاج سا ہوتا ہے۔

جہاں تک مَن (MANNA) کا تعلق ہے یہ جنوبی یورپ اور [illegible]
میں اب بھی پایا جاتا ہے یہ شہد رنگ درخت کے تنے کا عرق ہے جو کھایا [illegible]
ہے اس درخت کا نام مَن عیش درخت ہے یعنی RAXINUS ORNUS
درخت کے تنے میں گہرے نشانات لگا دیتے ہیں جس میں سے عرق نکل کر جم جا[illegible]
اس میں اسّی 80 فیصد شکر ہوتی ہے یہ ہلکا سا دست آور ہوتا ہے پہلے یہ [illegible]
دوا کے بچوں کو بہت استعمال کرایا جاتا تھا اب بھی کہیں کہیں استعمال ہوتا [illegible]
توریت اور قرآن پاک میں جس کا ذکر ہے وہ بھی ایک درخت MARISK
MANNA کا عرق ہے لیکن وہ اتنا میٹھا نہیں ہوتا یہ صحرائے سینائی اور [illegible]
میں پایا جاتا ہے یہ اس درخت کی شاخوں سے نکلتا ہے اور درخت کی شاخوں [illegible]
کیڑا COCCUS MANNIPARUS جنوبی مغربی ایشیا میں شاہ [illegible]
کے درخت سے بھی مَن نکلتا ہے یہاں بھی درخت میں کیڑے نشان لگا دیتے [illegible]
آسٹریلیا میں یوکلپٹس کے درخت کی پتیوں سے مَن نکلتا ہے جو ایک طرح کا [illegible]
نیل ہوتا ہے۔ امریکہ میں SUGAR PINE سے مَن نکالا جاتا ہے [illegible]
اسٹیٹ سے لیکر کیلی فورنیا تک نکلتا ہے ہوسکتا ہے کہ اللہ نے مَن کی پیدا[illegible]
لیے کسی ننھے منے کیڑے کی ذمہ داری لگا دی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

توریت میں جس مَن کا ذکر ہے وہ SCALE INSECT کا عرق
SECRETION ہے یہ کیڑا TAMARISK کے درخت سے اپنی
حاصل کرتا ہے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ یہ اسی درخت کی پتیوں اور شاخوں کا

ہے جس میں یہ کیڑا نشان ڈال دیتا ہے ایک میٹھا ڈلا بن جاتا ہے اور عرب
ل بھی اسکو استعمال کرتے ہیں یہ کوہ سینا کے علاقے اور عراق میں بطور شکر کے استعمال
اہے بھارت میں جس طرح سے لاکھ ایک مخصوص درخت کا عرق ہے اسی طرح
ہی اس درخت سے نکلتا ہے یہ Scale کیڑا اپنا عرق نکالتا ہے
رح شہد کی مکھی شہد اپنے پیٹ میں سے نکالتی ہے

علامہ عبدالماجد دریا آبادی سلویٰ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس قسم کا بٹیر
یرہ نمائے سینا کا ایک خاص پرندہ ہے وہاں کثرت سے پایا جاتا ہے گرمیوں میں
ی سمت چلا جاتا ہے اور سردیوں میں جنوب کی طرف پھر آجاتا ہے اونچا
نہیں اڑتا نیچے ہی رہتا ہے اڑان بھی زیادہ نہیں رکھتا تھک بہت جلد
ہے شکار بہت آسانی سے ہوجاتا ہے گوشت چکنا اور چربیلا ہوتا ہے
رکھنے کے قابل نہیں ہوتا خراب جلد ہوجاتا ہے

فرنگی محققین کا بیان ہے کہ اسرائیلی عہد کے بٹیر وہ تھے جو اپنے
ل کے مطابق بحر قلزم تک آتے تھے اور وہاں سے جزیرہ نمائے سینائی کا رستہ
بار کرلیتے تھے سمندری ہواؤں کے جھونکے انکی بے شمار تعداد اسرائیلی خیمہ
لک لے آتے تھے۔ بنی اسرائیل یہاں فرعون کی غلامی سے آزاد ہو کر مصر سے
اکر آباد ہوگئے تھے یہ ایک مدت تک خانہ بدوش زندگی گزارتے رہے
زمانہ تک من و سلویٰ ہی ان کی غذا رہی۔

پاکستان میں بٹیروں کی دو اقسام پائی جاتی ہیں۔ (۱) بھورا بٹیر
Rain Quail اور دوسرا برساتی بٹیر Grey Quail

شکل وصورت میں بٹیر چھوٹے جسامت کے تیتر سے ملتا ہے پاکستان میدانی علا
کے علاوہ کشمیر میں 2500 میٹر کی بلندی تک نسل زانی کرتا ہے۔ گندم، گیا
باجرہ اور گھاس کی فصلوں میں پایا جاتا ہے لڑائی کے شوقین ان کو اچھی طرح پال
اور کھلاتے ہیں شرطیں لگاتے ہیں بٹیر بازی بڑا شوق ہے۔

سلویٰ کے طبی فوائد

اگر اسکی آنکھ بطور سرمہ استعمال کی جائے تو کئی شکایتوں کے لیے فائدہ
ہے اسکی بیٹ سکھا کر پیس کر زخموں میں خارش کے لیے نفع دیتی ہے اسکے
دھونی دینے سے کیڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کا گوشت گرم وخشک ہوتا ہے
کے درد کے لیے مفید ہے گرم مزاج والے اس کے گوشت کے ساتھ دھنیہ ا
ضرور استعمال کریں ورنہ نقصان دے سکتا ہے اس کا گوشت خون پیدا کرتا ہے
اس کا مسلسل استعمال مثانہ کے پتھروں کو ختم کر دیتا ہے پیشاب کھل کر لاتا ہے
بٹیر کا گوشت کھانے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور ماہر طب کے مطابق
گوشت نمکین وخشک بعض کے نزدیک معتدل ہے خود بھورا ہوتا ہے اور گوشت
ہوتا ہے قابض ہے تپ دق اور تینوں مزاجوں صفرا، سودا، اور بلغم کے فسا
کرتا ہے، بھوک خوب لگاتا ہے۔ معدہ کو قوت بخشتا ہے لاغر لوگوں
آنتوں کو اسکی غذا بہت موافق ہے باہ اور اکثر اعضا کو قوت بخشتا ہے۔

بندر

قرآن پاک میں بندر کے متعلق تین جگہ تذکرہ ہے۔

آپ کہیئے کہ میں تمہیں ایسا حال بتاؤں جو اللہ کے ہاں سزا ملنے سے بھی
ہ برا ہے وہ ان اشخاص کا طریقہ جن کو اللہ نے دور کر دیا ہو اور ان پر
ب فرمایا۔ اور ان کو بندر اور سور بنا دیا ہو اور انھوں نے شیطان کی پرستش کی
یسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بہت برے ہیں (خوراک مائدہ) ۶۰
اور تم جانتے ہو ان لوگوں کا حال جنہوں نے تم سے تجاوز کیا تھا یوم
ہ کے سلسلہ میں سو ہم نے ان کو کہہ دیا تم بندر ذلیل بن جاؤ پھر ہم نے اس کو ایک
بنا دیا ان لوگوں کے لیے جو ان کے ہم عصر تھے (اس زمانے کے) اور ان لوگوں کے لیے
جو بعد کے زمانے کے ہیں اور موجب نصیحت ڈرنے والوں کے لیے۔
کلائے (البقرہ ۶۶، ۶۵

یعنی جب وہ جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے
ان کو کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ بلندی (الاعراف) ۱۶۶
یہ واقعہ شہر ایلہ موجودہ نام EILAT ۔ اسرائیل کی بندرگاہ ہے اور اردن
کا بندرگاہ عقبہ کے قریب ہے۔ اس شہر والوں پر اللہ نے ہفتہ کے دن کی پابندی لگائی موٹی مچھلیاں کثرت
سے دریا میں آتی تھیں دوسرے دنوں میں مچھلیاں بہت مشکل سے آتیں۔ یہ اللہ کا
نظام تھا ان کی آزمائش تھی۔ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ہفتہ کی مچھلی پکڑی اور
سمندر کے کنارے ایک کھونٹی سے باندھکر دریا میں چھوڑ دیا۔ دوسرے دن

اسکو پانی سے نکال کر لے آیا۔ اس کے دیکھا دیکھی سب نے یہی طریقہ شروع
اور ہفتہ کے دن یہود نے مچھلیاں پکڑنے کی حکم عدولی کی۔ ان کے تین
ا۔ ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑنے والے۔ ۔ حکم اللہ کے پابند ان کو منع کرتے
تھے۔ وہ جو کہتے تھے ان کو اللہ عذاب دے گا نصیحت کا فائدہ نہیں۔ انکو
والے اور ڈرانے والے شہر چھوڑ کر چلے گئے جب واپس آئے تو شہر پناہ
بند تھا کھٹکھٹایا تو کوئی جواب نہ ملا۔ ایک شخص نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا
لگا یہاں انسانوں کی بجائے دمدار بندر نظر آرہے ہیں۔ بندروں نے
رشتہ دار کو پہچان لیا لیکن وہ لوگ ان کو نہ پہچان سکے، بندر بے تحاشہ
عربوں کے ہاں ویسے بھی بندر ایک ذلیل وحقیر جانور شمار کیا جاتا
عربوں کے علاوہ مسلم ممالک میں اور مسلم تہذیب میں بندر اپنی گھٹیا حرکتوں کی
بدنام ہے شہروں میں وہ اٹھائی گیرہ نقال اور بچوں کو تنگ کرتا ہے
کو توڑ پھوڑ ڈالنا، نوچ ڈالنا، برباد کر ڈالنا اسکی عام عادت ہے پھلوں
سبزیوں کا خاص طور پر شوقین ہے باغ کے باغ کھیت کے کھیت اجاڑ
گروہی وفاداری ہے لیکن گروہ کے باہر سے اگر کوئی بندر آجائے تو سارا
دشمن بن جاتا ہے۔ بہت قوی اور طاقتور ہونے کے باوجود بزدل اور
ہے بھبھکیاں خوب دیتا ہے لیکن اگر کوئی نڈر ہو کر سامنے آجائے تو
بھاگ کھڑے ہوں گے۔

عہد نامہ جدید بندر کے ذکر سے خالی ہے عہد نامہ عتیق میں اس کا
دو جگہ آیا ہے مگر دونوں جگہ محض ایک مال تجارت کی حیثیت سے۔

عہد سلیمانی میں تین برس میں ایک بار ترسیسی بجرا (کشتی) اور سونا اور چاندی ہاتھی دانت، طاؤس اور بندر لاتی تھی۔ (2 سلاطین 22-15)

بادشاہ کے جہاز حورام کے نوکروں کے ساتھ ترسیس کو جاتے تھے۔ اور وہاں سے ان پر تین برس میں ایک بار سونا چاندی ہاتھی دانت بندر اور مور اسکے لیئے پہنچتے تھے۔ (2 تواریخ 21-9)

بندر کا احترام

ایک جانب کچھ لوگ خود بندر کی نسل سے متعلق کرتے ہیں تو دوسری جانب یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب انسانوں پر قہر الہٰی نازل ہوا تو ان لوگوں کو بندر بنا دیا گیا۔ افریقہ اور جنوبی امریکہ میں یہ عقیدہ ہے کہ بندر بات کر سکتا ہے لیکن وہ اسلیئے نہیں کرتا کہ پھر اسکو کام کرنے کے لیے کہا جائے گا یعنی انسان اسکو غلام بنا کر کام میں لگا دیگا۔ یہ بھی کہانیاں ہیں کہ بندر عورتوں کو پکڑ کر جنگل میں لے جاتا ہے وحشی لوگ اور یورپین دونوں کا یہ خیال ہے کہ یہ دمدار انسان ہیں۔

ہندوؤں میں ہنومان ایک بندر دیوتا ہے مندروں میں ہنومان جو بندر ہوتا تھا مجسم کے اس نے رام چندر جی کی مدد کی۔ ان کے ساتھ بندروں کی ایک فوج لے کر گیا اور اس نے لنکا کے راجہ راون کی فوج کو شکست دی اور رام چندر جی اپنی بیوی سیتا کو راون کی قید سے چھڑا کر لے آئے۔ رامائن ہندوؤں کی مشہور کتاب ہے جس میں اسکی تفصیل موجود ہے۔ بھارت میں بندر کو مارنا جرم ہے البتہ ہزاروں کو پکڑ کر ہر سال برآمد کیا جاتا ہے بندروں کی خدمت کی جاتی ہے اور ہندوؤں کا عقیدہ ہے

کہ بندر طوفان کو روکتا ہے اور بے اولاد عورتوں کو اولاد دیتا ہے۔

بعض دوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ بندر کی ہڈیاں زمین کو بنجر کر دیتی ہیں کچھ
لوگ کہتے ہیں کہ صبح صبح بندر کا نام لینے سے انسان اپنے لیے سارے دن کے لیے
فاقہ کشی لاتا ہے لیکن اسکو اصطبل میں پالنا خوش قسمتی لاتا ہے بنارس اور ہندوستان
لاتعداد شہروں اور دیہات میں بندر مندر ہیں جن کو ہنومان مندر کہا جاتا ہے جہاں
بندر کی پرستش کی جاتی ہے۔

افریقہ کے ملک ٹوگو میں بھی بندروں کے آگے کھانا رکھا جاتا ہے کہ
اسطرح ان کو فائدہ حاصل ہوتا ہے یہ انکا عقیدہ ہے پورٹو نووو
میں بندروں کے جڑواں بچوں کو قتل نہیں کیا جاتا کیونکہ انکا خیال ہے کہ انکی کوئی روحانی
قوت ہوتی ہے بعض قبیلے شکار کے وقت بندر کا نام نہیں لیتے کیونکہ شکاری کے لیے
سختی سے منع ہے نکوسی قبیلے کے لوگ گوریلہ کا گوشت نہیں کھاتے جس کی وہ تین وجوہ
بتلاتے ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد نہیں کھاتے تھے (۲) کہ گوریلہ کے دم نہیں ہوتی اور (۳)
یہ مردہ کا خون پیتا ہے۔ ایک قبیلہ میں جوان ماں بندر کا گوشت نہیں کھاتی اور
جزیرہ نیاس (NIAS) میں کوئی عورت بندر کا گوشت نہیں کھاتی

بندر کے احترام کی زیادہ وجہ یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ بندر انسانی
روح کا مسکن ہے بعض کا یہ دلچسپ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی بندر کو مارے گا تو مرنے
کے بعد وہ انسان خود بندر بن جائے گا۔ مالاگاسی افریقہ میں بندر کو خرید کر قید سے
رہائی دلائی جاتی ہے اور وہاں کے قدیم باشندے بندر کو نہ پکڑتے ہیں اور نہ
مارتے ہیں بعض قبیلے بندروں کو مرنے کے بعد دفن کرتے ہیں اور بندر کو اپنا

نے ہیں کیونکہ دادا کی روح کا مسکن بندر ہے لعض کیلئے اگر غلطی سے بندر کو مار دیں
ربانے کے طور پر ایک بکری یا بھیڑ قربان کرنی پڑے گی۔ اور سب سے نچلی ریڑھ کی
ں اپنے گلے میں لٹکاتا ہے نہیں تو اسکو کسی قسم کی بیماری پکڑ لے گی۔

برازیل میں کچھ مختلف تقریبات میں بندر کا نقاب پہن کر بہت خوش ہوتے ہیں
ن میں بندر کو اصطبل میں رکھنا خوش قسمتی کی نشانی ہے کیونکہ وہ بیماریوں سے
نوظ رکھتا ہے جاوا انڈونیشیا میں ایک جادوئی تقریب منائی جاتی ہے جس میں
ول دیگر امور کے یہ رسم بھی ہے کہ بندروں کے بادشاہ کے آگے چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے
عورت کے ہاں اولاد ہو جائے۔

بندر دنیا کے ہر علاقے میں سوائے انتہائی سرد علاقوں کے سب جگہ رہتے
یا پہاڑوں جنگلوں اور میدانوں اور یہاں تک کہ شہروں میں بھی پائے جاتے ہیں
ازیل کے جنگلوں میں بونے بندر پائے جاتے ہیں جن کی لمبائی چھ انچ ہے
بجہ بڑے سے بڑے بندر کتے (BULL DOG) کے برابر ہوتے ہیں حالانکہ
بندر کئی قسموں کے ہوتے ہیں البتہ ان کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ا۔ نئی دنیا
کے بندر جن میں مخصوص ہیں

۱۔ رات کے بندر۔ گلہری بندر۔ اون والے بندر، چیخنے والے بندر
مکڑی بندر، ان کے 36 دانت ہوتے ہیں

2۔ پرانی دنیا کے بندر جن میں مخصوص ہیں۔ جنوبی ایشیائی بندر، سفید
گالوں والا بندر، کانگو کا لمبی ناک والا بندر، مینڈرل بندر، برزا بندر
لنگور۔ ان کے 32 دانت ہوتے ہیں۔

زیادہ بندر کیڑے مکوڑے پرندوں کے انڈے، پھل بیج، بیری درختوں کے پتے اور گھاس بھی کھاتے ہیں لیکن ایشیاء کا لنگور صرف پتے کھاتا ہے یہ درختوں پر چڑھنا جانتے ہیں زیادہ تر بندر دن میں اچھلتے کودتے رہتے ہیں جبکہ رات کا بندر رات کو بھی اچھلتا کودتا رہتا ہے۔ اسلئے اسکو الو بندر کہتے ہیں مکا کا بندر بہت اچھا تیراک ہوتا ہے باقی سب بندر پانی میں ڈوب جاتے ہیں۔

بندر کے اظہار کا اپنا طریقہ ہے نئی دنیا کا چیخا بندر اتنی زور سے چیختا ہے کہ اسکی چیخیں تین میل تک سنی جا سکتی ہیں۔ زیادہ تر بندروں کا سماجی تعلق ہوتا ہے یعنی وہ اکٹھے رہتے ہیں ایک ایک گروہ میں سو بندر بھی ہوتے ہیں بعض گروہ میں پانچ چھ سو بندروں سے زیادہ نہیں ہوتے وہ کوئی خاص جگہ مقرر نہیں کرتے بوڑھا بندر سربراہی کرتا ہے اور وہ گروہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا رہتا ہے اور یہ منتقلی خوراک کے مہیا ہونے پر منحصر ہوتی ہے جب ایک جگہ خوراک کم ہو جاتی ہے تو پھر دوسری جانب جہاں خوراک زیادہ ہو منتقل ہو جاتی ہے۔

بندر بنیادی طور پر بزدل ہوتے ہیں اور جب خطرہ ہوتا ہے تو درختوں میں چھپ جاتے ہیں لیکن بن مانس (BABOON) کا مختلف ردعمل ہوتا ہے اگر کوئی چیتا نوجوان بن مانس پر حملہ کرتا ہے تو ایک درجن اکٹھے ہو کر چیتے پر حملہ آور ہو جاتے ہیں اور اسکو چیر پھاڑ کر برابر کر دیتے ہیں۔

پرانی دنیا کی بندریا کو 149 دن سے 270 دن تک کا حمل ہوتا ہے اور نئی دنیا کی بندریا کو 139 دن کا حمل ہوتا ہے ایک بڑے بندر کو بندروں کی

ریوں کا سربراہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ بڑے گروہ میں جہاں بہت سے بندر رہتے ہیں
بھی وہ آپس میں کسی بندریا کے لیے لڑ جاتے ہیں اور بندریا تماشہ دیکھتی رہتی
جب تک کہ فیصلہ نہ ہو جائے۔

بندر ایک بدصورت جانور ہے مگر اس کے باوجود اس میں ملاحت وزکاوت
جاتی ہے اور اس قدر زود فہم ہوتا ہے کہ بہت سے کام بہت جلد سیکھ لیتا ہے
ن کیا گیا ہے کہ ملک نوبہ نے خلیفہ متوکل کے پاس دو بندر بطور ہدیہ بھیجے تھے
میں ایک درزی کا دوسرا رنگ سازی کا کام جانتا تھا۔ خاص طور کے یمن کے
لوں نے بندروں کو اپنے کام کاج کے لیے سدھالیا ہے اور وہ ان کو مختلف قسم کے
م سکھا کر باقاعدہ وہ کام ان سے کراتے ہیں چنانچہ بہت سے قصاب و بقال جب
کسی ضرورت سے اپنی دکان چھوڑ کر جاتے تو بندر کو پاسبانی کے لیے بٹھا جاتے
ں اور بعض لوگ بندروں کو چوری کرنا سکھا دیتے ہیں چنانچہ ایسے بندر مستقل
ری کی فکر میں رہتے ہیں اور اکثر اِدھر اُدھر سے چیزیں چرا کر اپنے مالک کے پاس
لے جاتے ہیں۔

بندریا ایک بار میں کئی کئی بچے دیتی ہے بعض دفعہ ان کی تعداد دس اور
بارہ بچوں تک دیکھی گئی ہے (یہ امر تحقیق طلب ہے) بندر دیگر جانوروں کی نسبت
انسان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے چنانچہ یہ انسانوں کی طرح ہنستا ہے خوش ہوتا ہے
بیٹھنا باتیں کرنا، ہاتھوں سے چیزیں لینا دینا، ہاتھوں پیروں کی انگلیوں کا جدا
جدا ہونا۔ یہ تعلیم بھی جلد قبول کرتا ہے۔ انسان سے جلد مانوس ہو جاتا ہے بوقتِ
ضرورت پچھلے دو پاؤں پر کھڑا ہونا، آنکھوں کی پلکوں کا ہونا، پانی میں گر کر

ڈوب جانا، نرو مادہ کا جوڑا ہونا، مادہ پر غیرت آنا اور عورتوں کی طرح بچوں کو میں لیے پھرنا۔

یزید بن معاویہ کے لیے ایک بندر کو گدھے کی سواری کرنا سکھایا گیا وہ اس گدھے پر سوار ہو کر یزید بن معاویہ کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ چلتا رملہ شہر فلسطین میں ایک بندر کو دیکھا گیا جو زرگری کا کام کرتا تھا اور جب دھونکنے کی ضرورت پڑتی تو وہ اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو اشارہ کرتا چنا اشارہ پا کر وہ آدمی بھٹی میں پھونک مارتا۔ بندر والا بندر اور بندریا کو کام سکھاتا۔ بکرے کی سواری، بندریا سے شادی، ناراضگی منانا، اسکے بعد خوش منانا، بھیک مانگنا، مختلف کرتب دکھانے وغیرہ

بندر کا شرعی حکم ہمارے نزدیک بندر کا گوشت حرام ہے لیکن امام مالک اور ان کے جمہور اصحاب نے بندر کا گوشت حلال لکھا ہے اسکی خرید و فروخت جائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بندر کو درندہ بتایا ہے اور بندر کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

بندر کے طبی فوائد

جاحظ کے مطابق بندر کا گوشت کتے کے گوشت سے بھی برا ہوتا ہے البتہ بندر کا گوشت جذام (LEPROSY) کے مریض کے لیے فائدہ مند ہے اگر کسی شخص کو بندر کا گرم گرم خون پلا دیا جائے تو وہ فوراً ہی گونگا ہو جائے گا بندر جب کبھی کوئی زہر آلود کھانا دیکھ لیتا ہے تو چلانے لگتا ہے۔

بندر کا گوشت بدمزہ اور بدبودار ہوتا ہے طبیعت میں حرص اور یبوست
کرتا ہے اس کے خون کی الش بال پیدا کرنے کیلئے فائدہ مند ہے اور یہ نسخہ مجرب ہے
س کا خون اور گوشت گرم گرم کھایا جائے تو انسان کو گونگا کر دیتا ہے۔

سائنسی تجربات میں (RHESUS) شمالی ہند کا بندر استعمال ہوتا ہے کوئی
اور دوا ایسی نہیں ہے جس کا تجربہ بندر پر نہ کیا گیا ہو

مل بندر (RHESUS) کے لفظ کا مخفف RH ہے

ہندو ایک جانب اسکو بھگوان کا اوتار سمجھتا ہے دوسری جانب کروڑوں
ار بندر کو برآمد کرکے کماتا ہے اپنے دیوتا کو بیچنے میں بھی عار نہیں سمجھتا یا آمانت کر
ے کہ صرف ہنومان اکیلے کیلئے بھی مندر بنایا جاتا ہے۔

بندر کے خصیوں TESTICLES سے کیپسول اور گولیاں بنائی جاتی
ں جو قوت مردمی کو بحال کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں کیپسول کا نام ہے
TESTOSTERONE اور گولیوں کا نام VIKINON ہے لیکن
س قسم کی تمام داؤں کے خطرناک دیگر اثرات ہیں دل کو شریان اور دماغ کو
بری طرح اثر انداز کرتی ہیں۔

سؤر

قرآن مجید میں مختلف سورتوں میں اسکا ذکر کیا گیا ہے

"اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مردار کو اور خون کو جو بہا
اور خنزیر کے گوشت کو اور ایسے جانور جو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا
پھر بھی جو بھوک سے بے تاب ہو جائے اور طالب لذت نہ ہو تو اس
پر کوئی گناہ نہیں واقعی اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے۔

گائے (البقرہ) 173

تم پر حرام کر دیا گیا مردار خون اور خنزیر کا گوشت ا
کہ غیر اللہ کے نامزد ہوا ور جو گلا گھٹنے سے مر جاوے اور جو کسی ص
سے مر جائے اور جو اونچے سے گر کر مر جاوے اور جو کسی ٹکر سے ا
کوئی درندہ کھانے لگے لیکن جسکو ذبح کر ڈالو اور جو جانور پرستش
پر ذبح کیا جاوے۔ خوراک (مائدہ)

کہو کیا میں ان لوگوں کی نشان دہی کردں جن کا انجام خدا کے
فاسقوں کے انجام سے بدتر ہے وہ جن پر خدا نے لعنت کی جن پر اس کا
غضب ٹوٹا جن میں سے بندر اور سور بنائے گئے جنہوں نے طاغوت کی
بندگی کی ان کا درجہ اور بھی برا ہے اور وہ صحیح راستہ سے بہت دور
بھٹکے ہوئے ہیں۔ خوراک (مائدہ)

اے محمدؐ ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں

کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو سوائے
کہ وہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک
فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

مویشی (انعام) 145

اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے وہ ہے مردار خون اور سور کا
ت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ البتہ بھوک
بور ہو کر اگر ان چیزوں کو کھالے بغیر اسکے کہ وہ قانون الٰہی کی
اف ورزی کا خواہشمند ہو یا حد ضرورت سے تجاوز کا مرتکب ہو
ینًا اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

شہد کی مکھی (نحل) 65

اللہ پاک نے سور خون مردار اور وہ جانور جو اللہ کے لیے نہ ہوں
اظ کی تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ چار جگہ ارشاد فرمایا ہے متعدد بار یاد دلانی

وجوہات۔

1۔ ان چیزوں کی ناپاکی وگندگی مسلم ہے
2۔ ان چیزوں کا انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہونا۔
3۔ انسانی فطرت کی تلون مزاجی اور اسکی عادتیں
4۔ ان کے معاشرہ اور اجتماعی زندگی پر مضر اثرات۔
5۔ اجتماعی نفسیات پر بے غیرتی اور گھٹیاپن کے اثرات
6۔ کچھ ایسے امور جہاں تک انسانی عقل اور سائنس نہیں پہنچ سکی ہے۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی فرماتے ہیں

قرآن پاک میں خنازیر کا لفظ ایک ہی جگہ آیا ہے کسی مغضوب
کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا
خنزیر کا لفظ سورۃ البقرہ۔ سورۃ المائدہ، سورۃ الانعام
النحل۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر چار موقعوں پہ آیا ہے۔ سور ایک
معروف گندہ جانور ہے چاروں مرتبہ حرمت کے سلسلہ میں پہلی بار یہ
"اللہ نے تمہارے اوپر مردار اور خون اور گوشت خنزیر حرام کیا
دوسری بار بھی خفیف لفظی تغیر کے ساتھ یہی کہ تمہارے اوپر حرام کیے
ہیں مردار اور خون اور گوشت خنزیر" تیسرے موقع پر بھی اسی حرمت
ہی کے سلسلے میں ارشاد ہوا ہے کہ" کھانے کی چیزوں میں حرام تو بس یہی کی گئی
مردار ہوا بہایا ہوا خون ہوا، گوشت خنزیر ہوا کہ وہ بالکل گندہ ہے" چوتھے
موقع پر بھی ارشاد ہوا ہے کہ "اللہ نے تمہارے اوپر مردار اور خون
سور کا گوشت حرام کیا ہے"

گو حرمت کا اعلان چار چار مرتبہ صراحت کے ساتھ اور ایک مرتبہ
اس اضافے کے ساتھ کہ (لانہ نجس) وہ تمام تر گندہ ہے یہ اس امر کی دلیل
ہے کہ اسلام کی نظر میں یہ جانور گندگی مجسم ہے اسکی گندگی یہودیت اور
مسیحیت میں بھی مسلم ہے چنانچہ توریت میں اس قسم کی تصریحیں موجود ہیں
اور سور کہ کھر اس کا دو حصہ ہوتا ہے اور اس کا پاؤں چرا ہے پر وہ جگالی
نہیں کرتا وہ بھی تمہارے لیے ناپاک ہے تم ان کے گوشت میں سے کچھ مت کھاؤ

ن کی لاشوں کو نہ چھوئیو کہ یہ تمہارے لیے ناپاک ہے" اور یسعیاہ
ہیں پیمبر کی زبان سے "سرکش" اور مغضوب قوم کا ذکر کر کے اسکی یہ
نت بتائی ہے "وہ سوروں کا گوشت کھاتی تھی" اسی طرح امثال
ِمانی میں سور کا نام جس سیاق میں آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
ہر کے موقع پر یہ نام ضرب المثل تھا۔ "شکیل عورت جو بے امتیاز ہو
یسی ہے جیسے سونے کی نتھ سور کی تھوتھنی میں" اور جیوش انسائیکلوپیڈیا
ں تالمود کے حوالوں سے ذکر ہے۔ اور یہ جانور گندگی کا مجسم خیال کیا
یا ہے۔ انجیل میں بھی سوروں کا ذکر اس حیثیت سے ہے کہ حضرت مسیح نے
روحیں شیاطین انہیں کے قالب میں داخل کی ہیں متی ۸ : ۳۲۔ مرقس ۵: ۱۳
تا ۸ : ۳۳۔ اور انجیل ہی میں حضرت مسیح نے بے دینوں کو تشبیہ سوروں
سے دی ہے۔

"پاک چیزیں کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو۔
ایسا نہ ہو وہ انہیں اپنے پاؤں کے نیچے روندیں اور پلٹ کر تمہیں پھاڑیں۔"

قدیم قوموں میں مصری اور فنیقی بھی سور کو ایسا ہی نجس سمجھتے تھے۔ اور
فلسطین کے مسیحی بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اہیسٹنگز کی ڈکشنری آف دی بائبل
میں خود انگریزی زبان میں اس کے لیے جو چلے ہوئے الفاظ ہیں وہ سب
مجازاً تحقیر کے لیے استعمال ہوتے ہیں یہ جانور جتنا بدشکل ہوتا ہے ہر ایک کو
تر ہے۔ نجاستوں پر بسر کرتا ہے اور اس کا گوشت مضر صحت و مورث امراض
ہے مگر باوجود اس کے فرنگیوں کی میز پر بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے اور
ڈبوں میں بند ہو کر دنیا کے مختلف حصوں میں خوب بکتا ہے۔

سور کی قربانی اور لوگوں کی گمراہی

بحرالکاہل کے جزائر اور افریقہ میں قربانی کا سب سے پسندیدہ جانور سور ہے اس کا گوشت یہودیوں مسلمانوں اور افریقہ کے بنٹو قبائل (BANTUS) کے مردوں کے لیے حرام سمجھا جاتا ہے۔ یورپ میں یہ اناج کی خوش قسمتی کی نشانی سمجھا جاتا ہے DEMETER دیوتا کے عقیدت مند گروہ خنزیر کو اناج کی پیداوار کے لیے خوش قسمتی کی نشانی سمجھ کر اس کا احترام کرتے تھے اسی طرح ATTIS اور ADONIS کے عقیدت مند بھی اسی طرح اسکو قابل احترام سمجھتے تھے۔ OSIRIS دیوتا کی پرستش کرنے والے بھی اسی قسم کا عقیدہ رکھتے تھے۔ قدیم مصر میں سور کو حرام سمجھا جاتا تھا اور سور مندر کے احاطہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ البتہ سال میں ایک مرتبہ OSIRIS دیوتا کے لیے قربانی کی جاتی تھی۔ ہرانی لوگ سور کے گوشت کو حرام سمجھتے تھے لیکن سال میں ایک مرتبہ کھاتے تھے۔ یہودی اسکو حرام سمجھتے ہیں لیکن خفیہ طور پر ایک مذہبی رسم میں کھاتے ہیں۔

جزیرہ کریٹ (CRETE) یونان میں سور کی پرستش ہوتی تھی۔ اسکاٹ لینڈ، آئر لینڈ، ویلز عوامی کہانیوں میں سور بچوں کے لیے ایک بھوت کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ عقیدہ ہے کہ وہ دوبارہ کسی شکل میں ظاہر ہو جاتا ہے۔

مالاگاسی اور پولینیشیا (آسٹریلیا کے شمال مشرق کے جزائر) میں سور کو حرام سمجھا جاتا ہے۔ یورپی روایتی عقائد میں سور کو ایک اوقات میں شکار کرنا چاہیئے ویلز (WALES) (برطانیہ کا ایک علاقہ) میں ایک کہانی ہے جس میں سور کے آباؤ اجداد ہوتے تھے اور چاند گرہن کے موقع پر لوگ سور کی آواز کی نقالی کرتے تھے۔ جرمنی کے قصبوں میں سور کو خوش قسمت سمجھا جاتا ہے اور ایک علاقہ OESEL میں خوش قسمتی کا شگون سمجھا جاتا ہے۔ لیکن بعض جگہ بنیادی طور پر سور نحوست کا نشان ہے جرمنی کی دیومالائی کہانیوں میں سور کو طوفانوں سے منسلک کیا جاتا ہے اور کھیت کٹائی کے موقع پر زرخیزی کا جانور سمجھا جاتا ہے۔

انڈونیشیا کے جزیرے سیلی بیز (CELEBES) کے قدیم باشندوں کا عقیدہ ہے کہ سور نے کرۂ زمین کو اٹھا رکھا ہے اور جب وہ کسی درخت کا سہارا لیتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔ ہندوستان میں سور کی قربانی کی جاتی ہے تاکہ ہیضہ کی دیوی کو دوسری بیماریوں کے بھوتوں کو اور کچھ مردہ لوگوں کی روحوں کو زندہ لوگوں کو تنگ کرنے سے روکا جا سکے۔ آتش پرستوں کا یہ خیال ہے کہ ان کے دیوتا VERETHRAGHNA نے جنگلی سور کا روپ دھار لیا ہے۔

عام معلومات

انگریزی میں سور کیلئے مختلف نام ہیں۔ یورپ میں پالتو سور کو PIG کہتے ہیں لیکن امریکہ میں اسی کو HOG کہتے ہیں اور چھوٹے پالتو سور کو PIG

کہتے ہیں اس کا تعلق اسی خاندان سے جس کا مولیشی ہرن اور جنگلی سور د
یورپ میں آثار قدیمہ میں سور کی ایسی باقیات نکا
جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسکا وجود 38 ملین سال پہلے بھی تھا
مختلف اقسام بمع جسامت اور وزن مندرجہ ذیل ہیں

1۔ افریقی جنگلی سور 20 انچ جسامت وزن 27 کلو

2۔ گھریلو سور

3۔ یورپی ایشیائی جنگلی سور

4۔ داڑھی والا سور
جنوبی مشرقی ایشیا، سماترا، بورنیو

5۔ جاوائی (انڈونیشیا) سور

6 بونا سور۔ آسام۔ سکم
بھوٹان۔ نیپال۔ 20 انچ 27 کلوگرام

7۔ مسوں والا (WART HOG) افریقہ

8۔ دیوہیکل جنگلی سور افریقہ 6.5 " 270 "

9 BABIRUSA سور انڈونیشیا

یہ عموماً جنگل کے رہنے والے ہوتے ہیں یہ سبزیاں اور چھوٹے چھوٹے
کیڑے مکوڑے چڑیاں اور مردار جانور سب ہی چیزیں کھاتے ہیں گھر
سور بہت ہوشیار ہوتے ہیں اور وہ کتے کی طرح چھوٹے چھوٹے کھیل کرتے
ہیں اور وہ زیر زمین چیزوں کے متعلق بھی بتاتے ہیں اور ان کو تلاش

دیتے ہیں زیرزمین دیمک اور فنگس (FUNGUS) کا پتہ لگالیتاہے یہ
شکاریوں کو بھی چھپے ہوئے اور زیرزمین شکار کا پتہ بتاتاہے۔

جنگل میں رہنے والے سوریوں کے آخر موسم میں جفتی کرتے ہیں موسم
بہار میں بچے پیدا ہوتے ہیں۔ جنگل کی سورنی سال میں ایک دفعہ بچے
دیتی ہے۔ جبکہ گھریلو سال میں دو دفعہ بچے دیتی ہے اوسطاً چار سے آٹھ بچے
جنگلی سورنی دیتی ہے جبکہ گھریلو سورنی چھ سے لیکر چودہ تک بچے دیتی
ہے سورنی کے چھ سے لیکر آٹھ جوڑے تھن کے ہوتے ہیں، بچوں کی تین ماہ
تک نگہداشت کی جاتی ہے لیکن بچے اپنی ماں کے ساتھ ایک سال تک رہتے
ہیں۔ مادہ چار یا پانچ ماہ میں بالغ ہو جاتی ہے لیکن گھریلو آٹھ ما[redacted]سے پہلے
بچے نہیں دیتی۔ نر بچے نو ماہ میں جنسی طور پر بالغ ہو جاتے ہیں لیکن پالتو ایک
سال تک بالغ نہیں ہوتے وہ پانچ سال کے بعد جفتی کے لائق ہوتے ہیں۔ سور کی
زندگی کی مدت ۱۰ سال اوسطاً ہوتی ہے لیکن گھریلو سور 27 سال تک بھی
زندہ رہتا ہے۔

یورپی ایشیائی جنگلی سور کو تقریباً 8000 سال سے پالتو بنایا گیا
مشرق وسطیٰ اور تھائی لینڈ میں عرصہ دراز سے اسکو پالتو بنانے کا سلسلہ جاری ہے
امریکہ میں سور نہیں ہوتا تھا۔ پہلی دفعہ کولمبس 1493ء میں اور دوبارہ 1539
میں ہرنین ڈے ڈی سوٹو HERNAN de SOTO امریکہ لیکر گیا
ان دونوں کے ریوڑوں نے پھیلنا شروع کیا اسکے یہ برابر درآمد ہوتا رہا
امریکہ میں شکاگو اور سینٹ لوئی مشہور اسکے گوشت کے مرکز ہیں اس کے۔

جسم کا ہر حصہ تجارتی اہمیت کا ہے گوشت کھال سے چمڑا بنایا جاتا ہے اس
کے بال برش میں استعمال ہوتے ہیں اسکی اوجڑی سے بھی کھانا بنایا جاتا ہے
اسکی آنتیں گوشت کو پیک کرنے کے لیئے استعمال ہوتی ہیں. اسکی چربی سے گھی
(LARD) بنایا جاتا ہے اس کے خون سے Blood pudding بنایا
جاتا ہے اور اس کے پیروں سے ایک نفیس چیز تیار کی جاتی ہے. امریکہ
مشہور نسلیں یہ آٹھ ہیں.

ERKSHIRE , CHESTER WHITE , DUROC
OMSHIRE , POLAND CHINA , SPOTTED
WINE , YORKSHIRE , AERICAN LANDRACE

جنگلی سور کی سونگھنے کی اہلیت بہت اعلیٰ ہے وہ اپنی ناک یا تھوتھنی کے
ذریعہ بڑے بڑے کام کرتا ہے مثلاً۔

۱۔ بڑے بڑے پہاڑ کے پتھر اپنی تھوتھنی کے ذریعہ اٹھاتا ہے.
2۔ لکڑی کے بڑے بڑے کھمبوں کو دھکے دیکر ہٹا دیتا ہے
3۔ زمین کھودتا ہے اپنا کھانا تلاش کرنے کے لیے.

یہ بڑا خطرناک حملہ کرتا ہے اور اگر کوئی شکاری کتا اسکی زد پر آ جائے تو
سیکنڈوں میں اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے یہ کھیتوں کو بہت نقصان
پہنچاتا ہے پنجاب کے سرحدی علاقوں کے کھیتوں میں یہ ہندوستان سے
آجاتا ہے اور بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ چوکیداری نظام کے ذریعے جنگلی
سُوروں کو مار دیا جاتا ہے جنگلی سور کی عمر 5 ۲ سے ۳٠ سال تک ہوتی ہے

ان میں زمانہ قدیم میں خنجر سے سور کا شکار کیا جاتا تھا۔ دو پالتو سور
ں جنگلی سور کی عادتیں اختیار کر چکی ہیں۔ استرا جیسی پیٹھ والا سور
بی مشرقی امریکہ میں پایا جاتا ہے اور غوطہ لگانے والا سور فلوریڈا
پایا جاتا ہے ان ہی پالتو نسل کے جانوروں میں سے جو جنگلی ہو گئے ہیں

سور کے طبی فوائد و نقصانات

اہل طب کے مطابق سور کا گوشت کا ذائقہ نمکین رنگ سرخ اور
ں اور عقل کے لیے مضر ہے شراب اور سکر کا استعمال کر کے اس کو
لح بنایا جا سکتا ہے حرام ہے۔ سدے کھولتا ہے بدن کو فربہ کرتا
خلط غلیظ پیدا کرتا ہے اور مفسد عقل و حواس ہے فیل پا اور گنٹھیا
کرتا ہے اسکی چربی مومیائی اور نمک کے ساتھ بہرے پن کو کھولتی ہے
کا خون جمیع افعال میں مانند خون انسان کے ہے اسکی چربی کا طلاء مناسب
دیات کے ساتھ محلل اورام ہے اس کا سنگدانہ مقوی معدہ ہے۔

اہل ہومیو پیتھک کے مطابق ایک PEPSINUM پیپسینم سور
معدہ کے زہر سے تیار کی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ پیپسین سے معدہ کے اندر
اشیاء فوراً ہضم ہو جاتی ہے مگر آزمائش سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اس کا اثر
رف معدہ کے اندر غذا پر ہوتا ہے بلکہ معدہ کے غدود مائیہ پر بھی بذاتِ
خود ہوتا ہے طاقت x 3 دیمبر x 6 تک کہا جاتا ہے کہ پرانے بدہضمی کے
مریضوں کے لیے x 1 گرین کھانے کے فوراً اس کے بعد دینے سے بدہضمی کی شکایت
رفع ہو جاتی ہے۔

سور کے گوشت کے خطرات

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر پابندی تم پر ہے تو یہ مردار نہ کھاؤ سور کے گوشت سے پرہیز کرو۔ یا کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کسی چیز کا نام لیا گیا ہو ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو تو کوئی چیز بغیر اسکے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو۔ یا ضرورت کی حد سے تجاوز تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے روزمرہ میں سور سے دور رہنے کی وجہ یہی کافی ہے کہ یہ جانور بے حد غلیظ ہوتے ہیں اوران میں ہر قسم کے نقصان دہ طفیلی جراثیموں کی تھیلی ہے مشہور جرمن میڈیکل سائنسدان ہنیز یا ئزک ریکوگ نے سور گوشت میں ایک عجیب قسم کی زہریلی پروٹین سٹوکن کی نشاندہی جس سے کئی قسم کی الرجی والی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ زہر اس قسم الرجی والی بیماریوں مثلاً ایگزیما اور دمہ کے دورے کا باعث بنتی ہے اگر سٹوکن کی مقدار یا خوراک کم ہو تو بھی اس سے تھکاوٹ اور درد کے درد کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ جانوروں پر تجربات کے سلسلے میں سور اثر ہمیشہ نظر آجاتا ہے اس جانور کے رطوبت چھوڑنے والے غدود کے نظام میں تیزی سے ہونے والی فرسودگی سے ایسی خصوصیات پیدا ہو ہیں جو اس وجہ سے ہے کہ یہ جانور نقصان دہ بکٹیریا سے بھری خوراک متواتر بغیر وقفہ کے کھاتا رہتا ہے۔ خنزیر کے گوشت میں ...

لو پولائزک چیز اُنڈ کافی مقدار میں پایا جاتا ہے ۔ اس میں گندھک
رت سے زیادہ ہوتی ہے ۔ اسی وجہ سے جوڑوں کی بہت سی بیماریاں
ہو جاتی ہیں۔

ایک اور پریشان کن بیماری جو سور کے گوشت سے پیدا ہوتی ہے
کو شیپ وائرس کہتے ہیں یہ وائرس انسانی پھیپھڑوں کو نقصان پہنچاتی
ہے ۔ اس لیے خود سور کے پھیپھڑوں میں بھی زیادہ مقدار میں ہوتی ہے
ور کا گوشت خون میں چربی والے اعضاء کا تناسب کا ضرورت سے زیادہ
دار میں اضافہ کرتا ہے ایک ہلاک بیماری جو سور کا گوشت کھانے
لوں کو لاحق ہوتی ہے یہ چیونٹے یا کیڑوں والی بیماری ہوتی ہے جسے
(TRICHINA) کہتے ہیں ۔ ٹرائی کینا دماغ میں صرف نقصان دہ گلٹی
تھیلی ہی نہیں بناتی بلکہ چونکہ سور سے پھیلائی گئی یہ دبا خون میں رکاوٹ
منجمد کرنے کا عمل پیدا کرتی ہے اسلئے اس سے ٹائیفائیڈ جیسا مرض
بھی ہوتا ہے ۔ سور کا گوشت جسم کے پٹھوں میں مرکوز ہو کر پٹھوں کی خطرناک
بیماریوں کو جنم دیتا ہے ۔ سور سے متعلق مخصوص " چوڑے خنزیری کیڑے "
والی ایک بیماری ہوتی ہے ۔ بہت سے یورپی ممالک میں سور کے پھیپھڑوں
کا کھانا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے ۔ انسانی صحت کو سب سے زیادہ
نقصان اس بیماری سے ہوتا ہے جس میں اس جانور کے گردوں کی سخت
چربی کے ذریعے آنتوں میں خاص قسم کے طفیلی کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اس
سلسلے میں عام قسم کے گوشت کی چیزوں میں چربی کا مرکوز ہو جانا درج ذیل

پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ بچھڑے کا گوشت	۱۰ فیصد
2۔ بھیڑ کا گوشت	20 ، فیصد
3۔ بھیڑ کے بچے کا گوشت	23 فیصد
4۔ سور کا گوشت	35 فیصد

خوراک میں چربی کا زیادہ مقدار میں ہونا دل کی شریانوں کی بیماری کا
سے بڑا سبب ہے خون میں چربی کی مقدار کا ضرورت سے زیادہ ہونا
سے قبل بڑھاپے، ضعف، فالج اور دل کے دورے کی بلاشبہ ا
وجہ ہے۔

سور کے گوشت کے مسلسل استعمال سے مختلف الرجی قسم کی بیمار
اور پٹھوں کی سوجن کی بیماری بھی پیدا ہو جاتی ہے چونکہ خنزیر ایک ا
جانور ہے جو بہت سی بیماریوں کا شکار رہتا ہے اس لیے یہ ناممکن ہے
گوشت کو کھانے اور ہضم کے ذریعے نقصان دہ سفید چربی والی البوم
جنہیں انٹی بوڈی ANTI BODIES کہتے ہیں بھی انسانی جسم کے اند
داخل نہ ہو جائے

اس آیت کے ذریعے ایک اور اہم سبق ملتا ہے کہ سور کے گوشت کو
خون اور مردار گوشت کے ساتھ ساتھ ہی حرام قرار دیا گیا ہے یہاں اس کی
مثال اسطرح ہے کہ نقصان دہ اور جانوروں سے پیدا ہونے والے زہر
(ٹاکسن) اس نکمے گوشت یعنی جگر یا دل کے گوشت میں ایک ساتھ جمع

جاتے ہیں اس قدر نقصان دہ اجزا سور کا گوشت مہیا کرتا ہے ہماری
جو بطور خاص خون میں پائی جانے والی رطوبت (سیرم) کے البوم کا سور
ہے ملغی نظام سے پیدا ہونے والی البوفنز کی طرف مبذول کرائی جارہی ہے
ی لیے اس آیت میں سور کے گوشت کو مردار گوشت سے اسی لیے ملایا
یا ہے کہ ان دونوں میں جراثیم سے آلودہ گندگی پائی جاتی ہے اور خون
ے اسی لیے ملایا گیا ہے کہ ان دونوں میں البومن نقصان دہ رطوبت
سیرم) پائی جاتی ہے۔ بہت سے مسلمان دانشوروں نے دعویٰ کیا ہے
ہ صرف سور ایک ایسا جانور ہے جس میں اپنی مادہ کے سلسلے میں کسی قسم
کے حسد یا غیرت کا جذبہ نہیں پایا جاتا اور اس لیے وہ اس کے لیے (مادہ
کے لیے) لڑائی بھی نہیں کرتا۔

اخلاق رذیلہ کے لیے سور یا بھیڑیا کی مثال دینے میں یہ خاص نکتہ مضمر
ہے کہ یہ دونوں جانور ہیں جو عام اخلاق رذیلہ کے بدترین مظہر ہیں۔

اخلاق رذیلہ عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں

۱۔ قوت غضبی سے متعلق مثلاً غرور۔ غصہ، حسد

۲۔ قوت شہوانی سے متعلق مثلاً حرص، بخل، خیانت

قوت غضبیہ کے خاص مظہر درندے ہیں مثلاً شیر، ریچھ، چیتا،
تیندوا۔ بھیڑیا۔ ان سب میں بھیڑیا درندہ پن کے اوصاف کا بدترین مظہر ہے
بے شک شیر نہایت شہزور اور شجاع جانور ہے تاہم کسی نہ کسی حد تک مروت
حیا کے آثار پائے جاتے ہیں مگر بھیڑیا خونخواری اور بے باکی میں سب سے بڑھ کر ہے

رذائل قوت شہویہ کے خاص مظاہر چرندے ہیں۔ مثلاً بیل گائے
اونٹ، گدھا اور سور ہیں مگران سب میں سے ہوسِ جماع اور شہوت
کی زیادتی میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔ وہ شکم پری کی حرص میں نجاست
تک چٹ کر جاتا ہے۔ اور شہوت فرج میں بھی حد سے زیادہ بے حیا
شریعت نے غالباً اسی لیے اس کو نجس العین اور گوشت کو حرام کیا
کیونکہ یہ مسلمہ طبی مسئلہ ہے کہ ہر جانور کے گوشت میں اسکے مادی فائدے
یا نقصان کے علاوہ اسکی طبعی صفات، بے حیائی، بے غیرتی کا خاص
ضرور ہوتا ہے چنانچہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ جو اقوام خنزیر خور ہیں
ہیں دوسری قوموں کے مقابلہ میں بے حیائی اور زنا کاری عام معمول ہے

خنزیر درندہ اور چوپایہ دونوں میں مشترک ہے یعنی اس کا شمار
مواشی میں بھی ہے اور درندوں میں بھی، مواشی میں اس کا شمار اس وجہ
ہے کہ مواشی کی طرح اس کے پیروں میں کھریاں ہیں اور گھاس بھی کھاتا
اور درندگی کی اس میں یہ صفت ہے کہ درندوں کی طرح اس کے منہ میں
دو دانت ہیں جن سے وہ چیرتا پھاڑتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ دانت اور دم والے جانوروں میں کوئی جانور ایسا
نہیں جس کے دانتوں میں اس قدر قوت ہو جتنی کہ خنزیر کے دانتوں میں
ہوتی ہے یہ اپنے اگلے دانتوں سے شمشیر اور نیزہ باز کو بھی مار گراتا ہے
اور اس کے دانت بدن کے جس حصہ پر بھی پڑ جاتے ہیں وہاں کی ہڈیاں تک
پٹھے سب کاٹ دیتے ہیں، خنزیر سانپ کو دیکھتے ہی کھا لیتا ہے۔

ں کا زہر اس کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچاتا۔ اور یہ لومڑی سے زیادہ
الباز ہوتا ہے اور اگر خنزیر کو کئی دن بھوکا رکھا جائے اور پھر کھلنے
دیا جائے تو یہ دو دن میں ہی فربہ ہو جاتا ہے۔ جب کبھی خنزیر بیمار
ہو جاتا ہے تو یہ سرطان (کیکڑا) کو پکڑ کر کھالیتا ہے جس سے اس کا مرض
دور ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی
جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں ابن مریم علیہ السلام عادل
حکمران بنکر نازل ہونگے وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے
اور خنزیر کو ساقط کریں گے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور علم
والا اس کے غیر اہل میں رکھنے والا خنزیروں کو جواہرات، موتی اور سونا پہنانے
والے کے مانند ہے۔

خنزیر نجس العین ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔ اس کی خرید و
فروخت بھی جائز نہیں ہے۔

خنزیر کے طبی فوائد:

خنزیر کی کلیجی کو سکھا کر کسی چیز میں ملا کر صاحب قولنج یا فالج کو
پلا دی جائے تو فوراً آرام ہو گا۔
اور اگر کسی شخص کے ناک کے دونوں نتھنے بند ہو گئے ہوں تو اسکے

پتے کے تین تین قطرے دونوں نتھنوں میں ٹپکا دیئے جائیں تو فوراً اک جائیں گے۔ خنزیر کی ہڈی کو جلانے کے بعد پیس کر کسی بواسیر کے مریض پلا دینے سے بواسیر کی شکایت دور ہو جاتی ہے

اگر ہڈی کی راکھ کو کسی کے ناسور میں بھر دیا جائے تو ناسور بہت جلد اچھا ہو جائے گا؛ اگر اس کے پتے کو سکھا کر بواسیر کی جگہ پر رکھ دیں تو بواسیر کو بالکل ختم کر دے گا۔

گدھا

قرآن پاک میں پانچ مقامات پر مذکور ہے۔
یا تم کو (اسطرح کا قصہ بھی معلوم ہے) جیسے ایک شخص تھا ایک بستی پر
ایسی حالت میں اس کا گذر ہوا کہنے لگا۔ معلوم نہیں۔ اللہ اس بستی کے مردوں کو
اس طرح قیامت کے دن زندہ کریگا۔ پس اللہ نے اس شخص کو سو برس تک مردہ رکھا
اور پھر اسکو زندہ کر اٹھایا اور پھر پوچھا کر تو کتنے دن اس حالت میں رہا اس شخص
نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہونگا۔ یا ایک دن سے کچھ کم اللہ نے فرمایا
کہ نہیں بلکہ تو (اس حالت میں) سو برس رہا ہے تو اپنے کھانے پینے کی چیزیں
دیکھ کہ ذرا بھی نہیں سڑی گلی۔ اور دوسرے اپنے گدھے کی طرف نظر کرتا کہ
تجھکو ہم (اپنی قدرت کی) ایک نظیر بنا دیں۔ اور اس گدھے کی ہڈیوں کی
طرف نظر کر کہ ہم ان کو کس ترکیب سے (اکٹھا) کیے دیتے ہیں پھر ان پر گوشت
چڑھا دیتے ہیں پھر جب یہ سب کیفیت اس پر واضح ہو گئی تو بے اختیار کہہ
اٹھا کہ میں دل سے یقین رکھتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے
(بقرہ 259)

سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔
(لقمان 19)

جن لوگوں کو توریت کا حامل بنایا گیا تھا۔ مگر انہوں نے اس کا بار نہ

اٹھایا۔ ان کی مثال گدھے کی سی ہے۔ جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں۔ اس سے زیادہ بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ (جمعہ ۵)

یعنی جس طرح گدھے پر کتابیں لدی ہوں اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی پیٹھ پر کیا ہے اسی طرح یہ توریت کو اپنے اوپر لادے ہوئے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ کتاب کس لیے اور ان سے کیا چاہتی ہے اور وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ توریت کی پیشین گوئی کے مطابق اللہ کا آخری نبی بھیجا جا چکا ہے اور اسی ہستی کا اتباع کرنا ہے۔

آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ اس نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں گویا یہ جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگ پڑے ہیں (المدثر ۵۱-۴۹)

یہ ایک عربی محاورہ ہے جنگلی گدھوں کا یہ خاصا ہوتا ہے کہ خطرہ پاتے ہی وہ اس قدر بدحواس ہو کر بھاگتے ہیں کہ دوسرے جانور اس طرح نہیں بھاگتے۔ اہل عرب بدحواس ہو کر بھاگنے والوں کو جنگلی گدھوں سے تشبیہ دیتے ہیں جو شیر کی بو یا شکاریوں کی آہٹ پاتے ہی بھاگ پڑے ہوں۔

اللہ نے تمہارے لیے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کیے ہیں (النحل) تاکہ ان پر سوار ہو اور وہ تمہاری زندگی کے لئے رونق بنیں۔

ایک گدھا گزرا اس کے چہرے پر داغ لگایا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ اس شخص پر لعنت کرے جس نے داغ لگایا۔ (مسلم)

عرب تمام عراق فلسطین وغیرہ میں گدھے کی سواری معزز سمجھی جاتی ہے

حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ؛ حضرت عزیزؑ کا اس پر سوار ہونا
ابتداء ہی یہ بزرگ اپنے ملک کے رواج کے مطابق گدھے پر سواری کرتے تھے
توریت اور انجیل میں گدھے کا ذکر کثرت سے آیا ہے سواری کے
سلسلہ میں اور بار برداری کے سلسلہ میں بھی۔ حضرت موسیٰؑ نے جب اہل وعیال
سمیت مدین سے مصر کا سفر کیا تو سواری میں گدھا تھا
تب موسیٰؑ نے اپنی جورو اور بیٹیوں کو لیا اور انہیں ایک گدھے
پر بٹھایا اور پھر مصر میں آیا۔ (خروج 4/20)
حضور پاکؐ اور صحابہ کرامؓ بھی گدھے پر سواری کرتے رہے ہیں۔
علاوہ ازیں پاکستان میں خصوصی طور پر کراچی میں بہت اعلیٰ قسم کے
گدھے بار برداری کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اور گدھے سے زیادہ سے
زیادہ کام لینے کے لیے گدھے گاڑی کے ساتھ ایک خالی گدھے کو بھی منسلک
کر لیتے ہیں خالی گدھے کو تیز چلتے دیکھ کر بوجھ اٹھانے والا یا کھینچنے والا
گدھا بھی تیز چلنے لگتا ہے۔ مزدور پیشہ لوگ دھوبی اور کمہار گدھے
گاڑی میں مع خواتین اور بچے تفریحی مقامات اور میلوں میں شریک ہوتے
ہیں کبھی کبھی گھوڑ دوڑ کی طرح کھوتا دوڑ بھی ہوتی ہے جس کے منصفین
کاروں میں بیٹھ کر ساتھ ساتھ چلتے ہیں فیصلے کرتے، انعامات تقسیم ہوتے
ہیں اور جیتنے والے جشن مناتے ہیں۔

گدھوں کی پرستش

اہلِ روما کا خیال تھا کہ یہودی گدھے کی پرستش کرتے تھے یہ قدیم

زمانے کی بات تھی۔ لیکن آجکل بھی یونان میں کچھ لوگ گدھے کے سر کی پرستش کرتے ہیں اور ان کے متعلق خیال ہے کہ وہ یہودی تھے۔ جرمنی میں FRICKHAUSEN کے گاؤں میں کسانوں نے ایک لکڑی کا گدھا ہوا ہے جو اس گاؤں کا دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ سیلیشیا (Silesia) انگوروں کے باغات کی تباہی کی وجہ یہ سمجھی جاتی ہے کہ یہاں کے قدیم باشندوں سرداروں کے گدھے کو کاٹ کے کھا لیا تھا۔ یورپ کے ہی اور علاقے کے باشند گدھے کو پہاڑی پر سے پھینک دیتے ہیں تاکہ وہ انکی نمائندگی کر سکے۔

آرمینیا میں ایک ایسے بزرگ کی قبر پر ایک گدھے کو قربان کیا جاتا جس کے خلاف کسی کا کوئی دعویٰ ہو ورنہ اسکی روح گدھے میں حلول کر دی جائے یورپ کے اکثر شہروں میں سالانہ میلے کے موقع پر مٹی کے گدھے فروخت کیے جاتے ہیں مولدیویا۔ اٹلی اور پرتگال میں کھیتوں اور باغات کو بُری نظر سے بچانے کے لیے گدھے کا سر کھیتوں میں لٹکا دیا جاتا ہے

وسطی زمانہ کے گدھے کا تہوار عیسائی ہونے کے بعد بھی منایا جاتا ہے اور کلیسا بھی اس پر اعتراض نہیں کرتا۔ اسی طرح سے بعض تہواروں، اور تقریبات میں گدھے کا نقاب پہننے کا رواج بھی موجود ہے اس تہوار کو فرانس اسپین، جرمنی اور یورپ اکثر علاقوں میں منایا جاتا ہے جو گدھے کے تہوار نام سے موسوم ہے فرانس میں اسکو (Fete des ones) اور اسپین کی (Festa asinaria) وسطی یورپ کے شہر (Augsburg) سولہویں صدی ایک لکڑی کے گدھے کو کھینچا جاتا تھا کھجور یا تاڑ گدھے کے سامنے

ایک پجاری اس کے سامنے سجدہ کرتا تھا اور دوسرا پجاری اسکو مارتا تھا
پہلا کھجور یا تاڑ پکڑا جاتا تھا اسکو جادو گری کی تقریبات کےلیے محفوظ
جاتا تھا۔ موسم بہار میں اب بھی ان میں سے بہت سی تقریبات غیر سرکاری
منائی جاتی ہیں۔ مورخہ 6 دسمبر کو ہر سال گدھا (SAINT NICHOLAS)
ت سے نکالا جاتا ہے۔ زوگ (ZUG) کے شہر میں بچے 6 دسمبر کو لکڑی
بنا کا سہرے آتے ہیں اور تماشہ کرتے ہیں (Grisons) کے شہر میں
رب ہے کہ سینٹ نکلس (St. NICHOLAS) کا گدھا بچوں کو
کر پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیتا ہے۔

کرسمس کے موقع پر ایک جمعرات قبل یہ میلا ایک دوسرے شہر میں ہوتا ہے
ے دیہات سے بھی لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ان میں سے ایک لڑکا
(Postesli) دیوتا کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور اکثر گدھے کی شکل میں۔ اس
ں کو گاؤں کے ایک کونے میں رکھ دیتے ہیں

گدھے کے متعلق بہت سی داستانیں ہیں جو زیادہ تر جنسی برتری پر مبنی ہیں
ل ایشیا میں گدھے کو بے وقوفی کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ کسی کو گدھا کہنا ایک
ا ہے۔ جس کے معنی ہیں بے وقوف، احمق، نالائق، البتہ کچھ محاورے ایسے
ا ہیں جو اس کو بے حد محنتی جانور سمجھتے ہیں۔ البتہ مزدوروں کے علاوہ گدھے
سواری کو بہت برا سمجھا جاتا ہے اگر کسی عوامی انداز سے کسی جرم کی سزا دینی
ے تو اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا یا سیدھا بٹھا دیتے ہیں اور محلہ بھر کے
بچے اس مجرم کا مذاق بناتے ہیں۔

امیر معاویہؓ نے محمد بن ابی بکر گورنر مصر کو قتل عثمان کے سلسلے میں گرفتار
گدھے کی کھال میں سلوا دیا تھا یہاں تک کہ اسکی موت واقع ہو گئی۔

گدھا۔ گھوڑا اور زیبرا ایک نسل سے تعلق رکھتے ہیں جنگلی گدھے ایشیا
افریقہ میں پائے جاتے ہیں ایشیائی گدھے کی دو خاص نسلیں ہیں کیانگ اور اونیگر
گدھے کی خاص قسم سمالی کہلاتی ہے۔ جنگلی گدھے مضبوط خوشنما ہوتے ہیں یہ اتنا
دوڑتے ہیں کہ گھوڑے اور اونٹ بھی اسکو نہیں پکڑ سکتے۔ البتہ آدمیوں سے ہل جاتے
ہیں اور ایک ایک ہزار کے ریوڑ منگولیا کے جنگلوں میں گھومتے پھرتے نظر آتے
منگولیا اور ترکستان میں چیگاٹائی قسم کا گدھا پایا جاتا ہے وہ ہلکے
رنگ کا ہوتا ہے۔

اونیگر بھی گدھے کی قسم ہے جس کا قد صرف دو فٹ آٹھ انچ ہوتا ہے
میں گریس قسم کا گدھا پایا جاتا ہے گدھے کی اوسط عمر کا دوران 25 سال سے
سال تک ہوتا ہے۔

شمالی گدھے کو تقریباً چھ ہزار سال قبل پالتو بنایا گیا اور دنیا میں سب سے
پہلے گدھا ہی وہ جانور ہے جس کو پالتو بنا کر بار برداری کا کام لیا گیا۔ مصر والے اسے
۵۰۰ ق سال قبل مسیح سے استعمال کر رہے ہیں۔ گدھے کو امن کی نشانی سمجھا جاتا تھا
جبکہ گھوڑے کو جنگ کی نشانی۔ فلسطین میں انجیل کے زمانہ میں گدھے کو حضرت یوسف
حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے استعمال کیا۔ پالتو گدھا اپنے لمبے کان مضبوط قدم
رکھنے اور تیز رینگنے کے لیے مشہور ہے۔

گدھا شعرا کی نظر میں :

اپنے گدھے (نفس) کو کھلا نہ چھوڑو اور اس سے ہاتھ نہ اٹھاؤ کیونکہ
ترجہ سبزہ زار کی طرف ہے اگر تم اس کو غفلت کے ساتھ کھلا چھوڑ دوگے
اس کی طرف بہت دور نکل جائے گا۔ اور جو گدھا گھاس کا شوقین ہے
ستہ کا دشمن ہے اور راستے پر ٹھیک طریقہ پر نہیں چلے گا۔ اور بہت سے لوگ
ھے کے فرماں بردار ہوگئے ان کو گدھے نے ہلاک کردیا۔ اگر تم راستہ نہ معلوم
و تو نفس جو کچھ کہے اسکے خلاف کرو۔

بیل اور گدھے کی [illegible] میں کیا [illegible] ہے۔ اس لیے کہ ہر جان کے لیے ایک
گانہ غذا ہے۔

تم نے عیسٰیؑ [illegible] کو چھوڑ کر [illegible] (نفس) کو پالنا شروع کردیا ابھی
تو گدھے کی طر[illegible] تقرب [illegible] کے) شاہی خیمے سے [illegible] ہر کرو گے تم خر
نس) کا رونا سنتے ہو تو تمہیں ترس آجاتا ہے اور اس کی ہر خواہش پوری کردیتے ہو
ر یہ نہیں جانتے کہ گدھا تو تمہیں گدھے پن پر ہی آمادہ [illegible] گا۔ تم نے برسوں گدھے
ا خدمت کی بے بس کافی ہے۔

گدھے کا خادم تو گدھے سے بھی پیچھے رہتا ہے حضرت عیسٰیؑ کے گدھے
نے ان کی سواری کی برکت سے عام گدھوں کی صفات سے برتر ہوگیا تھا کیونکہ اس
نے دل کا مزاج اختیار کرلیا عیسٰی کی صحبت کی برکت سے اس لیے اس نے
عقلمندوں کے مقام پہ جگہ پائی۔

کافر کا رونا برا اور گدھے کی آواز جیسا ہوتا ہے اس لیے وہ قبول

نہیں ہوتا۔

ایک گدھا جب تیز چلتا ہے تو کیچڑ میں دھنس جاتا ہے تو ا
ارادہ دمبدم حرکت کرتا ہے وہ اس جگہ کو رہنے کے لیے ہموار اور د
نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ رہنے کی جگہ نہیں ہے مگر تمہاری
شاید گدھے کی حِس سے بھی کم ہے کہ تمہارا دل دنیا کی ان دلدلوں سے باہر
تم دلدل میں پڑے رہنے کا جواز تلاش کر رہے ہو کیونکہ تم اکھڑنا نہیں

انسان جب بے فکر ہو جاتا ہے تو پھر سرکش ہو جاتا ہے ا
نیازمندی سے کتراتا ہے۔ جس طرح گدھے پر سے جب بوجھ اتر جا
دولتیاں مارنے لگتا ہے۔ جب آہ وزاری سے انسان کا کام نکل
سب عہد و پیمان بھول جاتا ہے۔

تم تقدیر کے حکم پر فضول اعتراض نہ کرو۔ گدھے کا وجود گ
کے کانوں سے ہی مناسب ہے۔ حکیم غزنوی کے قول کے مطابق جس کو سا
وہی اسکی حکمت کا تقاضا ہے اس پر اعتراض کرنا کوتاہ نظری ہے
جسم ایک دوسرے سے مناسبت رکھتے ہیں اسی طرح دینی اور اخلاقی او
اپنی اپنی روحوں کے مناسب ہوتے ہیں جیسی روح ویسے فرشتے۔

گدھوں کی پیٹھ پر طرح طرح کے اسباب لدے ہوئے ہیں ل
ایک ہی لکڑی سے سب گدھوں کو مت ہانکو یعنی مختلف انسان
فرق کرو۔

ایک بے وقوف گدھے کو پڑھا رہا تھا۔ اس پر مستقل کوشش کر

ہر ہے کہ کوشش بے کار ثابت ہوئی۔

چوپائے تجھ سے بولنا نہیں سیکھ سکتے
تو چوپایوں سے چپ رہنا سیکھ

بوجھ اٹھانے والے گدھے اور بیل
آدمیوں کو ستانے والے انسانوں سے بہتر ہیں

پرندے

اور جتنی قسم کے جانور زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنی قسم کے ہیں جو اپنے بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں سے کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری طرح گروہ نہ ہوں۔ ہم نے کتاب میں (لوح محفوظ) میں کوئی چیز نہ چھوڑی۔ پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کیے جاؤ گے۔ 38

حضرت عیسیٰ سے گفتگو کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا۔ اور جب "گارے کی ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے پھر میرے حکم سے تم اس میں پھونک دیتے۔"

اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ وہ زندہ کو مردہ میں سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ میں سے نکالتا ہے (بالفاظ دیگر انڈے میں سے زندہ پرندہ نکالتا چاروں طرف بند ہونے کے باوجود انڈے میں سے زندہ پرندہ نکالتا ہے اور زندہ پرندہ ایک انڈے کو برآمد کرتا ہے جو ظاہر طور پر مردہ ہے) وہ جسکو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ 3/27

کہ تم لوگوں کے پاس (اپنی قبولیت پر) کافی دلیل لیکر آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے وہ یہ ہے کہ تم لوگوں کے لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے پھر اسکے اندر

ب مار دیتا ہوں۔ مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور
کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے۔ 3/48
جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار
دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے فرمایا کہ یقین
نہیں لاتا۔ کہا کہ اس غرض سے عرض کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون
لئے ارشاد ہوا۔ تم چار پرندے لے لو پھر ان کو پال کر اپنے سے ہلا لو پھر
پہاڑ پر ان سب کا ایک ایک حصہ رکھ دو پھر ان سب کو بلاؤ (دیکھو) تمہارے
ں زندہ ہو کر دوڑے چلے آدیں گے اور خوب یقین رکھو اللہ زبردست
حکمت والا ہے۔ 2/260
اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کو چاہیں استعمال
یں۔ 56/21
ہم نے پہاڑوں کو اس کے ساتھ مسخر کر رکھا تھا کہ صبح و شام وہ اسکی
بیح کرتے تھے پرندے سمٹ آتے اور سب کے سب اسکی تسبیح کیطرف
توجہ ہو جاتے تھے۔ 38/18.19
اور سلیمان نے کہا " لوگو ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور
ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئیں۔
کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں
اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں ہر ایک اپنی
نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے اور یہ سب کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے

کیا ان لوگوں نے کبھی پرندوں کو نہیں دیکھا کہ فضائے آسمانی میں کیسے
اڑتے رہتے ہیں۔ اللہ کے سوا کس نے ان کو تھام رکھا ہے۔ اس میں بہت نشانیاں
ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔ شہد کی مکھی ۱۶/۷۹

لہذا ایمان والے کی پہچان یہ ہے کہ وہ پرندوں کے اڑنے کی کارکردگی
اور تکنیک پر غور کرے جرمن امریکہ نے اس پر
فکر اور تحقیق کے تجربات کیے اور ہوائی جہاز بنا ڈالے۔ اس سے آمدنی صنعت اور
کی دنیا میں مقام حاصل کیا وہ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں میں شامل ہی نہیں سربراہی
کر رہے ہیں۔

اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی (سمجھنے) کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو سامان
سلطنت کے متعلق ہر قسم کی ضروری چیزیں دی گئی ہیں۔ واقعی یہ اللہ کا فضل ہے
چیونٹی (نمل) ۱۶/۲۷

(وہ انہیں آکر کہے گا) میں آگیا ہوں تمہارے پاس ایک معجزہ لیکر تمہارے
رب کی طرف سے۔ (وہ معجزہ یہ ہے کہ) میں بنا دیتا ہوں تمہارے لیے کیچڑ سے
پرندے کی سی صورت، پھر پھونکتا ہوں اس (بے جان صورت) میں تو وہ
ہو جاتا ہے پرندہ اللہ کے حکم سے اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادر زاد
اندھے کو اور (لا علاج) کوڑھی کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کے
حکم سے اور بتلاتا ہوں تمہیں جو کچھ تم جمع کر رکھتے ہو اپنے گھروں میں۔
بے شک ان معجزوں میں (میری صداقت کی) بڑی نشانی ہے تمہارے لیے
اگر تم ایمان دار ہو۔ عمران 3/49

اور میوے جن کو وہ پسند کریں گے اور پرندوں کا گوشت جوان
مرغوب ہوگا۔ 21/56
اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی۔ اے پہاڑو
ذد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور (اسی طرح) پرندوں کو بھی حکم دیا۔ 10/34
کیا لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کے (تلے) میدان میں مسخر
ورہے ہیں۔ ان کو کوئی نہیں تھامتا۔ بجز اللہ کے اسمیں ایمان والے
لوگوں کے لیے چند دلیلیں ہیں۔ 16/49
اے (مخاطب کیا) تجھکو معلوم نہیں ہوا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔
سب جو کچھ کہ آسمانوں میں اور زمین میں (مخلوقات) ہیں۔ اور (بالخصوص) پرند
ور پر پھیلائے ہوئے (اڑتے پھرتے) ہیں۔ سب کو اپنی اپنی دعا اور اپنی تسبیح
معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے سب افعال کا پورا علم ہے! 24/41
اور یاد کرو جب ـــــ عرض کی ابراہیم نے اے میرے پروردگار
دکھا مجھے کہ تو کیسے زندہ فرماتا ہے مردوں کو فرمایا۔ (اے ابراہیم) کیا تم اس
پر یقین نہیں رکھتے۔ عرض کی۔ ایمان تو ہے لیکن (یہ سوال اس لیئے ہے)
تاکہ مطمئن ہو جائے میرا دل۔ علامہ شبیر احمد عثمانی کی تفسیر کے مطابق۔
سورہ گائے (البقرہ) 260

حضرت ابراہیم ؑ نے عرض کیا کہ یقین تو ہے مگر عقلاً اسکی بہت سی صورتیں
ممکن ہیں۔ ان میں سے معلوم نہیں کونسی کیفیت ہوگی تو چار جانور لائے۔ ایک
مور ایک مرغ ایک کبوتر ایک کوا۔ ان کو اپنے ساتھ ہلایا تاکہ خوب

تنہا حفت رہے۔ تمام علمار نے ان ہی پرندوں کو کہا ہے اس میں اختلافی صورت
نظر سے گزری ہے۔ اس کے متعلق ملک کے تحقیقی اداروں کو لکھا کہ رہنمائی فرمائیں
صرف ایک تحقیقی ادارہ نے رہنمائی فرمائی

صرف مولانا محمود الحسن لکھتے ہیں کہ ان میں ایک مور تھا دوسرا مرغ تیسرا
کبوتر چوتھا کوا۔

آیت میں کسی مخصوص پرندے کا نام نہیں وہ کوئی چار پرندے ہو سکتے ہیں
آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابراہیم سے کہا کہ تم چار پرندے لو وہ شروع میں تم
سے دور بھاگیں گے انہیں اس طرح آہستہ آہستہ سدھاؤ کہ وہ تم سے مانوس ہو جائیں
آخر الامر انکی یہ حالت ہو جائے گی کہ اگر تم انہیں الگ الگ مختلف پہاڑوں پر بھی
چھوڑ دو اور انہیں آواز دو تو وہ اڑتے ہوئے تمہاری طرف آ جائیں گے انہوں
نے ایک پہاڑ پہ چاروں کے سر رکھے ایک پہ پر رکھے ایک پہ سب کے دھڑ رکھے
پہلے بیچ میں کھڑا ہو کر ایک کو پکارا۔ اس کا سر ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑ
ملا پھر پر لگے پھر پاؤں اس کے بعد وہ دوڑتا ہوا چلا آیا۔ پھر اسی طرح
چاروں آ گئے بعض نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سر اپنے
پاس رکھ لیے تھے

حضرت ابن عباس رضی کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو چار
پرندے لیے تھے ان میں ایک مور دوسرا گدھ تیسرا کوا اور چوتھا مرغ تھا
بعض کے قول کے مطابق آپ نے کبوتر کوا مرغ اور بطخ کو ذبح فرمایا تھا
مجاہد عطار اور ابن جریج کے مطابق وہ چار پرندے مور، مرغ کبوتر اور کوا تھے

بعض کی رائے ہے کہ وہ جانور اس طرح تھے: ہری لطیف کالا کوا، سفید کبوتر، سرخ مرغ۔ چار کے عدد یعنی چار پرندوں کو ذبح کرنے میں حکمت یہ تھی کہ نباع حیوانی چار ہیں اور ان پرندوں میں ہر ایک پرندے پر ایک طبع غالب ہے اس واقعہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہمیشہ کی زندگی کے لیے نفس کی چار خواہشوں کو ختم کرنا پڑتا ہے یہ چاروں خواہشیں ان پرندوں کی مثال دیکر سمجھایا گیا

۱۔ ظاہری شان و شوکت جو مور کا انداز ہے
2۔ شہوت مرغ کی عادت ہے کہ ہر وقت جفتی کے لیے تیار رہتا ہے
3۔ ذلالت اور کمینہ پن جو کوے کی عادت ہے ہیرا پھیری۔
4۔ خواہشات کی تکمیل کے لیے اونچا اڑنا جو کبوتر کا خاصا ہے۔

پھر دانشوروں اور علماء نے ہر زاویہ سے اس واقعہ پر غور کیا ہے ایک اور زاویہ ملاحظہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے زندگی بعد الموت کے سلسلہ میں دو ماکول اور دو غیر ماکول پرندوں کو لیا ہے۔

ماکول : کبوتر، کوا	غیر ماکول : مرغ اور مور
محبوب : مرغ۔ کبوتر	غیر محبوب : کوا۔ مور
تیز اڑنے والے : کبوتر۔ کوا	سست رفتار اور اڑنے میں کمزور : مور۔ مرغ
نر و مادہ کی تمیز ہوتی ہے : مرغ و مور	نر و مادہ کی تمیز مشکل سے ہوتی ہے۔ کبوتر، کوا
انڈے کھائے جاتے ہیں۔ مرغ کبوتر	انڈے نہیں کھائے جاتے۔ کوا۔ مور

بچوں کی پرورش اور غذا کھلانے کی ذمہ داری	کبوتر، کوا	یہ دونوں اپنے بچوں کو غذا اپنے پیٹ سے نکال کر بچوں کے حلق کے اندر ڈالتے
بچوں کی پرورش کی کوئی ذمہ داری نہیں	مرغ اور مور	بچوں کی پرورش کی کوئی ذمہ داری نہیں بچے شروع ہی سے خود بخود چگنا شروع کر دیتے ہیں۔ نروں کو کوئی دلچسپی نہیں

پرندوں کی پرستش، احترام

چمگادڑ : ایک قبیلے کے سردار و یوٹلنے چمگادڑ کا روپ د
لیا ہے، کوئنس لینڈ میں عقیدہ ہے کہ پہلے مرد عورت کو کہا گیا تھا کہ اسکے نزدیک
نہ جائیں لیکن عورت نے حکم عدولی کی اور چمگادڑ اڑ گئی اور موت دنیا میں آ گئی۔ ا
اور قبیلہ لونگو چمگادڑ سے جادو کا کام لیتے ہیں۔ ایوری کوسٹ کے جزیرہ میں
بہت بڑی بڑی چمگادڑیں پائی جاتی ہیں وہاں لوگ ان کو مردہ جانوروں کی
روحیں سمجھتے ہیں اور ان کو مقدس مانتے ہیں۔ مختلف قبیلوں کے لوگ یہاں کم
بوزنیا (BOSNIA) میں اسکو مقدس سمجھا جاتا ہے چین میں اسکو چار خواہشات
کی نشانی سمجھا جاتا ہے سرائے وہ میں (SARA JEVO) اگر یہ کسی کے گھر میں آ
تو خوش قسمتی سمجھا جاتا ہے۔ پولینڈ میں بھی غروب آفتاب سے قبل اسکو اچھا شگون
سمجھا جاتا ہے جرمنی میں اسکو برا شگون سمجھا جاتا ہے سسلی میں اسکو بلا سمجھا
جاتا ہے اور اسکو جلا کر یا کیل ٹھوک کر مارا جاتا ہے۔ اور بھی کئی جگہ اسکے سا

سلوک ہوتا ہے۔ جرمنی میں بعض مقامات پر چمگادڑ کا دل تاش کھیلنے والوں کے لیے خوش قسمتی لاتا ہے۔

کونل : یورپ میں مختلف مقامات پہ کونل کے نام سے تقریبات منائی جاتی ہیں۔ ۲۱ اگست سے اپریل کی درمیانی تاریخیں خاص ہیں، دلہن کے کمرے میں کونل رکھی جاتی ہے تاکہ حمل قرار پائے، کونل رقص شمالی جرمنی میں شادی کے موقع پر کیا جاتا ہے، لیتھونیا اور روس میں یہ رقص ہوتے ہیں، راجپوت عورتیں دسہرے کے موقع پر ایک کونل پر لفاشی کرتی ہیں اور درخت پر بٹھا دیتی ہیں پھول اور چاول نچھاور کرتی ہیں، ہندوستان میں جنگی کونل کی پوجا کرتے ہیں جرمنی میں ہی کچھ لوگوں میں یہ برے شگون کی نشانی ہے اور بعض جگہ یہ بارش کی نشانی ہے۔

مرغا :- بہت سی قوموں میں یہ قربانی کا جانور بن گیا ہے مشرقی افریقہ اور حبش میں پالتو مرغا نہیں کھایا جاتا۔ جنوبی امریکہ کا ایک قبیلہ سمجھتا ہے کہ مرغے میں مردہ روح سرایت کر گئی ہے۔ یورپ میں موسم بہار میں مٹی میں چھت کے اوپر ٹوکری میں بند کر کے ایک بانس سے مرغے کو لٹکا دیا جاتا ہے اناج زیادہ اگانے کے لیے مرغے کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ بلاؤں کو بھگانے کے لیے کالے مرغ کی قربانی دی جاتی ہے۔ یورپ میں ایسے بہت سے رسم و رواج ہیں جب میں مرغے یا مرغی کی پٹائی کی جاتی ہے اکثر شادی کے موقع پر کبھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ مرغے کو کھانا تولیدی میں مدد کرتا ہے۔ قدیم یہودیوں میں ایک مرغا مرغی دولھا دلہن کے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ مرغا مرغی رقص بھی کیا

جاتا ہے یہ بھوتوں اور بلاؤں کو بھگانے کے لیے استعمال ہوتا ہے ہالینڈ میں اس
ضمن میں اسکو جلا کر راکھ کیا جاتا ہے تاکہ بلا دفع ہو جائے شیکسپیر نے
ڈرامے میں لکھا کہ مرغا جن بھوت کو دیکھ کر ڈر جاتا ہے ساری دنیا میں یہ خیال کیا
جاتا ہے کہ مرغی اگر اذان دے تو یہ براشگون ہے جرمنی اور چین میں کچھ لوگ یہ سمجھتے
ہیں کہ سرخ رنگ کا مرغا جب اذان دیتا ہے تو اسکا شگون ہے کہ عمارت میں آگ
لگے گی۔ چین میں جادو ٹونہ کے لیے بھی مرغا استعمال کرتے ہیں جب چھٹے سال کے تہوار
میں کسی کا نام رکھتے ہیں تو ایک مرغا آگے پیچھے چلایا جاتا ہے۔ چینی آدمی کے
تابوت کے ساتھ ایک سفید مرغا رکھا جاتا ہے ان کا خیال ہے کہ روح کو جسم میں
واپس آنے کا راستہ دکھاتا ہے

شاہین

: تمام دنیا میں اس کا احترام کیا جاتا ہے سوائے
آسٹریلیا کے وہاں یہ بدروح شمار ہوتا ہے شمالی امریکہ کے قبیلے کے نزدیک ان
پرندوں میں خدائی روح ہوتی ہے۔ کہیں اس کا مارنا سختی سے منع ہے کہیں اگر یہ
مرجائے تو شکار پر جانا ملتوی ہو جاتا ہے۔ لوزنیا میں اسکو مارنا بدقسمتی کی نشانی
شمار ہوتا ہے پیرو جنوبی امریکہ کے قدیم باشندے عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ شاہین کی اولاد
ہیں ایک اور قبیلہ اسکو چھت پر باندھ دیتا ہے موسم بہار میں اور گرمیوں میں اسکو
مار دیتا ہے پھر اسکے پر لیکر عبادت میں استعمال کرتے ہیں اور اسکی لاش قبرستان میں
دفن کرتے ہیں کچھ چند رسومات کے بعد اسکے شکار پر نکلتے ہیں کیلے کی کاشت کے
موقع پر اس کا وجود براشگون ہوتا ہے لہذا کاشت ملتوی کی جاتی ہے ایران
اور ہندوستان میں بھی اس کا احترام کیا جاتا ہے مقدس کتابوں میں اس کا ذکر ہے

فارسی اور اردو ادب میں الف لیلیٰ کی داستانوں میں شاہین کا تذکرہ ہے۔ سلطنت روما کی فوجوں میں بھی شاہین کا احترام تھا پاکستانی ہوائی فوج کا نشان شاہین ہے علامہ اقبال نے شاہین پر بہت کچھ لکھا ہے

؎ تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

؎ پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے

شاہین جادو کے سلسلے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا تعلق یونانیوں کے مطابق ZEUS دیوتا سے ہے اور آسمانی بجلی سے اسکے دائیں بازو کو انگور کے باغ یا کھیتوں میں دفن کرنے سے وہ محفوظ ہو جاتے ہیں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شاہین پر کبھی آسمانی بجلی نہیں گرتی۔

شمالی یورپ میں اسکا بہت احترام کیا جاتا ہے اور سفر سے پہلے اس سے مشورہ کیا جاتا ہے ایک نئے مکان کے سامنے ایک شاہین پر پھیلائے ہوئے لگایا جاتا ہے زرعی کام کے سلسلہ میں بھی شاہین اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ شاہین دیوتا کے لکڑی کے مجسمے بنائے جاتے ہیں یہ شگون پرندہ شمار ہوتا ہے اور خالق اعلیٰ کا خادم خاص شمار کیا جاتا ہے۔

یورپ میں یہ خوش قسمتی کا نشان ہے اور اسکو گھر گھونسلہ بنانے کی اجازت ہوتی ہے یہ آسمانی بجلی سے محفوظ رکھتا ہے اور اصطبلوں کے دروازہ پر ایک شاہین کو کیلوں سے لگا دیا جاتا ہے تاکہ تمام گھوڑے محفوظ رہیں۔

مالا گاسی میں ایک قبیلہ کا نام ہی شاہین ہے (HAWK) اور اس کا مذہبی نشان شاہین ہے۔ دعائیں اس سے منسلک ہیں اور اسکے مرنے کے بعد اس کے

بازو ٹانگ اور جسم جادو کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور بعض لوگ اسکو دفناتے

نیل کنٹھ : اسکو مارنا بدقسمتی کا شگون ہوتا ہے لیکن سویڈن میں یہ رواج ہے کہ یوم مئی کو نیل کنٹھ کے گھونسلے کو لوٹتے ہیں اسکے انڈے بچے نکال کر گاؤں کا چکر لگاتے ہیں۔ بعض جگہ اس کا گھونسلہ بدقسمتی کا شگون لیکن ا... تعداد پر منحصر ہے۔ نارس لوگ جادوگرنیاں نیل کنٹھ کا روپ دھار لیتی ہیں، فرانس میں نیل کنٹھ کا بہت احترام کیا جاتا ہے اور اس کے اعزاز میں ایک اونچے درخت کے اوپر جھاڑ و اور تاج باندھ دیتے ہیں۔

مور :- کردوں کا ایک فرقہ یزیدی مور کی پرستش کرتا ہے ملک طاؤس کو ایک پرندہ کی شکل دی جاتی ہے اسکی پیٹھ میں ایک سوراخ ہوتا ہے جس میں ڈھکن ہوتا ہے اسکو گاؤں کا سردار کپڑے ڈھک کر لاتا ہے اور پانی سے بھرا ہوتا ہے۔ پجاری اسکو چومتا ہے اور اسکی چونچ سے پانی پیتا ہے اور سب لوگ اسکی تقلید کرتے ہیں اس طرح کی کانسی کی پانچ شبیہیں بنائی جاتی ہیں ا... مسلسل بھیجی جاتی ہیں۔

٭

- زیادہ تر پرندوں کا دل ۵۰۰ مرتبہ فی منٹ دھڑکتا ہے
- پرندے خوراک کے ساتھ بعض اوقات کنکریاں بھی کھا جاتے ہیں
- پرندوں کا شمار گرم خون والوں میں ہوتا ہے۔
- امریکی پادری کو پر ہاکس (HAWKS) کو مقدس پرندہ مانتے ہیں
- پرندوں کا بادشاہ شاہین کہلاتا ہے جو پاکستان کا قومی پرندہ بھی

ملتا ہے اور پاک ہوائی فوج کا نشان امتیاز بھی ہے۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر
اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

• امریکہ کا قومی نشان گنجا شاہین ہے، پانامہ کا گولڈن، آئس لینڈ کا دلڈن کرلیٹ، فرانس کا مرغا۔

• دنیا میں چار خوبصورت ترین پرندوں میں کبوتر، طوطا، مور اور چکور شامل ہیں۔

• کنگ برڈ پرندہ کا سر پھول کی طرح کا ہوتا ہے شہد کی مکھیاں جب اس کے سر کو پھول سمجھ کر بیٹھتی ہیں تو وہ انہیں کھا لیتا ہے۔

• اسکاٹ لینڈ کے باشندے فلمر پرندے کو مار کر اس کو موم بتی کی طرح جلا کر استعمال کرتے ہیں۔

• اڑتے ہوئے پرندے سورج چاند اور ستاروں سے (سمت کی) رہنمائی حاصل کرتے ہیں ان کی بینائی انسانوں سے بہتر ہے۔

• بیا پرندے کو اسلئے درزی پرندہ (TAILOR BIRID) کہتے ہیں کہ وہ اپنی چونچ سے دو پتوں کو ملا کر اس خوبی سے مکڑی کے جالے کے ساتھ سلائی کرتا ہے کہ اسکی مہارت کی داد دینی پڑتی ہے

اکثر پرندے نقل مکانی کرتے ہوئے ستر ہزار میل تک سفر کرتے ہیں

• تمام پرندوں میں پینگوئن (PENGUINE) کو انسان سے مشابہ دیا گیا ہے۔ پرندہ طوفانی پیطریل کی آمد سمندر میں طوفان کا پیش خیمہ سمجھا جاتا ہے۔

کعب احبار نے بیان کیا ہے کہ پرندہ بارہ میل کی بلندی تک پرواز کرتا ہے اس سے بلند پرواز ممکن نہیں۔

• آسمان اور زمین کے درمیان جو ہوا ہے اسکو جو کہتے ہیں اور اسکے سکاک ہے۔

• جب رسول کریمؐ گفتگو فرمایا کرتے تھے تو آپکی مجلس کے شرکاء اس طرح گردن جھکا لیتے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں یعنی بالکل ساکت رہتے تھے۔ اور پرندہ ساکت چیز پہ بیٹھتا ہے

• جب کوا اونٹ کی چیچڑی پکڑتا ہے تو اونٹ بالکل ساکن و ساکت رہتا ہے۔ کیونکہ چیچڑی کو پکڑنے سے اونٹ کو آرام ملتا ہے۔

• مینا شیر کے دانتوں میں پھنسے ہوئے گوشت کے ریشے نکالتی ہے اور شیر اس تمام دوران اپنا منہ پھاڑے رکھتا ہے اور مینا کو کبھی بھی نقصان نہیں پہنچاتا

• سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے چنانچہ ہر حقیر پرندہ کی خوراک انجیر نہیں ہوتی۔

حضرت یوسفؑ کا حسن ایک جہان کے لیے مفید نظارہ تھا لیکن انکے بھائیوں کے سامنے بالکل فضول تھا (بلکہ باعث کوفت وحسد) حضرت داؤدؑ کی آواز اتنی اچھی تھی کہ پرندے تک شائق تھے لیکن منکر کے نزدیک اسکی وقعت لکڑی کی چوں چوں سے زیادہ نہ تھی۔

شعراء کی نظر میں

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے سوال کیا پروردگار مجھے دکھادے کہ تو
[مُر]دوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے ادھر سے ارشاد ہوا کہ تجھے اب تک یقین کیوں
[نہیں] آیا۔ انھوں نے عرض کیا یقین کیوں نہیں آیا بلکہ اسلئے سوال کرتا ہوں
[کہ م]یرے دل کو اطمینان ہوجائے

اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا مجھے مختصراً تو وجود حکمت کا
[علم ہو گیا] ہے لیکن میری خواہش یہ ہے کہ اسکی تفصیل بھی معلوم کروں

اگر اللہ اسکو پر دے تو وہ عقل کی بدولت چھپے پن سے چھوٹ
[جا]ئے اور پرندوں کی طرح پرواز کرنے لگے۔

حضرت سلیمانؑ نے اللہ سے رجوع کیا اور تمام پرندوں کی بولی سیکھ
[لی] تمام جانور ایک دوسرے سے مانوس ہوگئے کیونکہ وہ کائنات کے
[د]و دشمنوں کے درمیان ثالث بالخیر بن گئے۔

پرندوں کی وہ جماعت جو سلیمان کی صحبت سے روشن دل ہو چکی
[تھ]ی وہ کسی بے گناہ کے بال و پر کیوں نوچنے لگی بلکہ وہ عاجز اور محتاج
[پر]ندوں کی مدد کرتے ہیں اور وہ پرندے لڑائی کے بغیر خوش ہیں۔

کسی قلعہ پر ایک پرندہ جا بیٹھا اسکے سر اور دم میں سے کون افضل
ہے۔ واعظ نے کہا اگر اس کا منہ شہر کی طرف ہے اور دم گاؤں کی طرف۔
ہو تو اس کا منہ اسکی دم سے اچھا ہے اگر دم شہر کی طرف ہے اور اس کا منہ
گاؤں کی طرف ہو تو اس دم کی خاک بن جاؤ اور اس کے منہ سے بھاگو۔ پرندہ
اپنے پر کے ساتھ آشیانے کی طرف اڑتا ہے۔ اے لوگو! آدمیوں کے ارادہ پر

ہمت ہے۔ اسلیئے ہمت کو قابل قدر سمجھنا چاہیئے جو عاشق نیکی و بدی میں آلودہ
ہو تو اسکے خیر و شر کو نہ دیکھو بلکہ اسکی ہمت کو دیکھو۔

● ان مختلف نظر والے لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مینارہ ہو اور
اس پر ایک پرندہ بیٹھا ہو تو نے صرف اس ایک مینارہ کو دیکھا اسکے رہنے والے
پرندہ نہیں دیکھا۔ حالانکہ مینارہ کے اوپر ایک پرتوِ شہباز موجود ہے۔
اور دوسرا اس پرواز کن پرندے کو بھی دیکھتا تھا لیکن پرندے کے
منہ کے اندر کا بال اسکو نظر نہیں آتا تھا۔ پہلا آدمی ناقص نظر تھا اور دوسرا
متوسط نظر جسکو پرندہ تو نظر آتا ہے مگر وہ اس کے باطن سے بے خبر ہے۔
اور تیسرا وہ شخص جو اللہ کے نور کے ساتھ دیکھنے والا ہوتا ہے وہ منہ
کے بھی بال سے آگاہ ہوتا ہے بال سے مراد کمال باطن جس کو اس شعر میں
نور اللہ سے تعبیر کیا ہے جب تک بال کی طرف نگاہ نہ ہوگی مشکل حل نہ ہوگی
اے فرماں بردار نہ تو عمل کے قبول ہونے کا خیال کر اور نہ اسکے رد
ہو جانے کا بلکہ ہمیشہ حق تعالیٰ کے امر و نہی کو دیکھ کر اس پر عمل کیئے جا۔ جب تم
امر و نہی پر عمل کرو گے تو اچانک جذبہ یقین کا پرندہ آشیانے سے پرواز کرے گا
اور اس سے تمہاری مراد پوری ہوگی۔
جب تم بغیر تردد کے امر و نہی پر عمل کرو گے تو جذبۂ یقین محکم پیدا ہوگا
جس کو تردد سے تشبیہہ دی گئی ہے وہ تردد ختم ہو جائے گا۔
تین مسافروں کی مثال تو ایسی تھی جیسے کوا، اُلو اور باز ایک پنجرے
میں آپڑیں۔ اسی طرح ایک آدمی یعنی مومن اور دوسرے نیاز یعنی یہودی اور

جمع ہوگئے

چونکہ حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے یہی وجہ تھی کہ انہوں

رت سلیمانؑ کو اپنا محرم راز اور اپنا ہم زبان پایا۔ تو سب کے سب دل وجان

ہی طرف ٹوٹ پڑے۔ ہم زبانی بھی ایک طرح کی رشتہ داری ہے تمام پرندوں

نے پیچھے چھوڑ کر حضرت سلیمان کے ساتھ روانی سے اپنے ہنر اپنی عقل اور

کاروبار کے متعلق اور اپنے راز کے متعلق بتایا۔ اپنے آپ پیش کرنے کیلئے

عارف کراتا تھا تا کہ سلیمانؑ اسکو اپنا درباری بنالیں۔

فقیر اس کے کھانے کی بو کے سوا نہ سونگھتا۔

پرندا سکے کھانا کھانے کے بعد ریزہ نہ چگتا

کے سایہ میں کوئی آنا پسند نہ کرے

اگرچہ ہما دنیا سے ناپید ہو جائے۔

م پرندوں پر ہما اس وجہ سے شرافت رکھتا ہے۔

کہ ہڈیاں کھا لیتا ہے اور کسی پرندے کو نہیں ستاتا

سعدی

رندوانے کی طرف نہیں بڑھتا ہے۔

جب دوسرے پرند کو جال میں پھنسا دیکھتا ہے

سکین بلی اگر پر رکھتی

تو چڑیوں کا بیج دنیا سے اڑا دیتی

جب میں ان ادنیٰ اصفات والے لوگوں کی صحبت سے اکتا جاتا ہوں تو
کھول کر انڈے والے پرندوں کی طرح عالم بالا کی طرف اڑ جاتا ہوں۔ میرے
پر پرواز خود اپنی ذات سے اُگے ہیں مصنوعی نہیں ہیں جب شخص نے تصوف کا
مزا نہیں چکھا۔ اس کے لیے یہ محض دعویٰ ہے۔

حضرت سلیمان ع نے اللہ سے رجوع کیا اور تمام پرندوں کی بولی سیکھ لی
تمام جانور ایک دوسرے سے مانوس ہوگئے کیونکہ وہ کائنات کے ہر دو دشمنوں کے
ثالث بالخیر بن گئے۔

پرندوں کی وہ جماعت جو حضرت سلیمان ع کی صحبت سے روشن دل ہو گئی
ہے وہ کسی بے گناہ کے پر ڈبال کیوں نوچنے لگی بلکہ وہ عاجز اور محتاج پرندوں
کی مدد کرتے ہیں وہ پرندے لڑائی کے بغیر خوش ہیں۔

بزرگان دین کا کبوتر بھی بازوں سے مرعوب نہیں ہوتا بلکہ باز ان کے
کبوتر کے آگے سر انکسار رکھتا ہے ان کے موروں کے بدنما پاؤں بھی دوسرے
خوبصورت لوگوں سے زیادہ بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ تم پرندوں کی بولی کیا سمجھو گے
جبکہ تم نے حضرت سلیمان ع کو لمحہ بھر کے لیے بھی نہیں دیکھا۔

اس دعوت کو پرندے (کے پھانسنے) کی سیٹی سمجھو جو شکاری گھات
میں بیٹھا بجا رہا ہے یا شکاری ایک مردہ پرندہ کو سامنے رکھ کر دوسرے پرندوں
کو پھانستا ہے پرندے اپنے ہم جنس کو دیکھ کر نالہ و فریاد کرنے کے لیے
اکٹھے ہو جاتے ہیں اور شکاری ان کو قابو کر لیتا ہے یا کھال اتار لیتا ہے
اگر تم سوال نہ کرو تو جلد مطلب تم پر ظاہر ہو جائے گا صبر کا

سب سے زیادہ تیز پرواز ہوتا ہے اگر تم پوچھ بیٹھو گے تو مطلب زیادہ دیر میں حاصل ہوگا۔

▪ جب اللہ کسی کو روح اللہ کہدے تو وہ مٹی کے پرندے بناکر ان میں روح پھونک دیتا تھا اور وہ پرندے اسی وقت اڑنا شروع کردیتے تھے۔

پرندہ نے جو نصیحت کی وہ یہ ہے۔

۱۔ محال بات کسی سے سنکر اس پر یقین نہ کرو

۲۔ گزشتہ واقعات پر غمگین نہ ہو جبکہ وہ تم سے گزر چکے ہیں ان پر حسرت نہ کرو۔

۳۔ غافل و جاہل کو نصیحت کرنا شور زمین میں بیج بونا ہے جس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

۶ بطبخ کی حرص ایک حقہ ہے اور طاؤس کا غرور بجا پس گما۔

حافظ طاؤس کے ہر پر کو قدر و پسندیدگی سے قرآن کے اوراق میں کھتے ہیں مفید ہوا کے لیے تیرے پروں سے پنکھا بناتے ہیں۔

پرندہ جب کھاری پانی کا طالب ہو تو ظاہر ہے کہ اسنے آب شیریں کی مدد نہیں دیکھی بلکہ اس کا وہ ایمان محض نقل ہے اسکی روح نے ایمان کی شکل تک نہیں دیکھی۔

جو شخص بھی گنہ گار یا گناہوں سے پاک ہے لامحالہ اسکے اعمال نامہ کا پرندہ اسکی گردن میں لٹکتا ہے یعنی ہر شخص کے اعمال اسکی گردن میں مثل زنجیر کے ہیں جو اسے اس مقام میں کشاں کشاں لے جاتے ہیں جس کے وہ اہل ہیں

اسلیے پوری مخلوقات اس بار ی قید سے آزاد نہیں۔

اڑنے والا پرندہ جب پر کٹ جانے یا زخمی ہو جانے سے زمین پر رہ جائے تو وہ رونے دھونے میں مصروف ہوتا ہے برخلاف اس کے گھریلو پرندہ مثلاً مرغ۔ بطخ، تیتر وغیرہ زمین پر بخوشی چلتے ہیں دانہ چگتے ہیں خوشی اور چالاکی سے دوڑتے ہیں کیونکہ ابتدا سے پرواز کرنے والے نہیں بلکہ چلنے پھرنے کے عادی ہیں اور وہ دوسرا اڑنے والا سیر میں مشغول تھا دونوں قسموں کے پرندے نہ اڑ سکنے میں یکساں ہیں مگر فرق ان میں یہ ہے کہ پہلا جو ناگہاں اڑنے سے معذور ہو گیا دردمند اور قابل رحم ہے دوسری قسم کے پرندے جو پیدائش سے اڑنا نہیں جانتے مطمئن ہیں۔ اے انسان تو پرندوں کے چوزوں کی طرح انڈے کے اندر ہے اسلیے مرغان ہوا یعنی انبیاء اور اولیاء کی نہیں سن سکتے یعنی ان کے کمالات سے واقف نہیں ہو سکتے۔

خرابی ہے اس پرندے کیلیے جو پروں کے پیدا ہوئے بغیر بلندی پر اڑنے لگے اور خطرے میں پڑ جائے۔ آدمی کے لیے اپنی عقل کامل بال و پر کی طرح ہوتی ہے جب اسکی اپنی عقل نہ ہو تو کسی رہبر کی عقل کو اپنا بال و پر بنائے۔

چڑیا:۔

بلا ضرورت کسی جانور کے قتل کرنے کو بہت بڑا گناہ قرار دیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ "کسی نے اگر کنجشک یا اس سے بھی کسی چھوٹے جانور کو اس کے حق کے بغیر ذبح کیا تو خدا اسکے متعلق اس سے بازپرس کرے گا" صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اسکو ذبح کرے اور کھائے یہ نہیں کہ اس کا سر کاٹ

پھینک دے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کا گوشت کھایا نہیں جاتا وہ درندہ بھی نہیں ان کا مارنا جائز نہیں۔ سنن نسائی میں ہے کہ جو شخص چڑیا کو بلا ضرورت مارے گا وہ قیامت کے دن خدا کے یہاں فریاد کرے گی فلاں نے مجھ کو بے ضرورت مارا ہے اس سے اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک سفر جہاد میں صحابہ کرامؓ ایک چڑیا کے دو بچے پکڑ لائے۔ چڑیا فرط محبت سے ان کے گرد منڈلانے لگی، رسول اللہؐ قضائے حاجت کے لیے گئے ہوئے تھے واپس آکر یہ حالت دیکھی تو فرمایا اسکے بچوں کو پکڑ کر کس نے اسکو بے قرار کیا ہے اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔

ایک اور ماہر معالج کے بقول پرانے مرغ کا گوشت دوا کا کام دیتا ہے

طبی نقطہ نظر

اسمیں تخم معفر اور سوئے کے ساگ کے پانی کے ساتھ پکا کر استعمال کریں تو قولنج کی سوجن اور ریاح غلیظ کے لیے بے حد مفید ہے اسکا خفیہ غذا کے اعتبار عمدہ اور زود ہضم ہے۔

تیتر کا گوشت اگر کثرت سے استعمال کیا جائے تو نگاہ کو تیز کرتا ہے۔ اور کبوتر کے گوشت میں فالج، عضو کی بے حسی، سکتہ اور رعشہ کے لیے نفع ہے اسی طرح اسکے سانسوں کی بو سونگھنے سے فائدہ ہوتا ہے اور اسکے چوزوں کو کھانے سے عورتوں کو جلد حمل قرار پاتا ہے

تیتر کا گوشت استسقاء کے لیے مفید ہے، بٹیر کا گوشت جوڑوں کے درد کے لیے نافع ہے

اگر ٹڈی کی دھونی دی جائے تو سلسل البول اور پیشاب کی پریشانی

ختم کرتی ہے۔ عورتوں کے لیے یہ بہت زیادہ مفید ہے بواسیر میں بھی اس کی دینی چاہیے اور بچھو کے ڈنک مارنے پر فربہ ٹڈیوں کو بھون کر کھایا جاتا ہے مریضوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

پرندوں کے گوشت کے طبی فوائد

قمری کا گوشت : فاختہ کے برابر ایک سفید پرندہ ہے اس کی ذائقے میں نمکین، رنگ سفید و گلابی سرد تر بلغمی مزاج والوں کے لیے موافق انڈے بچوں کو جلد باتیں کرنے کے سلسلے میں پر اثر ہیں خون فاسد پیدا کرتا ہے نکالا ہوا بچوں کے بدن میں ملنا جلد رفتار میں لاتا ہے

کبوتر کا گوشت لذیذ ہوتا ہے رنگ گلابی ہوتا ہے۔ گرم مزاج والوں کے لیے مضر ہے کشنیز و انگور (کشمش) استعمال کرنے سے مصلح ہو جاتا ہے فالج اور عضو کے ڈھیلے پن کو ٹھیک کرنے میں مفید ہے۔ خون صالح پیدا کرتا ہے ... کرتا ہے گردہ و مثانہ کو قوت دیتا ہے باہ لاتا ہے اور منی پیدا کرتا ہے ... بادی اور آبی کو مفید ہے اسکی تازی پتھری پیس کر کھانا سانپ کے کاٹے کو دور کرتا ہے۔

گوشت مرغا مرغی کا ذائقہ لیسانده رنگ گلابی ہوتا ہے ... بواسیر پیدا کرتا ہے اس کا بدل گھریلو کبوتر ہو سکتا ہے کثیر الغذا اور عقل ... دماغ، فہم و ادراک اور ذہن ... پیدا کرتا ہے قوتِ منی ... سے لاتا ہے قولنج (COLIC PAIN) کو مفید ہے رنگ اور ...

ہے۔ اگر اسکے پیٹ کو چاک کر کے الائش سے پاک کر کے گرم گرم سانپ کی
ڈسی جگہ پر چپکا دیں تو اسکے زہر کو رفع کر دے گا اسی طرح سرسام اور دیگر
...ں میں مفید ہے

گوشت مہوے کا: یہ جنگلی کوے کے برابر اور ہمشکل بھی ہے اس کا
سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اس کا بدل کوئل ہو سکتی ہے قوت حافظہ کو تیز کرتا ہے
مغز بچوں کے ذہن کو تیز کرتا ہے اس کے پتہ کا پانی آنکھوں میں ڈالنا
...البصر اور آنکھ کے زخم کے لیے مفید ہے۔

گوشت مور کا۔ لبانده سرخ و سیاہی مائل دیر ہضم اور غلیظ ہے
...عالجوا استعمال کر کے مصلح بنایا جا سکتا ہے معدہ کو قوت دیتا ہے اس کا شوربہ
...ذات الجنب اور درد پہلو کو مفید ہے اسکی چربی باہ کو حرکت دیتی ہے اسکی
...ہوئی ہڈی سے دانتوں کا منجن بہت نافع ہے اسکا پتہ ہمراہ سکنجبین دستوں
...کرتا ہے اس کے خون کا لیپ زخموں کو بھر دیتا ہے اسکی بیٹ کی مالش سے
...ل اور مسے ختم ہو جاتے ہیں۔ اسکی دم سرمہ بنانے میں استعمال کی جاتی ہے جو آنکھوں
...یدی کے لیے مجرب ہے۔

گوشت ممولا کا: یہ ایک چھوٹا سا پرندہ چڑیا کے برابر ہوتا ہے
اگوشت کا ذائقہ نمکین اور رنگ گلابی ہوتا ہے گرم مزاج والوں کے لیے
...ہے اسکو بریان کر کے ہمراہ شہد کے کھانا گردہ اور مثانہ کی پتھری کو توڑتا ہے
...اب خوب لاتا ہے عسر البول کے لیے مفید ہے۔

گوشت نیل کنٹھ کا: فارسی میں اسکو سبز ک کہتے ہیں یہ کبوتر کے برابر

نیلا رنگ اور چونچ بڑی ہوتی ہے۔ اس کا گوشت لذیذ ہوتا ہے اور رنگ
ہوتا ہے۔ اس کا گوشت حرام ہے سودا پیدا کرتا ہے فساد ریاح و بلغم کو د
ہے خون کے جوش کو بھی مفید ہے آتشک اس کا گوشت کھانا نفع بخش ہے

گوشت ہنس کا: پانی کا لمبی گردن والا سارس سے چھوٹا
گلابی رنگ دیر ہضم اور نفخ پیدا کرتا ہے اس کا گوشت باہ لاتا ہے منی
بڑھاتا ہے اعضا کو قوت دیتا ہے صفرا کی تیزی کو ختم کرتا ہے آواز
کرتا ہے رنگ رخسار کا پر رونق اور صاف کرتا ہے سرخ بادہ کو مفید ہے

چڑیا کا گوشت: باہ کو حرکت دیتا ہے اور بدن کو فربہ کرتا
کو نرم کرتا ہے صالح الغذا اور مقوی معدہ ہے جلندر اور فالج اضعف
کو فائدہ مند ہے جنسی اعتبار سے طاقتور بناتا ہے

تیتر کا گوشت: مزہ نمکین ہوتا ہے گرم مزاج والوں کے
جوہر دماغ کو زیادہ کرتا ہے فہم ذہن اور حافظہ کو زیادہ کرتا ہے سرد تر
بخشتا ہے باہ لاتا ہے صالح ہے اسکی بیٹ آنکھ کی سفیدی کو روشن کرتی ہے
نشان مٹا دیتی ہے

سرخاب کا گوشت: پھیکا اور بدبودار ہوتا ہے، دیر ہضم ہوتا
اور نمکین ہوتا ہے منی پیدا کرتا ہے اور سنگین کرتا ہے آنکھوں اور بدن کو قوت
باہ کو حرکت دیتا ہے

چمگادڑ کا گوشت: گوشت سادہ ہوتا ہے اسکا شوربا
کو نکالتا ہے، زرد آب استسقا اور درد پہلو کو فائدہ مند ہے اس کا ہر لیسہ نشہ یا

...بی میں پکایا ہوا فالج رعشہ گٹھیا اور درد پشت کے لیے فائدہ مند ہے

ابابیل کا گوشت: عربی میں لحم الخطاف کہتے ہیں۔ نمکین ہوتا ہے ...ے سیاہ ہوتا ہے پھیپھڑوں کے لیے مضر ہے اس کا گوشت گردہ و مثانہ کی پتھری ...تا ہے۔ یرقان اور طحال کی بیماریوں کے لیے فائدہ مند ہے اس کا تازہ خون رنگ ...کو صاف کرتا ہے اور چمکدار کرتا ہے اس کا سر شہد میں پکے ہوئے کا سرمہ بینائی کو ...ن بخشتا ہے اور نزول چشم کے لیے مفید ہے

الو کا گوشت: اس کا گوشت بے وقوف بناتا ہے اس کا خون یا پتہ ہمراہ ...ڈ کی سری کی راکھ اور شہد کھانا بار بار پیشاب آنے کو روکتا ہے اور سوتے میں ...ب خطا ہونے کو روکتا ہے اس کے خون میں پسا ہوا سرمہ بینائی کے لیے مفید ہے

بٹیر کا گوشت: گلابی ہوتا ہے معتدل ہے قابض ہے تپ دق اور ...دل مزاجوں صفرا سودا اور بلغم کے فساد کو دفع کرتا ہے۔ بھوک لگاتا ہے ...دہ کو قوت بخشتا ہے لاغر لوگوں اور کمزور آنتوں کو اسکی غذا بہت موافق ہے ...ہ اور اکثر اعضاء کو قوت بخشتا ہے۔

بطخ کا گوشت: نمکین اور بدبودار ہوتا ہے مختلف رنگ کا ہوتا ہے۔ کثیر الغذا، اور گرمی کے ریاح کو رفع کرتا ہے باہ کو قوت بخشتا ہے ...ی زیادہ پیدا کرتا ہے بدن کو فربہ کرتا ہے گردہ کو قوت اور موٹا پا دیتا ہے ...اس کے پر دبال کنٹھ مالا کو تحلیل کرتے ہیں اسکی بیٹ چہرے کی چھائیاں رفع کرتی ہے۔

بگلہ کا گوشت: نمکین ہوتا ہے سفید یا گلابی مائل سفید ہوتا ہے گرم مزاج والوں کو ریاح پیدا کرتا ہے بدن کو فربہ اور خون صالح پیدا کرتا ہے

قوتِ امساک اور حواس کو طاقت دیتا ہے۔ لاغر لوگوں اور جھولا مارے
اصحاب کے موافق ہے۔ قوت حافظہ زیادہ کرتا ہے قوت باہ کو حرکت
اسکی چربی کی مالش بواسیر کے خون کو بلند کرتی ہے۔

بلبل کا گوشت: ایک نہایت خوش آواز پرندہ ہے گوشت نمکین
بھورا سیاہی مائل، گرم مزاج والوں کیلیے مضر ہے باہ کو حرکت دیتا ہے خا
انڈے اور مغز باہ زیادہ کرتے ہیں اسکی بیٹ جلد نشانوں کو ظاہر کر دیتی ہے
کی جھائیاں رفع کرتی ہے رنگ رخسار صاف اور ٹھیک کرتی ہے پلکوں
زیادہ کرتی ہے۔

مارس کا گوشت کا ذائقہ پھیکا ہوتا ہے۔ رنگ سرخ ہوتا ہے
کو قوت بخشتا ہے۔ فساد صفرا اور فساد خون کو رفع کرتا ہے دست بند کر
زیادہ پیشاب کو کم کرتا ہے۔

شتر مرغ کا گوشت: نمکین وخشک ہوتا ہے اس کا رنگ
یا گلابی ہوتا ہے دیر ہضم ہے اور گرم مزاج والوں کو مضر ہے ریاح تحلیل
اور بلغم خارج کرتا ہے فالج لقوہ، جلندر استرخا، نقرس گٹھیا کو مفید
اسکے خون کا لیپ ورم کو تحلیل کرتا ہے اس کا فضلہ چھائیں اور چیچک کے دا
غائب کرتا ہے۔ اس کا سنگدانہ مقوی معدہ ہے۔

لق لق کا گوشت: یانی ایک قوی الجثہ پرندہ ہے اس کا گوشت
بسانده بدبو دار ہوتا ہے رنگ سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے گرم مزاج والوں کے
لیے مضر ہے۔ گھی اور دھنیا سے اسکو مصلح کیا جا سکتا ہے اس کا بدل مو

قوہ اور خدر کو مفید ہے۔ غلیظ ریاح کو تحلیل کرتا ہے اگر کسی عضو کو
لگ گئی ہو اسکو رفع کرتا ہے۔ ضعف باہ کے لیے مفید ہے اس کے
اسکے گوشت سے زیادہ قوی الاثر ہیں اسکے خون کی مالش سیاہ داغ کو
ہے۔ اسکی بیٹ جلد کے نشان کے لیے اور جھائیوں کے لیے ریاح اور مواد
میں بھی بہت مفید ہے۔

لٹوریکا گوشت: ایک پرندہ گوریا سے بڑا ہے اور گوریا کا شکار
ہے۔ نمکین اور رنگ گلابی ہوتا ہے۔ سکنجبین سے مصلح کیا جا سکتا ہے غلیظ ریاح
بلغمی کو خوب تحلیل کرتا ہے اسکی بیٹ کا لیپ چہرہ کی جھائیوں اور سیاہی کو
زائل کرتا ہے حلال ہے۔

لوے کا گوشت: لوا فاختہ کے برابر اور اسکے ہمشکل بھی ہوتا ہے ذائقہ
تاثیر خشک اور رنگ گلابی ہے دیر ہضم اور قابض ہے سرکا اور گھی کا
مصلح بنا سکتا ہے دماغ اور جگر کو قوت بخشتا ہے بھوک خوب لگاتا ہے
دبلے پتلے لوگوں کے لیے خوب موافق ہے سدے کھولتا ہے جلندر کے لیے مفید ہے
ریاح کو تحلیل کرتا ہے فالج میں مفید ہے آنتوں کی سردی رفع کرتا ہے
حرکت دیتا ہے۔

مرغابی کا گوشت: لیساندہ اور بدبودار ہوتا ہے خوب سرخ۔
اور دیر ہضم ہے انار اور کا مرے اسکو مصلح کیا جا سکتا ہے اسکا ...
گوشت ہے۔ غلیظ غذا ہے بدن کو فربہ اور باہ کو حرکت ...
کی مالش کزاز، تشنج اور تمدد میں مفید ہے مقعد کی سختی ...

اور اسکی بیماریوں میں فائدہ مند ہے جلد کے نشانوں کو کھولتی ہے اس کے
بھیجا (مغز) مقعد کے ورم میں مفید ہے

گوشت طوطے کا :- خشک اور کسیلا رنگ نیلا و سرخ دیر
ہے گرم مصالحہ ڈالکر مصلح بنایا جاسکتا ہے۔ پیٹ کو گنگ کرتا ہے
سقطہ کو مفید ہے کھانسی کو نافع ہے دل کو فرحت دیتا ہے اسکی زبان خو
پیدا کرتی ہے بچوں کی زبان کی لکنت ختم کرتی ہے اس کا گوشت
بیٹ جھائیوں کو اور چہرہ کی سیاہی کو دور کرتی ہے۔

چڑیا و بلبل

چڑیا جب پنجرے کا دروازہ کھلا دیکھے
تو اسکو ایک سانس کے لیے بھی آمیں قرار نہیں آتا

غور کر جب سے حقیقت کا باغ کھلا ہے
اس پر کسی بلبل نے ایسی خوش الحانی نہیں کی

تعجب ہے اگر ایسی بلبل مرجائے
کہ اسکی ہڈیوں پر کوئی پھول نہ کھلے

لڑائی میں ٹڈیوں کے دن میں چڑیا کی طرح
مار ڈالنے میں اس کے لیے بہادر اور چڑیاں
ایسے پھول سے مناسب نہیں ہے
جس کے لیے ہر صبح ایک نئی بلبل ہو

ی طرح چہچہاتے ہوئے پھول کیطرح تازہ چہرے والے
ے کوچہ میں شور مچاتے ہوئے۔

یہ نہ کہہ کہ دولت کی چڑیا میرے پھندے سے نکل گئی ہے
ابھی اس کا دھاگا تو ہاتھ میں رکھا ہے

"بیل"

بیل کی طرح جس کی آنکھیں تیلی نے باندھی ہوں
رات چلنے کے باوجود رات کو وہیں ہے جہاں تھا۔

پرندے

نے صبح کے چہچہانے والے پرندوں کے پنجرے توڑ دیئے۔
ند قید خانہ ٹوٹ جائے قید میں کون ٹھہرتا ہے
وہ ہنسا کہ اے خوش الحان بلبل
تو اپنی گفتار کی خاطر پنجرے میں رہی ہے
ب پرند پنجرے سے نکل گیا اور پھندا ٹوٹ گیا
پھر دوبارہ تیری کوشش سے شکار نہیں ہو سکتا۔
فوراً ہی میں نے سفر کی تیاری کر لی
جنگل کو نکل گیا جس طرح پنجرے سے پرند

٭

مرغ

قرآن مجید میں مرغ کا براہِ راست کوئی تذکرہ نہیں ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن چار پرندوں کو زندگی بعد الموت کے تجربے کے طور پر لیا ان میں مرغ بھی تھا۔ مفسرین کی غالب اکثریت مرغ کو ان میں شمار کرتی ہے۔ اسی لیے اسکو شامل کیا گیا ہے۔

حدیثِ رسولؐ میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار ایک لڑکا اسی طرح مرغی کو باندھکر تیر کا نشانہ بنا رہا تھا حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے مرغی کو کھولا اور مرغی کے ساتھ اس لڑکے کو لیکر اسکے خاندان میں آئے اور کہا اپنے لڑکے کو اس سے منع کرو کیونکہ رسول اللہؐ نے اس طریقے سے جانور یا اور کسی جاندار کو نشانہ بنانے کی ممانعت فرمائی ہے اسی طرح کچھ اور لوگ مرغی کو باندھکر نشانہ بنا رہے تھے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کا گذر ہوا۔ تو وہ لوگ بھاگ گئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ایسا کس نے کیا ہے؟ جو لوگ ایسا کرتے ہیں رسول اللہؐ نے ان کو ملعون قرار دیا ہے۔ مولانا رومؒ کے مطابق مرغ شہوت نفس کا مظہر ہے۔

1۔ مرغ کے تنفس کی رفتار فی منٹ ساٹھ ہے اور نبض کی رفتار ۲۰۰ فی منٹ ہے جسم کا درجہ حرارت ۱۰۹ - ۱۰۵ کے درمیان ہے۔

2۔ مرغیوں کی ایک انتہائی مہلک بیماری ہے جس کو رانی کھیت کہتے ہیں

3۔ اگر مرغیوں کی خوراک میں کیلشیم کی کمی ہوگی تو اسکے انڈوں کے چھلکے پتلے ہونگے

4۔ مرغیوں میں معدنی اجزاء ٪ 3.2 فیصد ہوتے ہیں پروٹین یعنی لحمیات

21 فیصد - ٪55 فیصد پانی اور ٪19 فیصد چربی ہوتی ہے - مرغی کے جگر

(Tyramine) پایا جاتا ہے۔

آزادی سے قبل مندرجہ ذیل نسلیں مشہور تھیں جو پالی جاتی تھیں مقابلے ہوتے تھے اور انعام ملتے تھے۔

BLACK MINORCA (2) WHITE LEGHORN

(RED RHODES (4) چتلی مرغیاں (5) چھوٹی نسل کی مرغیاں

دیسی مرغیاں

شروع کی پانچ نسلیں دنیا کے مختلف علاقوں سے متعلق تھیں مثلاً جزائر RHODES یونان اور MINORCA اسپین و فرانس سے متعلق ہیں

آزادی کے بعد بغیر مرغیوں کے بغیر انڈوں کے پیدا کرنے کی صنعت شروع ہوئی۔ اور اب یہ کروڑوں روپے کی صنعت بن چکی ہے اسکی دو اقسام ہیں

(1) BROILER گوشت والی مرغیاں (2) LAYER۔ انڈے دینے والی مرغیاں انڈے بھی خوب دیتی ہیں اور گوشت میں اضافہ بھی بڑی تیزی سے ہوتا ہے ان کے لیے مخصوص خوراک (FEED) کے کارخانے کروڑوں کی تجارت کر رہے ہیں۔

جاپان میں ان کے پروں کی خوبصورتی کی خاطر جنگلی مرغ مصنوعی نسل رانی سے ایک تیسری نسل پیدا کی گئی ہے اسے لمبی دم والی یوکوہاما Long Thiled yokohama نسل کہا جاتا ہے۔ اسکی دم کے پر انتہائی خوبصورت ہیں بیس بیس فٹ تک لمبے ہوتے ہیں۔ مرغے کی آوازوں اور حرکات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اپنی ایک زبان (tongue) ہے جو وہ مرغیوں اور چوزوں کے ساتھ بولتا ہے

مثلاً کوئی اناج دانہ یا غذائی اشیاء مل جانے پر کٹ کٹ کرتا ہے اور خود کھانے
بجائے مرغی اور چوزوں کو کھلاتا ہے۔ پھر ایک خاص انداز سے کھلا پلا کر ایک
پھیلا کر چکر کاٹتا ہے یعنی پیار کا اظہار کرتا ہے اس طرح سے ایک طرف وہ سر
خاندان کا کردار ادا کرتا ہے دوسری طرف اپنی ضروریات کے مقابلہ میں وہ اپنے
خانہ کی ضروریات کو وہ فوقیت دیتا ہے۔ ہم مردوں کو مرغے سے کچھ سیکھنا چاہئے
اپنے کردار پر غور کر لیں کہ ہم اپنے اوپر کتنا خرچ کرتے ہیں اور اپنی بیوی ا
پر کتنا خرچ کرتے ہیں۔

چیل کوّے اور دیگر شکاری پرندوں کی آمد پر یا خطرہ کی پیش بندی
پر مخصوص آواز نکالتا ہے تاکہ مرغی اور چوزے محفوظ مقام پر پناہ لے لیں
ہونے سے بچ جائیں۔ بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ مرغی یا م
کوّے یا دیگر شکاری پرندوں سے باقاعدہ جنگ کر کے اپنے چوزوں کی
کرتے ہیں۔

مرغے کو مرغ سحر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا یہ فرض ہے کہ وہ
کی خبر دے اور اذان دے تاکہ لوگ عبادت کے لیے بیدار ہو جائیں۔ بعض وق
یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ بے وقت بھی اذان دیتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ
حیوانات جبلت کے مطابق عمل کرتے ہیں اپنے فرائض میں کوتاہی یا
کر سکتے جسے ہم بے وقت کی شہنائی سمجھتے ہیں۔ اصل میں تہجد
بیدار کرنا چاہتا ہے۔

مرغے مرغیوں میں کثرت ازدواج (POLYGYNY) کا رواج ہے ا

وجود رقابت کا سلسلہ بھی قائم ہے مرغوں کو آپس میں لڑنے اور زخمی کرنے کا طریقہ وجود ہے زخمی ہم قوم مزید زخمی کرتے یہاں تک کہ کھا جانے کا رواج بھی ہے ۔

مرغ شعراء کی نظر میں

مرغ کی آنکھ کی طرح ہونٹ کو ہونٹ سے جدا کرنا بے وقوفی ہوگی مرغ کے فضول چلانے کی وجہ ہے۔

مرغی کا بچہ انڈے سے نکلتا ہے اور روزی مانگتا ہے
آدمی کا بچہ عقل و ہوش اور تمیز نہیں رکھتا
جس کو قابو اور قدرت نہیں ہے۔
اس کے لیے ابلا ہوا تسلیم بھی بھنا ہوا مرغ ہے

مرغ اگرچہ لڑنے میں چالاک ہو
لیکن کانسی کے پنجے والے باز کے مقابلے میں کیا کر سکتا ہے

ش

افسردہ اگر اسکی نوا سے ہو گلستاں — بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغ سحر خیز
قوموں کی حیات انکے تخیل پہ ہے موقوف — یہ آداب سکھاتا ہے ادب مرغ چمن کو

مرغ سے طبی فوائد

AVIAIRE

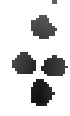
یہ مرغوں کی تپ دق سے تیار شدہ دوا ہے اس دوا کا بہترین اثر

پھیپھڑوں کے اوپر حصہ پر ہوا کرتا ہے انفلوانزہ خسرہ کے بعد ورم یہ دوا اکسیر
درجہ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر کارٹیر نے کئی ایسے مریضوں کو اس دوا سے صحت یاب کیا
جنکی زندگی کی امید منقطع ہو چکی تھی۔

OVI GALLINAE PELLICULA :

یہ دوا مرغی کے انڈے کے چھلکے کی اندرونی جھلی سے تیار کی جاتی ہے
یہ جھلی زمانہ قدیم سے رات کے وقت پیشاب نکل جانے کے واسطے اور خواہش نفس
کی زیادتی کے لیے مشہور ہے انڈوں کو کسی طرح پر استعمال کیا جائے لیکن اس کا اثر
آلات تناسل مردانہ اور زنانہ پر ہوا کرتا ہے دل کے درد اور عام کمزوری کے لیے بھی فائدہ مند
ہے زنانی بیماریوں میں بھی مفید ہے۔

اسکا گوشت قدرے لبانده، معتدل رنگ گلابی ہوتا ہے کثیر الغذا ہے
عقل تیز کرتا ہے، دماغ، فہم ادراک اور ذہن کو قوی کرتا ہے۔ مقوی باہ ہے تولنج
کو مفید ہے رنگ اور آواز صاف کرتا ہے، سرسام اور دیگر بیماریوں میں فائدہ
مند ہے اس کا تازہ گوشت سانپ کاٹے کی جگہ پر رکھنے سے زہر کو زائل کرتا ہے



مور

قرآن مجید میں مور کا براہ راست کوئی ذکر نہیں البتہ حضرت ابراہیمؑ کی
شنودی کی خاطر جن چار پرندوں کا ذکر ہے ان میں ایک مور بھی مفسرین کی
لب اکثریت کے مطابق ہے۔

پرندوں میں سب سے خوبصورت شمار کیا جاتا ہے ایک خوبصورت رنگ
گی دم کا مالک ترنگ میں جب ناچتا ہے تو دم کو پنکھے کی طرح پھیلا لیتا ہے
ی لمبائی ۸ سے ۲ ۹، انچ تک ہوتی ہے بجائے اسکی دم کے، مورنی کی نہ ایسی دم ہوتی ہے
ور نہ ایسے رنگین پر جیسے مور کے ہوتے ہیں، لیکن شعراء نے مورنی کی چال کی تعریف کی ہے
وہ رات کو درختوں پر بیٹھتے ہیں لیکن کھانے کے لیے اور گھونسلہ زمین پر ہی بناتے ہیں وہ
اناج خور اور گوشت خور دونوں ہیں مور کی آواز بہت تیز ہوتی ہے اور محسوس ہوتا ہے
نہ آؤ سینہ آؤ کہہ رہا ہے۔

جنگلی مور کھلے میدانوں میں رہتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے گروہوں میں گھومتے
ہیں، مور کی دو نسلیں جنوبی ایشیا سے متعلق ہیں اور ایک نسل افریقہ کی ہے لیکن مور دنیا بھر
میں پلے جاتے ہیں، ہندوستان کا مور نیلا ہوتا ہے سر گردن اور نچلا حصہ نیلا ہوتا ہے اور
دُم گہری سبز ہوتی ہے اس کو قدیم زمانے سے پالتو کر لیا گیا ہے جاوا کے مور کا رنگ
گہرا کاسنہ کا رنگ ہوتا ہے گردن اور چہرے کے نزدیک نیلا اور زرد رنگ کا ہوتا ہے
جاپانی اور چینی آرٹ کے نمونوں میں مور کو سبز دکھایا جاتا ہے ان موروں کو قابلِ احترام
سمجھا جاتا ہے اور انکی حفاظت بھی سختی سے کی جاتی ہے افریقی نسل کا مور کانگو

مور کہلاتا ہے ان کے چمکدار کالے پر ہوتے ہیں اور ان کے تاج میں سفید پر
ہیں یہ مور 1937ء میں دریافت ہوا تھا۔

حسن و عزت کے اعتبار سے پرندوں میں مور کا وہی مرتبہ ہے جو دنیا
میں گھوڑے کا مرتبہ ہے ان کے مزاج میں عفت اور اپنے حسن ذاتی اور پر و
خوبصورتی اور دم پر جبکہ وہ اسکو پھیلا کر مثل محراب کے کر لیتا ہے ناز و گھمنڈ سے
خصوصاً اس وقت جبکہ اسکی مادہ اس کے سامنے ہوتی ہے تو وہ اپنی دم پھیلا کر اس
سامنے ناچتا ہے مورنی جب تین سال کی ہو جاتی ہے تو انڈے دینے شروع
ہے اور سال بھر میں صرف ایک بار لگ بھگ بارہ انڈے دیتی ہے موسم
میں مور مورنی سے جفتی کرتا ہے موسم خزاں میں جب پت جھڑ ہو جاتا ہے تو
کے پر بھی جھڑ جاتے ہیں اور پھر جب درختوں پر نئے پتے نکل آتے ہیں تو مور
بھی نئے پر نکل آتے ہیں۔

جب مورنی انڈوں کو سیتی ہے تو مور اس سے بہت زیادہ کھیل کرتا ہے
اور اکثر انڈے ٹوٹ جاتے ہیں اسی وجہ سے پالتو مور کے انڈے عموماً مرغی
نیچے رکھے جاتے ہیں ان انڈوں کے سینے کی مدت ۳۰ دن ہوتی ہے مرغی ایک
میں مور کے صرف دو تین انڈے سہ سکتی ہے کیونکہ وہ کافی بڑے ہوتے ہیں مور کے
پیدا ہوتے ہی چگنا دوڑنا بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔ اپنے پروں کے اعتبار سے
وہ دلہن ہے اور اس کے پروں پر پیسوں کے نشانات ہیں۔ اس تمام خوبصورتی
باوجود مور کے پیر بہت گندے ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر اسکو شرمندگی ہوتی
اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے پیروں کو دیکھ کر شرما کر روتا ہے اسلئے ا

دلہن سے تشبیہ دی ہے۔ پیروں کے گندے ہونے کے سلسلہ میں روایت
ہے کہ وہ جنت میں اپنے پنجوں میں سانپ کو لپیٹ کے لے گیا تھا۔ اور اسی لیے
وہ جنت سے نکالا گیا۔ مور سانپ کو دیکھ کر مار تا ہے اور اسے کھا جاتا ہے۔

مور کے بارے میں ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ حسن و جمال کے
باوجود اسکو منحوس سمجھا جاتا ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ مور جنت میں ابلیس
کے دخول کا اور اس سے حضرت آدمؑ کے نکلنے کا سبب بنا تھا۔ اسی وجہ
سے اسکو گھروں میں پالنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ریاست بھرت پور کے
راجہ کے پاس ۹۹ مور تھے۔ جب وہ ایک نیا خرید کر ۱۰۰ کرتا تھا ایک
مر جاتا تھا۔ ہمیشہ ۹۹ مور رہے شاید اتفاق ہے بہت سی ہندو ریاستوں
میں مور کو پکڑنا۔ مارنا یا شکار کرنے پر پابندی تھی خلاف ورزی کرنے
والوں کے لیے سزا تھی۔

شافعیوں کے نزدیک مور کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس کا گوشت
خراب ہوتا ہے حنفیوں کے نزدیک اس کا کھانا حلال ہے۔ اس کی
تجارت جائز ہے مور کے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہے۔

پنجابی زبان میں ایک کہاوت ہے "چوروں کو پڑ گئے مور" اور
موروں کو پڑ گئے ہور۔ اور مطلب یہ ہے کہ چوروں سے زبردست مور
ہوتے ہیں اور موروں سے زبردست اور لوگ ہوتے ہیں۔ دنیا میں ایک
سے ایک زبردست اور ذات شریف ہے

مور سے زیادہ بارونق اور خوب صورت۔
مور سے زیادہ منحوس۔

مور کے طبی فوائد

مور کا گوشت دیر ہضم ہوتا ہے اور ردی المزاج ہوتا ہے گرم م
نفع بخش ہے پکانے میں سرکہ استعمال کیا جائے محنتی لوگوں کو اس کا گوشت
کھانا چاہیئے اگر مور کسی زہر آلود کھانے کو دیکھ لیتا ہے یا اسکی بو سونگھ لیتا
تو خوشی سے ناچنے لگتا ہے اگر یہ صحیح ہے تو مور صدر مملکت اور وزیر اعظم
کے کھانے کو چیک (پڑتال) کرنے کیلیے استعمال کیا جائے۔ آج کل تو یہ
کتا کھاتا ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے مور چیک کرے پھر کتا کھلائے
دستوں کا مریض مور کا پتہ گرم پانی اور سکنجبین میں حل کر کے پی لے تو
شفایاب ہو جائے گا۔ ایک اور ماہر طب کے مطابق مور کا پتہ سرکہ میں ملا کر
زہریلے جانور کے کٹے ہوئے کے لیے مفید ہے اگر مور کا خون نمک اور انزروت
میں ملا کر ایسے شدید زخموں پہ لگایا جائے جن کے ناسور بن جانے کا اندیشہ ہو
وہ زخم صحیح ہو جائیں گے اگر مور کی ہڈی جلا کر چھائیوں پر مل دی جائے تو انشا
چھائیاں ختم ہو جائیں گی

مور کا احترام

مور قبیلہ یزیدی سال میں کم سے کم تین مرتبہ اسکی زیارت ضرور کرتا ہے
یزیدیوں کے سردار شیخ عادی کے خواب میں ملک طاؤس ایک نوجوان کے روپ میں
بمع ایک مور کی دم کے۔

ترکی میں عام طور پر یہ بدی کی نشانی سمجھا جاتا ہے جاوا کے مسلمانوں کے
مطابق مور جنت کے دروازے کھڑا ہوگا اور شیطان کو کھا جائے گا۔ کچھ
علاقہ میں نہ تو مور کو پکڑا جاتا ہے اور نہ ہی اسکو ناراض کیا جاتا ہے ہندو

لب سمجھتے ہیں اور اس کے مارنے پر سخت پابندی اور سزا چل ہے۔
یورپ میں مور کے پر بدقسمتی کی نشانی ہیں، یونانیوں کے قدیم مذہب میں
کا تعلق ہیرا دیوی سے تھا اور اس کے مندر میں رکھا جاتا تھا۔ یورپ کے ملکوں میں
ی کی آواز بدشگونی ہے ہندوستان کے جاٹوں اور کھنڈوں میں مور کو مذہبی
یں حاصل ہے، پنجاب میں سانپ کے کاٹے پر مور کے پر کو جلا کر لگا دیتے
ی۔ مور چھل (یعنی مور کے پروں کی جھاڑو) بیماروں کے اوپر لہرانے سے
اروں کے بھوت بھاگ جاتے ہیں اور پر ٹخنوں سے باندھنے سے علاج
ر جاتا ہے۔

مور کی مرغوب غذا سانپ ہے سنا ہے کہ مور کی سانپ سے پرانی دشمنی ہے
ونکہ مور کو سانپ نے جنت سے نکلوایا تھا۔ لہذا انتقاماً مور جب بھی سانپ کو دیکھتا
ے کھا جاتا ہے۔

مور کی اوسط عمر 30 سے 24 سال تک ہوتی ہے
ہندوؤں کے نزدیک مور علم و دانش کی دیوی سرسوتی کا چہیتا پرندہ ہے
مور سبز خاکستری اور سفید رنگوں میں پائے جاتے ہیں

مور شعرا کی نظر میں

تم اپنے مور کے سے سامان آرائش کو نہ دیکھو اور مور کے پاؤں کے سے
عیوب کو دیکھو تاکہ تمہیں نظر نہ لگ جائے۔

بلبل کی حسرت ایک حجت ہے اور طاؤس کا غرور بچا اس گمان سے
حرص و شہوت سانپ ہے اور غرور اژدہا ہے۔

اے مور! حافظ قرآن تیرے ہر پر کو قدر دلپسندیدگی سے قرآن کے
اوراق میں رکھتے ہیں مفید ہوا کے لیے تیرے پروں سے پنکھا بناتے ہیں
اور موروں کی طرح اپنے پروں کو پھیلاؤ اور پھر پر دکھلاتے
مست سرخوشی اور خود پسند ہو جاؤ۔ مگر اس وقت بھی اپنے بدصورت
دیکھ لو۔ اس پرانے جوتوں کی طرح جو ایاز کے لیے شمع کی مانند تھے وہ اس
موجب ہوتے تھے ایاز اپنے پرانے جوتے دیکھ کر اپنے جاہ و اقبال اور
شوکت کے بڑھتے غرور کو روکنا مقصود تھا۔
میں کل دنیل کے باغ میں مور کی طرح اکڑتا پھرتا تھا۔

پھر آج دوست کی جدائی میں سانپ کی طرح بل کھا رہا ہوں
ان درختوں نے لطیفوں کی طرح غوطہ مارا اور ایام بہار میں مور کی طرح خوش
رنگ بن کر نکل آئے حالانکہ موسم خزاں میں کوے کی طرح بدرنگ تھے
آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر ام کیا ہے
شمشیر دستان اول طاؤس در باب آخر

تخت طاؤس دنیا کا سب سے قیمتی تخت ہندوستان میں شاہجہان نے بنوایا
کے بادشاہ نادر شاہ درانی نے دہلی پر حملہ کے دوران وہ حاصل کیا اور اب وہ
ایران کے پاس ہے۔

کبوتر

قرآن پاک میں براہ راست کوئی ذکر نہیں البتہ حضرت ابراہیمؑ کے اطمینان
رفداشت کے ضمن میں جن چار پرندوں کا ذکر ہے مفسرین کے مطابق ان
ایک کبوتر بھی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم کے مطابق جن چار پرندوں کو پال کر ہلایا
ان کو ذبح کیا۔ اور ان کو آواز دی اور وہ دوڑتے ہوئے چلے آئے تاکہ زندگی
ت کا یقین کامل اور حق الیقین ہو جائے ان پرندوں میں سے ایک
تھا اس تجربے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ اور خلیل اللہ نے کبوتر کو کافی فضیلت
ہے۔

حضرت نوحؑ نے جن سات جانوروں کے جوڑوں کو اپنی کشتی میں رکھا
میں سے ایک کبوتر تھا وہ صاف ستھرے پرندوں میں شامل تھا طوفان کے
لے کے بعد حضرت نوحؑ نے پہلے کوّے کو بھیجا کہ کہیں زمین نظر آ رہی ہے یا
ن پھر کبوتر یا فاختہ کو بھیجا جس نے یہ خوشخبری دی کہ امن ہو گیا ہے اور وہ
پنی چونچ میں زیتون کی ایک شاخ لیکر آیا اس وقت سے لیکر اب تک کبوتر یا
فاختہ زیتون کی شاخ کے ساتھ عالمی امن کا نشان سمجھا جاتا ہے
شورش کاشمیری کی مشہور کتاب شب جائے کہ من بودم سے اقتباس ملاحظہ ہو

۔جو سات جانوروں اور پرندوں کے جوڑے رکھے گئے ان میں بھیڑ، شیر، بندر، سور، کبوتر، کوا، فاختہ

فضل حق نے بتایا کہ الجزائر کے بن بیلا (احمد بن بالتہ) سابق صدر الجزائر
تحریک آزادی کے روح رواں) کی آمد پر اس خیال سے کہ بعض خفیہ رپورٹیں تازک تھیں
سعودی حکومت نے کعبۃ اللہ کے دائرے سے زائرین کو چند منٹ کے لیے پیچھے ہٹا دیا
جونہی طواف رکا اور مطاف خالی ہوا یکایک کبوتروں کی ٹکڑیاں ادھر ادھر سے
آنکلیں اور پھر پورے طواف شروع کر دیا۔ یہ نظارہ دیکھ کر اعضائے حکومت ہکا بکا
ہو گئے فوراً اپنی روک ہٹالی اور طواف شروع ہو گیا۔ کبوتر جس طرح آئے تھے
اسی طرح لوٹ گئے بن بیلا آئے اور عام لوگوں کے ساتھ طواف کر کے چلے گئے۔

ویسے نہ جانے کب سے کعبہ میں اور مسجد نبوی میں سینکڑوں کی تعداد میں
کبوتر ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہیں۔ حاجی صاحبان ان کے لیے
دانہ لاتے ہیں۔ تعجب یہ ہے کہ کوئی کبوتر خانہ کعبہ کے اوپر نہیں بیٹھتا بلکہ یہ بھی
کہ وہ کعبہ کے اوپر سے اڑ کر بھی نہیں جاتے مجھے یہ دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ ایک کبوتر نے
خانہ کعبہ کو چھوڑنے کی خاطر اپنی اڑان میں ۹۰ درجہ کا زاویہ بنایا۔ اور خانہ کعبہ کے
اوپر گزرنے کی بجائے ایک جانب سے گزر گیا۔ اللہ کی شان ہے البتہ گنبد خضرا
پر بے شمار کبوتر بیٹھتے ہیں۔

کبوتر کا احترام

مالاگاسی افریقہ میں کبوتروں کی بہت نسلیں ممنوع ہیں ہندوستان
اور یورپ میں بھی کچھ اسی قسم کا تصور ہے کچھ لوگ کبوتروں کو جادو کے
مقاصد سے پالتے ہیں۔ بعض جگہوں پر ان کو بدقسمتی کی نشانی سمجھا جاتا ہے
البانیہ میں اگر کسی سال دو کبوتر یا فاختہ آجائیں تو اس سال کا موسم بہت

تگوار گزرتا ہے۔ فلورنس اٹلی میں ایسٹر کے تہوار کے موقع پر ایک مصنوعی
ز چرچ میں اڑایا جاتا ہے سوابیا (Swabia) میں کبوتر کا جلوس
الا جاتا ہے جرمنی کے ایک شہر میں ایک گھونسلے میں ایک زندہ کبوتر کو بٹھا دیا جاتا
ہے اور اسکو ایک کھمبے پر رکھا جاتا ہے یہ بڑے میلے کے موقع پر کیا جاتا ہے
ے بناوٹی میلہ کیا جاتا ہے اور آخرکار کبوتر کو ایک پارٹی چرا کر بھاگ جاتی
ہے اور دوسری پارٹی روتی شور مچاتی رہ جاتی ہے۔ پھر چور کو پکڑا جاتا
ہے اور سب مل کر اسکو دریا میں پھینک دیتے ہیں اور کبوتر کو آزاد کر دیا جاتا
ہے۔

بمبئی میں برہمنوں میں رواج ہے کہ شادی کے دوسرے تیسرے دن
د کبوتر لائے جاتے ہیں دولہا دلہن ان کو تیل لگا کر چکنا کرتے ہیں اور ان کے
پروں کو چمکیلا کرتے ہیں۔ یورپ میں بھی کئی جگہ کبوتر شادی کے موقع پر کھانے
کے لیے دیئے جاتے ہیں۔ روس میں کبوتر نیک فال سمجھے جاتے ہیں مشرقی
یورپ کے علاقہ Styria میں کبوتر آگ لگنے کی پیشین گوئی سمجھا جاتا
ہے اور بعض جگہ موت کا پیش خیمہ۔ بعض جرمن علاقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے
کہ نیک لوگوں کی روح موت کے بعد کبوتر یا فاختہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے
یونان میں فاختہ اور کبوتر کو مندر کی زینت بنایا جاتا تھا مسلمان
بزرگوں کے مزاروں پر بھی کبوتروں کو احترام سے رکھا جاتا ہے پاکستان میں
سلطان سخی سرور کے مزار پر کافی کبوتر ہیں کبوتروں کو مزار کا حصّہ تصور کیا
جاتا ہے وسطی ایشیا کے شہر ختن میں ستاکر پادشاہ کے مزار پر بھی ایسے ہی

احترام اور پیار سے کبوتروں کو رکھا جاتا ہے یونان کے قدیم دیومالائی میں کبوتروں اور فاختہ کو اہم مقام حاصل تھا۔

۱۔ کبوتروں کی 279 اقسام پائی جاتی ہیں

2۔ جنگلی کبوتر کی رفتار 60 میل فی گھنٹہ ہوتی ہے

3۔ عام طور پر پرندے پانی پیتے ہوئے اپنی چونچ اور سر اوپر اٹھاتے ہیں کبوتر سر اٹھائے بغیر پانی پیتا ہے۔

4۔ کبوتر اور فاختہ امن کے نشان مانے جاتے ہیں۔

5۔ جنگلی کبوتر کی رنگت سیاہی مائل نیلی ہوتی ہے پالتو کبوتر سفید سلیٹی صندلی، چتکبرے سبزہ وغیرہ رنگت کے ہوتے ہیں ان کی ٹانگیں زیادہ سرخ ہوتی ہیں۔

6۔ مشہور قسمیں جنگلی، لقا، قاصد، گولا، لوٹن، عقوریہ، شیرازی مکھی کبوتروں کی ہیں۔

7۔ کبوتری سال میں دو مرتبہ انڈے دیتی ہے اور کل دو 2 انڈے دیتی

8۔ کبوتر، کبوتری ایک دوسرے کے انتہائی وفادار ہوتے ہیں ایک دوسرے سے بچھڑنے یا مرنے کا سوگ اور جدائی کا غم کافی عرصہ تک رہتا ہے

9۔ کبوتر اور کبوتری دونوں باری باری انڈوں کو سیتے ہیں سترہ سے اٹھارہ دن کے اندر بچے نکل آتے ہیں دو ہفتوں میں بچے اڑنا شروع کر دیتے ہیں، بچہ بد صورت ہوتا ہے ماں باپ باری باری ان کے منہ کے اندر اپنے پوٹے میں سے غذا نکال کر کھلاتے ہیں۔

کبوتروں میں سختی سے صرف ایک بیوی (MONOGAMY) کا رواج
دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بے انتہا Sincere اور وفادار ہوتے
کبوتر، فاختہ اور کوٹر و اپنی مادہ کو خوش کرنے کے لیے عرض غوں بھی کرتے ہیں
ایک بازو پھیلا کر چکر بھی لگاتے ہیں نر یا مادہ میں سے کسی ایک کے مر جانے
ائب ہو جانے کی صورت میں کم از کم ایک ہفتہ دس دن تک سوگ مناتے ہیں
عدت کے بعد ہی دوسری جانب راغب ہوتے ہیں عدت کے دوران دوسرے
نر یا کبوتری کا وجود ناقابل قبول ہوتا ہے دوسرے کی کبوتری میں دلچسپی بالکل
ں ہے۔ انسانوں کو کبوتروں سے وفا شعاری سیکھنی چاہیئے۔

اخبار ڈان کی اطلاع کے مطابق سوئٹزر لینڈ کی فوج نے اپنے کبوتروں کو اڑا دیا
نہ ستر سال سے سوئٹزر لینڈ کی فوج میں پیغام رسانی کے لیے کبوتروں کو رکھا ہوا تھا
ا فوجی حکام نے فیصلہ کیا ہے کہ کبوتروں کو پیغام رسانی کی خدمت سے فارغ کر دیا جائے
کبوتروں کو کبیں اور ملازمت ڈھونڈنی ہوگی یہ فیصلہ اسلیئے کرنا پڑا کہ اخراجات
کافی اضافہ ہو گیا تھا اور اخراجات کو کم کرنا لازمی تھا۔ کبوتروں کو فارغ کرنے
ے فوج کو افسوس ہوا ہے۔ کبوتروں نے دونوں جنگ عظیم میں بہترین خدمات انجام
ں یہ انکی خدمات اتنی محفوظ اور قابل اعتماد تھیں کیونکہ کوئی جاسوسی نظام ان
بوتروں پر اثر انداز نہیں ہو سکتا وہ پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑتے تھے ٹیلیفون
ر وائرلیس کے نظام میں مداخلت ممکن ہے لیکن کبوتروں کے ذریعہ پیغام رسانی
رفیصد قابل بھروسہ ہے

فوج کا یہ منصوبہ ہے کہ کچھ کبوتروں کو کبوتروں کی یورپی دوڑ کے لیے

تربیت دی جائے باقی تعداد کو کبوتروں کے پالنے کے شوقین حضرات کو فروخت
کر دیا جائے لیکن کچھ لوگوں کا یہ اندیشہ ہے یہ صحیح نہیں ہے۔

جنگلی کبوتروں کے طبی فوائد

اس کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے اس کے چھوٹے بچے استعمال کرنے چاہئیں
کثیر مقدار میں گھی استعمال کیا جائے تو اسکی حرارت اور خشکی کم ہوجاتی ہے روغن زیتون
اس کے انڈوں کا استعمال توت باہ کے لیے مفید ہے اگر اسکی بیٹ عرق گلاب میں
کر کے استعمال کی جائے تو رحم کے درد کے لیے مفید ہے اس کے انڈے کی سفیدی عرق
گلاب میں روئی بھگو کر آنکھ پر رکھی جائے تو آشوب چشم کے لیے اور ورم کے
نہایت مجرب نسخہ ہے۔

کبوتر شعرا کی نظر میں

• اس کبوتر کو جو کوٹھے کا ہلا ہوا ہے مت بلاؤ۔ بلانے کی ضرورت
نہیں کہ وہ بے بلائے بھی مانوس ہے ہاں ذرا اسکو ہٹاؤ تو سہی دیکھو
جانے والا نہیں کیونکہ وہ اس قدر رچا ہوا ہے گویا اس کے پر سلے ہوئے
کیونکہ اس کا دانہ اور غذا سب تمہارے کوٹھے پر ہے اس لیے وہ بلند پر
اڑتا ہوا بھی تمہارے دام میں گرفتار رہنے کا عاشق ہے
اگر تم اس طائر روح کو بے وجہ نکال بھی دو گے تو بھی تمہارے کوچے
کے گرد چکر لگاتا رہے گا۔

میں آپ کے کوٹھے اور کبوتر خانہ کے گرد کبوتر کی طرح پرواز کر رہا ہوں
دعبادات کے چاند کی طرف آؤ اور گناہوں کے غبار کو چھوڑ دو تم کو شاہ عشق
بلایا ہے جلدی واپس چلو۔

دنیا کے مختلف مذاہب اور قوموں میں کبوتر کو احترام

سے دیکھا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے مندروں میں خانہ کعبہ مسجد نبوی میں یورپ
عیسائیوں کے گرجے اور قدیم مذاہب کبوتر کو اہم مقام حاصل ہے خانہ کعبہ
بوتر کبھی بھی خانہ کعبہ کے اوپر نہیں بیٹھتے اور نہ اس کے اوپر سے گزرتے ہیں
تے اڑتے وہ درمیان میں ہو تو زاویہ قائمہ سے راستہ بدلتے ہیں، مسجد، خانقاہ
اور عبادت گاہوں میں اسکو باقاعدہ دانا ڈالا جاتا ہے

مالا گاسی، بھارت اور یورپ میں کبوتر کی کچھ نسلوں پر پابندی ہے، اور
دو کے مقاصد کے لیے بھی گھروں میں رکھے جاتے ہیں، بوزنیا میں بدقسمتی کی نشانی
بائیہ میں خوش قسمتی اور فضل کی نشانی، فلورنس اٹلی ایسٹر کے موقع پر گرجا گھر میں
لائے جاتے ہیں، جرمنی میں اس کا جلوس نکالا جاتا ہے، کھیل کھیلا جاتا ہے
بوتر چرایا جاتا ہے چور کو پکڑا جاتا ہے لوگ روتے ہیں پھر چور کو دریا میں پھینک
دیا جاتا ہے۔ بمبئی کے برہمنوں میں شادی کے دوسرے تیسرے دن ایک جوڑا کبوتروں
کالایا جاتا ہے اور دولہا دلہن دیئے جو ان کے پروں میں تیل لگاتے ہیں، یورپ میں
بھی شادی کے موقع پر کبوتر دیئے جاتے ہیں یا کھائے جاتے ہیں جرمنی میں کبوتر اچھی
نشانی ہے جبکہ دوسری جگہ یورپ میں آگ اور موت کا شگون ہے

درگاہ سخی سرور سلطان پاکستان میں اور شاکر بادشاہ ختن ترکستان میں بڑی
تعداد میں کبوتر ہوتے ہیں

بطخ

قرآن پاک میں بطخ کا ذکر براہ راست نہیں ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے جن چار پرندوں کو پالا تھا۔ ان کے متعلق کچھ مفسرین نے بطخ کا نام بھی لکھا لیکن غالب اکثریت اس کے حق میں نہیں ہے' البتہ مولانا جلال الدین رومی اسلام مشہور محقق و دانشور نے ان چار پرندوں میں بطخ کا نام بھی لکھا ہے صرف اسی بنا اس کا ذکر اس کتاب میں ہے مولانا نے فرمایا کہ انسان کا جسم چار نہروں کا مقام ہے جو اس میں جاری ہیں ان ہی نہروں کا نام چار مرغ فتنہ برپا کرتے والے ہیں یہ چار عادات مثل مرغ ہر وقت انسان کے افکار و خیالات کو تہہ و بالا کرتے رہتے ہیں جس سے انسان مغلوب و مقہور ہوتا رہتا ہے تو اگر مخلوق کی حیات ابدی کا خواہاں ہے تو ان چار منحوس اور برے پرندوں کا سر کاٹ ڈال۔ یعنی پہلے تو ان کو فنا کے گھاٹ اتار دے پھر حیات سرمدی کا طلبگار ہو بطخ مور کوا اور مرغ مثل چار پرندوں کے لوگوں کے نفس میں پوشیدہ ہیں بطخ حرص ہے مرغ شہوت نفس ہے مور شوکت و دبدبہ ہے اور کوا آرزو مندی ہیں انسان ان چار بند صفتوں سے بندھا ہوا ہے اس کا نفس ان سے مغلوب رہتا ہے کوا اس آرزو و امید میں رہتا ہے کہ میری عمر دراز ہو اور میں ہمیشہ زندہ رہوں اور بطخ کی حرص کا یہ عالم ہے کہ تر و خشک میں دفینہ ڈھونڈتی پھرتی ہے

حضرت سلیمان ع سے ایک آدمی نے شکایت کی کہ میرے پڑوسی میری بطخ چرا لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو اپنے پڑوسی

لیتے ہیں۔ پھر مسجد میں آتے ہیں تو ان کے سر پر پر ہوتے ہیں بس آنا کہنا تھا
آدمی نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس پکڑ لو اسکے تے بطخ
ہے۔

حضرت علی رضا نے فرمایا۔ کہ بڑی بطخ کے گوشت میں اللہ نے زیادہ خیر رکھی ہے
اور بزرگ نے کہا ہے کہ عورتیں جس وقت اکٹھی ہوتی ہیں تو وہ بالکل بطخ کی
ہوتی ہیں جب ان میں سے ایک چیختی ہے تو سب چیخ پڑتی ہیں۔ اگر بطخ کنارے
کرنے کی دھمکی دے دیا ہے تو بس تکلیفوں سے بچنے کے لیے تیار رہو جا
کا درجہ حرارت ۱۱۱ درجہ فارن ہائیٹ ہوتا ہے۔ بطخ کی اوسط عمر 25 سے
سال تک ہوتی ہے۔ بطخیں پانی میں اسلیے نہیں ڈوبتیں کہ وہ اپنے پروں میں وہ
مل لیتی ہیں۔ جن سے ان کے پر پانی روک ہو جاتے ہیں۔ یہ تیل ان کے خصوصی غدود
سے نکلتا ہے اور دن بھر تیرنے کے باوجود ان کے پر گیلے نہیں ہوتے کیونکہ وہ ایک
دوسرے سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔

بطخ کی مشہور اقسام ایلیبری، انگلستانی کیمبل، اور پیکنگ ہیں۔ اچھی بطخ
25 تک انڈے دیتی ہے۔ پالتو بطخ سے ... میں شروع ہوئیں وہ جنگل MALLARD
نسل سے تھیں سولہویں صدی میں MUSCOVY کو پالتو بنایا گیا۔ موجودہ نسلیں
ان ہی کی مخلوط نسلیں ہیں۔

چین کی سفید بطخ گوشت کے لحاظ سے اور انڈوں کے لحاظ سے بہترین ہے
امریکہ میں سب سے زیادہ یہی پلتی ہے لیکن بطخ انڈہ مرغی کے انڈے کے مقابلہ
پسند نہیں کیا جاتا۔ البتہ بیکریوں پر یہی چلتا ہے یہ مرغی کے انڈے سے کافی بڑا ہوتا

اس کے پَر بھی تکیوں اور رضائیوں میں بھرے جاتے ہیں۔ امریکی اطلاع کے مطابق
سلہء میں بطخ کو پہلی مرتبہ پالتو بنایا گیا صحیح نہیں ہے زمانہ قدیم سے بطخ کو
ہے اسی لیے حضرت ابراہیمؑ نے بطخ کو پالا۔ ہلایا اور وہ بھی اتنا کہ آواز
دوڑتی ہوئی آتی تھی۔

ہمارا تعلق پالتو بطخ سے ہے سائبریا سے نقل مکانی کرکے آنے
سے ہمارا تعلق نہیں اس طرح یہ دو قسم کی یا تین قسم کی بطخیں بنتی ہیں

۱۔ چینیا بطخ یعنی چھوٹی بطخ ۔ 2۔ بڑی بطخ سفید۔ 3۔ بڑی بطخ کالی۔
بطخوں کی چھ اقسام پاکستانی علاقوں میں پائی جاتی ہے منجر
(Spotbill) یہ پاکستان کے ہر علاقے میں پائی جاتی ہے یہ دریائے سندھ کے
کنارے جھیلوں اور نہروں میں ملتی ہے۔ نیل سر بطخ (MALLARD) دلدلی
علاقوں میں رہتی ہے۔ دھان کی فصل کو نقصان پہنچاتی ہے یہ بارہ انڈے تک دیتی
ہے چوبیس دنوں میں بچے نکل آتے ہیں چھوٹی بطخ منجیر جھیل میں بہاولپور اور ڈیرہ
کے پانیوں میں رہتی ہے چھوٹی جیکو اور بڑی جیکو اس کا گوشت ذائقہ میں اچھا
نہیں ہوتا۔ نکٹا بطخ (Comb) سندھ کے دلدلی علاقوں میں پائی جاتی ہے یہ
میں بڑی ہوتی ہے۔

بطخ کے طبی فوائد

بطخ کا گوشت نمکین اور بدبو دار ہوتا ہے خود مختلف رنگ و روپ کی
ہوتی ہے لیکن گوشت سفیدی مائل ہوتا ہے دردِ سر لاتا ہے اور جلد سڑ جاتا
ہے اسکو مصلح کرنے کے لیے گرم مصالحہ استعمال کرنا چاہیئے۔ کثیر الغذا اور گرمی

دفع کرتا ہے باہ کو قوت بخشتا ہے منی زیادہ پیدا کرتا ہے بدن کو فربہ کرتا اور قوت دیتا ہے اسکے پر و بال کھٹ مالا کو تحلیل کرتا ہے یعنی کنٹھ Glandural T. میں فائدہ مند ہے اسکی بیٹ چہرہ کی سیاہی اور ائیاں دفع کرتی ہے۔

حکیم بقراط کے مطابق اس کا گوشت گرم مزاج والوں کو زیادہ راس آتا ہے گوشت میں زیتون کا تیل ملا دیا جائے تو گوشت کی بدبو ختم ہو جاتی ہے بڑی لخ کے خفیہ قوت مردمی کے لیے بہت مفید ہیں۔ اس کے معدہ کی کنکریوں کو پیس پینے سے فائدہ ہے اس کا تیل بخونیہ اور بال گرنے کی بیماری میں اسکی مالش مفید ہے۔ بطخ کی زبان لکنت کے سلسلہ میں فائدہ مند ہے اس کا گوشت بہترین غذاؤں میں شمار ہوتا ہے لیکن دیر ہضم ہے اس کا انڈہ نیم برشت کاڑھا خون پیدا کرتا ہے اسکا انڈہ پہاڑی پودینہ Zalaria Multiflora اور نمک میں ملا کر کھایا جائے تو سر کے چکر ریاح اور قولنج (Colic pain دور ہو جاتا ہے۔

شکاری جانور (مکلبین)

قرآن مجید میں صرف ایک مقام پہ ہے

لوگ پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے کہو تمہارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سدھایا ہو جن کو اللہ کے دیئے ہوئے علم کی بنا پر تم شکار کی تعلیم دیا کرتے ہو وہ جس جانور کو تمہارے لیے پکڑ رکھیں اس کو بھی تم کھا سکتے ہو البتہ اس پر اللہ کا نام لے لو اور اللہ کا قانون توڑنے سے ڈرو اللہ کو حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی

خوراک (مائدہ)

یہاں شریعت نے اصل یہ رکھی ہے کہ سکھائے ہوئے تربیت یافتہ جانوروں کا اصل شکاری کا ہی کام سمجھا گیا ہے۔ اس طرح جانوروں کو سدھانے کی بڑی اہمیت رکھی قرآن مجید میں ان سدھائے جانوروں کے لیے آیا ہے کہ ان کا پکڑا ہوا شکار تمہارے لیے حلال ہے جسے وہ تمہارے لیے روک رکھیں۔ اور خود نہ کھائیں علماء نے اس کا تربیت یافتہ کتے کے لیے یہ رکھا ہے کہ وہ شکار کو پکڑ کر لائے خود نہ کھائے اور باز کے حق میں یہ رکھا ہے کہ اسے جب آواز دی جائے تو شکار کا پیچھا چھوڑ کر واپس چلا آئے لیکن ان کا بچا ہوا بھی حلال ہے۔

• شہباز کی اہمیت

کیلی فورنیا کے ایک پرانے قبیلے کے مطابق باز بھیڑیے کے مطابق گھر اندھیرے میں اڑ تا رہا۔ صاحب سلامت کے بعد دونوں نے ملکر سورج بنایا اسکو اپنی جگہ پر رکھا اور روشن کر دیا۔ ایک دوسرے قبیلے کے مطابق صرف باز کو

بلکہ پوری دنیا میں تنہا تھے۔ اور ساری دنیا پانی سے ڈھکی ہوئی تھی باز اور کوے
بلکہ کیچڑ سے پہاڑ بنائے اور یہ کیچڑ بلکہ پکڑ لاتی تھی۔

شمالی بورنیو انڈونیشیا میں جو باز کو راستے ہیں اور اسکو کہلاتے ہیں اس کا نام
بے احترام سے لیا جاتا ہے جیسے وہ کوئی روحانی طاقت رکھتا ہے اور اس کو احترام سے
بکتے ہیں اس کے ذریعہ فال نکالتے ہیں اور اپنے مقتول دشمنوں کا گوشت اسکو
ملاتے ہیں تاکہ یہ حفاظت میں رہیں۔ وہ بلی فلاکی (BALLI FLAKI) کی
بات کا جائزہ لیتے رہتے ہیں اور واضح قسم کی رسومات کے ذریعے دور دیس کے
سفر کے لیے شگون لیتے ہیں اور اس طرح سے وہ دیوتا کا روپ اختیار کر جاتا ہے
زراعت کے سلسلے میں بھی اس سے مدد حاصل کی جاتی ہے۔ نئے مکان کے سامنے اس کا
لکڑی کا مجسمہ نصب کیا جاتا ہے جس میں باز کے بازو پھیلے ہوئے ہوتے ہیں جس وقت
برے شگون لیا جاتا ہے اس وقت عورت نہیں ہونی چاہیئے وہ اپنے گھر میں سونے
کے کمروں میں لکڑی کا باز جس میں پر بھی لگے ہوتے ہیں اس کے کچھ جادوئی اثر ہوتے
ہیں خاص طور پر بیماری کے موقعہ پر۔ اس موقعہ پر شہباز خدا کا پیغامبر شمار ہوتا ہے
دوسرے قبیلے کا خیال ہے کہ باز دیوتا گھر کے درخت کی چوٹی پر رہتا ہے۔ اس کو
LIKI NEHO کہتے ہیں۔

ایک اور قبیلہ باز کو جنگ کا دیوتا شمار کرتے ہیں اسکو شگون کا دیوتا بھی
سمجھا جاتا ہے مالاگاسی میں باز کی تمام نسلیں شگون والی ہوتی ہیں کچھ اس کو مرنے کے بعد
دفن کرتی ہیں اس کے جسم کے مختلف حصے جادوؤں میں استعمال ہوتے ہیں ایک قبیلہ کا
نام ہے اور ان کا قومی نشان شہباز ہے فال یا شگون کا انحصار باز کی نسل پر ہے۔

امریکہ میں ایک قبیلے کا عقیدہ ہے کہ انسان کی روح ایک چھوٹی چڑیا کی روپ
سرزمین میں چلی جاتی ہے اگر آدمی برا ہوتا ہے تو اسکے گناہوں کے بوجھ کی وجہ سے
چڑیا کو پکڑ لیتا ہے اور روح کو نگل جاتا ہے

یورپ میں باز کو خوش قسمتی کی نشانی سمجھا جاتا ہے بیڈن جرمنی
کی ایک نسل کو گھر کے اوپر گھونسلہ بنانے کی اجازت ہوتی ہے اسکی موجودگی سے
بجلی سے محفوظ رہتا ہے بوہیمیا میں بھی باز خوش قسمتی کی نشانی خیال کیا جاتا
اصطبل کو محفوظ کرنے کے لیے اس کے دروازہ پر ایک باز نصب کر دیا جاتا
حفاظت اور خوش قسمتی کے لیے۔

پاکستان میں ان بازوں کی پانچ اقسام ہیں اور ردد کی ذیلی اقسام بھی
شہد خور باز، مشرقی شہباز، وسطی ایشیائی شکرہ، ہندوستانی شکرہ، ال
چڑی مار باز، طویل ٹانگ باز، سرکس (HARRIER) مرغی خور باز، پیل
مانٹیگو باز، دلدلی باز، آسپرے باز، ان میں سے اکثر باز گرمیوں میں یورپ
سردیوں میں پاکستان آ جاتے ہیں۔ افریقہ اور بھارت بھی چلے جاتے ہیں۔ کچھ
ایسے ہیں کہ وہ بطخ تک کو شکار کر لیتا ہے۔ کچھ باز شہد کی مکھی کا چھ
توڑ کر لے جاتے ہیں، چھتہ اور شہد اور اس میں سے نکال کر کھاتا ہے مشر
شہباز درختوں میں چھپ کر بیٹھتا ہے اور موقع سے شکار پر جھپٹتا ہے شکار
پرندے جو ہضم نہیں کر سکتے مثلاً پر، بال چھلکے تو وہ اٹھارہ گھنٹوں کے
چھوٹی گولیوں میں شکل میں اگل دیتے ہیں۔

شکاری پرندوں کا کردار قاتل یا ڈاکو کا نہیں ہے بلکہ وہ ماحول میں ک

کا توازن پیدا کرتے ہیں مردہ حیوانات. بیمار کمزور حیوانات کو کھا کر ماحول
لودگی اور بیماری سے بچاتے ہیں۔
یہ بات دلچسپ ہے کہ جب پرندے ان شکاری پرندوں کو اپنے گھونسلوں
نزدیک منڈلاتے دیکھتے ہیں اور اپنے انڈوں یا چوزوں کے لیے خطرہ تصور کرتے
تو ان کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیئے لنگڑا کر گھونسلے سے دور چلنا شروع کر دیتے
جس سے شکاری پرندے ان کی جانب راغب ہو جاتے ہیں پھر تیز تیز چل کر
کاری پرندے کو اتنی دور لے جاتے ہیں کہ ان کے چوزوں یا انڈوں کو کوئی خطرہ نہیں
یا. شکاری پرندہ جب ان کے نزدیک آ جاتا ہے تو تیزی سے اڑ جاتے ہیں
باز اور شکروں کو پکڑنے کے لیے لنگڑے یا بیمار پرندوں کے فن کو شکاری حضرات
تعمال کرتے ہیں کیونکہ شکاری پرندہ جبلی طور پر ان کی جانب راغب ہو جاتا ہے
باز. شاہین باز شکرہ، عقاب چیل سب ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں
نگریزی Goshawk, Kite اور Eagle, Falcon, Hawk
Peregrine Falc, Gry Falcon یہ سب شکاری پرندے ہیں
شہباز باز سے زیادہ بڑا اور بہتر نسل کا شمار کیا جاتا ہے۔ دنیا میں اسکی 27 نسلیں
شمار کی گئی ہیں سوائے انٹارٹیکا کے ہر جگہ پایا جاتا ہے اچھی قسم کے شہباز کے نوکیلے بازو
لمبی دم، بڑا سر، طاقت ور مڑی ہوئی چونچ، چھوٹی گردن اور پروں سے بھری ہوئی
رانیں اسکے پیر اور ٹانگیں بغیر پروں کے ہوتے ہیں مادہ نر سے جسامت میں بڑی ہوتی
ہے کچھ باز شکرے اپنا گھونسلہ درختوں پر بناتے ہیں کچھ ننگی زمین پر اور کچھ چٹانوں
کی دراڑوں میں اور کچھ دوسرے پرندوں کے چھوڑے ہوئے گھونسلے بھی استعمال کر لیتے ہیں

شہباز کی پرواز کی رفتار 120 میل فی گھنٹہ ہوتی ہے کچھ پرواز کے دو[illegible]
کیڑے مکوڑوں کو پکڑ لیتے ہیں اور کچھ منڈلاتے ہیں اور غوطہ لگا کر کیڑوں اور چھو[illegible]
حیوانات مثلاً چھپکلیاں اور مینڈکوں کو شکار کر لیتے ہیں بازوں کی ایک نسل
GRY FALCON بہت منتقی سے حملہ آور ہوتا ہے غوطہ لگا کر اپنے شکار کو پکڑ[illegible]
ہیں وہ اپنے شکار کو حیران کر دیتے ہیں اور مار دیتے ہیں یہ شکار وہ اپنے پنجوں
کر ڈالتے ہیں کچھ بازوں کو Merlin . Sparrow Hawk چڑیا باز [illegible]
کبوتر باز Pigeon Hawk بطخ باز Duck Hawk
Peregrine Falcoxi

زیادہ تر دنیا میں بطخ باز ہی پایا جاتا ہے یہ اوپر سے سلیٹی نیلا، کالی [illegible]
کالی مونچھیں اور نیچے سے زردی مائل، نیلا سفید، گردن اور حلق اور بھورا سینہ اور [illegible]
یہ باز کئی سو فٹ سے حملہ آور ہوتا ہے اور غوطہ لگانے کی رفتار 175 میل فی گھ[illegible]
ہوتی ہے PRAIRE FALCON صرف شمالی اور جنوبی امریکہ میں پایا [illegible]
ہے اسکے بازوؤں کے نیچے کالے دھبے ہوتے ہیں یہ پہاڑوں، میدانوں، صحر[illegible]
اور ریگستانوں میں ہوتے ہیں۔

زیادہ تر شہباز لمبے باز و رکھتے ہیں تاکہ شکار میں پیچھا کر سکیں وہ اپنے شک[illegible]
پر جھپٹا مارتے ہیں یا غوطہ لگا کر پکڑتے ہیں زندہ یا مردہ کیونکہ لیفق کا خوف [illegible]
وجہ سے دم نکل جاتا ہے۔ انکے پروں کا رنگ عمر کے ساتھ بدل جاتا ہے [illegible]
بڑے گھونسلے بناتے ہیں اور دوسرے بازوں اور شکروں سے دور کیونکہ خوراک
کے حصول میں مقابلہ سخت ہے زیادہ تر باز تنہائی پسند ہیں سوائے انکے [illegible]

ب گھونسلہ بناتے ہیں۔ کینیڈا اور امریکہ میں دو باز ایک چھوٹی جسامت کا
ACCIPETE، اور بڑے جسم والا COOPER باز بھی پایا جاتا ہے
کے علاوہ BUTEOS جن کے کندھے سرخ ہوتے ہیں اور سرخ دم والا
بھی ہے جو پورے شمالی امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ یورپ شمالی امریکہ اور ایشیا
ں سرکس CIRCUS نام کا باز پایا جاتا ہے۔

کوّا

قرآن پاک میں ال غراب۔ غراباً سورہ خوراک (المائدہ) میں دو مرتبہ آیا ہے جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر تو وہ بہت نقصان اٹھانے والوں میں ہوگیا۔ پھر اللہ نے ایک بھیجا اس نے زمین کو (چونچ سے) کھود کر دکھایا تاکہ قابیل کو دے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپا دے۔ کہنے لگا افسوس میری حالت پر کہ میں کوّا کے برابر ہوتا تو اپنے بھائی کی لاش چھپا دیتا سو بڑا شرمندہ ہوا۔

روایت یہ بھی ہے کہ ایک کوّے نے زمین کو کرید کر دوسرے مردہ کوّے کو لے کر دفن کیا۔ قابیل نے دفن کرنے کا طریقہ بھی دیکھا اور بھائی کی خیر خواہی دوسرے بھائی کے حق میں۔ تب اپنے فعل سے پشیمان ہوا کہ میں کوّے کے برابر بھی نہیں رکھتا۔

عہد عتیق (OLD TESTAMENT) میں اس کا ذکر چھ بار آیا ہے۔ اور عہد جدید میں ایک بار کوّے کا ذکر کیا گیا ہے۔ توریت کے مطابق کہ حضرت نوح ؑ نے طوفان تھمنے پر سب سے پہلا پرندہ جو اپنی کشتی سے اڑایا وہ کوّا ہی تھا۔ اور چالیس دن کے بعد یوں ہوا

(نوح علیہ السلام) نے کشتی کی کھڑکی جو اس نے بنائی تھی کھول دی اور اس نے
(ایک) کوّے کو اڑا دیا سو وہ نکلا اور جب تک کہ زمین پر سے پانی
(سوکھ) نہ گیا وہ آیا جایا کرتا تھا۔ پیدائش ۸/۷

قرآن پاک میں سورہ گائے (البقرۃ) آیت ۲۶۰۔
جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار
(مجھ)ے دکھلا دیجئے کہ آپ مُردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے۔
(فرم)ایا کہ یقین کیوں نہیں لاتا۔ کہا اس غرض سے عرض کرونگا کہ میرے
(قل)ب کو سکون ہو جائے۔
ارشاد ہوا تم چار پرندے لے لو پھر ان کو پال کر اپنے سے
(ہل)الو پھر ہر پہاڑی پر ان میں کا ایک ایک حصّہ رکھ دو پھر ان کو بلاؤ
(دیکھو) تمہارے پاس زندہ ہو کر دوڑے چلے آئیں گے۔ اور خوب
یقین رکھو اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔ شیخ الہند مولانا
محمود الحسن اور علامہ شبیر احمد عثمانی کے مطابق چار پرندے یہ ہیں۔
"ایک مور" ایک مرغ "ایک کبوتر" ایک کوّا۔
ان کو اپنے ساتھ ہلا لیا تاکہ خوب شناخت رہے (صفحہ ۵ حاشیہ ۱)
جہاں تک مور، مرغ اور کبوتر کا تعلق ہے یہ عموماً پالتو پرندوں
میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن کوّے کی موجودگی ذرا کھٹکتی ہے۔
اس ضمن میں معلومات کی گئیں تو معلوم ہوا کہ یورپ میں پالا جاتا ہے
وہ قبیلے جو کوّے کو کسی لحاظ سے متبرک سمجھتے ہیں یا جادوگر جو

کوّے کو استعمال کرتے ہیں۔ اس کو ہلا کر پالتو بنا لیتے ہیں کسی
بلا تحقیق و تجسس کے تسلیم کر لینا سوائے پیغمبر کی بات کے کچھ صحیح
ہے اللہ کے حکم کے مطابق پرندوں کے متعلق مندرجہ ذیل امور ہیں

۱۔ چار پرندے پالو

۲۔ پرندوں کو ہلایا جائے اس حد تک کہ تمہاری آواز پہ دو
چلے آئیں۔

۳۔ اڑنے کی بجائے دوڑنے کی بات کہی گئی ہے

اس کا مطلب یہ ہوا کہ پرندے پالتو ہونے چاہئیں مرغ کبوتر ا
مور بیشک پالتو پرندے ہیں۔ لیکن کوّا پالتو پرندوں میں شامل نہ
ہوتا۔ مجھے اس سلسلے میں بہت تردد تھا۔ اور دل کوّے کی موجود
کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا جب
میں شش و پنج میں تھا ایک بزرگ کو دیکھا کہ ان کی گود میں کوّا
ہوا ہے اور وہ خود سر بازار کراچی میں عید گاہ کے چوک پر جہ
بے انتہا بھیڑ اور ٹریفک کا سلسلہ ہوتا ہے۔ بڑے اطمینان سے بیٹھ
ہوئے ہیں۔ کوّا بھی ان کی گود میں اطمینان سے ادھر ادھر حرکت کر
ہے۔ میں ان بزرگ کے سامنے کھڑا رہا اور سوچتا تھا کہ ان سے
بات کروں۔ مجھ پر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ ہمت ہی نہ پڑی اور
بات کیے وہاں سے ہٹ گیا۔ اس واقعے کے بعد یقین ہو گیا کہ یہی چار
پرندے ہوں گے یقیناً۔

علاوہ ازیں شہر گجرات کے مضافات میں ایک مشہور خانقاہ ہے
پیر کرم الٰہی یا عرف عام میں پیر کاواں والے کہلاتے ہیں۔ یعنی
کوؤں والے جن کی خانقاہ پر سینکڑوں کوّے علی الصبح آ جاتے
اور شام کو اپنے مسکن پر چلے جاتے ہیں۔ تمام کوّے پیر صاحب کے
ے پر چلتے تھے اور ان کا حکم مانتے تھے اب سائیں کالے خاں
ان کے گدی نشین ہیں۔ کوّوں کی وابستگی کا اب بھی وہی تعلق
ہے۔ کوّے ان کے کندھوں پر ہاتھوں پر بالکل قریب بیٹھے رہتے
اور ایک اشارے یا ایک آواز پر جہاں کہا جاتا ہے چلے جاتے ہیں۔
تعالیٰ نے پرندوں میں سب سے زیادہ کوّے کو اہمیت دی ہے
اس کے بعد کبوتر کو۔

ہابیل کے قتل کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوّے کو خاص طور پر بھیجا کہ
ؤ اور قابیل کی نعش کو کس طرح دفن کیا جائے گا۔ وہ اپنے ساتھ ایک
ب مردہ کوّے کو بھی لے گیا۔ اور عملی مظاہرہ (PRACTICAL DEMONSTRATION)
ذریعہ قابیل کو تربیت دی اور اس طرح سے روئے زمین پر انسان کا پہلا
ستاد کوا قرار پایا۔ یہ بات اللہ کو ہی معلوم ہے کہ ہزاروں حیوانات میں
ے کوّے کو ہی کیوں منتخب کیا۔

توریت کے مطابق حضرت نوح ؑ کو حکم ہوا کہ اپنی کشتی میں سات
آٹھ جوڑے جانوروں کے رکھ لیجئے ان میں ایک جوڑا کوے کا بھی تھا
ہذا اب دوسری مرتبہ تخلیق کائنات کوّے کی اہمیت کے پیش نظر رکھا

گیا اور ایک جوڑا کوے کا بھی رکھا گیا۔

طوفانِ نوح ع کے بعد جب حضرت نوح ع کو ضرورت محسوس ہوئی یہ معلوم کیا جائے کہ طوفان کا پانی اتر گیا یا نہیں تو سب سے پہلے یہاں کوے کو یہ ذمہ داری سونپی کہ کھڑکی میں سے اڑ کر گرد و نواح کا جائزہ لے کر معلوم کرے کہ پانی اتر گیا اور کہیں زمین نظر آ رہی ہے یا نہیں اس وقت زمین کہیں نظر نہیں آئی تھی تو دوسری مرتبہ ذمہ داری یہ فضیلت کبوتر کو سونپی گئی اور اس نے اپنی تیز بینائی کی بدولت معلوم کر لیا کہ پانی اترنا شروع ہو گیا ہے۔ قہرِ الٰہی ختم ہوا اور زمین نظر آنے لگی ہے یعنی امن ہو گیا ہے یہ بات سمجھانے کے لیے اس نے زیتون کی ایک شاخ توڑی اور اپنی چونچ میں دبا کر امن کی نشانی کے طور پر لے آیا۔ اس دن کے بعد سے امن کا نشان کبوتر کا اڑتا ہوا اسکی چونچ میں زیتون کی شاخ امن کا نشان بن گیا جس کو اقوام متحدہ اور دیگر عالمی اداروں نے تسلیم کر لیا ہے بلکہ اختیار بھی کر لیا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم ع نے بھی کوے اور کبوتر کو ان پرندوں میں سے منتخب کیا ہے یہ فضیلت بھی کوے کو ملی۔ ہمارے ہاں میں جو ایک بے کار اور بدصورت پرندہ ہے اسکو اللہ نے اتنی فضیلت دی اور پہلے کوے کو بھیجا۔ پھر حضرت ابراہیم ع نے جن چار پرندوں کو اس تجربے کے لیے چنا تھا اس میں ایک کوا بھی تھا۔

مندرجہ بالا امور کے پیشِ نظر عام مسلمانوں کا کوے سے

اچھا نہیں یہ برتاؤ قرآنی روح کے منافی ہے علاوہ ازیں ہمیں
کے سائنسی پہلو کے پیشِ نظر اس پر سائنسی تحقیق کرنی چاہیئے کہ کوّے
نسانیت کے لئے کیا کیا مضمر ہے۔
شریعت موسوی میں کوّا متفقہ طور پر حرام ہے عیسائی اس کو
نہیں سمجھتے۔ علماءِ اسلام میں سے بعض نے کوّے کے حلال ہونے
سالے لکھے ہیں وہ درندے جو انسان پر حملہ کریں جیسے شیر
ر یا چیتا حرام ہیں باقی سب حلال ہیں۔

کوّے کی پرستش

سب سے زیادہ اہم علاقہ کوّے کی پرستش یا احترام کے
ظ سے امریکہ کا شمالی مغربی ساحلی علاقہ ہے جہاں ایک قبیلہ اسکو
یوتا سمجھتا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اس کے بازو پھڑ پھڑانے
ے خشک زمین تخلیق ہوگئی ہے۔ اس کے قریب کے جزیروں
ں دوسرا قبیلہ خود کو کوّے کی نسل سے سمجھتے ہیں یعنی کوّا ان
کا مورثِ اعلیٰ ہے۔ شمالی کینیڈا کے اسکیمو جاولے کے قدیم باشندے
بھی اُسکو خالق زمین سمجھتے ہیں ایک اور قبیلہ کا عقیدہ ہے کہ
پہلے کوّا سفید ہوتا تھا بعد میں سزا کے طور پر اسکو کالا کر دیا گیا
آسٹریلیا کے قدیم باشندے سمجھتے ہیں کہ کوّے نے آگ کا

انتظام بھی اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ کچھ قبیلے اس کا نام
گناہ سمجھتے ہیں۔ اور اس کو مارنا بھی دوسرا قبیلہ گناہ
ہے۔ کیونکہ کوتے میں کسی مردہ رشتہ دار کی روح ہوتی
اور اسکی وجہ سے بچے زیادہ پیدا ہوں گے ایک اور قبیلہ
خیال ہے کہ بھیڑیئے نے گیت گایا اور کوتے نے پانی چھ
یورپ کے سالانہ جلوسوں میں بھی کوتے کو خاص
حاصل ہے اگر کوّا میسر نہ آئے تو اس کے گھونسلے کو
بخشا جاتا ہے۔ قدیم یونان میں ایسے موقع پر کوتے کا
سنایا جاتا ہے اور بعض موقعوں پر کوّا ذبح کیا جاتا
تاکہ بلاؤں سے نجات مل جائے۔ موت کے موقعہ پر ہند
میں کوتوں کو کھانے کی چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔ کوّا کہیں
شگون اور کہیں اچھا شگون سمجھا جاتا ہے۔ اسٹریلیا
امریکہ اور یورپ میں جادوگر کوتے کو استعمال کرتے ہیں
قبیلہ کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص بہت بیمار ہے تو کسی جادوگر
نے کسی خبیث جانور یعنی کوتے کی روح اس کے جسم میں ڈال
کر گئی ہے۔ اور وہ اسکو دکھا رہی ہے۔ قدیم زمانے
روحانی معالج کوتے کا دل دکھا کر پیشین گوئی کرتے تھے
اور آج کے دور میں ڈنمارک میں یہ عقیدہ ہے کہ اگر
شخص بھنا ہوا کوّا کھالے تو اسمیں جادوگر کی طاقت

تو موجودہ زمین معرض وجود میں آئی، پھر انسان پیدا ہوا اور کوے نے اپنے آپ کو امریکہ کے قدیم باشندے کی جون میں تبدیل کر لیا۔

آج کے مسلمانوں کی نظر میں نہایت غیر اہم اور بے کار پرندہ کوا ہے۔ بہت سی کہاوتیں ضرب الامثال کوے کے خلاف اردو اور ہندی میں ملیں گی لیکن اللہ تعالیٰ نے کوے کو کافی فضیلت دی ہے انسان کا پہلا اتالیق یعنی استاد کوے کو مقرر کیا گیا ملاحظہ فرمایئے قرآن پاک ۵/۳۱

مندرجہ بالا واقعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کوا انسان کا پہلا اتالیق ہے جس نے انسان کو ایک مردہ انسان کو دفن کرنے کا طریقہ سکھایا اور یہ بھی سکھایا کہ ہم جانور ہو کر اپنے ہم جنسوں سے ہمدردی اور محبت رکھتے ہیں تم بھی اپنے ہم جنسوں یعنی دوسرے انسانوں سے محبت کا برتاؤ کرو قتل و غارت گری ایک دوسرے کا حق مارنا بری بات ہے قابیل یہ دیکھ کر بہت پچھتایا۔

کوے کی جبلت اور فطرت پر غور کیا جائے تو آج کا انسان بھی کوے سے بہت سیکھ سکتا ہے مثلاً

۱۔ ایک کوے کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو سینکڑوں کوے اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور اپنی کائیں کائیں غصہ کے ذریعے ظالم کو ظلم کرنے سے باز رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ظالم کے خلاف حملہ آور ہو جاتے

ہیں یعنی اپنے ہم جنس کو تکلیف میں مبتلا دیکھ کر اسکی مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔ زیادہ تر انسان جائے حادثہ سے فرار اختیار کرتے ہیں۔ چاہے حادثے میں زخمی انسان جان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے کوّا بہت حساس نڈر اور ڈھیٹ یعنی مستقل مزاج DETER MIND ہوتا ہے جب تک کوّا اپنا مطلب پورا نہ کرے اسوقت تک وہ اس مقصد کو پورا کرنے میں متحد رہتا ہے لکڑی دکھائیں تو فوراً اڑ جاتا ہے اور پھر موجود ہوتا ہے۔

علاوہ بریں قرآن پاک میں جو اشارات دیئے گئے ہیں انسانوں کا فرض ہے کہ اس سے پورا استفادہ کریں۔ کوا پر تحقیق کسی سائنسی درسگاہوں میں نہیں کی گئی ورنہ اس کے گوشت پوست عادات خصلت میں انسانوں کے لیے اسباق ہیں۔

کوّوں کی نسل تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے سوائے مشرقی آسٹریلیا اور جنوبی امریکہ کے اور یہ مختلف ناموں سے موسوم ہے کہا جاتا ہے۔ مثلاً

ماہرین پرندوں کے مطابق یہ پرندوں کی سب سے اعلیٰ خاندان میں شمار کیا جاتا ہے اس کی ہوشیاری بہت اعلیٰ پیمانے کی ہے اور بہت سی کہانیاں جن میں اسکی چالاکی اور ہوشیاری کے واقعات ملتے ہیں اور اس میں اختلاف بھی ہے، کوّے انسانی آواز کی کامیابی سے نقل کر سکتے ہیں اگر ان کو تربیت دے دی جائے

ے گوشت خور بھی ہیں اور سبزی خور بھی ہیں وہ ماحول کے مطابق
پنے آپ کو ڈھال لیتے ہیں اور ہر قسم کی کھانے کی چیز نگل
اتے ہیں۔

- کوے کی اوسط عمر ۱۰۰ سال ہوتی ہے۔
- اسکو دنیا کا چالاک ترین پرندہ کہا جاتا ہے
- فاختہ اور کوئل کے انڈے کوّے سہتی ہے۔
- بگلے کے انڈوں کے سب سے بڑے دشمن کوّے اور سانپ ہوتے ہیں
- کوّے کے انڈوں کی رنگت سبزی مائل نیلی ہوتی ہے

درخت کی شاخ پہ بیٹھے پرندوں میں سب سے بڑا شمار ہوتا ہے
یہ گہرا کالا چمکدار پرندہ ہے اسکی لمبائی سات انچ سے لیکر ۱۲ انچ
تک ہوتی ہے اسکی چونچ اور پنجے کالے ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر اناج
پر گذر اوقات کرتا ہے اسکی یہ عادت کسانوں میں ناپسندیدہ ہے
لیکن یہ فصلوں کے بہت سے نقصان دہ کیڑوں کو بھی ختم کر دیتا ہے
وسطی کینیڈا کے علاقوں میں شمالی امریکہ میں یہ آبی پرندوں کی نسل کے
لیے بہت تباہ کن ہے کیونکہ یہ ان کے انڈے کھانے کا عادی ہے
یہ اجتماعی زندگی کا شوقین ہے اور بڑے بڑے اجتماع منڈوں میں اکھٹے
ہو جاتے ہیں۔ لیکن گھونسلے علیحدہ علیحدہ بناتے ہیں اس کے انڈوں کا
رنگ سبزی مائل ارغوانی ہوتا ہے۔ یہ گھونسلے چھوٹی چھوٹی ٹہنیوں

سے درختوں کی چوٹی پر اپنا گھونسلہ بناتا ہے برطانیہ اور جنوبی مغ
یورپ کی طرف ہجرت کر جاتا ہے۔ یورپ کا کوّا مُردار کھاتا
اس کے علاوہ چھوٹی چڑیاں اور کیڑے مکوڑے کھاتا ہے یہ غیر
جگہوں پر اپنے گھونسلے بناتا ہے۔ ہندو پاکستان کا گھریلو کو
بہت پالتو ہوتا ہے۔ اور کارآمد بھی ہوتا ہے کیونکہ یہ گندبھی کھ
ہے ابھی تک ۱۰۳ قسمیں پائی جاتی ہیں، چین کے سرخ چونچ
کوّے بھی پائے جاتے ہیں۔ عموماً اسکی لمبائی ۱۲ سے ۱۶ ار انچ ہوتی
لیکن چین کے سرخ چونچ والے ۲۸ ار انچ تک ہوتے ہیں۔

ہمارے شاعروں نے کوّے کو قاصد تصور کیا ہے۔ یعنی
مہمانوں کے آنے کی اطلاع دیتا ہے

چھت کی منڈیر پر بیٹھ کر ایک مخصوص انداز میں آواز لگاتا ہے
جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کی آمد ہے۔

وہ محبوب کو حبیب کا پیغام بھی پہنچاتا ہے۔ ہمارے صوفی
شعراء نے مختلف انداز سے کوّے کی شان میں اشعار کہے ہیں
مولانا روم۔ شاہ لطیف، سعدی کبیرداس، خواجہ فریدؒ
نے اپنے اپنے انداز سے معنیٰ آفرینی کی ہے۔

شعرا کی نظر میں

تم گویا ایک کوّے ہو جو اپنے عیب کو محسوس نہیں کرتے
لوا اگر اپنی بدصورتی کو محسوس کرتا تو رنج غم سے برف کی طرح پگھل جاتا
حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو کہا کہ تورات دن ہمارے ساتھ رہ
کیونکہ تو مخفی پانی کی تلاش کرنے کا تجربہ رکھتا ہے تو ہمارے ساتھیوں کو
پانی پلانے والا بن جا۔
جب کوّے نے یہ فیصلہ سنا تو اس نے حاضر ہو کر براتے حسد حضرت
سلیمانؑ سے عرض کیا کہ اس ہد ہد نے غلط اور ناروا بات کی ہے بادشاہ
کے سامنے ایسی شیخی کی بات کرنا خلافِ ادب ہے یہ بات سراسر جھوٹ
اور ناممکن ہے اگر یہ ایسا ہی دور بین ہے تو ایک مٹھی خاک کے
نیچے چھپے ہوئے جال کو کیوں نہیں دیکھ لیتا۔
سورۃ النجم کی طرف اشارہ ہے آپ نے فرمایا۔ مازاغ
البصر، میں سدرۃ المنتہی پر بھی پوری طرح متوجہ رہا۔ کوّے کی
آنکھ کی طرح لیکن کوّے اس طرح دنیا کے شائق نہیں، ہم خالق کائنات
کے ساتھ رنگے ہوئے ہیں۔ باغ کے دلدادہ نہیں۔ کوّے کا قاعدہ ہے کہ
ہر مردار پر اپنا حق جماتا ہے تمام مردار خود پرندوں سے پہلے ان پہ
قبضہ جمانا چاہتا ہے ایک مردار پر کیا منحصر ہے جو چیز اس کے کام کی نہ
بھی ہو اسکو بھی چونچ میں دبا کر اڑا لے جانا اس کا شیوہ ہے بعض

بزرگان دین کا خیال ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ میں درختوں پر بے شمار کو
چھپے ہوئے تھے۔

درختوں نے بطخوں کی طرح غوطہ مارا اور ایام بہار میں مو
طرح خوش رنگ بن کر نکل آئے حالانکہ موسم خزاں میں کوے کی
بد رنگ تھے

■ بھلا بھٹی کا دھواں آفتاب کو کب چھو سکتا ہے۔ عنقا کو
کے مقابلے میں کب شکست کھا سکتا ہے آپ کی عقل کو جنون سے
کیا مطلب۔

■ تو اپنی مثال کو کوے اور الو کی طرح منحوس سمجھ کہ انکی نحوست
سے سینکڑوں خاندان بیٹھ گئے کوے اور الو کی نحوست اور اسکی نا
کا خیال اسلامی عقیدے کے خلاف ہے لیکن مولانا روم نے اس
ایک مشہور کہاوت کے طور پر پیش کر دیا ہے۔

■ آگ کو کہو خالص نور بن جا یا مچھر کو کہو کہ ہوا کی طرف چل یعنی
ہوا کی مخالف سمت ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ نے ہر ایک کے لیے
ایک خاص راستہ مقرر کر دیا ہے تیری کوشش سے ایک تنکا
پہاڑ نہیں بن سکتا۔ اگر اتنی سمجھ قابیل کو ہوتی کہ قبر کھود کر لاش
دفن کر دینی چاہیئے تو وہ اپنے بھائی ہابیل کی لاش کو سر پہ کیوں
اٹھائے پھرتا۔ وہ چالیس روز تک اٹھائے پھرتا رہا آخر اس
ایک کوے کو دیکھا جو ایک مردہ کوے کو چونچ میں اٹھائے ہوئے

میں اڑ رہا تھا وہ نیچے اُترا اور قابیل کو سکھانے کے لیے باقاعدہ
رکن بن گیا۔ پھر پنجوں کے ساتھ زمین سے مٹی کریدی اور فوراً
مُردہ کوّے کو قبر میں دفن کر دیا۔ اس کو دفن کرنے کے بعد
ٹی سے ڈھک دیا۔ کوّا اللہ کے الہام کے ذریعہ باعلم تھا قابیل
ے کہا۔ میری عقل پر تف ہے کہ ایک حقیر کوّا کاریگری میں مجھ سے
بڑھکر ہو۔ عقل جو علم نہیں ہو سکتی علوم کی صرف قابل وطالب ہے
ور اسی کو عقل جزوی یا عقل ناقص کہا گیا ہے۔
اللہ نے فرمایا عقل کل نے نگاہ کو نہیں پھیرا یعنی اپنے
مطلب کی طرف نظر جمائے ہوئے ہے۔ اور عقل جزوی ہر طرف
تک رہی ہے دیکھ رہی ہے کہ ہدایت حاصل ہو۔ نظر نہ پھیرنے والی
عقل تو خاصانِ خدا کا نور ہے۔ اور کوّے کی ہدایت مردوں کی قبر
کھودنے میں اشارہ ہے یعنی عقل کلی کا درجہ اعلیٰ ہے اور عقلِ
جزوی کا راج ادنیٰ ہے بہر حال ایک کوّے نے اپنے طرز عمل سے
انسان کو گورکنی اور دفن کا طریقہ سکھایا۔

۵۔ جو روح کوّے کے پیچھے لگے۔ کوّا اس کو قبرستان کی طرف
لے جائیگا۔ خبردار نفس کے پیچھے نہ جا جو کوّے کی مانند ہے کیونکہ وہ
قبرستان کی طرف لے جاتا ہے نہ کہ باغ کی طرف۔

۶ حقیقی باتیں اگر کوّے جیسے آدمی کے سامنے پیش کی جائیں تو
وہ ان کو محض دعویٰ اور شیخی مارنا سمجھے گا۔

• بزرگان دین کا کوا بھی اگرچہ صورت میں کوا تھا مگر ہمہ باز نکلا اور اللہ کی طرف سے نگاہ ہٹانے والا نہیں تھا۔

▪ تو اپنی مثال کو کوے اور الو کی طرح منحوس سمجھ کہ ا نحوست سے سینکڑوں خاندان بیٹھ گئے یہ عقیدہ خلاف اسلام

• ہر مرغ مثل کوے کے ہے جو عقلمندوں کی عقل کی نکالتا ہے۔

• نجاست اسکی آنکھوں کا نور ہے اور دل کا سرور ہے

▪ ہاں ہاں اے کوے جان دیدے اور باز بن جا۔ اللہ تبدیلی کے آگے جان قربان کردے۔

• تو کوے کی طرح گندگی پر عاشق ہے اسلیئے مشک کی خوش تیرے دماغ پر اثر نہیں کرتی۔

▪ اے خلیل اللہ آپ نے منحوس کوے کی طرح مرغ کو کیوں ذبح کیا اس میں کیا حکمت تھی فرمایئے تاکہ اسکی حکمت معلوم کرکے اپنے بدن کے بال بال سے سبحان اللہ پڑھوں۔ کوے سے مراد تمنایئں او مرغ سے مراد نفسانی خواہشات ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ کی خوشنود کے لیے پہلے تمناؤں کو ذبح کیا اور نفسانی خواہشات کو قربان کیا دونوں چیزوں یہ لفظ بہت پر لطف اشارہ ہے کیونکہ چوہے نے مینڈک کے ساتھ مستقل وصل کی تدبیر کی تھی مگر مذاق انگیز کوے نے وصل کو مذاق سے بدتر بنا دیا۔ اتنے میں جیسے ہی مذاق انگیز کو

ہے کے تسکار پر اچانک گرا تو اس کو اس جگہ سے اڑا کر لے گیا۔
چوہا کوتے کی گرفت سے ہوا پر پہنچا تو ڈورے کی کشش سے
ک بھی پانی کی گہرائی سے کھنچا چلا آیا۔ چوہا کوتے کی چونچ میں تھا
مینڈک ہوا میں لٹکتا جاتا تھا جس کے پاؤں میں ڈور بندھی ہوئی
لوگوں نے کہا کہ یہ کوتے کا مکر و فریب ہے مینڈک نے کہا یہ اس
ں کی سزا ہے جو کمینوں کا رفیق ہو جائے یعنی یہ برے لوگوں کی صحبت
یہ ہے نا جنس کی صحبت نقصان دہ ہوتی ہے۔

ہو جاتے ہیں زمانے کے مگر مچھ کے فریب سے بلے خوف
لومڑی خاک کے نیچے پھیل پڑ جاتی ہے تاکہ زمین ہموار نظر آئے
ی کو شک نہ ہو اس کی مٹی کے اوپر فریب دانے ہوتے ہیں۔ یہاں
اگر کوا بے خبر لومڑی کی طرف آتا ہے تو جھٹ وہ مکار لومڑی مکر
ساتھ اس کے پاؤں پکڑ لیتی ہے اور اسے کھا جاتی ہے۔

جب سانپ مگر مچھ اور لومڑی وغیرہ جانوروں تک میں
لاکھوں مکر ہیں تو ذرا سوچو کہ انسان کا مکر کیسا ہوتا ہوگا وہ تو
یلہ و تدبیر میں حیوانات کا سردار ہے۔

باز کوا۔ ایک باز بادشاہ کو بادشاہ کی طرف لے جاتا ہے ایک
یک باز کوؤں کو قبرستان لے جاتا ہے یعنی ہر شخص اپنی صلاحیت کے
مطابق کام انجام دیتا ہے۔ کوئی منزل کی طرف کوئی تباہی کی طرف
لے جاتا ہے۔

دنیا میں ہڈیاں اور گوبر کے اجزاء کوّوں کی ایسی غذا ہے
انسان کے لیے روٹی اسی لیے وہ اپنے قبرستان کی طرف جاتے
جہاں لوگ اپنے مردوں کو گڑھوں میں گاڑ دیتے ہیں جو زیادہ گہ
نہیں ہوتے۔ کتے کوّے اور مردار خور جانور بھی جمع ہو جاتے
مسلمانوں کے قبرستان ایسے نہیں ہوتے۔

کانگا کرنگ ڈھنڈولیو سب چن کھایو ماس
یہ دو نین نہ کھائیو کہ پیا ملن کی آس اغلام

یہ بہت مشہور شعر ہے اسکو دوسرے انداز سے بھی کہا گیا ہے۔
غلام فرید کے دیوان میں یہ شعر دیکھ کر تعجب ہوا۔

● کہاں تک بولتے جاؤ گے اب ادھر متوجہ ہوا ے خلیل
آپ نے منحوس کوّے کی طرح مرغ کو کیوں ذبح کیا۔ اس
حکمت بھی فرمایئے تاکہ اس کی حکمت معلوم کر کے اپنے بدن کے
بال سے سبحان اللہ پڑھوں۔

■ دنیا کی غذا کا تو یہ حال ہے کہ اگر تم کم کھاؤ تو کوّے کی طرح
بھوکے رہو گے۔ اور اگر زیادہ کھا جاؤ تو ڈکار تمہارے دماغ
کر دے گا۔

■ کوّے کی بھوک سے اسکی حرص اور بھوکا پن مراد ہے
چنانچہ وہ گوبر اور گندگی سے شکم سیر ہونے کے باوجود خشک ہڈی

تری لوہے کا ٹکڑا، ربڑ کی گیند صابن اور چمچہ وغیرہ جو چیزیں
کے کام کی بھی نہ ہوں ان کو بھی اٹھا لے جاتا ہے اسی طرح دنیادار
بھر کر کھانے کے بعد بھی وہی بھوکے کا بھوکا رہتا ہے۔

زندگی بعد الموت کے سلسلے میں حضرت ابراہیمؑ نے جن چار
دوں کو پالا تھا ان میں ایک کوا تھا۔ مولانا روم نے اس ضمن میں
یا کہ انسان کا جسم چار نہروں کا مقام ہے جو اس میں جاری ہیں
ہی نہروں میں چار مرغ فتنہ برپا کرنے والے ہیں یہ چار عادات
مرغ ہر وقت انسان کے افکار و خیالات کو تہہ و بالا کرتے رہتے
جن سے انسان مغلوب و مقہور رہتا ہے

تو اگر مخلوق کی حیات ابدی کا خواہاں ہے تو ان چاروں
س اور برے پرندوں کا سر کاٹ ڈالیں۔ یعنی پہلے تو ان کو
کے گھاٹ اتار دے پھر حیات سرمدی کا طلب گار ہو۔ بطخ
ر کوا اور مرغ مثل چار پرندوں کے لوگوں کے نفس میں پوشیدہ ہیں
بطخ حرص ہے مرغ شہوت مور شوکت و دبدبہ ہے اور کوا
رزوئیں ہیں انسان ان چار بندھنوں سے بندھا ہوا ہے ان کا
نفس ان سے مغلوب رہتا ہے کوا اس آرزو اور امید میں رہتا ہے
کہ میری عمر دراز ہو اور میں ہمیشہ زندہ رہوں۔ اور بطخ کے حرص
کا یہ عالم ہے کہ بر و خشک میں دفینہ ڈھونڈتی پھرتی ہے۔ اور
اوہام پرست لوگ کوے کی آواز کو سنکر، ہجر و فراق کا شگون
لیا کرتے ہیں۔ اسی لیے اسکا نام غراب البین یعنی فراق کا قرار پایا۔

بین الاقوامی شہرت کے مالک شاہ لطیف جن کے کلام کے
منظوم تراجم دنیا کی بہت سی زبانوں میں ہو چکے ہیں
اُردو بھی ان سے مالا مال ہے، کوے کی عادات، خصلت اور
اس کے ساتھ جو خلوص یا احترام ہے ان سے متعلق شاہ صاحب
پیش خدمت ہیں۔

آ میرے پاس بیٹھ جا کاگا
میں سنوں تیرے میٹھے میٹھے بول
حال ہے کیا وطن میں پیاروں کا
لا یہاں لا کے ان کے خط کو کھول

خط جو لایا ہے آج تو کاگا
اس نے کتنی تسلیاں دی ہیں
میں انہیں بار بار پڑھتی ہوں
جتنی باتیں بھی اس نے لکھی ہیں

دیس پیارے کا جدھر ہے کاگا
صبحدم تو ادھر کو اڑ جا
ادب و عجز و انکسار کے ساتھ
اسکو یہ بات جا کے سمجھا
اور تجھ سا نہیں کوئی محبوب
جانتا ہے تو سب کے دل کو خوب

جانے کیا کیا پیغام لایا ہے
آج پھولا نہیں سمایا ہے
میری آنکھوں میں بیٹھ جا آکر
کیوں سرِ شاخ مسکرایا ہے
جو کسی سے نہ ہو سکا کاگا
تو نے وہ کام کر دکھایا ہے

امتحے سے نہ لوٹ آنا تھا — تجھے ساجن کے پاس جانا تھا
نے تجھ کو دیا تھا جو پیغام — یاد کر کے اسے سنانا تھا

ے کاگا یہ تیری جست وخیز — دلنشیں عمر رسا، خیال انگیز
پیارے سے یہ کہو کاگا — کیوں یہ پردیس تم کو بھائے ہیں

پھر مجھ کو دینا ہے کاگا — ایک خط اپنے جان جاں کے نام
ے چھپا کر تم اسکو دے دینا — خود پڑھائے کسی سے وہ گلفام

نہ اترا زمین پر کوّا — آخر اسمیں تھی راز کی کیا بات
ے اڑنے نے یہ کہہ گیا مجھ سے — آنے والے ہی ہیں وہ خوش اوقات

عدی شیرازی

جدائی ڈالنے والے کوے کی آواز اس کے الحان کے پردے میں ہے
ل بہت بری آواز اسکی شان میں ہے
ایک طوطی کو ایک کوے کے ساتھ پنجرے میں بند کردیا اسکی بدصورتی
نظارے کی وجہ سے تکلیف میں رہتی تھی اور کہتی تھی یہ کیا مکروہ
رت ہے اور غصہ کے قابل ہیبت اور قابل لعنت منظر اور بھدے اخلاق و
ات ہیں۔ اے جدائی کے کوّے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب
جدائی ہوگی۔

طبّی نقطہ نگاہ

کوّے کے گوشت پر طب یونانی نے تحقیق کی ہے ان
مطابق کوے کا گوشت پھیپھڑوں کے لیے مضر ہے اور دیر ہضم
کوا ان کے مطابق عمدہ اور مجرب خضاب ہے اس کا شوربہ ر
غلیظ پیدا کرتا ہے اسکی بیٹ بینائی کو روشنی دیتی ہے، یو
اور ہندوستان میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کوے کا دماغ بڑھاپے
روکنے کے لیے تریاق کا کام کرتا ہے۔

اونٹ

قرآن پاک میں اونٹ کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال دیے ہیں کل بارہ مرتبہ یہ الفاظ بیان کیے گئے

۱۔ اِبل	۲۔ بعیر	۳۔ جمل	۴ ناقہ
(دو مرتبہ)	(دو مرتبہ)	(ایک مرتبہ)	(سات مرتبہ)

ابل کا لفظ صرف دو سورتوں میں استعمال ہوا ہے۔

سورہ مویشی (الانعام) آیت ۱۴۴۔ سورہ الغاشیہ آیت ۸۸

اور اونٹ میں دو قسم پیدا کی ہیں نر و مادہ

کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اسے کیسا (عجیب) پیدا کیا گیا ہے۔

بعیر کا لفظ بھی قرآن پاک میں دو بار آیا ہے دونوں دفعہ سورۃ یوسف آیت ۶۵۔ اور آیت ۷۲۔ دونوں مقامات پر ایک شتر بار کے سلسلہ میں استعمال ہوا ہے۔

ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک بار شتر غلہ اور لے آئیں گے"

پھر سرکاری پیمانہ گم ہونے کی صورت میں اعلان کیا گیا کہ جو کوئی اسے لے آئے گا اسکے لیے (انعام) ایک بار شتر (غلہ) ہے۔

لفظ بعیر عام طور پر بار برداری کے سلسلہ میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں دونوں مقامات پر اس کے اسی وصف کے اظہار کے لیے آیا ہے۔

جمل کا لفظ سورہ بلندی (اعراف) آیت ۴۰ میں مذکور عجب نہیں انگریزی میں CAMEL جمل کی بگڑی ہوئی شکل ہو جو عبرانی زبان کے ذریعے انگریزی تک پہنچی۔ یہ عربی محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

جھوٹے لوگوں کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ نکل جائے (یعنی ناممکن ہو گا)

انجیل مقدس میں صرف ایک دفعہ آتا ہے

"اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو" متی ۱۹ : ۲۴

توریت میں البتہ اس کا ذکر کوئی سات مرتبہ آیا ہے جن میں کئی بار اس کے گوشت کی حرمت کے سلسلے میں

ناقہ : قرآن پاک میں سات مرتبہ آیا ہے۔

۷۔ سورہ بلندی (اعراف) دو بار آیت ۷۳۔ آیت ۷۷

۱۱۔ سورہ ھود ایک بار آیت ۶۴

۱۷۔ سورہ بنی اسرائیل آیت 59

۵۴۔ سورہ قمر ایک بار آیت ۔ ۲۷

۹۱۔ سورہ شمس ایک بار آیت نمبر ۱۳

۲۶۔ الشعراء آیت ۱۵۵۔

ان ساتوں مقامات پر حضرت صالحؑ کی اونٹنی کے سلسلہ میں آیا ہے۔
رت صالح نے قوم ثمود سے کہا۔ کہ یہ اونٹنی تمہارے لیے اللہ ایک نشان ہے
، چھوڑے رکھنا (کیونکہ معجزہ کے طور پر پیدا کی گئی ہے صرف امتحان
لیے) کہ یہ زمین پر کھلی چرتی پھرے اور اس کے ساتھ برائی سے پیش
نا ورنہ تمہیں عذابِ دردناک آپکڑے گا۔ لیکن ان لوگوں نے اونٹ
کونچیں کاٹ دیں۔ تیسری جگہ تھوڑی سی لفظی تبدیلی کے ساتھ اس
قصہ کو دہرایا گیا ہے۔ چوتھی جگہ کہ ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی
بصیرت کے لیے لیکن انہوں نے اس کے ساتھ بڑا ظلم کیا۔ پانچویں جگہ
ضرت صالحؑ کی زبان سے قوم ثمود کو یوں مخاطب کیا ہے کہ یہ اونٹنی ہے
لہ کی نشانی۔ پانی پینے کی باری مقرر کر دی گئی ہے اس سے برائی
سے پیش نہ آنا ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا لیکن ان لوگوں نے ان کی
کونچیں کاٹ دیں بعد میں اسی قصہ کو دہرایا گیا ہے۔

اونٹ کے متعلق رموز

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ (الغاشیہ ا
کیا یہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اسے کیسا بنایا گیا۔؟

اللہ نے کروڑہا مخلوق بنائی ہے ان سب میں سے اونٹ کو
کیا گیا اور اعلان کیا گیا کہ اے انسانو! دانشورو! سائنسدانو! کہ
میں نے اونٹ کو کیسا تخلیق کیا ہے۔ اس آیتِ مبارکہ کے پس منظر
نظر ڈالیئے الغاشیہ کی ایک سے لیکر سترہ آیات میں کافروں اور ملحدو
یوم آخرت پر ایمان نہ ہونے اور سزاؤں کا ذکر ہے۔ پھر اہل ایمان کے بار
چہروں کا ذکر ہے اور انعامات کا ذکر جو روز آخرت ان کو ملیں گے
آیات سترہ سے بیس تک ان امور کا ذکر ہے جن کو دیکھ کر کافروں او
ملحدوں کو ایمان لانا چاہیئے مثلاً

۱۔ تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے (۸۸/۱۷)
۲۔ آسمان کو کس طرح بلند کیا گیا ہے (۸۸/۱۸)
۳۔ پہاڑوں کو کس طرح کھڑا کیا گیا۔ (۸۸/۱۹)
۴۔ زمین کس طرح بچھائی گئی (۸۸/۲۰)

غرضیکہ مندرجہ بالا عجائبات عالم دیکھ کر کافروں کو ایمان لا
چاہیئے۔ تو آگے فرماتا ہے تو اے پیغمبر آپ نصیحت کر دیا کیجئے
اور آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں۔ ۸۸/۲۱۔

ترجیحی فہرست پر غور فرمایئے۔ اللہ کے نزدیک (شاید) ایمان
لانے کے لیے سب سے اہم دلیل اونٹ کی تخلیق ہے۔ اس کے بعد آسمان
کی بلندی، پھر پہاڑ جن کو میخوں کی طرح کھڑا کیا گیا ہے تاکہ کرہ زمین
کا توازن قائم رکھ سکیں اور پھر فرش زمین کی رنگینی اور دلآویزی
ہمارے واعظ صاحبان اونٹ کو چھوڑ کر باقی تینوں چیزوں کا ذکر
کرتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کا علم تخلیق اونٹ کے سلسلہ
میں بہت محدود ہے اب آپ ملاحظہ فرمایئے ڈاکٹر خالق نور باقی
ترکی کے مشہور سائنسدان ہیں اور اسلام کے شیدائی ہیں انہوں نے
ان قرآنی آیات کی تفسیر میں ایک نیا زاویہ نگاہ دیا ہے۔

۱۔ اونٹ کے وجود میں ایسی خصوصیات ہیں جو کائنات میں نظریہ
ارتقاء (THEORY OF EVOLUTION) کو مکمل طور پر اسکی بنیاد تک
غلط ثابت کرتی ہیں۔ نظریہ ارتقاء انگلستان کے ایک پادری چارلس
ڈارون (CHARLES DARWIN) نے پیش کیا جس کے تحت یہ پیش کیا گیا
کہ انسان کی ابتداء بندر سے ہوئی ہے حالانکہ ڈارون خود سائنسدان
نہیں تھا اسکی تربیت بطور پادری ہوئی تھی۔ لیکن جدید دنیا کے زیادہ تر
سائنسدان اسی عقیدے کے قائل ہیں۔ اسی نظریہ کو صحیح ماننے سے حضرت
آدم ؑ کی پیدائش کا سلسلہ غلط ثابت ہوتا ہے لہذا اس نظریہ کو صحیح
تسلیم کرنے والے ملحد اور کافر ہو جاتے ہیں چاہے وہ یہودی ہوں
عیسائی ہوں یا مسلمان۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے ایمان کے لیے ترجیحی

فہرست میں اونٹ کی تخلیق کو اول درجہ دیا ہے۔ اسی لیے چاروں آسمانی کتابوں زبور توریت انجیل اور قرآن میں پیدائش آدم کا واقعہ بیان کیا گیا ہے یہ نظریہ ارتقاء کے قدرتی انتخاب کا نظریہ پیش کرتا ہے اس کے مطابق تمام جاندار جو اپنے ہی جیسے جاندار پیدا کرتے ہیں زندہ رہنے کے لیے سخت جدوجہد کرتے ہیں اور قدرت موزوں ترین کو منتخب کرتی ہے ان میں مفید اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے افراد کی بناوٹ بدل جاتی ہے۔ یہ اختلافات جو تھوڑے ہوتے ہیں ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اسی طرح ایک نئی قسم وجود میں آتی ہے اسی طرح بندر میں تبدیلیاں ہوتے ہوتے اس نے انسان کی شکل اختیار کر لی۔ نعوذ باللہ من ذالک

۲۔ اونٹ گھاس اور نباتات کھانے والا ایک بڑا جانور ہے نظریہ ارتقاء والوں کی نظر میں اونٹ دودھ پلانے والے (ممالیہ) جانوروں کا ایک نمائندہ ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ جنگلوں میں ہی رہتا اگر غلطی سے یہ ریگستان میں آ گیا تو کبھی کا ختم ہو گیا ہوتا۔ جیسے چند بڑے جانور ناپید ہو چکے ہیں۔ لیکن اونٹ کی اندرونی اور بیرونی بناوٹ عادتیں، اور ریگستان میں مستقل قیام نظریۂ ارتقاء کے قدرتی انتخاب کے طریقہ کو رد کرتی ہے کیونکہ اونٹ حالانکہ گھاس اور پتے کھانے والے بڑے جانوروں میں ہونے کے باوجود ریگستان میں ہی مقیم ہے اور خوش ہے کیونکہ اللہ نے اس کو ریگستان میں فرض (DUTY) ادا کرنے کے لئے

کیا ہے۔ اسکو گھاس اور پتے نہ ملیں تو وہ کانٹے کھا کر گزر
ہے اور وہ کانٹے کھانے والا واحد جانور ہے

۳۔ نظریہ ارتقاء کے مطابق جن جانداروں کا قدرتی طور پر جان
ے کا سلسلہ نہیں ہوتا وہ حیات کی کشمکش میں ختم ہوجاتے ہیں
ونٹ کے لیے کوئی قدرتی دفاع نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی
راؤں میں گوشت خور تیروں کے وجود کے دوش بدوش ہزاروں
سے موجود ہے۔

۴۔ اونٹ کا نظام ہضم ایک خاصیت کا حامل ہوتا ہے کہ
ٹوں کو کھاتا ہے ان کے سلولوز (CELLULOSE) کو نشاستہ
(CARBOHYDRATE) میں تبدیل کردیتا ہے۔ لیکن یہ اپنے جسمانی
انچے اور نظم میں دوسرے گھاس پتے کھانے والے جانوروں سے
لف نہیں ہوتا۔ اور صرف اسی ایک وجہ سے اونٹ کو ریگستان چھوڑ
لے جنگلات کی طرف بہت پہلے ہجرت کرجانا چاہیئے تھا۔

۵۔ گوشت خور جانور جو صحرا میں رہتے ہیں۔ ان کا ایک حیاتیاتی
قصد ہے یہ مقصد ان جانوروں کو اپنی خوراک بنانا ہے جو وہاں موجود
رتے ہیں مگر اونٹ کے لیے اس قسم کا کوئی مقصد نہیں ہے صحرا میں
کی خوراک کانٹے دار جھاڑیاں ہیں۔ حیاتیاتی مقصد کا بہانہ جو نظریہ ارتقاء
یش کرتا ہے اور جس کا مقصد جسمیوں (ORGANISM) کے پھلنے
پھولنے کا ذریعہ بتایا جاتا ہے۔ اونٹ پر لاگو نہیں ہوتا۔

اونٹ ایک ایسی مخلوق ہے جس کے ذمے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی خدمت کا کام سپرد کیا ہے اور اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں یہ جانور صاف وشفاف آنکھوں سے نظریہ ارتقاء والوں کا مذاق اڑاتا ہوا نظر آتا ہے۔

۶۔ اونٹ کے تمام جیسمے (ORGANISM) ایک دوسرے کے حیاتین (VITAMINS) کا تبادلہ کرتے ہیں۔ اور جانور بطور خاص پودوں سے وٹامن حاصل کرتے ہیں لیکن دوسری طرف اونٹ اپنے حیاتین (VITAMINS) خود پیدا کرتا ہے۔

۷۔ پانی کے سالمے (MOLECULLES) تمام جانوروں کے جسم میں سات سے چودہ دنوں تک موجود رہتے ہیں اگر نئے سالمے نہیں ملیں گے تو ان جیسموں کی زندگی ختم ہو جاتی ہے TRITIUM یعنی تابکار مثلاً ہائیڈروجن پر تجربات کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ اونٹ میں پانی سالمہ اپنی آیونی IONIC خصوصیت کی وجہ سے ایک سا تھ پچاس دن تک محفوظ رہتا ہے۔

۸۔ اونٹ کی یادداشت تمام جانوروں سے بہت زیادہ ہے جو کچھ دیکھتا ہے کبھی نہیں بھولتا۔ ریگستان کے راستوں کا نقشہ اسکے ذہن میں محفوظ رہتا ہے۔ اللہ نے یہ مخصوص صلاحیت اسلیے عطاء کی ہے کہ انسانی خدمت خاص طور پر ریگستان جنگل اور لق ودق صحراؤں میں بہتر طریقے سے انجام دے سکے۔

۹۔اپنے بڑے جسم کے باوجود اونٹ بے حد حساس اور تابعدار ہوتا
، اسکی تخلیق کی یہ خصوصیت صحرا کی زندگی سے مطابقت رکھتی ہے۔ صحرا
، رہنے والا سخت جان ہونے کے ساتھ بہت شاکر ہوتا ہے۔
۱۰۔تمام جانوروں میں سے اونٹ میں صبر کی خوبی بطور خاص پائی
تی ہے لہذا جو کچھ اسکو مل جائے اس پر صابر و شاکر رہتا ہے نہ بھی ملے
صابر رہتا ہے
۱۱۔اونٹ موسیقی کا شائق ہوتا ہے ارد گرد کے ماحول سے آنے والی
خوبصورت آوازوں سے یہ لطف اندوز ہوتا ہے وہ انسانی آواز کا بھی رسیا
تا ہے تربیت دی جائے تو موسیقی کی مخصوص دھن پر مختلف قسم کے
ص پیش کرتا ہے۔
۱۲۔انسان کے لیے اسکی وفاداری صبر و استقلال، یادداشت
سیقی کا شوق، خدمت کا جذبہ روکھی سوکھی کھا کے بغیر پانی کے خوش
ہنا اسکو تمام جانوروں سے ممتاز کرتی ہیں۔
مختصر یہ کہ اللہ کی طرف سے یہ اعلان ہے کہ دیکھو اونٹ کی طرف
سکی تخلیق کیسے کی گئی ہے اے انسانیت اگر اونٹ کو اپنی مرضی سے زندگی
گزارنی ہوتی تو وہ صرف ٹھنڈے اور سر سبز جنگلات میں ہی پایا جاتا۔
لیکن یہ اجاڑ ریگستان میں سختیوں کو صرف تمہاری خدمت بجا لانے کے لیے
جھیلتا ہے۔
خالق کائنات کہتا ہے کسی بھی مقصد کے لیے میں جسے چاہتا ہوں

تخلیق کرتا ہوں اگرچہ ایک جانور تو اپنے لیے ہرے بھرے میدانوں کی
خواہش رکھتا ہے مگر اونٹ یہ خدمت قبول کرتے ہوئے ریگستان کی
زندگی کو صبر و شکر سے قبول کیا ہے ۔ اپنے عظیم ڈیل ڈول کے باوجود
یہ اپنے آپ کو تابعدار رکھتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے
حکم عدولی کرتے ہو۔

۱۳۔ یہ خیال کہ اونٹ اپنے کوہان میں پانی جمع کر لیتا ہے غلط ہے
بلکہ مندرجہ ذیل امور پر منحصر ہے ۔

الف ۔ جب پانی کم ہو تو اونٹ پیشاب تھوڑا کرتا ہے اسطرح
سے وہ جسم میں پانی کی مقدار محفوظ کر لیتا ہے ۔

(ب) جسم کے درجہ حرارت میں باقاعدگی پیدا کرتا ہے تمام ممالیہ
عام طور پر درجہ حرارت سو درجہ فیرن ہائیٹ ہے (C) 38' اور
درجہ حرارت پسینے سانس اور پیشاب کے ذریعہ برقرار رکھتے ہیں لیکن ان
تینوں میں جسمانی پانی میں کمی واقع ہوتی ہے اس کے برخلاف اونٹ کا درجہ
حرارت 95 سے 105 درجے تک کم و بیش ہوتا رہتا ہے اور اونٹ کو
پسینہ کم آتا ہے ۔

(ج) زیادہ تر دودھ دینے والے جانوروں میں پانی کی کمی سے خون
گاڑھا ہو جاتا ہے ۔ لیکن اونٹ میں پانی کمی دور کرنے کے لیے اسکے دوسرے
بافتے (TISSUES) پانی چھوڑ دیتے ہیں اور اسطرح پانی کی کمی دور ہوتی
رہتی ہے ۔ اسطرح سے طویل عرصہ تک خون کے حجم کو مستقل رکھا جاتا ہے

رسیم کو ٹھنڈا رکھنے کا عمل قائم رہتا ہے اور درجہ حرارت بھی مناسب
ہتا ہے۔

۱۴۔ مخصوص حالات میں اونٹ بغیر پانی کے ۴ ۳ روز تک زندہ رہ
سکتا ہے لیکن پانی موجود ہو تو ایک اونٹ پانچ سے سات گیلن تک روزانہ
پانی پیتا ہے۔

اونٹ کی مختلف قسمیں عمر یا جنس کے لحاظ سے

ابل: مونث ابلہ۔

بعیر: اونٹ کو مینگنی کرنے کی وجہ سے بعیر کہتے ہیں۔ اس کا
اطلاق نر اور مادہ دونوں پر ہوتا ہے جس وقت اونٹ چار سال کا ہو جاتا
ہے اس وقت اسکو بعیر کہنا شروع کر دیتے ہیں اور نو سال کی عمر تک کہتے
رہتے ہیں۔

جمل: نر کی جگہ یعنی اونٹ۔

ناقہ: مونث کی جگہ یعنی اونٹنی

قعود: نوجوان اونٹ کے لیے۔

قلوص: اونٹ کے بچہ کے لیے

شارف: بوڑھی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

عواھل: دو کوہان والے اونٹ کو کہا جاتا ہے

ھمل: بے چرواہے کا اونٹ۔

اونٹ کی قسمیں دیگر لحاظ سے۔

ارجبیہ: یمنی اونٹ کو کہتے ہیں۔ یبنو ارجب قبیلے کی طرف منسوب ہیں

شذقمیہ: اس نام کا اونٹ لغمان بن منذر کا ایک قسم کا اونٹ تھا۔ اس لیے اس نسل اسی نام سے موسوم ہوگئی

عیدیہ: بنوعید قبیلہ کی طرف منسوب ہیں۔

مجدیہ: عمدہ یمنی اونٹ۔

شدینہ: یہ مخل یا بلد کی جانب منسوب ہیں

الکفایۂ / مھریہ: قبیلہ مہرہ بن حیدان کی طرف منسوب ہیں۔

مھریہ: اونٹوں کی ردی قسم۔

جنگلی اونٹ جو جنگلوں میں ہوتے ہیں۔

اونٹوں کی خوبیوں کے لحاظ سے مندرجہ ذیل اقسام عرب میں پائی جاتی ہیں۔ مختلف قبیلوں یا مقام کے مطابق جسم کی ساخت کے لحاظ سے اونٹوں کی اقسام ملاحظہ فرمایئے۔

العیس: اونٹ کے مزاج میں سختی یا شدت زیادہ ہوتی ہے

راحلہ: وہ شریف النسل اونٹ ہے جس کو بہت سے اونٹوں میں سے سواری وغیرہ کے لیے منتخب کرلیا جائے۔ یہ اونٹ کامل اور عمدہ مانا جاتا ہے۔ اگر وہ بہت سے اونٹوں میں مل جاتا ہے تو فوراً شناخت کر لیا جاتا ہے۔

ستملال: ہلکے پھلکے جسم والے اونٹوں کو کہتے ہیں۔

یعملہ: کام کرنے والوں کو

وحنا: مزاج میں سختی ہوتی ہے۔

ناحیہ: تیز رفتار اونٹ کو کہتے ہیں۔

عوجاً: دبلے اور چھریرے بدن والوں کو کہا جاتا ہے۔

شمودلہ: لمبے بدن والوں کو

ہجان: اچھی قسم کے اونٹوں کو کہا جاتا ہے۔

کوما: اونٹنی کے کوہان بڑے بڑے ہوتے ہیں۔

حرف: دبلی اور چھریری اونٹنی کو کہتے ہیں

قودآ: لمبی گردن والی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

شملیل: تیز رفتار اونٹنی کو کہتے ہیں

شول: بغیر دودھ والی اونٹنیاں۔ دودھ ختم ہو کر ان کے تھن سکڑ گئے ہوں۔

علامہ کمال الدین دمیری کی مشہور تصنیف حیات الحیوان سے ...باسات پیش کیے جا رہے ہیں۔

اورق: اونٹ کی اس قسم کو کہتے ہیں جو سفید مائل لمبیا ہوتا ہے ...ا کا گوشت اونٹوں میں سب سے اچھا ہوتا ہے لیکن اہل عرب اسے ...اری اور کام کے لیے اچھا نہیں سمجھتے۔

البازل: اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کے کو نچلی کے دانت

نکل آتے ہیں۔ چاہے وہ نر ہو یا مادہ۔ تقریباً یہ دانت آٹھ
عمر میں نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ بختی اونٹ کو بھی عربی النسل
ہے ان کی گردنیں لمبی ہوتی ہیں۔

ایک مرتبہ ایک چور کو لایا گیا جس نے بختی اونٹ کی چوری
یہ چوری سفر کے دوران کی تھی۔ بسر بن ارطاۃ نے کہا حضور صلی اللہ
کا فرمان ہے۔" سفر میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں" اگر یہ عذر نہ ہوتا
کا ہاتھ ضرور کاٹتا۔

بعیں کے عنوان میں اونٹ کے طبی فوائد :

۱۔ اونٹ کا گوشت سوزش پیشاب میں آرام دہ ہوتا ہے۔
۲۔ اونٹ کے گوشت کا طلاء داد کے لیے مفید ہے۔
۳۔ اونٹ کے پھیپھڑے کا طلاء چہرے کی جھائیوں کے لیے مجرب
۴۔ اونٹ کی چربی کا طلاء بواسیر کے لیے نافع ہے۔

بکر : اجوان اونٹ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی عسفان
پہنچے تو آپ نے اس وادی کے سلسلے میں حضرت عمرؓ سے فرمایا" کہ اس وادی
سے حضرت نوحؑ وھودؑ وابراہیمؑ اپنے جوان اونٹوں پر سوار ہو کر
گزرے ہیں۔

جزور : اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو ذبح کی جائے عمرو بن عاصؓ
نے اپنے وصال کے وقت فرمایا تھا" کہ جب تم مجھے دفن کر دو تو میری قبر پر
پانی چھڑکنا۔ اور میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر اونٹنی ذبح کی جاتی

، کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے مانوس ہوجاؤں اور غور کروں
پنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں۔ اونٹنی کے ذبح کرنے اور
شت کی تقسیم کی مثال اس وجہ سے دی جاتی ہے کہ عمرو بن العاص ابتدا میں
میں قصاب تھے تو آپ کو اونٹوں کو ذبح کرنے سے محبت ہوگئی۔ اور
نے اسی کی مثال دی۔ کچھ غیر متعلقہ لیکن اہم معلومات درج کی جارہی
۔ توحید نے کتاب "بصائر القدماء و سرائر الحکماء" میں ہر اس شخص کی
ت و حرفت کا ذکر کیا ہے جو قریش سے متعلق ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	بزاز (کپڑا فروش)
حضرت عثمان غنی رضؓ	بزاز (کپڑا فروش)
حضرت طلحہ رضؓ	بزاز (کپڑا فروش)
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ	بزاز (کپڑا فروش)
حضرت عمر فاروق رضؓ	کمیشن ایجنٹ
حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ	تیر تراش
حضرت ولید بن مغیرہ رضؓ	لوہار
حضرت ابوالعاص	لوہار
ابوجہل کا بھائی	"
عقبہ بن معیط	شراب فروش
ابوسفیان بن حرب	زیتون و چمڑا فروش
عبداللہ بن جدعان	غلاموں اور جانوروں کی تجارت۔

نضر ابن حارث	سارنگی نواز
حکم ابن ابی العاص	بکروں کو خصی کرنے والے
ابن عمر ضحاک بن قیس	بکروں کو خصی کرنے والے
ابن سیرین رح	بکروں کو خصی کرنے والے
عاص بن وائل	جانوروں کے معالج
عمر بن العاص	قصاب
امام ابو حنیفہ رح	درزی
زبیر بن عوام	درزی/قصاب
عثمان بن طلحہ	"درزی
چابی بردار کعبہ	
قیس بن مخرمہ	درزی
مالک بن دینار	کاغذ بنانے والے/بیچنے والے/کات
مہلب ابن ابی صفرہ	مالی
قتیبہ بن مسلم	مزدور اور ساربان

جنہوں نے آذربائیجان، آرمینیا، جارجیہ، چیچنیہ، انگشیا
داغستان وغیرہ کو فتح کیا اور جن میں سے بیشتر ممالک

ے علاقے ہیں۔

یوسف بن عتیبہ	معلم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا اور بکری کا گوشت کھا کر وضو
ضروری نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں تھے تو اچانک عقبہ بن
معیط نے آپ کی کمر مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی کا بوجھ رکھ دیا
جس کی بنا پر آپ سر سجدہ سے نہ اٹھا سکے۔ اتنے میں حضرت فاطمہؓ تشریف
لائیں اور آپ کی کمر مبارک سے تمام گندگی کو اتار پھینکا۔

جمل: جنگ جمل کے دن جس اونٹنی پر حضرت عائشہ رضؓ
سوار تھیں۔ اسکو یعلی بن امیہ نے چار سو درہم کا یا دو سو درہم کا خریدا
تھا اونٹنی کی مہار پر تقریباً اسی ہاتھ کاٹے گئے، اونٹنی پر حملہ کے
بعد لڑائی ختم ہوئی۔

محاورے، کہاوتیں و اشعار

جب بغیر عقل کے اونٹ بڑھ گیا تو اب اونٹ کی بڑھائی (یعنی
بڑھنے سے) بے نیازی نہیں برتی جا سکتی۔

میرا شوہر اونٹ کے گوشت کی طرح ہے جیسے کہ کسی بنجر پہاڑ
اور پیچیدہ خاشاک کا انبار ہو۔

مومن نکیل والے اونٹ کی مانند ہے اگر اسکی نکیل کھینچی جائے
تو اتباع کرتا ہے۔

جمل الف سے مراد ہے جس کے ناتھ ڈالدی گئی ہو جس کی وجہ سے

وہ اپنے ساربان کے حکم سے روگردانی نہیں کرتا۔ نیز الف اس
بھی کہتے ہیں جو آسانی سے تابع ہو جائے۔

امام احمد، ابو داؤد اور نسائی نے ابو ہریرہ رضی سے روا
ہے کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی نشست اختیا
بلکہ پہلے زمین پر دونوں ہاتھ ٹیکے اور پھر اپنے دونوں گھٹنے۔

حضرت امام بخاری رح امام ترمذی اور نسائی وغیرہ نے حضرت
یہ روایت نقل کی ہے

حضرت جابر رض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت (ساتھ) ایک
سوار تھے وہ اونٹ تھک گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی پشت
لکڑی چھوئی اور اس کے حق میں دعا فرمائی پھر آپ صلعم نے اس پر سوار ہو
حکم دیا۔ تو حضرت جابر رض اس پر سوار ہو گئے اور سب سے آگے نکل
حضرت جابر رض کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے پوچھا کہ جابر تو نے اپ
کو کیسے پایا۔ تو میں نے جواب دیا کہ حضور آپ کی برکت نے اسکو ٹھیک کر د
تو آپ نے فرمایا کہ تم اسکو میرے ہاتھ فروخت کر دو گے؟ حضرت جابر
ہیں کہ میں شرما گیا۔ اور میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا
نے عرض کیا کہ جی حضور! تو آپ اس کی قیمت میں اضافہ کرتے رہے اور
فرماتے رہیے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ یہاں تک کہ میں نے اسکو
سونے کے بدلے میں آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس شرط پر کہ مد
تک اس پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ لہٰذا میرے مدینہ پہنچنے پر آپ نے حضرت بلال

حکم دیا کہ ان کو قیمت دو اور کچھ مزید دیدو تو پھر نبی کریمؐ نے اونٹ بھی مجھکو واپس کر دیا۔

روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵ مرتبہ دعائے مغفرت فرمائی۔

علامہ محمد ابن ظفر اپنی کتاب خیر البشر میں لکھتے ہیں کہ اسکندریہ (مصر) کے دروازے پر تانبے کے اونٹ کا مجسمہ جس پر عربی شکل کا ایک زرد پوش سوار تھا سر پر عمامہ اور پیروں میں جوتے بھی تانبے کے تھے۔ اسکندریہ میں اگر دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوتا تھا تو وہ باہمی تصفیہ کے لیے اس مجسمہ کے سامنے آتے اور مظلوم ظالم سے کہتا کہ اس گھوڑ سوار کے غائب ہونے سے قبل میرا حق دے دو کیونکہ جس وقت یہ غائب ہو گا تجھ سے میرا حق پورا وصول کرے گا تو چاہے یا نہ چاہے یہ مجسمہ حضرت عمرو بن العاص کے مصر فتح کرنے تک باقی رہا پھر غائب ہو گیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شخص کو غلطی سے قتل کر دیا گیا کوڑوں سے مار کر یا لاٹھی سے تو دیت سو اونٹ ہو گی جن میں سے چالیس اونٹنیاں ایسی ہونگی جنکا حمل ہو۔" اہلِ عرب کسی کو فقر و فاقہ کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں نہ اس کے پاس سواری کیلیے اونٹ ہے اور نہ دودھ کیلیے اونٹنی اور نہ بار برداری کیلیے کوئی جانور۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ دنیا مومن کی سواری (اونٹنی) اس پر چڑھکر جنت میں جائے گا اور اسی کے

ذریعہ جہنم سے نجات پائے گا۔ یعنی دنیا میں ہی عمل کرکے جنت
جائے گا اور دنیا ہی میں عمل کرکے (صدقہ وخیرات وغیرہ کرکے)
نجات پائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا قول "ناقة الله" یعنی اللہ کی اونٹنی یہاں اضافت
تشریفی ہے یعنی اس کے شرف ومرتبہ کو بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی
نسبت کردی ورنہ دیگر مخلوقات بھی اللہ ہی کی ہیں۔ اس سے حضرت صالح
کی اونٹنی مراد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ آپ کی نبوت کی تصدیق کے
لیے پہاڑ سے پیدا کیا تھا۔

یہ اونٹنی گرمی کے موسم میں وادی کے اوپر کے حصہ میں رہتی تھی
دوسرے مویشی اس کے ڈر سے وادی کے نشیبی حصے میں بھاگ جاتے تھے
جہاں گرمی زیادہ ہوتی تھی۔ اور زمین پر گھاس وغیرہ نہیں ہوتی تھی اور
سردیوں کے موسم میں یہ اونٹنی وادی کے نشیبی حصوں میں آجاتی تھی۔ مویشی
اس کے خوف سے اوپر کے حصہ میں جاکر پناہ لیتے تھے جہاں سردی سے
ٹھٹھرتے رہتے کنوئیں کے پانی کی باری مقرر تھی۔

اونٹنی لوگوں کے لیے اپنے پاؤں پھیلا دیتی تھی۔ لوگ اس سے جتنا
چاہتے تھے دودھ لیتے تھے پیتے بھی تھے اور اپنے تمام برتنوں میں بھر کر
ذخیرہ بھی کر لیتے تھے پھر دوسرے راستے سے لوٹ جاتی یہ سلسلہ قوم
ثمود کے لیے ایک امتحان تھا جس میں وہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی
کرتے ہوئے بری طرح ناکام ہوئے انہوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ

س کام کے لیے قدار بن سالف کو تیار کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اونٹنی کو
ے دن مارا گیا اور جمعرات کے دن عذاب الٰہی شروع ہو گیا، پہلے ان
رے زرد رنگ کے پھر سرخ اور پھر سیاہ پھر ایک زبردست چیخ
از آئی اور سب اپنی زمین میں ہی دفن ہو گئے۔

انسانوں اور اونٹ گھوڑوں میں سے شریف اور عمدہ نسل والوں
یب کہتے ہیں۔

حضرت امام حسن رضؓ بن علی رضؓ نے پیدل چل کر پچیس حج کیے اور
نیاں آپ کے آگے آگے چلتی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اونٹ کو بہت اہمیت دی ہے
پ جس اونٹنی پر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لائے اس کا نام
صواء تھا۔ پورا مدینہ آپ کا منتظر تھا کہ وہ ان کے گھر قیام فرمائیں
پ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان پر اہمیت دینا نہیں چاہتے تھے
ہذا آپ نے اس کا فیصلہ قصواء پر چھوڑ دیا اس منظر کا نقشہ شاہ مصباح
لدین نے کیسا کھینچا ہے ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عمارہ رضؓ بن حزیمہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد ناقہ تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ تو بنی سالم بن
عوف کے حضرت عتبان بن مالک اور حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ
آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے پاس ہی
قیام فرمایئے ہم تعداد میں زیادہ ہیں۔ سازو سامان کی بھی کمی نہیں۔ مقابلہ

اور دفاع کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔ آپ نے اونٹنی کی طرف اشارہ کر
ہوئے فرمایا "اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے ا
یہ جس جگہ بیٹھ جائے گی وہی میرا قیام ہوگا۔" یہ اس آبادی کے لی
ہے جو البستیوں پر غالب لستی ہے) یہ سن کر انہوں نے راستہ دے
حضرت ابوبکر صدیق رض قصوٰی پر آپؐ کے ساتھ سوار تھے۔ بنی مالک
بن نجار کے محلے میں حضور کی جب تشریف آوری ہوئی تو آپ کی ا
سنبھل سنبھل کر چلنے لگی۔ یہ آپ کا ننھیال تھا۔ آپ کے پڑدادا ہاشم نے
قبیلہ کی خاتون سلمیٰ بنت عمرو سے نکاح کیا تھا۔ ان ہی سے عبدالمطل
پیدا ہوئے۔ آپ کی اونٹنی (قصوٰی) ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایک
زمین پر بیٹھ گئی۔ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں روئے زمین کا دو
حرم (مسجد نبوی) تعمیر ہوا۔ بعض روایات کے مطابق یہ مقام منبر
ہے۔ اس جگہ سے متعلق یہ روایت ملتی ہے کہ یہ مقام حجرہ عائشہ اب
آرام گاہِ رسول کریمؐ ہے۔ اللہ کے رسولؐ اونٹنی کے بیٹھنے پر بھ
زمین پر تشریف نہیں لائے بلکہ کجاوہ میں تشریف فرما رہے! او
کچھ دیر بعد کھڑی ہوگئی کچھ دیر ادھر ادھر چل کر واپس آئی۔ ا
جسم کو حرکت دی اور پھر دوبارہ اسی مقام پر جم کر بیٹھ گئی جہا
سے کچھ دیر پہلے اٹھ کر گئی تھی۔ اور اپنی گردن زمین پر ڈال دی
حضرت ابو ایوب انصاری دوڑتے ہوئے آئے عرض کیا
یا رسول اللہ! یہاں سے قریب تر میری سکونت ہے برائے کرم

مجھے شرف میزبانی بخش دیجئے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ میزبانی کے متعلق لوگ آپس میں جھگڑنے لگے اور کشیدگی بڑھنے لگی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا میں بنو نجار کے ہاں اتروں گا۔ جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں ایک اور روایت "اصابہ" میں مسند احمد کے حوالے سے ہے کہ آپس میں قرعہ ڈالا گیا اور شرف میزبانی حضرت ابوایوب انصاری رضؓ کے حصے میں آیا۔ دوسری روایت ہے کہ حضورؐ اونٹنی سے جوں ہی اترے ابوایوب رضؓ کجاوہ اتار کر اپنے گھر لے گئے دوسروں نے اپنے ہاں لے جانا چاہا تو آپؐ نے فرمایا "آدمی وہیں قیام کرتا ہے جہاں اس کا سامان ہو" اللہ کو منظور ہوا تو یہی ہماری منزل ہے۔ اونٹنی سے اتر کر آپ نے یہ دعا پڑھی "اے میرے رب نازل کر مجھے نزول برکت کے ساتھ اور تو بہترین نازل کرنے والا ہے۔" سرورِ کائنات ابوایوبؓ کے ہاں مہمان ہوئے تو حضرت اسعد بن زرارہ نے قصویٰ کی نکیل پکڑی اور اسے اپنے گھر لے گئے۔ ان کی نظر میں وحی کے اشارے پر چلنے والی قصویٰ بھی کونین کی دولت سے کسی طرح کم نہ تھی یہ اونٹنی بنو قشیر کے اونٹوں کی نسل سے تھی جسے واقدی اور ابن سعد کے بیان کے بموجب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ۸۰۰ درہم میں خریدا تھا۔ حضور نے یہی قیمت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو ادا فرمائی۔ یہ اونٹنی بقیع میں چرا کرتی تھی اور جہاں جی چاہا گھومتی پھرتی تھی عہد صدیقی میں مری۔ ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق اس کا نام جدعاء تھا جو بنی الحریش کے اونٹوں کی نسل سے تھی اونٹنی کے ذریعے جائے قیام کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی حکمت تھی اگر یہ فیصلہ حضورؐ پر چھوڑا جاتا تو

انصار کے دوسرے قبیلوں کو ترجیح کا احساس ہوتا۔

ایک اونٹنی تھی جس کا نام عقبلی تھا اسکی محبت کا یہ عالم تھا کہ اس اونٹنی نے آپؐ کے وصال کے غم میں کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور اسی حالت میں انتقال کر گئی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو اونٹنی کا گوشت پسند نہ تھا اسلیئے وہ نہ کھاتے تھے لیکن یہودیوں نے اس کو اپنے اوپر حرام کر لیا ویسے شریعت موسوی میں اونٹ کا گوشت حرام قرار نہیں دیا گیا۔

اونٹ کی چند خصوصیات ملاحظہ فرمایئے

- اونٹ ۱۷ سے لیکر ۵۳ دن تک بغیر پانی پیئے زندہ رہ سکتا ہے
- اونٹ تیرنا نہیں جانتا اور وہ ۲½ میل فی گھنٹہ سے لیکر دس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتا ہے۔
- اس کی اوسط عمر ۵۰ سال ہے۔ اونٹ کا معدہ اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ اس پر زہر کا اثر کم ہوتا ہے۔
- روس چین اور منگولیا میں دو کوہان والے اونٹ پائے جاتے ہیں ان کا قد بھی دوسرے اونٹ سے کم ہوتا ہے۔
- زرافہ کو کچھ لوگ اونٹ اور چیتے کا مرکب سمجھتے ہیں۔
- اونٹ کے تنفس کی رفتار دس سے پندرہ فی منٹ ہوتی ہے اور اسکی نبض کی رفتار ۳۲ تا ۵۰ فی منٹ ہے۔ اور اس کا درجہ حرارت

۹۷ تا ۱۰۱ درجہ فارن ہائیٹ۔

اونٹ کے ہر پاؤں میں دو انگلیاں ہوتی ہیں۔ انگلیوں کے کناروں پر ناخن ہوتے ہیں اور ہر تلوے میں بڑی سی گدی ہوتی ہے۔

اسلام دنیا میں لطف و محبت کا جو پیغام لیکر آیا ہے اس کا سلسلہ حیوانات تک وسیع ہے اس نے حیوانات کے ساتھ متعدد طریقوں سے سلوک کرنے کی ہدایت کی۔ وہ جانوروں کو اندھا دھند مار کر گرا دیتے تھے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ تم ان کو کھا جاؤ اور اس کو فیاضی سمجھتے تھے دو آدمی شرط باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور باری باری سے اپنا اپنا ایک اونٹ ذبح کرتا چلا جاتا ہے۔ جو رک جاتا وہ ہار جاتا یہ سب جانور دوست احباب کی نذر ہوتے تھے یہ بھی فیاضی سمجھی جاتی تھی ان واقعات کا ذکر اشعار عرب میں موجود ہے۔

ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب کوئی مر جاتا تو اسکی سواری کے جانور کو اس کی قبر پر باندھتے تھے اور اس کو دانہ گھاس اور پانی نہیں دیتے تھے اور وہ اسی حالت میں سوکھ کر مر جاتا۔ ایسے جانور کو بلیہ کہتے تھے عرب میں ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ جانور کو کسی چیز سے باندھ کر اس پر نشانہ لگاتے تھے۔ آنحضرت نے اس قسم کے جانوروں کے گوشت کو ناجائز قرار دیا۔ اور عام حکم دیا کہ کسی ذی روح چیز کو اس طرح سے نشانہ نہ بنایا جائے۔

ایک اور زیادہ بے رحمانہ طریقہ یہ تھا کہ زندہ اونٹ کی کوہان اور

دنبہ کے دم کی چکتی کاٹ کر کھاتے تھے رسول اللہؐ نے مدینہ میں آکر یہ
دیکھی تو فرمایا کہ اس طریقے سے زندہ جانوروں کا جو گوشت کاٹ کر کھایا جا
وہ مردار ہے آپ نے ... ن عضو کے کاٹنے سے ممانعت فرمائی اور
کرنے والوں پر لعنت بھیجی۔

اہل عرب کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس طرح انسانوں کے ساتھ سلوک
ثواب کا کام ہے بعینہ اسی طرح جانوروں اور پرندوں کے ساتھ سلوک
کرنا بھی موجب ثواب ہے۔ اسی عدم واقفیت کی بنا پر ایک صحابی نے
سے دریافت کیا کہ میں نے خاص اپنے اونٹوں کے لیئے پانی کے جو حوض بنائے
ان پر بھولے بھٹکے اونٹ بھی آجاتے ہیں اگر میں ان کو پانی پلا دوں تو
مجھکو ثواب ملے گا۔ فرمایا کہ ہر پیاسے یا ہر ذی حیات کے ساتھ سلوک کر
پر ثواب ملتا ہے۔

چونکہ رسول اللہؐ نے بعض موقعوں پر اونٹ کی پشت پر بیٹھ کر خ
دیا ہے اسلیے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت سواری کے جانو
کی پیٹھ پر بیٹھے رہنا مناسب نہیں کہ اس سے جانور کو غیر ضروری تکلیف ہو
ہے صرف سفر کی حالت میں اس پر سوار ہونا چاہیئے۔

جانوروں کے آرام و آسائش کا خیال رکھنا چاہیئے چنانچہ فرمایا کہ
جب تم لوگ سرسبزی اور شادابی کے زمانہ میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین
کی سرسبزی سے فائدہ پہنچاؤ اور جب قحط کے زمانہ میں سفر کرو تو اس کو
تیزی کے ساتھ چلاؤ تاکہ قحط کی وجہ سے اسکو گھاس یا چارے کی جو تکلیف

نہ میں ہوتی ہے اس سے وہ جلد نجات پا سکے۔ ایک بار آپؐ نے ایک
ن دیکھا جس کا پیٹ بھوک کی وجہ سے پیٹھ سے لگ گیا تھا۔ فرمایا
بے زبان جانوروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو، ان پر سوار ہو تو ان کو اچھی
ت میں رکھ کر سوار ہو اور ان کو کھاؤ تو ان کو اچھی حالت میں رکھ کر کھاؤ۔
ایک بار آپؐ ایک انصاری کے باغ میں رفع حاجت کے لیے گئے
یں ایک اونٹ تھا جو رسول اللہؐ کو دیکھ کر بلبلایا اور آبدیدہ ہو گیا
آ اس کے پاس گئے اور اس کی کنپٹی پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا "یہ کس کا
ٹ ہے"؟
ایک انصاری نوجوان نے آکر کہا کہ "میرا یا رسول اللہؐ" فرمایا اس
ور کے بارے میں جس کا خدا نے تم کو مالک بنایا ہے خدا سے نہیں ڈرتے اس نے
سے شکایت کی کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس پر جبر کرتے ہو"
حدیثِ نبویؐ پر غور کریں تو مریض کو دودھ والے علاج کے دوران
باز کیا گیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض ایک ہفتے کے لیے غذا ترک
کے صرف اونٹنی کا دودھ استعمال کرے۔
مدینہ کے کچھ لوگ مدینہ آکر نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے
ہمارے پیٹ مدینہ کی آب و ہوا کی وجہ سے پھول گئے ہیں انہوں نے
فرمایا جس جگہ صدقے کے اونٹ رکھے جاتے ہیں وہاں چلے جاؤ اور ان کا
دودھ پیئو۔ اس علاج سے وہ تندرست ہو گئے
حضرت طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

علیکم بالبان الابل فانھا ترم من کل الشجر وھو شفاء من کل داءٍ (ابن عساکر)

تمہارے لیے اونٹ کا دودھ موجود ہے یہ ہر قسم کے درختوں سے چرتا ہے انہوں نے علاج میں اونٹنی کے دودھ کی افادیت کا باعث بتا کہ یہ اپنے مقررا اجزاء کے علاوہ ہر قسم کے درختوں کی تاثیریں بھی ساتھ رکھتا ہے۔

شہنشاہ جہانگیر شراب کا رسیا تھا جب مسلسل شراب نوشی کی وجہ اسکو جگر کی تکلیف شروع ہوئی۔ آخرکار ایک حکیم نے اونٹنی کا دودھ تجویز کیا جس سے شفاء ہوئی جگر کی اصلاح کے بعد بھی شراب کا سلسلہ چلتا رہا اور اسی کے باعث مر گیا اس نے اونٹنی کے دودھ سے شفایابی کا قصہ اپنی تزک میں پوری تفصیل سے بیان کیا ہے۔

آج کے دور میں طبیہ کالج دہلی کے پرنسپل حکیم کبیر الدین جب پیٹ میں پانی بھرنے کی بیماری کے تمام علاج گلقند سے کرتے ہیں ان کو اونٹنی کے دودھ میں افادیت نظر آتی ہے۔

"انہوں نے لوگوں کے لیے ایک اونٹ ذبح کیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور لوگ آپ کے لیے گوشت نکال رہے تھے کہ آپ فرما رہے تھے کہ بہترین گوشت پشت کا ہوتا ہے۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بھنا ہوا گوشت کھایا پھر اپنے ہاتھ پتھر دں سے صاف کر کے دوبارہ وضو کیئے بغیر نماز پڑھی

حضرت عبداللہ بن مسعود ایک شخص کا واقعہ بیان کرتے ہیں جو حضور میں پیش ہوا تو دہشت کی وجہ سے اس کا جسم پھڑک رہا تھا آپ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا

"میں کوئی بادشاہ نہیں بلکہ میں ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو قدید کھایا کرتی تھی!"

عرب کے غریب لوگ گوشت کو نمک لگا کر دھوپ میں سکھا لیتے تھے تاکہ جب میسر نہ ہو تو اس خشک گوشت کو بھگو کر کھا لیا کرتے تھے یہ قدید کہلاتا تھا ان کی مراد یہ تھی کہ میں ایک غریب عورت کا بیٹا ہوں قدید کا ذکر انس بن مالک کی ایک متفق علیہ حدیث میں بھی آیا ہے جہاں ایک درزی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تو خشک گوشت کے ساتھ کدو پکایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں۔

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی کے پائے علیحدہ رکھ لیتے تھے کیونکہ وہ ان کو قربانی کے پندرہ دن بعد تک کھاتے تھے"

ان کے بیت المبارک کی اس خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو پائے پسند تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے دو مردے حلال ہیں اور دو خون۔ مردے سے مراد مچھلی ہے۔

٭

انگریزی زبان میں CAMEL عربی زبان سے لیا گیا ہے جو لفظ جمل کی دوسری شکل ہے اور یہ ایک کوہان والے اور دو کوہان والے بچے اونٹ دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے یہ دونوں جگالی کرتے ہیں ایک کوہان والے عرب شمالی امریکہ اور ہند و پاکستان میں پایا جاتا ہے آسٹریلیا میں یہ ۱۸۶۰ میں درآمد کیا گیا۔ اور اس کے بعد شمالی امریکہ میں بھی درآمد کیا گیا۔ یہ اونٹ سرد خطوں میں زیادہ کارآمد نہیں ہو جبکہ بختر یا اونٹ جس کی کھال زیادہ موٹی ہوتی ہے اور ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

اونٹ کے کوہان چربی کے ذخیرے ہوتے ہیں اور خوراک کے مطابق یہ چھوٹے اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں یہ مضبوط اور بڑے رہتے ہیں۔

اونٹنی ۱۱ ماہ تک بچے کو ساتھ رکھتی ہے اور ۱۶ سال یا ۱۷ سال میں پورا اونٹ بن جاتا ہے اور اس کی عمر ۳۰۔۴۰ سال تک ہوتی ہے۔ معمولی اونٹ ۴۰ کلومیٹر روزانہ اور اعلیٰ نسل کا اونٹ ۱۰۰ کلومیٹر روزانہ سفر کرتا ہے اور وہ بھی بغیر پانی کے اور کھانے کے اگر بہت زیادہ بوجھ لاد دیا جائے تو وہ اٹھنے سے انکار کر دیتا ہے لیکن ایک دفعہ وہ بوجھ قبول کر لے تو آرام سے اٹھائے رکھتا ہے اور بوجھ تلے مرنا قبول کر لیتا ہے لیکن سامان نہیں پھینکتا۔ ریت کے طوفان یا آندھی میں یہ بیٹھ کر اپنی گردن نیچی کر کے اپنے نتھنے بند کر لیتا ہے اور جب تک طوفان ختم نہ ہو جائے ایسے ہی پڑا رہتا ہے

قدیم اطباء کے مطابق اونٹ کی چربی کا لیمپ بواسیر میں مفید
لھے کا درد، عرق النساء یرقان اور پیشاب میں مفید ہے
ان کے درد اور بخار میں فائدہ مند ہے۔

اونٹ شعراء کی نظر میں۔

اللہ کی اونٹنی بارانی نہر سے پانی پیتی تھی۔ ان لوگوں نے اللہ کا پانی اللہ
ٹنی کو دینے سے انکار کر دیا۔ اونٹنی کو مارنے کے بعد بھی حضرت صالحؑ سے
اگر اونٹنی کے بچے کی خدمت کرو تو شاید عذاب ٹل جائے پھر وہ لوگ
کی طرح بھاگے اونٹنی کے بچے کے پیچھے گئے

اونٹ پر تھیلوں کا ایسا جوڑا نہیں آسکتا جن میں ایک خالی ہو اور
سرا مال سے بھرا ہوا۔

چونکہ تمہاری عقل دراصل عقیلہ ہے یعنی اونٹ کے پاؤں باندھنے
رسی ہے تم عقیلہ کے ذریعہ لوگوں کو پھانستے ہو اور یہ عقل کا صحیح استعمال
تا ہے۔

جب ایک شخص نے حضور پاکؐ سے عرض کیا کہ کیا میں اونٹ کو
جد نبوی کے باہر باندھ دوں۔ اور مطمئن ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا
وکل کے ساتھ اونٹ کے گھٹنے بھی باندھ دو۔

اگر اللہ کی حکمت بندہ پر ساری کی ساری القا ہو جائے تو بھی وہ
تو پاؤں نہ ہلائے جیسے کہ اگر اونٹ کی ناک میں مہار نہ ہو تو نہیں چلتا
ر اگر نہایت بڑی مہار ہو تو بھی نہیں چلتا اور لیٹ جاتا ہے۔ مٹی

پانی کے بغیر ڈھیلا نہیں بن سکتی اور جب پانی زیادہ ہو تب بھی ڈ
نہیں بن سکتی۔

اونٹ نے خچر سے کہا۔ میرا عالم یہ ہے کہ پہاڑ کے اوپر سے
جو گڑھے اور مقامات ہیں دیکھ لیتا ہے اونٹ کی یہ حالت ایسی ہے
ایک عارفِ کامل کام کرنے سے قبل ان نتائج کو بھانپ لیتا ہے جو
ہونے والے ہیں آنکھ ہاتھ اور پاؤں کی پیشوا ہے کیونکہ مناسب
کو وہی دیکھ سکتی ہے۔ ہاتھ اور پاؤں اس کا حکم مانتے ہیں کیونکہ
ضعیف ہے لہٰذا تمہارا پیشوا کمزور ثابت ہوا۔ اونٹ نے پھر کہا
بات یہ ہے کہ میری آنکھ روشن ترین ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ میر
پاک وصاف۔

خچر نے اونٹ سے کہا کہ میں کثرت سے گرتا ہوں اور تم نہیں گر
وجہ ہے شاید تمہاری جان پاک امدادِ غیبی رکھتی ہے۔ اونٹ نے کہا
خوش نصیبی اللہ کی طرف سے ہے لیکن اسباب ظاہرہ کے اعتبار سے
مجھ میں اور تجھ میں فرق ہے اوّل تو میرا سر اونچا ہے اس وجہ سے میری
آنکھیں بھی بلند ہیں اور میری عالی نظر مجھے نقصان سے محفوظ رکھتی
اونٹ کی عادت ہے کہ بچہ بوڑھا ضعیف ناتواں کوئی
مہار پکڑ کر لے جائے چل پڑتا ہے کچھ مزاحمت نہیں کرتا۔
تو عجیب اندھا کہ دوربین اور تیز نظر ہونے کے باوجود تجھ کو اونٹ
اور لد کے سوا کچھ نظر نہیں آتا یعنی تو بظاہر تیز نظر ہے لیکن بصیرت باطن

ندھا ہے۔ لہذا اہم امور کے حقائق سے آگاہی نہیں پاتا۔
شہوت کی مستی کا بدنما پہلو دیکھنا ہو تو اونٹ میں دیکھو تاکہ تم کو اس
نفرت ہو جائے۔ اونٹ پر جب شہوت کا بھوت سوار ہوتا ہے تو وہ مستی
دیوانہ اور آپے سے باہر ہو جاتا ہے منہ سے جھاگ نکلنے لگتا ہے اور
دش و بے خودی میں اونٹنی پر گر گر پڑتا ہے پھر نہ وہ کسی کے
نکالنے سے باز آتا ہے اور نہ ہی اس پر لاٹھیاں کارگر ہو سکتی ہیں۔
مسلمان بندگی کے راستے میں پورا مست ہو جاتا ہے وہ مست اونٹ
طرح اطاعت و عبادات کی اس بوری کو اٹھا لیتا ہے بغیر سستی کے
گمان کے اور بغیر تھکان کے جسطرح اونٹ کے منہ میں بوقت مستی جھاگ
تے ہیں اسی طرح اس کے منہ کے گرد تصدیق (زبانی) کے جھاگ اس کی دل
ذ مستی کے گواہ ہیں۔ اونٹ اپنی ایمانی قوت سے گویا شیر نر بن گیا۔
رمانبرداری کے بوجھ کے نیچے بغرض مجاہدہ تھوڑا کھانے کا عادی ہو گیا فاقہ
ن آرزو میں سینکڑوں فاقے اس پر گزرتے ہیں۔
ایک مرتبہ شدت کا قحط پڑا بمرو صرف اس شخص کو غلہ دیتا تھا
جو اس کو سجدہ کرتا تھا حضرت ابراہیم بھی اونٹ لیکر گئے تو ان کو غلہ سے
جواب مل گیا واپسی میں وہ گھر والوں کی دل شکنی کے اندیشہ سے ریت
بوریوں میں بھر لائے اور گھر لا آتاری، خود آرام کے لیے لیٹ گئے
نیند آگئی ادھر گھر والوں نے [illegible] کھولیں تو وہ آٹے سے بھری تھیں
روٹی پکائی اور حضرت ابراہیم کے آگے رکھیں [illegible] اللہ کے

اس احسان پر شکر ادا کیا

حضرت ابراہیم ادھم نے کہا۔ اے میاں کیا ڈھونڈ رہے ہو
بولے اونٹوں کو کہاں میاں اونٹ محل پر کیونکر چڑھ گئے۔ انہوں نے
کہا تم بھی بادشاہی تخت پر بیٹھ کر اللہ سے ملاقات کے آرزو مند ہو
محل پر اونٹ نہیں چڑھ سکتے تو تخت پر خدا نہیں ملتا۔ یہی واقعہ
ان کی ترک بادشاہت کا سبب بنا۔

اے انسان تو کبھی گمراہ ہو کر چلتا ہے کبھی ہدایت پر چلتا ہے ڈور
ظاہر نہیں ہے جو تجھے کھینچتی ہے اور نہ وہ جو تجھے کھینچتا ہے تو ایک
اندھا اونٹ ہے جو خود اپنا راستہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور تیرے اونٹ
کی مہار ایک غیبی ہاتھ کی گرفت میں ہے۔ تو کشش کو دیکھ اپنی مہار کا خیال
نہ کر ضروری یہ ہے کہ ڈور کو کھینچنے والا قادر مطلق کا خیال دلنشیں رہے یہی
توحید اور خدا شناسی ہے۔

ایک دفعہ مجنوں نے سنا کہ لیلیٰ اس سے ملنے آ رہی ہے تو مجنوں اونٹنی پر سوار
ہو کر اسکے استقبال کے لیے نکلا مگر اونٹنی کے بچے کو گھر چھوڑتا گیا اسلئے جب بھی
ایک لمحہ کیلیے غافل ہوتا اور اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دیتا تو وہ الٹے پاؤں پھر
جاتی کیونکہ بڑی چوکس اور چالاک تھی جب وہ مہار کو سست دیکھتی تو مجنوں کی
طرف سے سمجھ جاتی کہ غافل و مدہوش ہو گیا ہے پھر اپنے بچے کی طرف رخ موڑ
لیتی اسی طرح جب نفس عقل کو غالب پاتا ہے تو فوراً اونٹنی کی طرح اپنی
من مانی کرنے لگتا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس اعرابی کی مثال اس
کی سی ہے جس کی اونٹنی بھاگ گئی ہو لوگ اس کے پیچھے جائیں
وہ پکڑنے کی بجائے اس کو اور زیادہ بھگا دیں پھر اونٹنی والا ان کو
ہے (کہ آپ صاحبان مہربانی کریں) کہ مجھے ہی اپنی اونٹنی پکڑنے دو
بکہ میں اسکو قابو میں لانا خوب جانتا ہوں چنانچہ اونٹنی والا اس کے سامنے
پھر زمین سے کچھ گھاس ہاتھ میں لی اور اسے آہستہ آہستہ اوٹھایا۔
ماکہ وہ آگئی اور بیٹھ گئی اس نے اپنی کاٹھی ڈالی اور سوار ہو گیا

آخرت کو ایسا سمجھ جیسے اونٹوں کی قطار اور
نیا اس کے پیچھے بہت ہے جیسے مینگنیاں۔ بال
ن۔

ایک آدمی اونٹ پر ایسی نظر ڈالتا ہے جو موت کی مانند ہے
ماد اپنی نظر کی تاثیر سے اس اونٹ کے مرجانے کا یہاں تک یقین
ہے کہ اسی وقت اس کے پیچھے غلام کو بھیج دیتا ہے کہ جا اس اونٹ
کا چربی خرید لا۔ چنانچہ وہ غلام اونٹ کو راستے میں گرا ہوا دیکھتا ہے
کہ اس اونٹ کا سر کسی مرض سے کٹ گیا ہے وہ اونٹ دوڑنے میں کتنے
کے ساتھ مقابلہ کرتا تھا یہ نظر بد کا نتیجہ نکلا۔

یعنی دنیا کے اس ماتم کدہ میں اور اونٹوں کے تنگ اور تاریک
باڑے سے نکل کر آخرت کے میدان میں اس کا ٹھکانہ ہو گیا۔

اگر ساربان اونٹ کو لاٹھی سے مارتا ہے تو وہ اونٹ مارنے والے

کا قصد کرتا ہے۔ اونٹ کو اسکی لاٹھی پر غصہ نہیں آتا پس اونٹ بھی مختار کے راز کو سمجھ گیا یعنی حالانکہ وہ لاٹھی کے ضرب کو محسوس کرتا ہے مگر اس بے اختیار سمجھکر لاٹھی والے پر حملہ کرتا ہے کہ فاعل مختار وہ ہے۔

اگر وہ پتھر کو منہ میں پکڑتا ہے تو یہ بھی تم پر غصہ ظاہر کرنے کی وجہ سے ہے کیونکہ تم دور ہو اور وہ تم پر قابو نہیں پا سکتا جب کہ حیوانی عقل بھی اختیار کو سمجھتی ہے تو اے انسان کی عقل تو اس جبر کا بھی قائل ہو شرم کر۔

عاشق اور معشوق دونوں ایک اونٹ پر دو جرس (گھنٹیاں) یعنی دو قالب اور ایک جان تو پھر ان دونوں کےلیے یہ کہنا کہ کبھی کبھی ملاقات کیا کرو کہاں گنجائش رکھتا ہے۔

میں ایک اونٹ ہوں جو دبلا ہے اور زخمی پیٹھ والا ہے چنانچہ کبھی یہ کجاوہ ادھر کو جھک جاتا ہے اور کبھی وہ کجاوہ ادھر کو جھک جاتا ہے۔ اس ناہموار بوجھ کو مجھ سے اتار کر پھینک دے تاکہ میں روضۃ الانوار کو دیکھوں۔ یعنی باغ انور کو دیکھوں اور تاکہ ان اصحاب کہف کی طرح ترے سخاوت کے باغ میں چروں چگوں جاگتے ہیں بلکہ سوتے اور کروٹیں بدلتا رہوں۔ اصحاب کہف کے قصے کی طرف اشارہ ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اللہ سے جنت چاہتا ہے تو کسی سے کچھ نہ مانگ وہ اصحابی اس کفالت جنت سے سوال کرنے

اس قدر کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ ایک روز وہ سوار ہوئے تھے کہ اچانک ان کے ساتھ چابک گر گئی اس کے اٹھانے کے لیے اونٹ سے خود اترے اور کبھی دوسرے شخص سے اسکے پکڑا دینے کا سوال نہ کیا۔

ہم سب اہل اللہ پیشقدمی کرنے میں بختی اونٹ Bacterian camel ہیں۔ اللہ کے محملوں اونٹ گاڑیوں کے نیچے مست دبلے خود چلے جا رہے ہیں۔

سعدی

حاجی تو نہیں ہے بلکہ تیرا اونٹ حاجی ہے۔
اسلیئے کہ بیچارہ کانٹے چباتا ہے اور بوجھ لے جاتا ہے۔
اور بہت سے اپنی ہودجوں میں اونٹنیوں پر سوار ہیں۔
انہوں نے اسکی طرف التفات نہ کیا جو ریت کے ٹیلوں میں پھنس گیا
تیز رو گھوڑا دوڑ سے تھک گیا
اونٹ والا ویسے ہی آہستہ آہستہ ہانک رہا تھا!
تازہ گھوڑا دو دوڑیں تیز دوڑتا ہے
اونٹ آہستہ آہستہ تمام رات چلتا رہتا ہے۔
کون ہے جو مجھ سے باتیں کرے گا۔ اونٹوں کے تو مہاریں لگادی گیئں یعنی روانہ ہو گئے۔ مسافر کا تو مسافر کے سوا دوست نہیں
نہ تو اونٹ پر سوار ہوں نہ اونٹ کی طرح بیدھا ہوں۔
نہ رعیت کا بادشاہ ہوں نہ بادشاہ کا غلام ہوں

عربی شعر سے اونٹ بھی وجد اور مستی میں آجاتا ہے۔
اگر تجھے ذوق (سماع) نہیں ہے تو ٹیڑھی طبیعت کا جانور ہے
کیا تو نے سنا کہ افلاطون نے کیا کہا ہے
چیونٹی وہی بہتر ہے جس کے پاؤں نہ ہوں
(مشہور محاورہ ہے کہ اب تو چیونٹی کے بھی پر نکل آئے)
چیونٹی گرمیوں میں ذخیرہ کر لیتی ہے
تاکہ جاڑوں میں اسکو فراغت حاصل ہو
بے چارے پیدل چلنے والے کا پیر کتنا چلے گا
جبکہ بختی اونٹ بھی بوجھ اٹھانے سے عاجز آجائے

شاہ لطیف

کوئی ناقہ نہ راھوار کوئی
کیسے چل کر میں تمہارے پاس آؤں
کوئی صورت کہ میں تیرے در تک
رات ہی رات میں پہنچ جاؤں

اے میری ناقہ صبا رفتار
مجھکو پہنچا دے ان کے پاس ابھی
ورنہ تجھکو بھی راکھ کر دیگی
لب پہ آتے ہی آہ نیم شبی

تجھکو جس خاندان سے نسبت ہے
فرض اس خاندان کی عزت ہے
فرق آئے نہ چال میں تیری
تو وفا کیش و نیک طینت ہے

اس کو درخت سے باندھا — تاکہ یہ اس کی کونپلیں کھائے
یہ خوگر خس و خاشاک — خس و خاشاک ہی اسے بھائے
ضد کا کوئی ٹھکانہ ہے — ایسے ضدی کو کون سمجھائے

آئے نہ بادبانی پر — اے میری ناقہ صبا رفتار
کے اس کارواں سے مل جائیں — میرا محبوب جس کا ہے سالار

ی راز دار رنج و الم
ی خود دار و خود نگر ناقہ

جو نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے
اور جس کو پسند ہے ناقہ

ے دل کو ہے یہی درکار — کوئی مضبوط سے بناؤ مہار
ے بے مہار پر عائد — لاکھ پابندیاں ہوں سب بے کار

اس سے پہلے کہ اے میری ناقہ — میرے ہاتھوں میں تازیانہ ہو
زن ہو میرے اشارے پر — تو راہ راست پر روانہ ہو

حضرت امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ اور نسائی وغیرہ نے حضرت جابرؓ سے
نقل کی ہے۔

حضرت جابرؓ حضور اکرمؐ کی معیت میں ایک اونٹ پر سوار تھے
تھک گیا تو حضور اکرمؐ نے اسکی پشت پر لکڑی چبھوئی اور اس کے حق میں
پھر آپؐ نے اس پر سوار ہونے کا حکم دیا تو حضرت جابرؓ اس پر سوار ہو
سب سے آگے نکل گئے، حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپؐ نے پوچھا کہ
اپنے اونٹ کو کیسے پایا؟ تو میں نے جواب دیا کہ حضورؐ آپ کی برکت نے
ٹھیک کر دیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس کو میرے ہاتھ فروخت کرو
جابرؓ کہتے ہیں کہ میں شرما گیا اور میرے پاس اسکے علاوہ کوئی چارہ نہ
میں نے عرض کیا کہ جی حضورؐ! تو آپ اس کی قیمت میں اضافہ کرتے رہے
رہے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو ایک او
کے بدلے میں آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا اس شرط پر کہ میں مدینے
سوار ہو کر جاؤں گا۔ لہذا میرے مدینہ پہنچنے پر آپؐ نے حضرت بلال
دیا کہ ان کو قیمت دو اور کچھ مزید بھی دے دو، پھر نبی کریمؐ نے اونٹ
مجھکو واپس کر دیا۔"

"حضرت ابو زبیرؓ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جابرؓ نے
کہ حضورؐ نے لیلۃ البعیر میں پچیس مرتبہ میرے لیے دعائے مغفرت کی
اونٹ کو خریدنے اور قیمت متعینہ سے زیادہ دینے اور اونٹ
واپس کرنے کی مصلحت یہ تھی کہ جس طرح اللہ شہید کی جان کو حیات

زیدتا ہے اور اس کو مزید ثواب عطا کرتا ہے اسی طرح حضور اکرم ؐ
کیا۔ اللہ فرماتا ہے نیکی کرنے والوں کو اللہ نیکی کے ثواب کے علاوہ
پنی رحمت سے اور بھی عطا کرتا ہے تو نبی کریم ؐ نے بھی اونٹ کی
قیمت میں اضافہ فرما کر اور اس سے زائد دے کر اور اونٹ کو واپس
اس آیت کی اپنے عمل سے مثال دے دی اور تصدیق فرما دی
حضور پاک ؐ کو حضرت جابر رضؓ کی جوبات اچھی لگی وہ مغفرت کے
عا کی بات تھی، ساتھ ساتھ قیمت میں اضافہ کی بات بھی اور مدینہ پہنچنے
رط بھی تھی۔ یعنی دین کے ساتھ ساتھ دنیا کا بھی خیال اور مغفرت کے
ضورؐ جیسی ہستی سے دعا منگوانا اس وقت تک جب تک سفر مکمل
بالفاظ دیگر مغفرت یقینی ہو گئی۔

LOCUST ٹڈیاں

قرآن پاک میں دو جگہ ارشاد ہے

پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا۔ اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے معجزے تھے سو وہ تکبر کرتے رہے۔ اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ (اعراف 133)

انکی آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی قبروں سے اس طرح نکل رہے ہونگے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہے۔ (قمر ۷)

جس دن لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے وہ ایسے معلوم ہوں گے جیسے ٹڈیوں کا لشکر جرار جو چاروں طرف پھیلا ہوا ہو۔

یعنی اس دن انسانوں کا سمندر ہوگا جو پورے خطہ زمین پر پھیلا ہو۔

یعنی اس دن تمام انسان بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے

قرآن مجید نے حشر میں قبروں سے مردوں کے نکل پڑنے کو ٹڈی دل سے تشبیہ دی ہے کثرت تعداد کو ظاہر کرنے کیلئے اس سے بہتر کوئی تشبیہ نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ مردے اسوقت بے شمار ہوں گے اور انسان کے تجربہ میں کوئی منظر اس سے اتنا قریب نہیں جتنا ٹڈی دل کا ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا اپنا عصا ہلا دو تاکہ ٹڈیاں جو کچھ کھا گئی ہیں اور زمین جو کچھ ہضم کر گئی ہے وہ واپس کر دے۔

اور ٹڈیاں سب یکدم مر جائیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ والا

وہ بھی بدل سکتا ہے تاکہ جان لیں کہ ہم کو اسباب جاویہ کی حاجت نہیں بلکہ اسباب تو ہمارے حجاب کے طور پر ہیں

توریت میں لکھا ہے

جب موسیٰ نے ... مشرقی ہوا ٹڈیاں لائی اور ٹڈیاں تمام مصر پر آئیں مصر کے تمام حدود میں ٹھہریں اور ... اس سے پیشتر ایسی ٹڈیاں نہیں آئی تھیں نہ ان کے بعد پھر ویسی آئیں گی۔ ساری روئے زمین ان سے ڈھک گئی ایسا کہ ملک میں اندھیرا ہو گیا۔ اور انہوں نے اس زمین کی ہر ایک سبزی درختوں کے میوے جو اولوں سے بچ گئے تھے چاٹ لیا اور تمام ملک مصر میں کسی درخت پر اور کھیت کی گھاس سبزی نہ چھوٹی (خروج ۱۰/۱۴-۱۵)

فرعون والوں پر جو کئی عذاب آ گئے تھے ان میں سے ٹڈیوں کا عذاب بھی تھا۔ لوگ اس عذاب سے بلبلا اٹھے۔

انجیل مقدس میں حضرت یحییٰ کے سلسلے میں درج ہے۔

ان کی غذا جنگلی شہد اور ٹڈیاں تھیں (متی 3/4-

مرقس ۱/۶)

مچھلی اور ٹڈی

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لیے دو مردے اور دو خون حلال کیے گئے ہیں دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں (ابن ماجہ، دارقطنی)

عبداللہ اوفی نے جناب رسول کریم ؐ کے ساتھ سات غزوات میں شر
کی جس میں ہم سب نے ٹڈی کا گوشت استعمال کرتے تھے۔ آپ بھی ہم
ساتھ ٹڈی کا گوشت تناول فرماتے تھے۔

حضرت انس رضؓ سے یہ روایت ہے کہ ازواج نبی کریم ؐ آپکو
میں ٹڈی کا گوشت پیش کرتی تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضؓ سے ٹڈی کے بارے میں سوال کیا گیا؟
فرمایا کہ مجھے اس کا گوشت پسند ہے۔

حضرت مریم بنت عمران نے دعا کی کہ مجھے کوئی ایسا گوشت
جس میں گوشت نہ ہو اس دعا پر اللہ نے ٹڈی ان کے لیے بھیجی
حضرت مریم نے پھر دعا کی کہ ان کو زندہ رکھ بغیر دودھ
کا سفر ہو بغیر کسی شور و غل کے۔

حج اور عمرہ کے موقع پر بحری ٹڈیوں کا شکار کیا جا سکتا
بحالت احرام بھی۔

ٹڈی کی خرید و فروخت بھی جائز ہے

امام رافعی کے مطابق (۱) ٹڈی گوشت والے جانوروں
نہیں ہے۔

۲۔ گوشت والے خشکی کے جانوروں میں سے ہے۔ ۳۔ گوشت
دریائی جانوروں میں سے ہے۔

یہ عام نام ہے Grasshoppers کی نسل کا کم

ہیں۔ ان کا خاص نام Acrididae ہے یہ معاشی اعتبار
اہم ہیں نقل مکانی (MIGRATION) کرنے والی نسل افریقہ
ور ایشیا۔ انڈونیشیا، متعلق آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں پائی جاتی ہیں۔
ڈیاں، جنوبی افریقہ میں پائی جاتی ہیں۔ عام طور پر 5 ملی میٹر بڑی
ے ایک دفعہ میں یہ ۵ ۳ سے لیکر ۱۰۰ انڈوں تک دیتی ہے اور یہ
، ایک کیپسول میں بند ہوتے ہیں۔ حالانکہ ریگستانی ٹڈیوں کے متعلق
ی کرنا خاصہ مشکل کام ہے البتہ اگر تفصیلی جائزہ لیا جائے اسکی
ہت تیزی سے پھیلتی ہے۔

پاکستان میں اس کو تلف کرنے کے لیے ایک باقاعدہ محکمہ ہے
ارن کا کارکن LOCUST OFFICER کہلاتے ہیں اور وہ
ش اور یہ چھڑک کر کسانوں کی فصلوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش
رہتے ہیں۔

شرعی نقطۂ نظر سے ٹڈی حلال ہے اس کو بغیر ذبح کیئے ہوئے
جاسکتا ہے۔ اسکو عموماً بھون کر کھاتے ہیں۔

رب الامثال:

ایک کھجور ٹڈی سے بہتر ہے اور ٹڈی سے زیادہ لطیف ہے
آنے والے ٹڈی دل کی صورت میں آئے جبکہ وہ منتشر انداز
ئے ہوں۔

فلاں ٹڈی سے زیادہ ننگا یا ٹڈی سے زیادہ شورانگیز ہے
وہ ٹڈی کے طریقہ پر سب چاٹ گیا یہ مثال اس وقت بولے
جب معاملہ سنگین ہوجائے اور کسی نے کسی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا
ٹڈیوں کو پنا ▪ دینے والے سے کارآمد
سونے کی ٹڈیوں کی بارش کی تعبیر ہے اللہ نقصان کی تلافی کر
چاہتا ہے۔
ٹڈیوں کو اکٹھا کر کے مٹکے میں رکھنا ہے مراد مال و دو
حاصل ہوگا۔

ٹڈی کے طبی فوائد:

رک رک کر پیشاب آنے والے مریض کو ٹڈی کی دھونی دین
مفید ہے۔
بار بار پیاس لگنے والے مریض کے لیے بارہ ٹڈیوں کا سر
پیس لیکر درخت ریحان کی خشک چھال ملا کر پیئے۔ انشاءاللہ جلد اس
نجات حاصل ہوگی۔
اگر کسی شخص کے چہرہ پر چھائیاں ہوں تو وہ ٹڈی کا انڈ
چہرے پر ملے بہت جلد چھائیاں ختم ہوکر چہرہ صاف ہوجائے گا
ٹڈی ہندوستان، پاکستان آسٹریلیا، افریقہ، جنوبی یورپ،
اور عرب کا مشہور ہوائی کیڑا ہے۔

یہ برساتی پروار کیڑے کی مانند ہوتی ہے۔
یہ ہوائی فاصلہ ایک گھنٹے میں 20 میل تک کر لیتی ہے
یہ منٹوں میں کھیت کے کھیت صاف کر دیتی ہے کاشتکار اور
کسان اس کے نام سے لرزنے لگتے ہیں۔

ٹڈی ایک جھول میں 3 سے 100 تک انڈے دیتی ہے ٹڈی کے
ایک جوڑے سے لاکھوں ٹڈیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

مشرقی افریقہ میں ایک ٹڈی دل کا اندازہ لگایا گیا اسکی لمبائی ساٹھ
میل اور چوڑائی تین میل نکلی اور ٹڈیوں کی تعداد کھربوں (TRILLIONS)
میں تھی۔

ٹڈیاں بہت سی قوموں میں ایک لذیذ چیز یا غذا کے طور پر بھون کر یا تل کر
کھائی جاتی ہے۔

اسلام میں مچھلی کی طرح اسکو بھی بغیر ذبح کیے ہوئے کھانا جائز ہے۔

ٹڈیاں مختلف قسم کی ہوتی ہیں بعض بڑی ہوتی ہیں اور بعض چھوٹی اور بعض سرخ
رنگ کی ہوتی ہیں اور بعض زرد رنگ کی اور بعض سفید رنگ کی۔

علامہ دمیری کے بقول زرد رنگ کی ٹڈی بہادری جرأت مندی اور
مقبول رائے کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ ایسے آرمینیہ اور آذربائیجان کے گورنر مسلمہ
بن عبدالملک کو جرادالصفراء یعنی زرد رنگ کی ٹڈی کا خطاب دیا گیا کیونکہ وہ
مندرجہ بالا خوبیوں کے مالک تھے

ٹڈی کے مختلف نام ہوتے ہیں۔

نام

کیفیت

ذاتی

جب پیدا ہوتی ہے

غذا

کچھ بڑی ہوجاتی ہے اور اسکے پر نکل آتے ہیں

جب ٹڈی زرد رنگ کی ہوجائے اور مادہ

جرا

ٹڈی کالے رنگ کی ہوجائے

انڈے دینے کیلیے سخت اور بنجر زمین کا انتخاب کرتی

جہاں کسی انسان کا گزر نہ ہو.

ٹڈی کی چھ ٹانگیں ہوتی ہیں دو سینے ہیں دو درمیان میں اور دو

ہیں۔

ٹڈی لشکر کے انداز میں پرواز کرتی ہے اور اپنے سردار کی فرما

ہوتی ہے۔

جہاں سردار اترتا ہے سب ٹڈیاں وہیں اترتی ہیں.

ٹڈی کا لعاب نباتات کیلیے زہر قاتل ہے یہی وجہ ہے کہ جب جنگل یا باغ

یا کھیت میں جاتی ہے ان کو برباد کردیتی ہے

روایت:

تمام مخلوق میں سب سے پہلے ٹڈیوں کو ہلاک کیا جائے گا. کیونکہ یہ ٹڈی

اس مٹی سے پیدا کی گئی جو حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے کے بعد بچ گئی تھی.

امام اوزاعی کے مطابق شیطان کی شال کثرت تعداد میں اس جنگل کی

ہے جس میں صرف ٹڈیاں ہی ٹڈیاں ہیں۔

حضرت یحییٰ بن زکریا اکثر ٹڈی اور پھلوں کا گودا استعمال کرتے تھے اور
بے کو خوش قسمت سمجھتے تھے۔

ٹڈی کی تعریف میں شعر ملاحظہ ہو۔

ٹڈی کی رانیں بکری کی طرح ہیں اور اسکی پنڈلیاں شتر مرغ کے انداز میں
ٹ کے دونوں پیر گدھ کی طرح ہیں اور گلا شیر سے ملتا ہے کیڑے مکوڑے اس کا
فا ہیں اور بہترین گھوڑوں کے سر اور منہ جیسا بنا کر اسکی خوبصورتی میں اضافہ
ر دیا ہے۔

علامہ دمیری نے اور مبالغے سے کام لیا ہے فرماتے ہیں کہ ٹڈی میں مختلف
انوروں کی دس چیزیں پائی جاتی ہیں۔ گھوڑے کا چہرہ اونٹ کی ران شتر مرغ
ی ٹانگ (پنڈلی) وغیرہ

قاضی محی الدین شہ زوری نے ٹڈیوں کی آمد کو بارش میں اولے پڑنے
ے تشبیہ دی ہے ایک برائی بھی پڑھ لیجئے۔

جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ٹڈی کا گوشت سب سے زیادہ
بیماری کی جڑ ہے۔

ٹڈیاں میرے کھیتوں میں پڑیں تو میں نے ان سے کہا۔ میرے کھیت کو
مت چاٹیو اور میرے لیے کوئی خرابی مت پیدا کیجیو تو ایک خوشہ پر بیٹھے
ہوئے ٹڈی کے ترجمان نے جواباً کہا کہ ہم سفر میں ہیں اور سفر میں توشہ ضروری
ہوتا ہے۔

علامہ دمیری نے بہت عملیات وظائف لکھے ہیں جن کے ذریعے ٹڈیوں کو

بھگایا جا سکتا ہے

۱۔ کچھ پڑھنے کے عمل ہیں

۲۔ کچھ ایک عمل بانس کی نلکی میں رکھکر انگور کا باغ، کھیت

دفن کرنے سے ٹڈی وغیرہ سے کھیتی محفوظ رہے گی

3۔ ایک عمل پڑھکر ٹڈیوں کو بھگایا جا سکتا ہے

4۔ اگر ٹڈیاں آچکی ہوں تو چار ٹڈیاں پکڑ کر ٹڈیوں کے آ

کر ٹڈیوں کو جس شہر کی سمت اڑایا جائے گا سب وہیں اڑ جائیں گی۔ لیک

ہے کہ جتنی دیر میں ٹڈیوں پر کچھ لکھا جائے گا اتنی دیر میں وہ تمام کھ

باغ کا صفایا کر چکی ہوں گی۔ ٹڈیوں کا کام منٹوں کا ہے

جراد کے علاوہ ٹڈیوں کے اور بھی متعدد نام ہیں۔

جراد البحری سمندری ٹڈی

دریائی ٹڈی یہ ایک جانور ہوتا ہے جس کا سر چھوٹا ہوتا ہے اور

دونوں جانب مکڑی کی طرح لمبے لمبے دس ہاتھ ہوتے ہیں یہ زیادہ تر شمالی

اور اسپین میں سمندر کے قریب پائی جاتی ہے لوگ عام طور پر ان کو بھون کر

کھاتے ہیں یہ جانور ایک روٹی کے برابر بڑا ہوتا ہے اس کے باریک بار

سرخ سینگ ہوتے ہیں اور اسکے قریب دو چمکتی ہوئی آنکھیں ہوتی ہیں

اگر اسکو تندور میں بھون کر کھائیں تو بہت لذیذ لگتی ہے

عرب کے بعض علاقوں کی زبان میں جراد البحر جھینگے کی طرح

ایک مچھلی کو کہا جاتا ہے لیکن مسقط میں یہ نام اڑنے والی مچھلی Fish

اور E. EVOLANS کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

طبی فوائد :

دریائی ٹڈی گرم اور خشک ہوتی ہے اس کا گوشت جزام (کوڑھ) والے مریض کے لیے بہت مفید ہے۔

جندع : کالی ٹڈی کو کہتے ہیں، امام ابوحنیفہ کہتے ہیں یہ چھوٹی ٹڈی ہوتی ہے ابن سیدہ فرماتے ہیں، جندع چھوٹی ٹڈی کو کہتے ہیں جس کے لمبے لمبے سینگ ہوتے ہیں اس کا کھانا جائز نہیں ہے

حرشوف : یہ بہت کھائی جاتی ہے اور بہت پتلی دبلی ہوتی ہے اسکی وجہ سے اسکو لاغر ٹڈی کہتے ہیں۔

حسبان : یہ بھی ٹڈی کا نام ہے۔

حنظب : ٹڈی کو کہتے ہیں عرب میں خراب انگلیوں کو ٹڈی سے تشبیہ دی جاتی ہے اور اسکی پھنکار ایسی نکلتی ہے جیسے ٹڈی کی خشک چمڑی سے آواز نکلتی ہے۔

خندع : چھوٹی ٹڈی کو کہتے ہیں

دباء : وہ نوعمر ٹڈی جو اڑ نہ سکتی ہو جب اڑنے کے قابل ہو جائے تو اس کا نام بدل جائے گا۔

عرب میں ارض مدبیہ زیادہ ٹڈی والی زمین کو کہا جاتا ہے اور مثال میں کہتے ہیں وہ ٹڈی سے بھی زیادہ ہیں

حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول لوگ اس کے بعد کیسے کیسے ہوں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ٹڈی کے مانند طاقتور کمزور کو کھاتا ہے۔ قیامت قائم ہونے تک

مینڈک

قرآن پاک میں صرف ایک جگہ آیا ہے

آخر ہم نے ان (قوم فرعون) پر طوفان بھیجا۔ ٹڈی دل چھوڑے سُرسریاں پھیلائیں مینڈک نکالے اور خون برسایا۔ یہ سب نشانیاں الگ الگ کر کے دکھائیں مگر وہ سرکشی کیے چلے گئے۔ اور بڑے ہی مجرم لوگ تھے۔ ملبنذی (اعراف) 7/133۔

حضرت موسیٰ کے انکار کی پاداش میں چند عذاب نازل کیے گئے ان میں ایک عذاب مینڈکوں کا بھی تھا۔

عذاب کی تفصیل توریت میں اسطرح سے ہے۔

پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ فرعون کے پاس جا اور یہ اس سے کہہ کہ خداوند یوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو چھوڑ دے تاکہ وہ میری عبادت کریں اور اگر تو جانے نہ دے گا تو دیکھ تیرے ملک کی سب اطراف کو مینڈکوں سے بھر دوں گا اور دریا بے شمار مینڈک پیدا کرے گا اور وہ ادھر آکے تیرے گھر میں اور تیری آرام گاہ اور تیرے پلنگ پر اور تیرے ملازموں کے گھر میں اور تیری رعیت اور تیرے سب نوکروں پر چڑھیں گے اور خداوند نے موسیٰ ؑ کو فرمایا کہ ہارون سے کہہ کہ اپنا ہاتھ عصا کے ساتھ نہروں دریاؤں اور حوضوں پر بڑھا اور مینڈکوں کو ملک مصر پر چڑھا چنانچہ ہارون نے مصر کے پانی پر ہاتھ بڑھایا

اور مینڈک چڑھ آئے اور مصر کی زمین چھپا دی۔ اور جادوگروں نے بھی جادوؤں سے ایسا ہی کیا۔ اور مصر کی زمین پر مینڈک چڑھ آئے۔

(خروج 8: 1-7)

مینڈک کو مصر والے مقدس جانور سمجھتے تھے۔ بلٰذا وہ اس کو مارنے پرہیز کرتے تھے۔ لیکن ان کی کثرت سے مصریوں کی زندگی حرام ہو گئی اور انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی کہ اس بلا سے نجات دلائیں تو پھر ایمان لے آئیں گے

عہد جدید میں لکھا ہے "پھر میں نے اس اژدھے کے منہ سے اور حیوان کے منہ سے اور اس کے منہ سے تین ناپاک روحیں مینڈک کی شکل میں نکلتے دیکھیں

(مکاشفہ 16: 13)

غرضیکہ مینڈک کو ناپاک روح سے تشبیہ دی گئی ہے۔

عبدالرحمٰنؓ بن عثمان سے روایت ہے کہا ایک طبیب نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ مینڈک دوا میں استعمال کرلوں آپ نے اس کو اسکے قتل سے منع فرما دیا۔ (روایت ابوداؤد)

سری لنکا میں یہ خیال تھا کہ کرۂ زمین کو تھامنے والے جانوروں میں سے مینڈک سب سے نچلی سطح پر ہے مینڈک کے اوپر کچھوا ہے اس کے اوپر سانپ ہے۔ اس کے اوپر ایک جن ہے جس نے دنیا کو سنبھالا ہوا ہے جنوبی امریکہ کے قبیلہ CHIBEHA نے مینڈک کو دیوتا کا درجہ دیا ہوا ہے اور ایک سالانہ تقریب منائی جاتی ہے جس کی مرکزی شخصیت مینڈک ہوتا ہے۔

چلی کے ایک قبیلہ کے خیال میں خشکی کا مینڈک تمام دریاؤں اور سمندروں کا آقا ہے شمالی امریکہ کے ایروقی قبیلہ کے مطابق ایک بہت بڑے مینڈک میں دنیا کے تمام پانی کا ذخیرہ تھا۔ اسی سے پھر دریا جھیل اور سمندر نکلے آسٹریلیا کے قدیم قبیلے کا خیال ہے کہ سیلاب کسی ایسے ہی مینڈک کے پھٹنے سے معرض وجود میں آتا ہے کچھ اور لوگ ہیں جو مینڈک کی آمد کو نئے بچے کی آمد کا پیش خیمہ سمجھتے ہیں ایک اور قبیلے کا خیال ہے کہ ان کی دیوی مینڈک کا روپ اختیار کر لیتی ہے اور نئے بچے کی آمد کا پیش خیمہ بھی ہے۔

جرمنی میں برٹین برگ شہر میں عقیدہ ہے کہ اگر کوئی عورت زمین کھودتی ہے اور اس میں مینڈک نکل آئے تو وہ عنقریب بچہ پیدا کرے گی (لیکن یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ اگر وہ کنواری یا بیوہ ہے تو پھر کیا ہوگا) تسان قبیلے کا عقیدہ ہے کہ وہ مینڈک کی اولاد ہیں ہند چینی کے قبیلہ کے بزرگ نے مینڈک کا روپ اختیار کر لیا اور ان کے کھیتوں کی حفاظت کرتا ہے لہٰذا تمام مینڈکوں کا احترام فرض ہے برما کے کیرن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ چاند گرہن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مینڈک چاند کو نگل رہا ہے۔ نیپال کے نیوار قبیلہ مینڈک کی پوجا کرتا ہے کیونکہ وہ ناگ دیوتا کے ساتھ ملکر بارش کا منتظم ہے۔ ہر سال اکتوبر میں چاول گھی اور دوسری چیزوں کی قربانی ہوتی ہے، ہندوستان میں مینڈک کے اوپر پانی ڈالا جاتا ہے یا ایک بانس پر مینڈک کو کھلے

منہ چڑھا دیتے ہیں تاکہ بارش برس جائے برطانوی کولمبیا، یورپ
بھیل قبیلہ بھارت ملیشیا میں بھی کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح بارش
ہو جاتی ہے۔

یورپ میں بھی مینڈک کو دنیادی دیوتا شمار کیا جاتا ہے جو
امریکہ کے ایک قبیلے کا خیال ہے کہ مینڈک ان کی سنتا ہے دوسرا قبیلہ
کے لوگ مینڈک کا بت بنا کر اسکی پرستش کرتے ہیں۔ جرمنی میں مینڈک
گھریلو جن (genius) سمجھتے ہیں۔ رومانیہ میں یہ وہم ہے کہ اگر
کوئی شخص مینڈک مارے تو وہ شخص اپنی ماں کو قتل کرے گا، کچھ لوگ
مینڈک کو جادوگر سمجھتے ہیں اور جادو ٹونے کے لیے سال کے مخصوص
حصے میں اسکو مارا جاتا ہے۔

پارسیوں میں مینڈک بدی کا جانور ہے اسکو مار دینا چاہیئے۔ آرمینیا
اور امریکہ میں یہ خیال ہے کہ مینڈک کی وجہ سے کھال پر گومڑیاں نکل آتی ہیں
جس سے دانت گر جاتے ہیں۔ ان گومڑیوں کو ختم کرنے کے لیے گوشت اور
رگڑا جائے اور دفن کر دیا جائے تو گومڑیاں ٹھیک ہو جائیں گی۔ میکسیکو میں
دیوتا کی مورتی ایسے تالاب میں رکھی جاتی ہیں جس میں سانپ اور مینڈک
بھرے ہوں اس پر ناچ کیا جاتا ہے اور ایک مینڈک ناچنے والا ناچ
کے دوران کھاتا ہے دوسرا قبیلہ مینڈک کے بادشاہ سے دعا کرتا ہے
کہ بارش برسائیں ایک اور شگون کے مطابق اگر ان کی کشتی میں مینڈک
آجائے تو کشتی میں سوار ایک آدمی مر جاتا ہے۔ سربیا میں بچوں کے سامنے

ینڈک کا نام نہیں لینا چاہیئے۔ شیکسپیئر نے لکھا ہے کہ مینڈک کے
سر میں قیمتی ہیرا ہوتا ہے۔ جرمنی میں بھی یہی خیال پایا جاتا ہے

عام معلومات :

مینڈک کی تین ہزار قسمیں ہیں۔ جسامت کے لحاظ سے ½ انچ سے لیکر ایک چھوٹے سے کتے کے برابر جو افریقہ میں پایا جاتا ہے اسی طرح ان کی عادتوں طرز رہائش اور بناوٹ میں فرق ہے۔ یہ کیلی فورنیا کی وادی موت میں جو سطح سمندر سے کافی نیچے ہے پایا جاتا ہے اور جنوبی امریکہ کے پہاڑوں کی چوٹی پر 6000 فٹ بلند ہے پایا جاتا ہے اور بحر منجمد جنوبی میں بھی پایا جاتا ہے اور ہزاروں برس سے پایا جاتا ہے۔ مینڈک کی کھال چکنی ہوتی ہے اور اس کی سطح پر زہریلا مادہ ہوتا ہے جو اس کو دوسرے جانوروں سے کسی حد تک محفوظ کرتا ہے وہ مادہ آنکھوں یا منہ میں جلن پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔

مینڈکوں کا سانس لینے، دورانِ خون، نظام ہضم، نظام تولید اور اخراج بہت منظم ہے اور انسان کے نظاموں سے قریب ہے۔ لہذا سائنس کے طلباء کو سب سے پہلے مینڈک کی جسمانی ساخت اور مختلف نظاموں کے متعلق بتایا جاتا ہے علاوہ ازیں اس کا جسمانی درجہ حرارت ماحول کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ مینڈکوں کی حرکت کے لحاظ سے مندرجہ ذیل کیفیت ہے۔

۱۔ مینڈکوں کے پھدکنے یا کودنے کی اہلیت بہت مشہور ہے لیکن
معلوم ہو کر تعجب ہوگا کہ تمام مینڈک کودنے والے نہیں ہوتے جو کودتے
ہیں وہ تین فٹ تک کود جاتے ہیں۔

2۔ کچھ اقسام زبردست تیرنے والی ہوتی ہیں

3۔ کچھ صرف زمین پر چلنے والے ہوتے ہیں

4۔ کچھ مینڈک درختوں پر چڑھتے ہیں

5۔ کچھ مینڈک پھسلنے والی نسل (GLIDERS) سے تعلق رکھتے

6۔ کیلی فورنیا میں مینڈکوں کے کودنے کے مقابلے ہوتے ہیں وہاں
(BULL FROG) بیل مینڈک ایک چھلانگ میں پانچ فٹ تک
کود جاتے ہیں۔

7۔ افریقی نسل کے مینڈک چودہ فٹ تک کود جاتے ہیں اڑن مینڈک
40 فٹ کی چھلانگ لگاتا ہے۔

8۔ مینڈک کیڑے مکوڑے مچھلی اور دوسرے مینڈک کھاتے ہیں
درختوں کے ڈنٹھل اور پتے بھی کھا جاتے ہیں

9۔ یہ ایک دوسرے سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہیں اور مادہ کو
بلاتے ہیں۔

۱۰۔ یہ مختلف ناموں سے موسوم ہیں چند اہم نام یہ ہیں۔
درختوں کے مینڈک (TREE FROGS) (PIPID TOADS،
اصلی مینڈک (TRUE FROGS) ایک قسم کا مینڈک (TOADS

نے والے مینڈک (POLYPEDATID FROGS - اڑن مینڈک

(LEOPARD FROGS) چیتا مینڈک FLYING FRO

بم مینڈک SURINAM TOAD جنوبی امریکی ڈاردن مینڈک

(LEOPARD FROGS) افریقی بیل مینڈک DARWINS FR

۱۱۔ مینڈک کے انڈے انگور کے گچھے کی طرح ہوتے ہیں اور دس اینچ
بے گچھے پائے جاتے ہیں

12۔ مینڈک کی ٹانگیں امریکہ اور یورپ میں بہت اعلیٰ قسم کی غذا
ار کی جاتی ہے

13۔ 1980ء کے بعد سے دنیا میں بیس کروڑ مینڈک سالانہ کھائے
نے ہیں۔

14۔ امریکہ میں مینڈک کا گوشت دنیا میں سب سے زیادہ کھایا جاتا ہے
لاکھ پاؤنڈ گوشت ہر سال درآمد کیا جا رہا ہے یہ زیادہ تر گوشت ہندوستان
بنگلادیش مہیا کر رہا ہے۔ ہندوستان مینڈک برآمد کرنے میں اوّل ہے اور
لادیش دوم نمبر پر ہے۔

15۔ مینڈک شاید اور جانوروں کی نسبت سب سے زیادہ تحقیق اور
ھائی کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے

16۔ استقرار حمل کی معلومات کے لیے بھی مینڈک استعمال کیا جا رہا ہے

(مینڈک) الضفدع)

علامہ کمال الدین دمیری فرماتے ہیں۔

مینڈک مختلف قسم کے ہوتے ہیں بعض سفاد یعنی جنسی سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض بغیر سفاد کے پیدا ہوتے ہیں ان کی پیدائش ایسے پانیوں میں ہوتی ہے جو بہتے نہیں گندے ہوتے ہیں۔ نیز بارش کے بعد بھی ان کی پیدائش ہوتی ہے حتیٰ کہ بارش کے بعد سطح آب پر انکی کثرت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بادل سے برسے ہیں یہ کثرت نر اور مادہ کے مادہ تولید کا پھل نہیں ہے بلکہ یہ محض اس قادر مطلق کی صناعی کا کرشمہ ہے کہ اس مٹی میں ایسی خاصیت رکھ دی ہے کہ اس سے گھڑی بھر میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔ مینڈک ان حیوانات میں سے ہے جن میں ہڈی نہیں ہوتی بعض مینڈک بولتے ہیں اور بعض نہیں بولتے جو بولتے ہیں ان کی آواز ان کے کانوں کے پاس سے نکلتی ہے جب مینڈک بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے نیچے کے جبڑے کو پانی میں داخل کرتا ہے اور جب اس کے منہ میں پانی بھر جاتا ہے تو بولنا بند کر دیتا ہے۔ مینڈک نے ایک بات کہی اور حکمار نے اسکی تفسیر کر دی۔ میرے منہ میں پانی ہے اور بھلا جس کے منہ میں پانی ہو وہ کہیں بولتا ہے

عبدالقاہر کا قول ہے کہ سانپ مینڈک کی آواز سے اس کا سراغ لگا کر اسکو پکڑ کر کھا لیتا ہے۔

رات کی تاریکی میں مینڈکوں نے باہم گفتگو کی بس انکی آواز نے سمندر کے سانپ کو ان کا پتہ دے دیا۔ بعض مینڈکوں کو دیگر جانوروں کی طرح آگ کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے اور یہ بولنا چھوڑ

بتے ہیں اور برابر آگ کو تکتے رہتے ہیں۔

جب مینڈک پیدا ہوتا ہے تو باجرے کے دانوں کی مانند پانی پر
یلا ہوتا ہے اور جب پانی سے برآمد ہوتا ہے (دعموص) سنگ ماہی کی
ورت میں ہوتا ہے اس کے بعد اعضاء بننے شروع ہو جاتے ہیں۔

بنی کریمؐ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص حرم میں مینڈک کو مار ڈالے
ں کے ذمہ بکری کا صدقہ ہے خواہ وہ مارنے والا محرم ہو یا حلال ہو۔"

ابن عباس کا یہ قول ہے کہ ایک مینڈک نے خوف خداوندی کے باعث
پنے آپ کو آگ میں ڈال لیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اجر و ثواب کے
ور پر تمام مینڈکوں کو پانی کی ٹھنڈک عطا فرمائی اور اس کے بولنے
و تسبیح کے قائم مقام بنا دیا۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک صرد اور شہد کی مکھیوں کو
مارنے سے منع فرمایا ہے۔"

ایک مرتبہ حضرت داؤدؑ نے فرمایا۔ آج کی رات میں اللہ تعالیٰ کی
ایسی تسبیح بیان کرونگا جو اسکی مخلوق میں کسی نے نہ کی ہو گی۔ یہ سنکر ایک
مینڈک نے جو آپ کے گھر کی حوض میں رہتا تھا پکار کر کہا۔ "اے داؤد
کیا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی تسبیح پر فخر کرتے ہیں۔ حالانکہ مجھ پر ستر
سال گزر گئے اور میری زبان ذکر الٰہی سے خشک نہیں ہوئی۔ علاوہ ازیں
دس راتیں گزر چکی ہیں کہ میں نے ابھی تک نہ کوئی سبزی چکھی ہے اور نہ
پانی پیا ہے بس دو کلمے میری زبان پر جاری ہیں۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا

وہ کلمے کونسے ہیں۔ تو مینڈک نے بتایا۔ یَا سُبَّحًا بِکُلِّ لِسَانٍ وَّمَذْکُوْرًا بِکُلِّ مَکَانٍ یہ سنکر حضرت داؤدؑ کے دل میں خیال آیا۔ کہ میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں ان سے زیادہ بلیغ الفاظ میں اللہ کی تسبیح بیان کردں۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ نے دل میں ایک بار گمان کیا کہ میں جیسی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں ایسی کوئی نہ کرتا ہوگا آپ اپنی محراب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ قریب ہی حوض تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس فرشتہ بھیجا۔ اس نے آپ سے کہا کہ اے داؤدؑ ذرا اس مینڈک کی آواز سنو کیا کہہ رہی ہے ؟ چنانچہ آپ نے کان لگا کر اسکی آواز سنی وہ کہہ رہی تھی۔ "سُبْحَانَكَ وبِحَمْدِكَ وَمنتهى عِلْمُكَ" فرشتے نے پوچھا۔ اب بتایئے کیا خیال ہے ؟ حضرت داؤدؑ نے جواب دیا اس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے نبوت سے نوازا۔ میں نے ان الفاظ میں کبھی اسکی حمد وثناء نہیں کی۔

حضرت عکرمہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مینڈک کا ٹرانا اس کی تسبیح ہے۔ رئیس ابن سینا کا قول ہے جس سال مینڈکوں کی تعداد معمول سے زیادہ ہوجائے تو یہ وباء کی آمد کی دلیل ہے۔

تزدینی کا بیان ہے کہ مینڈک کی دو قسمیں ہیں ا۔ جبلیہ 2۔ مائیہ

حضور پاک ﷺ نے پانچ جانوروں کے مارنے سے منع فرمایا ہے

ا۔ چیونٹی۔ 2۔ شہد کی مکھی 3۔ مینڈک 4۔ لٹورا 5۔ ہُدہُد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مینڈک کو مت مارو اسلئے کہ
س کا ٹرانا تسبیح ہے"
مینڈک اپنے ٹرانے میں کہتا ہے" سبحان الملک
لقدوس" اور حضرت انس رض سے منقول ہے کہ مینڈک کو مت مارو
س لیے کہ جب مینڈک کا گزر اس آگ پر ہوا جس میں نمرود نے حضرت
براہیم علیہ السلام کو ڈالا تھا تو مینڈک اپنے منہ میں پانی بھر کر اس پر
چھڑک رہے تھے۔
پانی میں مینڈکوں کے مرجانے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے جس طرح
دیگر غیر ماکول جانوروں کے مرجانے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے

مینڈک کے طبی فوائد :

مینڈک کا گوشت خون میں فساد اور خونی پیچش کرتا ہے
اور اس کے کھانے سے جسم کا رنگ متغیر اور بدن پر ورم ہوجاتا ہے اور
عقل میں فتور آتا ہے اگر مینڈک کو سائے میں سکھا کر اور کوٹ کر
خطمی کے ساتھ پکایا جائے لہذا اس جس جگہ کے بال صاف کرنے ہوں
اس جگہ کو چونے اور ہڑتال سے صاف کر کے لگایا جائے تو پھر اس
جگہ بال نہیں اگیں گے اگر زندہ مینڈک شراب میں ڈال دیا جائے تو
فوراً مرجاتا ہے لیکن اگر اسکو نکال کر صاف پانی میں ڈال دیا جائے
تو دوبارہ زندہ ہوجاتا ہے اگر مینڈک کی ٹانگ نقرس کے مریض کے

بدن پر لٹکا دی جائے تو درد میں سکون ہو جاتا ہے اور اگر کوئی عورت
پانی کا مینڈک لیکر اور اس کا منہ کھول کر تین بار اس کے منہ میں تھوک کر اسکو
پانی میں ڈلوا دے تو وہ عورت کبھی حاملہ نہیں ہوگی اگر مینڈک کو کچل کر
کیڑوں کے کاٹنے کی جگہ پر رکھ دیا جائے تو فوراً آرام ہو جاتا ہے اگر اسکی زبان
روٹی میں ملا کر اس شخص کو کھلا دی جائے جس پر چوری کا الزام ہو تو اگر اس
نے چوری کی ہو تو اس کا اقرار کرے گا۔

حوض میں کافی مینڈک پیدا ہو گئے تھے ان کے شور سے تمام گھر والے
پریشان تھے ان کو خاموش کرنے کے لیے بہت سے جتن کیے مگر کامیابی نہ
اگر ایک طشت کو اوندھا کر کے حوض کے پانی پر رکھ دو مینڈکوں کا شور ختم

خواب میں مینڈک سے ایسا صالح مراد ہے جو اطاعت خداوندی میں
بہت کوشاں ہے۔ کثیر تعداد میں مینڈکوں کا خواب میں آنا عذاب کی علامت
جو شخص خواب میں مینڈک کا گوشت کھالے تو وہ شخص گرفتار مصیبت ہوگا
ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے انسان کے دل میں شیطان
کا ٹھکانا دکھا دے چنانچہ اس نے خواب میں ایک شیشہ کا انسان دیکھا
جس کا اندرونی حصہ باہر سے صاف نظر آرہا تھا اور شیطان مینڈک کی
صورت میں بیٹھا ہوا اس بلوری انسان کے اندر نظر آیا اور مچھر کی طرح
اس شیطان کے ایک سونڈ بھی لگی ہوئی نظر آئی جسکو اس نے انسان کے دائیں
کندھے میں داخل کر رکھا تھا جو قلب تک پہنچی ہوئی تھی اور اس سے انسان کے دل
میں وسوسے آرہے تھے جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اس سونڈ کو
سکیڑ کر پیچھے ہٹا لیتا ہے۔

کیڑے مکوڑے (حشرات)

قرآن پاک میں ان کیلیے پندرہ جگہ دابۃ تین جگہ دواب جو اسکی جمع ہے
رش، پروانے، پتنگے، ان کی پیدائش پانی سے ہوئی ہے سب کا رزق اللہ کے ذمے
ہے کہیں مثال کے طور پر ہے، کہیں رینگنے والے جانور، کہیں گھن کا کیڑا یا دیمک
ہیں پروانے یا پتنگے، کہیں جوئیں یا سرسریاں (قمل) جو فرعون والوں کے کپڑوں
میں پڑ گئی تھیں۔ عذاب کے مختلف انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے
زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار
مخلوق کو پھیلاتا ہے ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان
تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں۔ بے شمار نشانیاں ہیں گائے (البقرہ) 164

اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اسکی روزی اللہ کے ذمہ نہ
ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے
ہر چیز کا واضح ریکارڈ موجود ہے یعنی اللہ کے علم کا یہ حال ہے کہ ایک ایک
چڑیا کا گھونسلہ اور ایک ایک کیڑے کا بل اسکو معلوم ہے اور وہ اس جگہ پر
اسکو سامان زلیست پہنچا رہا ہے۔ ھود 6

زمین و آسمانوں میں جس قدر جاندار مخلوقات ہیں اور جتنے ملائکہ
ہیں سب اللہ کے آگے سربسجود ہیں شہد کی مکھی (نحل) 49

اور اللہ نے ہر جاندار چلنے والے کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں

سے بعض تو وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے چار پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے بناتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ سورہ نور 45

پھر جب ہم نے ان (سلیمانؑ) پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ (سلیمانؑ) کے عصا کو کھاتا تھا سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی ''اگر وہ غیب کا علم جانتے ہوتے تو اس مصیبت میں نہ ہوتے۔ سبا۔ 14۔

اور خود تمہارے اور ان حیوانات کے پیدا کرنے میں جنکو پھیلا رکھا ہے دلائل ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں (جاثیہ) 4

توریت اور انجیل میں جانوروں کا ذکر تو کثرت سے آیا ہے کوئی ایسا جامع وسیع لفظ نہیں ملتا جو دابۃ کا مترادف ہو۔ جس میں ہر قسم کے حیوانات، ممالیہ، فقاریہ، یعنی چوپایہ، حشرات الارض، کیڑے مکوڑے، درندے، چرندے پرندے سب شامل ہوں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے ساتھ ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے آپؐ نے خاص طور پر چیونٹی، شہد کی مکھی، ہُد ہُد اور صرد کے مارنے کی ممانعت فرمائی ہے ذبح کرو تو چھری تیز ہو، جانور کو تکلیف نہ ہو۔ اگر بلا ضرورت چڑیا کو بھی ذبح کیا تو اسکی جواب طلبی ہوگی، بلا ضرورت سواری کے جانوروں پر بیٹھا رہنا بھی غلط ہے جانوروں کو بھوکا رکھنا، ظلم کرنا، منہ پر مارنا، داغ لگانا اور تفریح کے لیے لڑانا منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے وہ گھائل و زخمی ہو کر تکلیف پاتے ہیں۔

ان کیڑے مکوڑوں میں شہد کی مکھیاں تتلیاں اور وہ تمام کیڑے مکوڑے

جو فضا میں اڑتے ہیں، یا زمین، اور پودوں، درختوں پر رہتے ہیں۔ اگر یہ
پر رینگنے والے کیڑے جن میں سب شامل ہیں فضا سے خارج کر دیئے جائیں تو
موسم کی تبدیلی اور زمین کی گردش کے دنیا تباہی سے دوچار ہو جائے گی جس طرح
Animal Kingdo: جیسں انسان شامل ہے جنس کے ذریعہ آبادی بڑھتی ہے
تناسل قائم ہے تقریباً ایسی ہی کیفیت نباتات میں بھی ہے نباتات میں آپکی فصلیں،
، باغات، گھاس کے میدان، چراگاہیں، جنگلات خواہ میدانوں میں ہوں پہاڑوں
سمندر کے کنارے اور کرہ ارض پر کہیں بھی ہوں سب شامل ہوں۔ یہ تمام نباتات
Polinatio) کے ذریعے ہی قائم ہیں اور پھل اور فصلیں اسی سے بڑھتی
افزائش نسل کا سلسلہ قائم ہے جس صورت سے نوع حیوانی میں مذکر اور مونث اعضا
ہیں اور ان کے ملنے سے افزائش نسل قائم ہے اسی صورت سے پودوں اور درختوں
نر مادہ کے جنسی اعضاء موجود ہیں اور جوڑے جوڑے ہیں

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ
وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝

وہ خدا پاک ہے جس نے زمین کی نباتات اور خود ان کے اور جن چیزوں کی
ان کو خبر نہیں سب کے جوڑے بنائے

Polination کا مطلب نر و مادہ کے اعضاء کا ملانا ہے یعنی
افزائش کا کام شروع ہوتا ہے پھر پھل اور فصلیں تیار ہوتی ہیں اور
نر افزائش کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہ کیڑے مکوڑے ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی قدرت
نے Polination کا کام سپرد کیا ہے۔

پودوں درختوں میں پھول ہی اصل میں جنسی اعضاء ہیں۔ -tam
ens & Anthers - مذکر کے اعضاء ہیں انہیں Anthers
سے بہت باریک Powder جیسے دانے نکلتے ہیں جن کو POLLEN
کہتے ہیں جبکہ Stigma & Ovary مونث کے اعضاء ہیں بعض پودے
(پھول) ایسے ہوتے ہیں جنمیں مذکر اور مونث دونوں کے اعضاء موجود ہوتے
اور اکثریت درختوں کی ایسی ہے جس میں نر اور مادہ کے اعضاء دوسرے درخت
پر ہوتے ہیں یا ایک درخت کی مختلف شاخوں پر ہوتے ہیں۔ اوّل الذکر میں
Self Polination ہوتا ہے اور آخر الذکر میں Cross polination
لیکن یہ تمام کام کرۂ ارض پر انہیں کیڑے مکوڑوں اور خوردبینی جراثیم کے
سے عمل میں آتا ہے۔

یہ خوش رنگ اور خوشبودار پھول بنائے ہیں اسلئے بنائے گئے ہیں تاکہ ان کے
رنگ کو دیکھ کر کیڑے ان کی طرف مائل ہوں وہ ان پر بیٹھتے ہیں رس لیتے
ہیں اور خوشبو سے لطف اندوز ہونے کے بعد دوسرے پھول پر بیٹھتے ہیں
لیکن ان کے پروں پر یا پیروں پر Pollens یا Pollen grains چمٹ
جاتے ہیں جب دوسرے پھول پر جاتے ہیں تو یہ Pollens بذریعہ
Pollen Tube مونث کے اعضاء OVARY تک پہنچ جاتے ہیں
اسی کو Cross Polination کہتے ہیں اس کے فوراً بعد ہی
Ovary کا عمل شروع ہوتا ہے Fertilization پھر
شروع ہوتی ہے اور پھل کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پھول مرجھا جاتے

تے ہیں۔ کرۂ ارض پر تمام نباتات میں خواہ وہ آم کا درخت ہو یا برگد کا یا خربوزہ کی بیل ہو یا گندم کا پودا۔ پہاڑوں وادیوں دریاؤں اور سمندر کے ے جنگلات ہوں یا کوئی کائی (Alga) یہ تتلیاں، شہد کی مکھیاں، کیڑے یے اڑنے اور رینگنے والے یا خوردبینی کیڑے غیر محسوس طریقے سے یہ عمل جاری تے ہیں۔

جس صورت سے پرندوں اور دیگر جانوروں کی افزائش کو ایک حد تک قائم ضے کے لیے قدرت نے الو باز شکرہ خون چوسنے والی بگڑ Vampire رہ وغیرہ پیدا کر دی ہیں، اسی طرح سے کیڑے مکوڑے دیگر حشرات الارض مع مچھر کے رول کرنے کے لیے مکڑی کو پیدا کیا ہے۔ عام اصطلاح میں ایسے جانوروں کو PREDATOR کہا جاتا ہے، ہندوستان پاکستان میں جو مکڑیاں ہیں وہ چھوٹی یک اور مٹیالے رنگ کی ہوتی ہیں۔ زیادہ تر مکھیوں اور مچھروں کا شکار کرتی ہیں چھوٹے کیڑے کھاتی ہے لیکن افریقہ کی مکڑیاں ایک چھٹانک یا آدھ پاؤ تک نا ہیں، سرخ رنگ کی نہایت خوفناک جن میں تانا بانا یعنی جال بناتی ہیں ڑے کیڑے مکوڑے مکھیاں مچھر اور بے شمار حشرات الارض کو ہضم کر جاتی ہے یہ PREDATORS ظاہر میں بے کار نظر آتے ہیں لیکن ECOSYSTEM کو قائم اور توازن رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ ماحول کو آلودگی سے بچانے کے لیے بھی اس قسم کے شکاری کیڑوں کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔ ابھی حال ہی میں ایک مضمون نظر سے گزرا کہ جنوبی امریکہ کے ایک جزیرہ میں گرگٹ کو مارنے کی مہم شروع ہوئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے خوفناک کیڑے اور جراثیم پیدا ہو گئے

(جو گرگٹ کی غذا تھی) جس سے وہاں کی آبادی کو ناقابلِ علاج امراض پیدا ہو
Ecosystem تبدیل ہوگیا اسلئے مکڑی کی موجودگی اور سارا
ضروریات کے عین مطابق ہے۔

ایک اور واقعہ یاد آیا اب سے تقریباً دس سال قبل آسٹریلیا میں لو
کے قیمتی جنگلات میں ایک کیڑا گنار پیدا ہوگیا۔ جو نئے چھوٹے پودوں کو
تھا جس سے کروڑوں روپے کا نقصان ہوتا تھا۔ دوائیں وغیرہ کے چھڑکاؤ
ثابت ہوئے، چنانچہ تحقیق کے بعد سائنسدانوں نے ایک ایسا کیڑا جو مکڑی کی
خاندان سے تعلق رکھتا تھا وہاں چھوڑ دیا اور وہ بڑے شوق سے اس نقصا
گنار Caterpillar کو کھاتا تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ جنگلات کا وسیع
محفوظ کر لیا گیا۔

ڈاکٹر ولیم کے اسٹیونز کا نہایت دلچسپ اور بصیرت افروز مضمون
گزرا۔ عنوان ہے "کھٹمل زیادہ قابلِ احترام ہیں" انسان یہ سمجھتا ہے
تمام کائنات میں اشرف المخلوقات ہے لیکن صورتِ حال یہ ہے کہ اگر تمام انسان دنیا
غائب ہو جائیں تو دنیا بہت صاف ستھری ہو جائے گی لیکن اگر بے ریڑھ کے جا
مثلاً کیڑے مکوڑے مکڑی، کھٹمل، پسو کیچوے، گھونگھے تو عالمی نظام
پرخچے اڑ جائیں گے، انسان اور ریڑھ والے جانور غالباً چند ماہ زندہ رہ سکیں
کرۂ زمین پر صرف کائی اور (FUNGI) رہ جائیگی لیکن کیا کیڑے مکوڑوں کا وجود انسانی
کیلئے لازم و ملزوم ہونیکی بنا پر وہ کسی تشکر یہ احترام انعام یا مقام کے مستحق ہیں یا نہیں ایک مطالعہ کیا گ
جس میں کیڑے مکوڑوں کے ساتھ انسانی برتاؤ کی کیفیات کا پتہ لگایا گیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ زیادہ

ان ننھی منی مخلوق سے جس پر انسانی اور نباتاتی زندگی کا دارومدار ہے نفرت
ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کیڑے مکوڑوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے
لوگ عرصہ دراز سے کھٹملوں اور کیڑوں سے بہت بیزار تھے لیکن اب
رت اتنی بڑھ چکی ہے کہ اسکو خطرناک کیفیت کہا جا سکتا ہے بہت سے لوگ بے ریڑھ
یوانات کو جانتے تک نہیں یا انکی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ اور ان کو محفوظ بھی
نا نہیں چاہتے بلکہ پوری انسانی طاقت اس امر میں صرف کی جارہی ہے کہ ان کو
ت و نابود کر دیا جائے۔ عام آدمی کو یہ بھی علم نہیں کہ بے ریڑھ حیوانات کی بربادی
انسان کی خوشحالی پر برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔
انحالات کے پیش نظر امریکہ کے شہر پورٹ لینڈ جو آریگن اسٹیٹ میں ہے
سوسائٹی قائم کی گئی Xerces Society جو ایک نایاب تتلی کے
پر رکھی گئی ہے یہ سوسائٹی بے ریڑھ حیوانات کی حفاظت کے لیے قائم کی گئی
ہے اس میں مکڑی جھینگے کیکڑے سمندری مچھلیاں Squids یعنی
پلے، اسپنج، ہشت ڈنکی، سیپی، چارہ کی مچھلی، بھونرا، صدفی مچھلی وغیرہ وغیرہ
ال ہیں ان کی تعداد کے متعلق معلوم کیا گیا تو پتہ چلا کہ یہ انسان کے مقابلے میں 55
نا زیادہ تعداد میں ہیں یہ زمین کی زرخیزی کو برقرار رکھتے ہیں یہ زہریلے کیڑوں کو
تم کر دیتے ہیں یہ مردہ چیزوں کو استعمال کر لیتے ہیں یہ کھیتوں اور پودوں کے
زیرہ کو چھڑکتے ہیں یہ بیجوں کو پھیلاتے ہیں مونگے کی مدد سے جو آبادیاں بنتی
ہیں جو لاتعداد سمندری کیڑوں اور مچھلیوں کی پناہ گاہ ہوتی ہے ان کو بھی خطرہ لاحق
ہے یہ بے ریڑھ کے حیوانات اپنے سے بڑے جانوروں کو خوراک مہیا کرتے

ہیں اور انسانوں کو بھی لحمیات سے پر غذا بہم پہنچاتے ہیں علاوہ ازیں بہت غیر مغربی ممالک کے افراد ٹڈیوں، چیونٹیوں، دیمک، ٹڈے اور چمگادڑ کو بھی کھاتے ہیں۔

ڈاکٹر اسٹیفن کیلرٹ "جو اس سوسائٹی کے ڈائریکٹر ہیں انہوں نے دلچسپ انکشاف کیا ہے کہ امریکہ کے لوگ سالانہ ۱۳۰ ملین ٹن فضلہ پیدا کر اور مویشی ۲ ملین ٹن فضلہ پیدا کرتے ہیں یہ ننھے منے دوست (کیڑے مکوڑ ۹۹ فیصد فضلے سے استفادہ کرلیتے ہیں ان خدمات کے انعام کے بجائے انسا کیڑے مکوڑوں کی آنکھیں نکالنے پر بھی بضد ہیں۔

ہمارے سائنسدان ان کی تفصیلات سے کم واقف ہیں انہیں یہ بھی نہیں کب کسی مخصوص کیڑے کے ختم ہونے سے انسانی رہائش نظام اور کیڑے مکوڑوں تعلق کو کتنا بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

کیڑے مکوڑوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک باقاعدہ مواصلاتی نظا تاکہ وہ منشا الٰہی کے تحت زندہ رہیں اور جو فرائض منصبی ان کو سونپے گئے ہیں ادا کرتے رہیں حشرات، بصارت، آوازیں لمس، ذائقہ اور خوشبو بدبو مواصلات کے لیے استعمال کرتے ہیں لیکن زیادہ تر وہ آوازوں اور بو کو استعمال کرتے ہیں وہ اپنی یا پروں کو جسم کے کسی حصے سے رگڑ کر آواز پیدا کرتے ہیں ٹڈیاں، ٹڈے، دوسرے کیڑے KATYDIDS اپنی سامنے کی ٹانگوں کو رگڑ کر آواز پیدا کرتے ہیں

CICADA کے پاس سب سے زیادہ شور مچانے والے اعضا

ں، شہد کی مکھیاں اور مچھر اپنے پروں سے آواز پیدا کرتے ہیں کچھ حشرات
ریا پیٹ کو لکڑی کے تنے یا تناحوں یا پتوں پر مارتے ہیں، پروانے اپنے سانس کے
ے آوازیں پیدا کرتے ہیں حشرات کی بہت بڑی اکثریت کان نہیں رکھتے لیکن سننے
یے وہ اپنی سونڈ Antennae استعمال کرتے ہیں

زیادہ تر حشرات کی دو اقسام کی آنکھیں ہوتی ہیں سادہ Simple اور
Compound لیکن وہ نظر کمزور ہوتے ہیں کچھ درجہ روشنی اور اندھیرا دیکھ
ہیں لیکن ان میں سے چند مثلاً شہد کی مکھیاں، تتلیاں اور پروانے رنگوں کی تمیز
تے ہیں۔

بعض جانور اپنے حرارتی آلے کو فاصلاتی آلے کے طور پر استعمال کرتے ہیں
زمرہ میں خون چوسنے والے کیڑے شامل ہیں مثلاً کھٹمل پسو اور سرسریاں
یرہ، کھٹمل خون کی حرارت 6 اِنچ کے فاصلے سے معلوم کر لیتا۔ سانپ ایک
ے کے فاصلے سے انسان کا اندازہ لگا لیتا ہے نہ دیکھنے کے باوجود۔ کینچوے
دیگر کیڑے مکوڑے زمینی یا ہوائی ارتعاش Vibration
ے ذریعہ حالات سے باخبر ہو جاتے ہیں، چھپکلی ندربالوں کے ذریعے راستہ
ش کرتی ہے۔ رکاوٹوں کا پتہ لگا لیتی ہے اور جال سے بچ نکلتی ہے کیڑے
پنے پیروں، منہ کے حصوں اور دوسرے اوپری حصوں سے سونگھتے ہیں، جراثیم
یمیائی مادوں پر ردعمل کا اظہار کرتے ہیں اور سونگھنے کی حس رکھتے ہیں۔ بُو کے
ذریعہ اپنی اولاد کا پتہ لگا لیتے ہیں۔

جھینگر کی شہنائی مادہ کو متوجہ کرنے کے لیے ہوتی ہے ایک جھینگر کے پاؤں

ٹیلی فون رکھا گیا اور اسکے ایک لاؤڈ اسپیکر لگا دیا گیا۔ جھینگر کی آواز سنے متعدد مادہ جھینگروں نے اسکی طرف توجہ کی۔

کیڑوں کی حرکات وسکنات

جرمنی میں مختلف کیڑے مکوڑوں کی حرکتوں کی تیزی کا جائزہ لیا گ اور اس ضمن میں ایسے کیمرے ایجاد کیے ہیں جو ان کی حرکتوں کی تیزی کو قلمبند کر ملاحظہ فرمائیے۔

پسو کی چھلانگ 0.7 سے 1.2 ملی سیکنڈ تک

لال بیگ کی دوڑ 40 ملی سیکنڈ

Trap Jaw چیونٹی کی حرکت 3000 فریم (Frames) ا اور 33 ملی سیکنڈ

گرمی سردی۔ آرام

وہ جانور جو اپنا جسمانی درجہ حرارت کو باقاعدہ کر لیتے ہیں جسمانی ط سے وہ گرم خون والے کہلاتے ہیں اس میں دودھ دینے والے جانور اور پرندے ہیں دیگر تمام حیوانات سرد خون والے کہلاتے ہیں ان حیوانات کا درجہ حرارت کے مطابق ہوتا ہے۔

ایک سائنسدان نے گھریلو بلی کے سونے کے انداز کا 392 مرتبہ جا اس کے سونے کا انداز ماحول پر منحصر ہے خراب حالات میں بہت سے جانور و وقفے تک سوتے ہیں چمگادڑ ہلکے موسم میں باہر نکل آتی ہے تاکہ کچھ کیڑے مکوڑے کھالے کچھ جانور مثلاً چوہے گلہری خراب موسم کے لیے خوراک

تے ہیں۔ ریگستانی چھپکلی سردی سے بچنے کے لیے پہاڑی کی دراڑ میں چلی جاتی
، یا اپنے آپ کو ریت میں دفن کر لیتی ہے جیسے ہی دھوپ نکلتی ہے
ہ باہر آکر دھوپ سینکتی ہے۔

طبّی فوائد:

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی یہ کرشمہ سازیاں ہیں کہ اس نے بنی نوع انسان کی بقا
فلاح کے لیے انواع واقسام کی چیزیں پیدا کی، نباتات جمادات اور حیوانات
ِ نوع بشر کی افادیت کے لیے تخلیق کیے گئے۔ دراصل وہ سب انسان کی صحت
ائی اور زندہ رکھنے کے لیے ضروری ہیں بہت سی چیزوں کی افادیت تو دریافت
جا چکی ہے مگر ہنوز بہت کچھ باقی ہے یا ہمارے علم میں نہیں ہے مثلاً مکھی اسکے
پَر ہوتے ہیں ایک میں منفی دوسرے میں مثبت اثرات ہوتے ہیں انسان کو اسکے
ردسے نفرت ہوتی ہے یہ گندی جگہوں پر بیٹھتی ہے اگر کھانے کی چیز میں گر جائے
اس کو نکال کر پھینک دینے پر بھی طبیعت اس کھانے کی چیز کو کھانے کو گوارا
یں کرتی۔ اس کے تصور ہی سے متلی اور قے کا احتمال ہوتا ہے حالانکہ شرعاً حکم
ے کہ مکھی کے گر جانے پر کھانے یا پینے کی چیز میں مکھی کو پورا ڈبو کر پھینک دیا
لے تو اس کا زہر یا بداثرات زائل ہو جاتے ہیں تجربہ میں بات آئی ہے کہ یہی چیز اور
ندی مکھی، بچوں کے سوکھے جیسے موذی مرض میں استعمال کرائی جائے تو اکسیر کا
کام کرتی ہے ایک ایک مکھی بچے کو روز کھلائی جائے تب تک کہ بچے
رفے نہ آجائے، قے آجانے کے بعد سوکھے کا مریض بچہ بتدریج شفایاب

ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ تندرست بچہ مکھی ہضم نہیں کر سکتا۔

کھٹمل : بظاہر یہ کتنا ناپسندیدہ تکلیف دہ اور راتوں کی [نیند حرام]
کر دینے والا کیڑا ہے جو گھروں میں پلنگ اور دیگر فرنیچر میں پایا جاتا ہے [اسے]
ختم کرنے کے لیے ہزارہا جتن کیے جاتے ہیں مگر حضرت انسان نے اسکی بھی افا[دیت]
دریافت کر لی ہے جو نوزائیدہ بچے کی جمبوگا کی بیماری میں استعمال کرایا جاتا ہے [اس کے]
علاوہ بھی اسکی افادیت ہو سکتی ہے جو محتاجِ تحقیق ہے۔

جوئیں : عام طور پر گندے اور میلے سروں کی پیداوار [ہیں]
مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہیں یہ حیرت کی بات ہے کہ انسا[نی]
ایک ایسا کیڑا پرورش پاتا ہے جو اپنی غذا انسانی خون چوس کر پوری ک[رتا ہے]
ظاہر ہے کہ یہ کیڑا نہ صرف اذیت ناک ہے بلکہ حقارت کا بھی باعث ہے
اللہ تعالیٰ کی یہ مخلوق بھی بے کار اور ناکارہ نہیں اس میں بھی بنی نوع انسان کے [لیے]
افادیت مضمر ہے اس ضمن میں اپنا ایک واقعہ و نیز تجربہ رقم کر رہا ہوں ای[ک]
اسکول کی ٹیچر میرے پاس اضطراری کیفیت میں اپنے کسی کام سے تشریف لائیں [بار]
ان کے بشرے سے انکی کیفیت کا اندازہ کر کے سبب دریافت کیا تو کہنے لگیں [کہ ہمارا]
بٹیا ہسپتال میں داخل ہے اس کا پیشاب رک کر پیٹ بڑی طرح پھول گیا ہے [اور]
ڈاکٹر والدنے کہا ہے کہ آلات کی مدد سے پیشاب خارج کرایا جائے گا اسی لیے جلد[ی]
اور گھبراہٹ میں ہوں جلد ہسپتال پہنچنا ہے۔ مجھے اس کا تدارک یاد آیا اور اس [نوجوان]
سے کہا کہ تمہارے سر میں جوئیں ہیں؟ وہ چونک کر پوچھنے لگی کیوں۔ میں نے [دوبارہ]
کہا کہ جلدی بتاؤ شاید میں تمہاری کوئی مشکل حل کر سکوں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں [...]

مل جائیں گی. میں نے کہا کہ اس وقت سر سے ایک جوں نکال کر ایک پڑیا میں
لو فوراً ہسپتال جاؤ ایک ہاتھ میں پیشاب کا برتن اور دوسرے ہاتھ سے جوئیں
لڑکے کی ناف میں ڈال دو اور فوراً پیشاب کے مقام پر برتن رکھ دو مگر ڈاکٹر یا
رکو اسکی خبر نہ دینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ نصف منٹ کے اندر ہی پیشاب کھل کر
پیٹ پچک گیا اور لڑکا پرسکون ہو گیا۔ اسی اثنا میں ڈاکٹر آیا اور دیکھا کہ
کی کیفیت ہی بدلی ہوئی ہے حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ پیشاب کس نے خارج کروایا
نے کہا کہ میں نے۔ اور اس حکمت کو بیان کرنے لگی۔ ڈاکٹر حیران زدہ ہو گیا۔ یہ تو ایک تجربہ
اور نہ جانے یہ حقیر اور گندی شئے جو ایک طرف وبال جان ہے دوسری طرف
لکن کن انسانی تکالیف کا مداوا ہو۔

کاک روچ : یہ ایک کیڑا ہے جو تھوڑی سی بلندی تک اڑ سکتا ہے
گھروں میں سیلن والی جگہوں پہ پایا جاتا ہے ایک روز ڈاکٹر ہنی میں اپنے گھر میں
نوں کی تواضع کے لیے قہوہ تیار کر رہے تھے کیتلی میں پانی ڈالکر آگ پر رکھ دیا جب
تیار ہو گیا لوگوں کی تواضع کی، قہوہ نوش کرنے والوں میں کچھ تنفس کے مریض
تھے معلوم ہوا کہ وہ سب صحت یاب ہو گئے جب کیتلی دھوئی گئی تو معلوم ہوا
س میں کئی ایک کاک روچ تھے۔ جو ابلتے ہوئے پانی میں پک کر قہوہ میں شامل
ہو گئے چنانچہ اس تجربہ کے بعد کاک روچ سے تنفس کے مرض کی دوا ایجاد ہو گئی
آج تک ایسے مریضوں کے زیر استعمال ہے۔

چھپکلی :۔ عام طور پہ سبھی گھروں کی دیواروں پر نظر آتی ہے
ایک زہریلا جانور ہے جس کے لمس سے بھی پرہیز کیا جاتا ہے اس کے دانت نہیں

ہوتے یہ جسم زہریلا ہوتا ہے اور مہکتا بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے زہر کو
جیسے موذی مریض کے لیے تریاق بنایا ہے۔ چھپکلی سے جذامیوں کا علاج مکمل
جاتا ہے ہومیوپیتھک میں بھی اس سے دوا تیار کی جاتی ہے۔

سانپ:۔ سانپوں کی متعدد اقسام ہیں اور ان کے زہر دل کے
اثرات وعلامات ہیں علاج بالمثل کے ذریعہ انہی سانپوں کے زہر سے ادویہ تیار
ہیں جو علامات کے مطابق مریضوں پر استعمال کی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک سانپ
ہوئی دوا کو ناجا کہتے ہیں جو مختلف علامات کے علاوہ دل کے امراض میں
آتی ہے۔

سانڈا: یہ ایک رینگنے والا جانور ہے جس کی لمبائی تقریباً ۲ فٹ
تک ہوتی ہے جنگلوں میں زمین میں سوراخ کر کے اپنا گھر بناتا ہے بے ضرر ہوتا ہے
اس کا تیل نکالتے ہیں اور جوڑوں کے درد اور اعصاب و پٹھوں کے درد میں کام

جونک: یہ پانی میں تیرنے والا چھوٹا سا کیڑا ہے۔ قدیم زمانے
سے رگوں کا فاسد خون خارج کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے و نیز اس سے
بنایا جاتا ہے۔

مچھلی، دنیا کی بہت بڑی آبادی کی خوراک مچھلی ہے اس
سینکڑوں اقسام ہیں اور مختلف مچھلیاں مختلف امراض کا علاج بھی ہوتی ہیں

کھونگھا: یہ بھی پانی کا کیڑا ہے جو ایک سخت خول میں محفوظ رہتا ہے
اور پانی میں منہ نکال کر تیرتا ہے بظاہر تو یہ بیکار سی شے معلوم ہوتا ہے
قدرتِ خداوندی نے اس میں بھی انسان کے لیے افادیت رکھی ہے چنانچہ بچوں کی

یعنی دق میں اس کو پکا کر کھلایا جاتا ہے۔ اور بچہ بفضلِ الٰہی شفایاب
ہے۔

کیکڑا : یہ پانی کا عجیب الغریب کیڑا ہے جس کے متعدد پاؤں
یں اور اسکے مختلف سائز ہوتے ہیں لوگ اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اس کا
تپ دق کے مریضوں کے لیے اکسیر ہے۔

ANTIBIO

Maggots, Protozoa, Lysozy، اور دوسرے
کوڑے مثلاً جوئیں کھٹریا مختلف Antibiotics دوائیں پیدا کرنے
ب ہیں۔ لال بیگ، پسو پتنگے بھی مختلف دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں مشہور
ی سائنسدان نے Lious pasteur نے یہ دریافت کرکے پوری دنیا
ہ بتا دیا کہ بہت سی بیماریوں کا سبب جراثیم (یعنی چھوٹے چھوٹے کیڑے
ے جن کو صرف خورد بین سے دیکھا جا سکتا ہے اور ان کے خاتمہ کے لیے ہمیں ایسے
ے جراثیم تلاش کرنے ہوں گے جو ان کا صفایا کر سکیں۔ اس کا کہنا تھا کہ خمیر کوئی
شکل نہیں ہے بلکہ خورد بینی کیڑے مختلف ہیں آٹے کے خمیر سے اس نے
نظریہ جراثیم پیش کیا کہ مختلف جراثیم مختلف بیماریوں کا موجب بنتے ہیں
طریہ کے بعد انجکشن کے ذریعہ بیماریوں کو روکنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ چیچک
نے کے لیے گائے کی چیچک کا ٹیکہ دریافت ہوا۔ (Vacca لاطینی
ں میں گائے کو کہتے ہیں) Vaccination یعنی ٹیکہ لگانے کا طریقہ علاج
روع ہوا۔ لوئی پاسچر نے دودھ کو جراثیم کو محفوظ رکھنے کے لیے اس کا

ابالنا لازمی قرار دیا جس کو اس کے نام پر Pasteurization
ایک اور فرانسیسی امریکی سائنسدان رینی ڈو ڈوبس (DUBOS
نے زمینی جراثیم کا پتہ لگایا اور اسکی وجہ تپ دق کی مشہور د
Streptomycin اور دوسری Antibiotics
دریافت ہوئیں اس سے قبل کینسر کی طرح یہ مشہور تھا کہ ٹی بی کا کوئی علاج
مریض کی موت یقینی تھی۔

1928ء میں (FLEMING) نے پینسلین (PENICILLIN
کی اور یہ بھی معلوم کیا کہ یہ مختلف بیماریوں میں استعمال ہوسکتی ہے شروع
بہت ہی کارگر ثابت ہوئی بعد میں اسکی Allergy بھی شروع
جھینگر کے سلسلہ میں بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ اس کا استعمال فرمانے
بواسیر کے لیے مفید ہے اور زہریلے جانوروں کے زہر کیلیے نافع ہے اور
باریک پیس کر سرمہ اصفہانی میں ملا کر آنکھوں میں لگایا جائے تو بینائی
ہوتا ہے۔ آشوب چشم میں گائے کے پتہ کے ساتھ ملا کر بطور سرمہ استعمال
جوئیں، اگر کسی کا پیشاب بند ہوجائے تو بدن کی
لیکر احلیل میں رکھنے سے پیشاب ہوجائے گا۔ اگر چقندر کے پانی سے سر د
جائے تو سر میں کبھی جوں نہیں پڑسکتی۔ اسی طرح روغن قرطم سر میں
جوں پیدا نہیں ہوسکتی۔ اگر بدن کو سرکہ اور سمندر کے پانی سے دھوئیں تو مر
جائیں گی، جوں کے کھانے سے بھولنے کی بیماری ہوجاتی ہے۔

نائجیریا میں میرے بڑے بھائی Conservator of Forests ناظم

پرفائمز ہیں۔ کیڑے مکوڑوں اور جانوروں کے سلسلہ میں ان سے کچھ معلومات
لی گئی ہیں وہ پیش کی جاتی ہیں یہ معلومات انہوں نے مقامی جڑی بوٹیوں
ے مکوڑوں اور جانوروں کو استعمال کرنے والے حکیموں سے یہ معلومات حاصل
یورپین لوگ ان حکیموں کو Witch Doctors کہتے ہیں۔ کیونکہ
لاج میں دوائیں ٹونے ٹوٹکے وغیرہ سب شامل ہیں۔ بعض دوائیں بڑی تیز
ہیں۔

نائیجیریا کے مقامی آدمی زیادہ تر غریب طبقہ عیسائی مشرک اور مسلمان
ٹے چوہے اور ٹڈی بڑے شوق سے کھاتے ہیں ان کو آگ پر بھون کے نمک
ھا جاتے ہیں۔ یہ بہترین حیاتین (Protein) حاصل کرنے کا سستا طریقہ
امام مالک ؒ نے چوہے کو حلال قرار دیا ہے۔

ماہ دش کی کچھ دوست لڑکیاں جو زادیہ کالج میں ان کے ساتھ پڑھتی
وہ برسات کے موسم میں کیڑے یا پتنگے (پر دانے) وغیرہ کے پر نوچ کے ان کو
توے پر رکھکر اس سے بھونتی تھیں۔ جیسے ہم سونف کو بھونتے ہیں پھر نمک
ڈبلوں میں بھر کر رکھ لیتی تھیں اور چمچے سے پھانک کر کھاتی تھیں جیسے ہم لوگ محرم
نوں میں کھوپرا یا دھنیہ پھانکتے ہیں۔ وہاں کے لڑکے اور لڑکیاں نہایت
ت اور طاقتور ہوتے ہیں۔

وہ زمین سب سے زیادہ زرخیز معدنی اور نامیاتی اجزاء سے بھرلوپ
باتی ہے جس میں FLORA کے ساتھ کثیر تعداد میں حشرات الارض موجود
یہ زمین POROUS اور ISPONGY ہوتی ہے جو زرخیزی کی

ضمانت ہے۔ اس کے برخلاف ریگستانی اور پہاڑی علاقوں میں یہ کیفیت
ہوتی۔ سخت اور بنجر زمین اسلیے اچھی نہیں ہوتی کیونکہ کیڑے مکوڑے
اگر سخت قسم کی بواسیر ہو تو چند کیڑے جو درختوں پر رینگتے ہیں
Caterpillars اور کیچوے Earth worms پیس کر لگا
لیپ کرنے سے مریض مستقل تندرست ہو جاتا ہے اس لیپ کے ساتھ اگر
مکھن ملا دیا جائے تو زیادہ فائدہ مند ہے۔

اگر بچے کو سوکھے کی بیماری لگ جائے اور کسی دوا سے فائدہ
بھیڑیئے کا پتہ۔ چند کیڑے جو بھڑ کی قسم سے ہیں پیس کر مکھن ملا
مالش سے سوکھے کا مرض دور ہو جاتا ہے

اگر کھانسی سخت قسم کی ہو جائے اور دمہ کی کیفیت ہو تو چند
کو پکڑ کر سوتی کپڑے میں باندھ کر مانند تعویذ گلے میں لٹکانے سے مرض
ہے یہ نفسیاتی طریقۂ علاج ہے

ایورویدک طریقۂ طب کے مطابق۔

ریگ ماہی: ریگ ماہی کی معجون بنائی جاتی ہے جو قوت
اور بعض بیماریوں میں بھی استعمال ہوتی ہے ریگ ماہی کا طلاء بھی بنایا جاتا ہے
عفلات کے لیے ہے۔ بیر بہوٹی (سرخ رنگ کا مخملی کیڑا جو برسات میں
سے دیگر اشیاء کے ساتھ تیل بنایا جاتا ہے جو نسوں کے لیے بہت مفید ہے
اود بلاؤ جسے پانی کی بلی بھی کہا جاتا ہے (OTTER) سے بھی طلاء بنایا
ہے جو جوڑوں اور پٹھوں کے لیے مفید ہے۔ سانڈا شیر لطیف کی چربی۔

در طلاء بنایا جاتا ہے۔ جوپان کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے یہ کمزور پٹھوں
جوڑوں، گٹھیا میں مفید ہے۔ کراچی میں سارس کا تیل کھکرا ایک دوا بہت
حت کی جارہی ہے یہ دردوں اور جوڑوں کے لیے ہے

جوئیں : سر کی جوئیں پیڈی کولس (PEDI CULUS) کی ٹنکچر کے
استعمال کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر مورے لکھتے ہیں کہ یہ دوا پشتینی درد کے لیے ہے
زیادہ تر بچوں کی بہ نسبت جوان آدمیوں کے لیے زیادہ مفید ہے باجرے کے
نے کے برابر پھنسیاں، خارش، کھجلی اور تمام جسم میں چیونٹیاں رینگنے کا احساس
ں بیماری میں پایا جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے کام اور پڑھائی کا شوق ہوجاتا ہے
لت میں بھی فائدہ دیتی ہے۔

BALETUS LARICIS

یہ دوائی ایک کیڑے کو جولا رچ درخت پر پیدا ہوتا ہے خشک کر کے
پانچ حصے الکوحل ملا کر چوتھے قاعدے کے مطابق مدر (MOTHER) ٹنکچر بنایا
جاتا ہے اور ساتویں قاعدے کے مطابق سفوف تیار کیا جاتا ہے روزانہ نوبتی بخار
(CUSTDIAN F... R) سردی لگنے، جمائیاں، ابکائیاں کمر اور جوڑوں کے
درد میں مفید ہے۔

BADI AGA دریائی اسفنج خشک اور سفوف کیا ہوا دردوں
میں مفید ہے

COCHI NEAL کاکی نیل یہ ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو میکسیکو، ولیسٹ
انڈیز اور انڈونیشیا میں پایا جاتا ہے۔ خشک کیڑے کی کوٹ کر سفوف بناتے ہیں۔ کالی

کھانسی مثانہ اور گردہ کی سوزش کے واسطے مفید ہے۔

کیڑے شعراء کی نظر میں

پروانہ:۔ قاتل دھوکے باز لوگ پروانہ کی طرح توبہ کرتے ہیں پھر غلط ان کو اسی طرف لے جاتی ہے جیسے پروانہ نے دور سے اس آگ کو نور سمجھا اپنا سب کچھ اٹھا کر اسکی طرف ہولیا جیسے ہر بار جلتا ہے پھر دوبارہ شمع پہ جلنے کے لیے پہنچ جاتا ہے۔

پنکھا کسی کو ٹھنڈی ہوا سے آرام پہنچانے کے لیے ہلتا ہے اور مچھر اور مکھی مغلوب کرنے کے لیے۔

علامہ اقبال کے کلام میں حیوانات سے متعلق صرف گنتی کی چند نظمیں کہی ہیں میں سے زیادہ تر بچوں کے لیے ہیں۔ مثلاً ایک مکڑا اور مکھی ایک پہاڑ اور ایک گلہری ایک گائے اور بکری۔ پرندے کی فریاد، شمع و پروانہ، جگنو، ایک پرندہ اور جگنو..... گو دمیں بلی۔ البتہ شاہین کو اقبال کے یہاں ایک مقام حاصل ہے جسے متعدد مقامات پر جذبہ محرکہ کو بیدار کرنے کے لیے استعمال کیا ہے اسکے بعد جگنو کی اہمیت اور اسکے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے

پروانہ اور ذوق تماشائے روشنی
کیڑا ذرا سا اور تمنائے روشنی
آزاد موت سے اسے آرام جاں ہے کیا
شعلہ میں ترے زندگی جاوداں ہے کیا۔

پروانہ بھی اک پتنگا جگنو بھی اک پتنگا
وہ روشنی کا طالب یہ روشنی سراپا

ہر چیز کو جہاں میں قدرت نے دلبری دی
پروانے کو تپش دی جگنو کو روشنی دی

جگنو: تجھے جس نے چہک گل کو مہک دی
اسی اللہ نے مجھ کو چمک دی

پتنگا: کوئی ایسی طرز طواف تو مجھے اے چراغ حرم بتا
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشت سمندری

پروانے کی طرح خود کو آگ میں ڈال دیتے ہیں
ریشم کے کیڑے کی طرح خود آسائی نہیں کرتے

مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا
مری خاک جگنو بنا کر اڑا۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسول بس ۔ اقبال

پروانے کی منزل سے بہت دور ہے جگنو
کیوں آتش بے سوز پہ مغرور ہے جگنو

اللہ کا سو شکر کہ پروانہ نہیں میں
دریوزہ گر آتش بے گانہ نہیں میں

جیسے ہوتا ہے سیپ میں موتی
ہے یونہی دل میں ذات نا معلوم (شاہ لطیف)

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

جگنو کی چمک اس کے اختیار میں ہوتی ہے
لیکن جبلت مقرر کر دی گئی ہے۔

مچھلی

قرآن پاک میں مچھلی کا ذکر چھ بار آیا ہے (حضرت موسیٰؑ اور
حضرت یوشع) دریاؤں کے سنگم پہ پہنچے اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے
مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لی اور چلدی پھر جب دونوں آگے بڑھ گئے
تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا۔ ہمارا ناشتہ تو لاؤ، ہم کو تو اس
سفر میں بڑی تکلیف پہنچی، خادم نے کہا۔ دیکھئے جب ہم اس پتھر کے پاس
ٹھہرے تھے سو میں اس مچھلی کو بھول گیا، شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کا
ذکر کرتا اور اس مچھلی نے دریا میں عجیب طور سے اپنی راہ لی۔

(غار) کہف 18/63

پھر ان (حضرت یونسؑ) کو مچھلی نے نگل لیا اور یہ خود کو ملامت
کر رہے تھے (گمان غالب ہے کر ان کو وھیل مچھلی نے نگلا تھا)

فرشتے صٰفٰت 37/142

پس اپنے رب کا فیصلہ صادر ہونے تک صبر کرو اور مچھلی والے
(یونسؑ) کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جب اس نے پکارا تھا وہ غم (شرمندگی) سے گھٹ رہا
تھا۔ اگر اسکے رب کی مہربانی اسکے شامل حال نہ ہوتی تو وہ ذلیل ہو کر چٹیل
میدان میں پھینک دیا جاتا۔ قلم 68/49 و 48

اور مچھلی والے (یونسؑ) کا تذکرہ کیجئے جب وہ خفا ہو کر چل دیے
اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان کی پکڑ دھکڑ نہ کریں گے پس انہوں نے

پھر دل میں پکارا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور میں قصوروار
انبیاء 87/21
دل۔

اور ذرا ان سے اس بستی کا حال بھی پوچھو جو سمندر کے کنارے
واقع تھی۔ (ایلات/ایلہ) اردن کی بندرگاہ عقبہ کے قریب) انہیں یاد دلاؤ وہ واقعہ
کہ وہاں کے لوگ سبت (ہفتہ) کے دن اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے اور
یہ کہ مچھلیاں ہفتہ کے دن ہی ابھر ابھر کر ان کے سامنے آتی تھیں اور باقی دنوں
میں نہیں آتی تھیں یہ اسلیئے ہوتا تھا کہ ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کو
آزمائش میں ڈال رہے تھے۔ بلندی (اعراف) 163/7

مختصر یہ کہ قرآن پاک میں سورہ کہف میں ۲ دوبار باقی صٰفٰت
قلم، انبیاء اور اعراف میں ایک ایک مرتبہ مچھلی کا ذکر آیا۔ کل چھ مرتبہ
حضرت موسیٰؑ کی خضرؑ سے ملاقات کا مقام وہ ٹھہرا تھا۔ جہاں سے مچھلی
دریا کے سنگم کی راہ لیتی ہے، پھر تین جگہ یونسؑ کے سلسلہ میں آیا ہے کہ انسان
اس واقعہ سے سبق حاصل کریں۔ غلط کام سے توبہ استغفار کریں۔ اللہ کی کثرت سے
تسبیح کریں۔ پھر یہودیوں کی نافرمانیوں کے سلسلہ میں ہفتہ کے دن مچھلی پکڑنا منع
کردیا گیا تھا۔ اور وہ لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے ہفتہ کے دن مچھلیاں
پکڑتے تھے وہ آزمائش تھی جس میں وہ ناکام ہوئے اور اسکی ان کو سزا دی گئی۔

توریت اور انجیل میں مچھلی کا ذکر کثرت سے آیا ہے ان کتابوں میں
کثرت اولاد کے سلسلہ میں تشبیہی حیثیت سے بھی مچھلی کا ذکر آیا ہے
مچھلی کو متعدد قوموں نے مقدس مانا ہے اہل فلسطین (DAGON)

یعنی مچھلی دیوتا کے نام سے موسوم تھا۔ اس کا ذکر عہد عتیق میں تفصیل سے
قافیون 3 : 13 - سموئیل 5 : 4)
بائیبل میں اس دیوتا کا دھڑ مچھلی کا اور اوپر کا حصہ انسان کا تھا۔ ہندوستان
میں بھی وشنو دیوتا مچھلی کے قالب میں ہوئے ہیں۔ فلسطین کے عقیدت
مچھلی کی کھال پہنتے تھے، یونان میں بھی مچھلی کے پرستار موجود تھے جہا
مندروں میں مقدس مچھلیاں رکھی جاتی تھیں ان کو روز کھلایا جاتا تھا
اور ان کو عوام کبھی نہیں کھاتے تھے۔ البتہ پجاری صاحبان کھا سکتے
قدیم اہل شام مچھلیوں کو مقدس سمجھتے تھے اور ان کو نہیں کھاتے تھے
موجودہ دور میں بھی مچھلی کو ہندوستان میں مقدس سمجھا جاتا ہے
عوامی کہانیوں میں ان کا اہم مقام ہے۔ اور ورونا (VARUNA) دیوتا
مچھلی کی سواری کرتے ہیں۔ البتہ مچھلی ان کے مطابق بھوتوں کی غذا ہے
(CORNWALL) کے لوگ مچھلی کی خوشبو سے نفرت کرتے ہیں یہودیوں کے
مطابق NISAN کے مہینہ میں مچھلی کھانے سے کوڑھ کا خطرہ ہوتا ہے
ہندو مچھلی سے جنم پتری بنانے کا کام بھی لیتے ہیں Wales کے لوگ مچھلیوں
کو پالتے ہیں تاکہ ان سے پیشین گوئی کر سکیں۔ قدیم ایران میں یہ خیال تھا کہ کا
(KARA) مچھلی حفاظت کرتی ہے اور بیل مچھلی تمام سمندروں میں پائی جاتی
جسکی چیخ سے تمام مچھلیاں حاملہ ہوجاتی ہیں۔ اور دیگر گندے آبی جانوروں کی مادہ
کے حمل ساقط ہوجاتے ہیں، جنوبی افریقہ کے بنٹو لوگ مچھلی کو نہ کھاتے ہیں نہ
لگاتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مچھلی دراصل سانپ ہے یزیدی کہتے ہیں

رف نچلے طبقے کے لوگ مچھلی کھاتے ہیں۔ بعض جگہ پیدائش کے موسم میں مچھلی
جلاتے سربیا میں حاملہ عورتیں مچھلی نہیں کھاتیں جبکہ یہودی عورتوں کے لیے
مچھلی کھانا اچھا ہے۔

پیرو جنوبی افریقہ میں مختلف مچھلیوں کی پرستش کی جاتی تھی کہیں سارڈین
کی کہیں اسکیٹ کی، کہیں کت مچھلی کی۔ ان کی ہڈیوں کو اسلیے نہیں جلاتے کیونکہ ان
ہڈیوں سے نئی مچھلیاں جنم لیتی ہیں، کچھ جادوئی تقریبات کی جاتی ہیں تاکہ زیادہ
مچھلیاں پکڑی جائیں ایک رستی میں مچھلیاں اور کچھ پر باندھ دیئے جاتے
ہیں اور دریا میں بانسوں پر کھر لگا دیتے ہیں، کہیں پر مچھلی کی پیدائش کے
موسم میں ایک قبیلے کو بستی سے نکال دیتے ہیں کہیں عورتوں اور بچوں کو مچھیرں
سے دور رکھتے ہیں تاکہ کوئی شور نہ ہو اور مچھلیاں نہ بھاگ جائیں۔ یہ نیوگنی
میں ہوتا ہے آسٹریلیا کے مشرقی جزیروں میں قدیم روحوں کو بلایا جاتا ہے
مقدس جنگل میں چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ مرد پانی میں چلے جاتے
ہیں اور عورتیں صرف ایک آگ جلا کر ناچتی ہیں اور پھر مکمل خاموشی
چھا جاتی ہے۔

اگر SARDINE پکڑنی ہو تو ایک پتھر سوکھی لکڑیوں کے
درمیان رکھا جاتا ہے اور اس کو قبرستان میں ایک کھمبے کے نیچے رکھ دیتے
ہیں پھر جادوگر منتر پڑھتے ہیں۔ کچھ ملکوں میں مچھلیاں پکڑنے کے لیے
ایک مچھلی کی قربانی کی جاتی ہے۔ اوٹاوا قبیلے کے لوگ خیال کرتے ہیں کہ
مردہ لوگوں کی طرح روح مچھلیوں میں منتقل ہو جاتی ہے جاپان میں اور

قدیم یورپ میں زلزلے کی وجہ یہ تھی کہ مچھلی حرکت کرتی ہے کیونکہ کرۂ زمین مچھلی پر ٹکا ہوا ہے، جنوبی افریقہ، ایلاسکا اور ریڈ انڈین قبائل میں مچھلی ایک مقدس نشان سمجھی جاتی ہے۔

یسوع نے ان سے کہا۔ کہ جو مچھلیاں تم نے ابھی پکڑی ہیں ان میں سے کچھ لاؤ۔

یوحنا ۱۰-9 : 21

حضرت یسوع نے جو مچھلی کھانے کے لیے پسند فرمائی وہ تازہ تھی سمندر سے حاصل ہونے والی مچھلیاں تقریباً وہی ہیں جو دوسرے گرم ممالک میں پائی جاتی ہیں البتہ پاکستانی ساحلوں سے جھینگے کی عمدہ اقسام حاصل ہوتی ہیں جو برآمد بھی کی جاتی ہیں اس ضمن میں جاپان نے تمام عمدہ اقسام کا جھینگا خریدنے کے لیے پیش کش کی ہوئی ہے کہ وہ مارکیٹ کی شرح کے مطابق سب مقدار اٹھانے کے لیے تیار ہے کئی کروڑ روپیہ کی مچھلی برآمد کی جاتی ہے۔

مچھلی میں لحمیات۔ چربی۔ نشاستہ۔ معدنیات اور پانی ہوتا ہے اگر اس کا موازنہ دوسرے گوشت سے کیا جائے تو گائے یا بکری کا گوشت مچھلی سے زائد طاقت رکھتے ہیں۔ البتہ مچھلی میں حرارے زیادہ ہوتے ہیں مچھلی کا تیل ایک مشہور ٹانک ہے چھوٹی مچھلیاں دریا میں آئی ہوئی کائی اور نباتات کھاتی ہیں۔ خاص طور پر کائی حیاتین اے میں تبدیل ہو جاتا ہے بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھاتی ہیں اس طرح ان کے جگر میں وٹامن اے کا ذخیرہ ہو جاتا ہے ایک چمچہ (چائے) میں 450

وٹامن اے کے یونٹ اور ہ ۵ سو یونٹ وٹامن ڈی ہوتا ہے تسارک اور
ہیلی بٹ کے جگر میں اس وٹامن کی مقدار کاڈ سے بہت زیادہ ہوتی ہے
یعنی اسکی نسبت ایک چمچہ اور ایک قطرہ کی ہے آنکھوں اور جلد کی حفاظت
اور جسم کی بیماریوں سے بچانے کے لیے تسارک کے جگر کا تیل از حد مفید ہے
یہ تیل اگر برطانیہ یا ناروے کا بنا ہو تو افادیت زیادہ ہوتی ہے۔
مچھلی میں نشاستہ بڑی معمولی مقدار میں ہوتا ہے اسلیے ذیابیطس کے
مریض اطمینان سے کھا سکتے ہیں۔ مچھلی رنگوں کی پہچان رکھتی ہے بلکہ اس کو
چیزوں کی اچھی خاصی شناخت ہوتی ہے یہ وصف اکثر چوپایوں میں نہیں ہوتا
سوائے وہیل کے۔
مچھلی ایک فقاریہ جانور ہے جو زیادہ تر پانی میں رہتی ہے صرف آکسیجن کے
لیے پانی سے باہر سر نکالتی ہے اس کا نظام ہضم، سانس لینے کا نظام اور اعصاب
کا نظام ہوتا ہے منہ جبڑے دانت آنکھوں کے علاوہ وہ روشنی بھی پیدا کرتی
ہے اور آوازیں بھی نکالتی ہے جو کچھ فاصلے تک سنی جا سکتی ہیں، کچھ مچھلیاں
زہریلی بھی ہوتی ہیں۔ مچھلیوں کے پانچ گروہوں میں بجلی پیدا کرنیکی صلاحیت
ہوتی ہے کچھ چھ سو Volt تک بجلی کے جھٹکے لگا سکتی ہیں یہ چند سیکنڈ
کے وقفے سے گھنٹوں تک بجلی کے جھٹکے لگا سکتی ہیں۔
جدید مچھلی گھروں نے مچھلیوں کو رنگ برنگی بننے میں کافی مدد دی ہے
مچھلی کی فطرت ہے کہ وہ ماحول کو اپناتی ہے لہذا رنگ برنگی ماحول سے متاثر
ہو کر وہی رنگ اختیار کر لیتی ہیں خاص طور پر عمل پیدائش کے فوراً بعد سے

شروع ہو جاتا ہے۔

مچھلیوں کی چالیس ہزار اقسام ہیں اور یہ تعداد تمام پرندوں دودھ دینے والے جانور اور درندوں سے دوگنی ہے۔ فلپائن کی ایک جھیل میں دنیا کی سب سے چھوٹی مچھلی پائی جاتی ہے۔ اس کا نام ہے پنڈا کا بونی (PANDAKA PYGMEA) اور اسکی لمبائی ½ انچ سے کم ہے اور میٹھے پانی کی سب سے بڑی مچھلی کی لمبائی ½12 فٹ ہے اور اس کا وزن 583 کلو گرام ہے حال ہی میں دریائے والگا میں استراخان کے مقام پر میٹھے پانی کی مچھلی ملی ہے جس کی لمبائی 14 فٹ سے زیادہ ہے اور اس کا وزن 2250 کلو گرام ہے کھارے پانی کی سب سے بڑی مچھلی دھیل شارک کی لمبائی 70 فٹ ہے اور اس کا وزن 68000 کلو گرام ہے۔ مچھلیاں ہر موسم میں اور ہر خطے اور ہر گہرائی میں پائی جاتی ہیں۔ پانی کے علاوہ سمندر کے کنارے پہاڑیوں کی دراڑوں میں۔ اتھلے پانی میں۔

مچھلی کے ساتھ انسان کی دلچسپی ابتدا سے ہی ہے مچھلی کا وجود 45 کروڑ سال سے ہے، عام مچھلی زیادہ آکسیجن میں زندہ نہیں رہ سکتی۔ اسلیے جب وہ پانی سے باہر نکلتی ہے تو فوراً ہی دم گھٹنے لگتا ہے جبکہ ڈولہ مچھلی (MUD FISH) پانی سے باہر کافی دیر زندہ رہتی ہے۔

دھیل مچھلی کو علمائے حیاتیات مچھلی کی بجائے گائے قرار دیتے ہیں بڑی قسم کی دھیل برفانی سمندر میں رہتی ہے اور سانس لینے کے لیے ہر آدھ گھنٹے کے بعد پانی کی سطح کے اوپر آجاتی ہے اور اوپر آکر وہ تازہ ہوا کی کثیر

جسم میں ذخیرہ کر لیتی ہے۔

ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ انگریزی کے جس مہینے کے نام میں "ر" نہ ہو اس مہینہ میں مچھلی نہ کھائی جائے مثلاً مئی ۔جون ۔ جولائی ت باقی مہینوں میں مچھلی کھانا درست ہے۔ اصل میں ان مہینوں میں کی افزائش نسل ہوتی ہے۔

اللہ نے توریت میں فرمایا۔

پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور شبیہہ کی مانند بنائیں وہ سمندروں کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور چوپایوں اور تمام ن اور سب جانوروں پر جو زمین پر رینگتے ہیں اختیار رکھیں۔

پیدائش 29 : 1

طوفان نوح کے بعد بچے ہوئے لوگوں کے لیے بہترین سہولتیں کی گئیں ران کو فرمایا۔

اور تمام کیڑے جن سے زمین بھری پڑی ہے اور سمندر کی کل پھلیاں تمہارے ہاتھ میں کی گئیں پیدائش 2/3 : 9

انہوں نے کوئلوں کی آگ اور اس پر مچھلی رکھی ہوئی اور روٹی رکھی

ڈاکٹر محمد رمضان مرزا نے پاکستان کے شمالی اور شمالی مغربی علاقوں میں پائی جانے والی مچھلیوں کی فہرست مرتب کی ہے جس کے مطابق یہاں پر ٹراؤٹ کی متعدد اقسام پائی جاتی ہیں یہ مچھلیاں ٹھنڈے پانی میں زندہ رہ سکتی ہیں اگرچہ ان کو چھوٹے سائز کی مچھلی قرار دیا جاتا ہے لیکن تین فٹ

لمبی مچھلیاں بھی ان کے مشاہدہ میں آئیں سکردو کی جھیل گھاشو سے پندرہ
پونڈ کی ٹراؤٹ پکڑی گئی یہ مچھلی ٹھنڈے اور صاف پینے کے ایسے ذخیرول
کو پسند کرتی ہے جنکی تہہ میں بجری ہے صوبہ سرحد کی حکومت نے مقامی قسموں
کے علاوہ جاپان سے انڈے درآمد کرکے کاغان کی جھیلوں میں اسکی وسیع
پیمانے پر افزائش کی ہے اور جھیل سیف الملوک میں مچھلیوں کا وزن
اکثر پندرہ پونڈ ہوجاتا ہے ٹراؤٹ کی قسموں میں برفانی شکل کے علاوہ
مہاشیر پسندیدہ مچھلی ہے۔

سمندری مچھلی میں غذائیت عمدہ ہوتی ہے اسکی تاثیر سرد لیکن زود
ہضم ہے بلغم پیدا کرتی ہے گرم مزاجوں کی اصلاح کرتی ہے نمکین پانی
کی مچھلیاں اپنے اثرات میں فضیلت رکھتی ہیں اگر اسے تازہ کھایا جائے تو
پیٹ کو نرم کرتی ہے۔

دودھ اور مچھلی کے بارے میں مختلف باتیں مشہور ہیں پرانے زمانے
سے یہ بات چلی آرہی ہے کہ مچھلی کھانے کے بعد دودھ پینے سے برص یا
کوڑھ ہوسکتے ہیں۔ بعض کتابوں میں یہ مشاہدہ جبرائیل بن بختیشوع طبیب
کی طرف سے بیان کیا گیا ہے اس کے مقابلے میں جدید تحقیقات میں لوگوں
نے کافی محنت کی ہے۔ ہم نے لندن یونیورسٹی کے ادارہ تحقیقات امراض جلد
میں کچھ عرصہ گذارا ہے تمام ماہرین متفق ہیں کہ ابھی تک برص کا کوئی
سبب یقینی طور پر معلوم نہیں ہوسکا اور وہ دودھ اور مچھلی والے مسئلہ
کو کوئی اہمیت دینے پر تیار نہ تھے بلکہ بعض کتابوں میں بھی یہ بات وضاحت

چکی ہے کہ مچھلی اور دودھ کا برص سے کوئی تعلق نہیں۔ اسکے برعکس امام
القیم رضؒ نے مچھلی کے بعد دودھ پینے کے اندیشہ کو زبانِ رسالتؐ سے
ن کیا ہے انہوں نے اس کے ثبوت میں کوئی حدیث تو بیان نہیں کی لیکن
ب جب اس عظیم بارگاہ سے منسوب ہوا سے سچ ماننا ایمان کی بات ہی نہیں
ایک سائنسی حقیقت بھی ہوگی طب جدید اگر اس سے منکر ہے تو یہ اسکی
غلطی ہے، وہ دن دور نہیں جب ان کو پھر اسے قبول کرنا ہوگا۔

مچھلیاں عام طور پر زہریلی نہیں ہوتیں۔ اکثر مچھلیاں بغیر کسی تردد کے
ئی جا سکتی ہیں۔ دریا نہر تالاب جھیل چشمہ اور کنواں ایسی جگہیں ہیں جہاں
تقریباً تمام مچھلیاں کسی اندیشہ کے بغیر کھائی جا سکتی ہیں مگر اس شرط پر کہ
تازہ ہوں۔ مچھلی کی تازگی دیکھنے کا مشہور طریقہ ہے کہ ان کے کان کی ہڈی
نچی کر کے اسکے نیچے گلپھڑے دیکھتے ہیں اگر وہ چمکتے ہوئے سرخ رنگ
ے ہوں تو مچھلی تازہ ہوتی ہے ان کا رنگ اگر سیاہی مائل سرخ یا گہرا
رخ ہو تو مچھلی باسی ہوتی ہے۔

مچھلی شعرا کی نظر میں

ال ہر مرتبہ مچھلی لاتا ہے　　　اس بار مچھلی گئی اور جال لے گئی

بے روزی شکاری دجلہ میں سے بھی نہیں پکڑ سکتا۔

اور جس مچھلی کی موت نہ ہو وہ خشکی میں بھی نہیں مرتی

غوطہ خور مگر مچھ کے حلق سے ڈرے

تو کبھی بھی قیمتی موتی کو حاصل نہ کرے

(یہ کچھوے اور مچھلی پر بھی صادق آتا ہے)

اللہ کا ارادہ ایک کو تخت شاہی سے اتار دیتا ہے اور ایک کو مچھلی کے پیٹ میں اچھی حالت میں رکھتا ہے

اس کا وقت بہت اچھا ہے تیرا ذکر جس کا غمخوار ہو

خود وہ مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونسؑ کی طرح ہو

مچھلی کے سوا جو لوگ ہیں وہ اسکے تھوڑے پانی سے سیر ہو جاتے ہیں اور جو بالکل محروم ہیں اس کے تو اوقات ہی ضائع ہو گئے مچھلی سے مراد عاشقِ حق۔ پانی سے مراد کلام خدا جو انبیاء پر نازل ہوا۔ مطلب یہ کہ مچھلی کے سوا جو عام لوگ ہیں وہ صرف کلام حق سے سیر ہو جاتے ہیں مگر وہ عشق سے خالی ہیں ورنہ کبھی بھی اس تھوڑے سے پانی سے سیر نہ ہوتے مگر عاشقِ حق شاہدہ حق کے طالب ہوتے ہیں اور سلوک کے جتنے مدارج ہیں طے کر جاتے ہیں۔

قسم ہے اس نور کی اور قسم ہے ان نورانی بزرگوں کی جو اس بحر نور کی گویا مچھلیاں ہیں۔ اسی لیے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ انسان کا آرام زبان کو تھام رکھنے میں ہے۔

تو دیکھتا ہے کہ دنیا میں کاروبار حیات ایک خیال سے قائم ہے یہاں تک کہ گھر شہر جنگل، نہر سورج آسمان اسی خیال کی بدولت زندہ ہیں جیسے دریا میں مچھلی۔

ایک دریا میں تین مچھلیاں رہتی تھیں ایک عاقل ایک نیم عاقل ایک بے عقل۔ شکاری کی آمد پر ایک مچھلی جو عاقل تھی وہ علاقہ سے دور

گئی جو نیم عاقل تھی وہ پکڑی گئی لیکن مردہ بن گئی اور پھر دریا میں
نکل گئی جو بے عقل تھی وہ پھنس گئی تمہاری عمر کے ساٹھ سال
ے کو آئے تمہیں ضعف قوی کے کانٹے میں نہ پھنسالیں۔ اس کانٹے میں
ں کر لقمۂ صیاد نہ بن جانا۔ دریا کی گہرائی کا راستہ پکڑ اور سلامت رہو
عاشق کبھی دریا کی لہر کی طرح جھنڈا بلند کیے ہوئے چلتا ہے اور
ی مچھلی کی طرح۔

یونس (دنیا کی) مچھلی کے پیٹ پڑا پک رہا ہے اس قید خانے سے
ی نجات کیلیے آزبہ داستغفار کی تسبیح کے سوا چارہ نہیں اگر وہ تسبیح
ں نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ رہتے انہوں نے تسبیح کی
ولت مچھلی کے قید خانے سے نجات پائی۔ تو بھی یہی کر یہ روز الست کی
ثانی ہے جب اللہ نے پوچھا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب
نہیں ہوں۔ تمام روحوں نے کہا تھا۔ قَالُوْا بَلٰی۔ کہا بے شک
تو ہمارا رب ہے۔

اگر تم وہ روحانی تسبیح بھول چکے ہو تو ان مچھلیوں کی تسبیح سنکر
پھر یاد کر لو۔ جس نے اللہ کو دیکھ لیا وہ اللہ والا ہے۔ جس نے دریائے وحدت
کو دیکھ لیا وہ مچھلی ہے یہ جہان دریا ہے اور بدن مچھلی ہے اور روح یونسؑ
اگر وہ تجھے پچاس ساٹھ اشرفیاں دیتی ہے تو اس انعام کے دھوکے
میں نہ آنا۔ اے مچھلی وہ تیرے پھانسنے کے لیے کانٹے میں گوشت لگا رہا ہے
عاقل مچھلی نے کہا۔ میرا وطن وہی ہے جہاں مجھے ان صیادوں سے

نجات مل سکے ۔ یہ تالاب وطن کہنے کے لائق نہیں جہاں میری
خطرے میں ہے مجھے ان ساتھ والی مچھلیوں سے مشورہ کرنے کی ضرورت
وہ ضرور اس جگہ پڑے رہنے کا مشورہ دیں گی ۔

وہ مچھلی ہرن کی طرح دوڑتی تھی جسکے پیچھے کتا لپکا آتا
اور جب تک اسکے بدن میں ایک رگ بھی موجود ہو وہ اسی طرح دوڑ
جاتا ہے خرگوش کی سی نیند اور کتا پیچھے آرہا ہو یہ سخت غلطی ہے۔
ڈرنے والے کی آنکھوں میں نیند کہاں ۔

شارک مچھلی

شارک سے متعلق جو معلومات ابھی تک حاصل ہوئی ہیں وہ یہ ہیں

ا۔ یہ 350 ملین سال یعنی 35 کروڑ سال پہلے وجود میں آئی تھی

2۔ یہ بہت ترقی یافتہ ہے ہوشیاری کے امتحان I.Q. Tests بہت جلد سیکھ لیتی ہے خرگوش کی طرح۔

3۔ یہ دیکھتی بھی ہے اور رنگوں کی پہچان بھی رکھتی ہے۔

4۔ یہ زمینی مقناطیسی کشش کو جان سکتی ہے اور اسے استعمال کر سکتی ہے۔ اس کا شکار جو بھی خفیف برقی لہریں چھوڑتا ہے اس کا صحیح اندازہ لگا سکتی ہے یہ اتنی آہستگی سے تیرتی ہے کہ اس کے شکاری کو پتہ ہی نہیں لگتا۔

5۔ اس کے بہت کم طفیلی ہوتے ہیں اور بیماریاں بھی بہت ہی کم ہوتی ہیں۔

6۔ اسکی 350 قسمیں موجود ہیں

7۔ اسکے جسم میں ایسی Antibodies موجود ہیں جو شدید بیماریوں کے حملہ کو روک سکتی ہیں۔ سرطان تقریباً نہیں ہے۔ 8 قسمیں ملاحظہ ہوں۔

(الف) Extant shark چھوٹی شمار کی جاتی ہے ہر گہرائی پہ ملتی ہے۔

(ب) Bull Shark نیکاراگوا اور گوئٹیمالا (
امریکہ کے ممالک میں دریائے ایمزان برازیل میں نئی گنی، دریائے گنگا بھار
دریائے زمبزی افریقہ دریائے میسیپی شمال امریکہ میں

ج Cookie cutter جاپان کے ساحل کے قریب
جانے کس طرح نمک کی شدت اور کمی کو متوازن کرتی ہے

قدوقامت کے لحاظ سے ایک بڑی شارک دو لبسوں کی لمبائی
برابر بھی ہوتی ہے اور چھوٹی سے چھوٹی cookie-cutter shark
ایک پنسل کی لمبائی کے برابر شکل وصورت کے لحاظ سے (1) پتلی دبلی ٹ
ٹارپیڈو کی شکل کی (2) بڑی سفید (4) بحرالکاہل کی شارک اور نوکیلے
منہ والی۔

(5) چپٹے پیندہ والی شکاری شارک (6) انتہائی چکر باز ہتھوڑا جیسے
سر والی۔ (7) درانتی جیسی دم والی جس سے وہ مچھلیوں کے جھول کے
جھول اکٹھے کر لیتی ہے (8) شیر (Tiger) شارک

یہ بات اب تک راز میں ہے کہ شارک کہاں جاتی ہے؟ کتنی دور
جاتی ہے اور کتنی رفتار سے سفر کرتی ہے؟ کیا وہ جماعت میں تیرتی ہیں یا
اکیلی کیا وہ باقاعدہ منتقل ہوتی رہتی ہیں جیسے سائبریا کے پرندے۔ اس
ضمن میں کچھ تحقیقات کی گئی ہیں ان سے یہ معلومات حاصل ہوئی ہیں

۱۔ نیلی شارک 3600 میل تک چلی جاتی ہے

2۔ وہ ایک دن میں 30۔ 20 میل تک سفر کرتی ہیں۔

3۔ وہ گھڑی کی طرح چکر لگاتی ہیں مثلاً بحر شمالی اوقیانوس سے گلف
(Gulf stream) کے ساتھ یورپ پہنچ جاتی ہے اور
آتی ہے شمالی استوائی دھارا (North Eqvatorial)
4۔ لیکن وہاں سب نہیں جاتیں۔
5۔ مشرقی بحر اوقیانوس میں چھوٹی شارک ملتی ہے جبکہ مغربی اوقیانوس
ی ہوتی ہے۔
6۔ نر شارک امریکی ساحل کے قریب رہتے ہیں جبکہ مادہ مشرقی اوقیانوس
روں تک چلی جاتی ہے۔
7۔ خیال ہے کہ پانی کے درجہ حرارت کی وجہ سے بہت سی شارک
ہے
8۔ نیلی شارک ٹھنڈے سمندر کو ترجیح دیتی ہے
9۔ ہتھوڑا سر والی اور شیر (Tiger) شارک گرم پانی میں
ہنا پسند کرتی ہے۔
10۔ جبکہ گرمیوں میں شمالی مشرقی امریکہ کے ساحل پر جب درجہ
رارت 68 °F ہوتا ہے تو مختلف قسم کی شارک آجاتی ہے۔ نیلی شارک
یک جیسے درجہ حرارت میں رہتی ہے۔ اس کے بعد نوکیلی منہ والی۔ پھر دنیا کی
دوسری بڑی مچھلی (Basking Shark) ہے اسکی آمد و رفت
اور حرکتوں کے متعلق کوشش کی گئی۔ موسم گرما میں مشرقی شمالی اوقیانوس اور
برطانیہ کے مغربی ساحل کے قریب نظر آتی ہے اسکے بعد وہ غائب ہو جاتی ہے

لبد میں معلوم ہوا کہ سمندر کی تہہ میں چلی جاتی ہے۔ سائنسدانوں نے سٹیلائٹ کے ذریعہ اسکی حرکات و سکنات معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن وہ شارک کے ٹرانسمیٹر منسلک نہ کر سکے۔ شارک اپنا رستہ زمینی مقناطیسی کے ذریعہ کرتی ہے۔ سفید شارک چوتھائی میل سے خون کی خوشبو اور جسم کی بو معلوم کر لیتی ہے۔ گھپ اندھیرے میں بھی 75 فٹ دور سے اپنے شکار کو دیکھ لیتی ہے۔ شارک کی آنکھ انسانی آنکھ سے دس گنی زیادہ طاقتور ہے اور ریت کے اندر دبی ہوئی مچھلی کو بھی دیکھ لیتی ہے یا محسوس کر لیتی ہے۔

ماہرین نے 2000 شارک مچھلیوں کا جائزہ لیا۔ اسکے حملہ آور ہونے کی عموماً دو وجوہات ہوتی ہیں ایک جس وقت یہ اپنے بچوں کو کھلا رہی ہو دوسرا یہ کہ کسی شکاری کو اپنے خلاف حملہ آور سمجھے۔ اس کے دانت نوکیلے ہیں یہ اپنے دانتوں سے اپنے شکار کا بہت بڑا لوٹا توڑ لیتی ہے 50 اقسام میں سے صرف 35 قسمیں شارک انسان پر حملہ آور ہوتی ہیں یہ انسان کو ثابت نگل سکتی ہے لیکن شارک کی بہت سی نسلوں کو مثلاً سفید شارک ٹیسر شارک، ہتھوڑے کے سر والی، بیل شارک، سلیٹی نرس، سمندری سفید ٹپکے والی، بحرالکاہل والی کو انسانی گوشت بالکل پسند نہیں اور انسان کو تھوک دیتی ہے۔ غالباً یہی شارک مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو زندہ نگل گئی اور پھر ناپسندیدگی کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل گئی یعنی تھوک گئی۔

1958ء - 1969ء تک شارک مچھلی کے حملوں کی تعداد 2000 تھی لیعنی سالانہ 50-20 حملوں تک تھی۔ اور اس میں خطرناک اس سے بھی کم تھے

زیادہ احملے سالانہ۔ یہ گہرے سمندر میں حملہ کرتی ہے، سفید شارک بغیر کسی
کے بھی حملہ کردیتی ہے اور اس کے متعلق کوئی پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی
ساحل سے 130 گز یا آگے ہوں تو حملہ کرتی ہے اس میں درجہ حرارت
دخل ہے یعنی 70°F سے اوپر ہونا چاہیئے۔ شارک انسان سے بہت
ہے اور عموماً یہ ڈر ہی حملہ کا موجب بنتا ہے۔

شارک کا استعمال

ہم شارک کا استعمال گوشت میں بڑے مزے سے کرتے ہیں

1۔ برطانیہ کے گوشت کے بازاروں میں شارک کا گوشت پہاڑی سالمن Salmon کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔

2۔ مشرق بعید یعنی چین ملایا تائیوان جاپان میں شارک فنز کی یخنی (Soup) بناتے ہیں۔

3۔ میکسیکو میں غریب آدمی شارک کے گوشت پر نمک چھڑک کر کھاتے

یا۔

4۔ گہرے سمندر کی شارک کے جگر کا تیل نکالا جاتا ہے جاپان میں یہ
رچیز کا علاج سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ Lip stick بنانے
کے سلسلہ میں بھی کام آتا ہے۔

5۔ شارک کے ایک Capsule کے لیے جاپانی ایک برطانوی
پونڈ بھی ادا کر دیتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ سرطان کا Cancer



کا علاج ہو سکتا ہے۔ یہ تیفن کٹ بھی شمار کیا جاتا ہے۔

6۔ شارک کو سمندری سونا Marine Gold بھی کہا جاتا ہے

7۔ بڑی سفید شارکس کے جبڑے 1000 برطانوی پاؤنڈ سے میں فروخت کیے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کہ بڑی شارک کی نسل اب ختم ہو رہی ہے۔

8۔ 1976ء میں ہوائی جزیروں کے قریب ایک بڑے والی مچھلی پکڑی گئی وزن 750 کلو گرام اور لمبائی 14 فٹ 7 انچ۔ 1984ء میں ایک مچھلی پکڑی گئی امریکہ کے مغربی ساحل کے قریب اس کو کیلی فورنیا کے عجائب گھر میں رکھا گیا۔ دونوں شارک مچھلیاں نر تھیں مادہ اور بھی بڑی اور وزنی ہوتی ہے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ان سے بھی بڑی شارک مچھلیاں گہرے سمندروں میں پائی جاتی ہوں گی۔

مچھلی شاہ لطیف

مجھے احساس ہے بے مائگی کا

کہ مانند تن ماہی ہوں پیارے

نہ اب وہ مچھلیاں ہیں اور نہ کھارے

کہاں ہے اپنے آپے میں یہ نوری

نے کس خیال وخواب میں ہیں
کوئی دیکھے تو اسکی لاشعوری
چی جام کی آغوش میں بھی
غرور وناز نوری کو نہیں تھا
اچی جام کی ہمسائیگی ہے
دلِ نوری میں کیا رعنائیاں تھیں
ی خوبصورت ہے وہ نوری
نہیں کنجھر میں اس کا کوئی ثانی
خود مور جھل جھلتا ہے اِس پر
یہی ہے جیسے اسکے من کی رانی
ث کنجھر کی وہ نادار گندری
کہ جس نے جیت لی الفت کی بازی
اچی بے نیاز جسم وجاں ہے
تماچی حاصل صد آستاں ہے
اچی جام اور تیری حضوری
یہ کیا اعجاز ہے اے چشم نوری
ہی باقی نہ کوئی حدِ فاصل
مٹا دی عشق نے ہر اک دوری

بزدلی کی وجہ سے ہم نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا
اس مچھلی کی طرح جو ذرہ دار ہوتے ہوئے ڈرتی
قضا نے کوئی یوسف جیسے جمال والا ایسا نقش نہیں بنایا
جسکو قبر کی مچھلی نے حضرت یونسؑ کی طرح نگ

علامہ دمیری کی کتاب سے اقتباسات

بہار: سفید قسم کی بہترین سمندری مچھلی ہوتی ہے
البہار: Sciana Bohar - Forskal
(Shakkar) Mesoprion Bohar

حضرت ثوبان رضؓ سے مروی ہے کہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہو
تو ان کے لیے جنت کا ایک ایسا بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں
تھا اس کے علاوہ اہل جنت مچھلی کے جگر کا وہ چھوٹا سا ٹکڑا بھی کھایا کر
جو جگر کے پاس ہی اسکے ایک جانب ہوتا ہے۔

جمل البحر: (مچھلی) یہ اونٹ کے مشابہ مچھلی ہوتی ہے جسکی
تین ہاتھ کے بقدر ہے ابو عبیدہؓ کی حدیث میں ہے کہ آپؐ نے اس کے
کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

الحساس: (چھوٹی مچھلیاں) الحاس چھوٹی مچھلیوں کو کہتے ہیں
حوت الحیض: (مچھلی کی ایک قسم) ابن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے
شخص سے سنا اس مچھلی کو دیکھا ہے کہ حوت الحیض سمندر میں ایک بڑی

۔ اور یہ بڑی سے بڑی کشتی کو چلنے سے روک دیتی ہے یہاں جب
سفینہ گرفتار مصیبت ہو جاتے ہیں تو اسکی طرف حیض کے خون آلودہ کپڑے
پھینک دیتے ہیں تو وہ ان کپڑوں کے ٹکڑوں سے بھاگ جاتی
کشتی کے قریب نہیں آتی۔ چنانچہ حیض اس سے بچنے کا سامان ہے ہر کشتی
پنے پاس رکھتا ہے۔ اس مچھلی کا نام قاطوس ہے اور یہ مچھلی اس کشتی کے
نہیں آتی جس میں حائضہ عورت سوار ہو۔ اس مچھلی کا حکم بھی دوسری
ں کی طرح ہے خون کے بارے میں یہ ہے کہ تمام خونوں کی طرح ناپاک ہے۔
دسرا قول مچھلی کا خون پاک ہے۔ کیونکہ یہ خون خشک ہونے کے بعد
ہو جاتا ہے۔ جبکہ اور خون خشک ہونے کے بعد سیاہ ہو جاتے ہیں امام
ی رح کہتے ہیں کہ مچھلی کا پتہ کو گیہوں کے دانہ کے برابر اگر کسی مرگی والے کی
یں پھونک دیا جائے تو اسکو مرگی سے چھٹکارا مل جائے گا۔ اگر مچھلی کی
ا (جگر) کو سکھا کر پیسنے کے بعد اگر بہتے ہوئے خون پر چھڑک دیا جائے
ون بہنا بند ہو جائے گا۔ اور اگر اسکی پشت کا گوشت لے کر چبا لیا جائے
وت باہ میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔

الغرنشقلا ۔ ملبطی مچھلی حدیث میں ہے" اگر ملبطی مچھلی نہ ہوتی
جنت کے پتے دریائے نیل کے پانی میں پائے جاتے۔

الدلفین (سوس مچھلی) یہ ایک دریائی جانور ہے جو ڈوبتے
ے کو بچاتی ہے اور اسکو اپنی کمر کا سہارا دیکر تیرنے میں اعانت کرتی ہے
صر کے دریائے نیل میں بکثرت ملتی ہے کیونکہ جب دریا میں مد پیدا ہوتا ہے

تو یہ اسوقت پانی کے سہارے نیل میں آجاتی ہے بحری جانوروں میں کوئی دا
اس کے علاوہ ایسا نہیں جسکے پھیپھڑے ہوں۔ اسی وجہ سے اس کے اند
تنفس کی آواز مسموع ہوتی ہے اگر کوئی شکاری اسے پکڑ لیتا
تو اسکی ہم جنس تمام مچھلیاں شکاری سے قتال کرنے کیلئے آجاتی ہیں ا
چربی کو ایلوے میں پگھلا کر کان میں ڈالنا بہرے پن کیلئے مفید
اس کا گوشت ٹھنڈا اور دیر ہضم ہوتا ہے اسکی چربی کا استعمال جوڑوں
درد کے لیے مفید ہے۔

الزّاموں : یہ ایک چھوٹی قسم کی مچھلی ہے۔ جو انسانوں کی
پر فریفتہ رہتی ہے انسانوں کو بہت پسند کرتی ہے اور اہل کشتی کی
کرتی ہے اگر کوئی بڑی مچھلی کشتی کو توڑنے پر آمادہ ہو جائے تو اس
کان میں گھس جاتی ہے اور آخر وہ مچھلی عاجز ہو کر پتھر کی تل
میں ساحل کی طرف جاتی ہے اور اپنا سر کسی پتھر پر مار کر مر جاتی
اہل کشتی اس سے بہت محبت رکھتے ہیں۔

السمک : السمک مچھلی پانی میں پیدا ہونے والا مشہور
جانور ہے بعض مچھلی ایسی ہوتی ہے کہ ان کا رزق و خوراک ہی ہوتے
اسی لئے بعض بعض کو کھا جاتی ہے۔ اسی بنا پر امام غزالیؒ نے کہا ہے
کہ حق تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ مچھلی ہے مچھلی کا معدہ
اس کے منہ کے قریب ہونے کی وجہ سے سرد مزاج ہوتی ہے یہی وجہ
ہے کہ وہ بہت کھاتی ہے۔ مچھلی کی گردن نہیں ہوتی اور اس کے

ہوا بالکل داخل نہیں ہوتی - اور نہ وہ بولتی ہے بعض لوگ کہتے ہیں
چھلی کا پھیپھڑا نہیں ہوتا یہ بھی مشہور ہے کہ گھوڑے کی تلی اور اونٹ
ہ اور شتر مرغ کا گودا نہیں ہوتا - بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا جاتی
، اسلیے چھوٹی مچھلی کم پانی میں آجاتی ہے کیونکہ بڑی مچھلی کم پانی میں
ں ٹھہر سکتی - مچھلی تیز رفتار واقع ہوئی ہے جس طرح سانپ تیز
ا ہے -

مچھلیوں میں ایک قسم وہ بھی ہے جو سانپ کی شکل میں ہوتی
ہے اسکو ہمارے ہاں بام مچھلی کہتے ہیں - ایک مچھلی اور ہوتی ہے جسے
بی میں گرجنے والی مچھلی کہتے ہیں - یہ ایک چھوٹی مچھلی ہوتی ہے
کی خاصیت یہ ہے کہ جب یہ جال میں پھنس جاتی ہے تو جال اگر شکاری کے
تھ میں ہوتا ہے تو اس کا ہاتھ کانپنے لگتا ہے - شکاری کیونکہ اس سے
واقف ہوتا ہے تو جب کبھی وہ مچھلی جال میں آتی ہے تو اسکی رسی
کو درخت سے باندھ دیتے ہیں جب تک وہ مر نہیں جاتی، رسی نہیں
کھولتے اس لیے کہ مرنے کے بعد یہ خاصیت زائل ہو جاتی ہے -

ہندوستان کے حکیم اس مچھلی کو ان امراض میں استعمال کرتے
ہیں جو شدت حرارت سے عارض ہوں ابن سیدہ کہتے ہیں کہ اگر
اس مچھلی کو کسی مصروع (وہ شخص جس کو مرگی کا عارضہ ہو) کے قریب
رکھ دیا جائے تو اسکو نفع دے -

قزوینیؒ نے عجائب المخلوقات میں تحریر کیا ہے کہ عبدالرحمٰن

بن ہارون المغربی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ بحر مغرب میں کشتی پر سوار ہوا۔ ہمارے ساتھ مقلیہ مقام کا رہنے والا ایک لڑکا تھا اسکے پاس مچھلی پکڑنے کی ڈور اور کانٹا تھا۔ جب ہماری کشتی موضع برطون پہنچی تو اس لڑکے نے اپنی ڈور دریا میں پھینکی تو اس میں بالشت بھر مچھلی پھنسی۔ لڑکے نے اسکو نکال لیا۔ جب ہم اس مچھلی کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے داہنے کان پر اوپر کی جانب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور نیچے کی جانب محمدؐ اور اسکے بائیں کان کے نیچے رسول اللہ لکھا تھا۔ بحر روم میں ایک مچھلی ہے جسے تلیب کہتے ہیں اس کو بند کر دیا جائے تو جب تک وہ بند رہے گی مرے گی نہیں بلکہ پھدکتی رہے گی اور اگر اس کو کاٹ کر اس کا ایک ٹکڑا آگ پر رکھ دیا جائے تو تڑپ کر باہر آ جائے گی۔ لبعض اوقات اس زور سے تڑپ کر باہر آ جاتی ہے کہ پاس بیٹھنے والوں کے سینے پر آ لگتی ہے جب اس مچھلی کو کسی ہانڈی میں پکایا جائے تو اسکو کسی لوہے یا پتھر سے ڈھک دیا جائے تاکہ اسکے ٹکڑے ہانڈی میں سے نکل نہ جائیں جب تک کہ وہ مکمل طور پر پک نہیں جاتی مرتی نہیں۔ خواہ اسکے ہزار ٹکڑے نہ کر دیئے جائیں۔

رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مچھلی جال میں پھنستی ہے کہ جب وہ اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتی ہے مچھلی اپنی جمیع انواع و اقسام کے ساتھ بغیر ذبح کیئے ہوئے حلال ہے خواہ وہ مری ہوئی کیوں نہ ہو اور موت کا ظاہری سبب موجود ہو جیسے جال میں پھنس کر مر جانا یا طاری

ب موجود نہ ہو۔ ہر صورت میں حلال ہے اگر چھوٹی مچھلی کو بغیر اسکی
ش صاف کیئے ہوئے پکائی گئی اور پکانے کے بعد اس کے پیٹ سے
الائش نہیں نکلی تو اس کا کھانا جائز اور وہ پاک ہے۔
اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں گوشت بالکل نہیں کھاؤں گا تو مچھلی کے
نے سے حانث نہیں ہوگا۔ کیونکہ عرف عام میں مچھلی پر لحم (گوشت) کا
لاق نہیں ہوتا۔ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا۔ سمک کا اطلاق تمام
پانی جانوروں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا
اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے دریائی شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا
عام (کھانے) سے مراد تمام دریائی جانور ہیں۔ منہاج نامی کتاب میں
کور ہے کہ سمک کا اطلاق صرف مچھلیوں پر ہوتا ہے۔
مچھلیوں کا گوشت سرد تر ہے سب سے عمدہ مچھلی سمندر کی مچھلی
ہوتی ہے جسکی پشت پر نقش ہوتے ہیں اور چھوٹی ہوتی ہے۔ اس کے کھانے
سے بدن تازہ ہوتا ہے۔ عام طور پر مچھلی کے کھانے سے پیاس زیادہ
لگتی ہے خلط بلغمی پیدا کرتا ہے البتہ گرم مزاج اور نوجوانوں کے لیے
اس کا کھانا مفید ہے وہ مچھلی جو گرمیوں میں کھائی جاتی ہے اور گرم ملکوں
میں پیدا ہوتی ہے نہایت عمدہ چیز ہے سلور نامی مچھلی جس کو حریکی بھی کہتے
ہیں کثیر الغذا اور پیٹ کے ملین اور پھیپھڑوں اور آواز کو صاف کرتی ہے
اور مارڑی مچھلی منی میں زیادتی کرتی ہے۔
حکیم ابن سینا کا قول ہے کہ مچھلی کا گوشت اگر شہد کے ہمراہ

کھایا جائے تو نزول الماء کے لیے مفید اور نگاہ کو تیز کرتا ہے مچھلی
چو کور کا پتہ ملا کر آنکھوں میں ملایا جائے تو نزول الماء (موتیا بند) کو
دے۔ مچھلی کا پتہ پانی میں ملا کر پینے سے خفقان دور ہوتا ہے۔

شبوط : مچھلی کی ایک قسم۔ جب یہ جال میں پھنس جاتی ہے اور
نکلنا دشوار ہوتا ہے تو فطرتاً اس کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ اس جال سے نکلنے
کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تو ایک نیزہ بقدر پیچھے کو ہٹ جاتی ہے
کو سکیڑ کر جست لگاتی ہے بسا اوقات اسکی یہ بلندی جست دس ہاتھ
زیادہ ہوتی ہے۔ اسکی اس جست سے جال ٹوٹ جاتا ہے اور یہ نکل جاتی
اس میں گوشت بہت ہوتا ہے یہ دریائے دجلہ میں کثرت سے ملتی ہے۔

الصیر (چھوٹی مچھلیاں) صیر کا حدیث میں تذکرہ۔

سب کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی
زینب رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمارے سامنے گھی میں تلی ہوئی
رکھی اور فرمایا۔ اے مصری اس کو کھاؤ شاید صیر تم کو اس سے زیادہ محبوب ہو
میں نے کہا۔ ہم صیر کو پسند نہیں کرتے"۔

حضرت سالم بن عبداللہ کے پاس ایک شخص صیر (نمک میں تلی ہوئی مچھلی) لے کر
گزرا۔ آپ نے اسکو چکھا اور پھر اس کا بھاؤ دریافت فرمایا۔

جبرائیل بن بختیوع نے بیان کیا ہے کہ اباز صیر سے پکڑی ہوئی مچھلی کا استعمال
معدے کی رطوبت اور گندگی کو صاف کرتا ہے اور منہ کی بدبو کو ختم کر کے خوشبو پیدا
کرتا ہے بلغم کی وجہ سے کولھوں کے درد کو ختم کرتا ہے بچھو کے ڈسے ہوئے کو

اتش فائدہ پہنچاتی ہے۔

الطرسوح (بحری مچھلی) ایک مچھلی کو کہتے ہیں اگر اس کو پکا کر کھالیا
ئے تو آنکھوں میں جالا پیدا ہو جاتا ہے۔

العلامات : مچھلیاں العلامات۔ ابن عطیہ کا قول ہے کہ میرے
ںدنے مجھ سے بیان کیا کہ بلاد مشرق میں ہیں بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ بحر ہند میں
ی بڑی تپلی مچھلیاں ہیں جو اطراف وحرکات میں سانپوں سے ملتی جلتی ہیں۔
کو علامات کہتے ہیں یہ بلادِ ہند میں داخل ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہیں
ں مفسرین سے منقول ہے کہ ان علامات سے مراد وہ علامات ہیں جو قرآن
رلفیہ کی آیت" وعلاماتٍ وَبالنجم هم يهتدون ۝
ں مذکور ہے۔ ابن عطیہ کہتے ہیں جن لوگوں نے ان مچھلیوں کو دیکھا ہے
نہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ مچھلیاں جن کو علامات کہتے ہیں بحر ہند میں
ہندوستان کے قریب بکثرت پائی جاتی ہیں

العنبر : (بڑی مچھلی) العنبر یہ ایک بہت بڑی مچھلی ہوتی ہے
جو عام طور پر سمندر میں پائی جاتی ہے اس کی کھال کی ڈھالیں بنائی جاتی ہیں اور ان
کو بھی عنبر کہتے ہیں۔ مذکورہ راوی ہی فرماتے ہیں کہ عنبر ماہی (مچھلی) کا آنکھ کا حلقہ
اس قدر بڑا تھا کہ اس کے اندر تیرہ آدمی بافراغت بیٹھ گئے تھے اور اسکی ایک
پسلی اتنی بڑی تھی کہ جب اسکو کھڑا کیا گیا تو اس کے نیچے سے ایک ایک قدآور
اونٹ مع سواریوں کے نکل جاتا تھا۔ مختار ابن عبدون کا قول ہے کہ عنبر خشک
گرم ہے مگر اتنا گرم نہیں جتنا خشک ہوتا ہے اسکی بہترین قسم وہ ہے جو

اشہمک کہلاتی ہے اس قسم میں چکنائی کم ہوتی ہے ۔عنبر مقوی قلب و دماغ
ہے فالج اور لقوہ میں نافع ہے اور شجاعت پیدا کرتی ہے مگران لوگوں
جو بواسیر میں مبتلا ہوں ان کے لیے مضر ہے لیکن اسکی مضرت کا فور
کیرا سونگھنے سے دور ہو جاتی ہے سرد مزاج اور بوڑھوں کے لیے موافق
موسم سرما میں اس کا استعمال مناسب ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ عنبر کسی و
گوبر ہے اور بعض نے کہا یہ سمندر کا کوڑا ہے ۔

الخواص : (مچھلی مار) اہل مصر اسکو غطاس کہتے ہیں بقول
یہ پرندہ نہروں کے کنارے پایا جاتا ہے اور مچھلی کا شکار کرتا ہے اور
شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ پانی کے اوپر اڑتا رہتا ہے ۔اور جیسے ہی اسکو
کوئی مچھلی نظر آتی ہے یہ اپنے منہ کی طرف سے پانی میں غوطہ لگا کر اس
کو پکڑ لاتا ہے یہ جانور ہندوستان اور بصرہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے
ایک صاحب نے اس کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ اس جانور نے
مچھلی کا شکار کیا مگر اس مچھلی کو اس سے ایک کوّے نے جھپٹ لیا اس کے
بعد اس نے ایک دوسری مچھلی کا شکار کیا ۔وہ بھی کوّے نے جھپٹ لیا
مچھلی جھپٹ کر جب کوّا کھانے میں مشغول ہوا تو مچھلی مار نے اس کوّے کی
ٹانگ پکڑلی ۔اور اس کو لیکر پانی میں غوطہ لگا دیا جب تک کوّا مر نہیں گیا
پانی سے باہر نہیں آنے دیا ۔خواص کا کھانا جائز یعنی یہ حلال ہے اگر مچھلی
مار کا خون خشک کر کے بالوں کے ساتھ پیس لیا جائے اور پھر اس کی
مالش کی جائے تو طحال (تلی کا بڑھ جانا) کے لیے مفید ہے یہی

ورطریقہ استعمال اسکی ہڈی کی بھی ہے

القطا (بڑی مچھلی) قزوینی نے لکھا ہے کہ یہ ایک عظیم مچھلی ہے
سکی پسلی کی ہڈی اتنی بڑی اور موٹی ہوتی ہے کہ اس سے عمارتیں اور پل وغیرہ
بنائے جاتے ہیں۔ اس مچھلی کی چربی اگر برص کا مریض برص پر لبطور لیپ استعمال
کرے تو انشاءاللہ برص جاتا رہے گا۔

قوقی: یہ ایک عجیب وغریب قسم کی بحری مچھلی ہے اس کے سر پر
ایک کانٹا ہوتا ہے جس سے یہ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہے۔

الکوسج: (سمندری مچھلی) کوسج ایک سمندری مچھلی ہے جسکی سونڈ
آرے کی مانند ہوتی ہے جس سے وہ شکار کرتی ہے کبھی انسان کو پا جائے تو
دو ٹکڑے کرکے چبا جاتی ہے اسکو "قرش" اور "لخم" بھی کہا جاتا ہے قزوینی
نے کہا ہے کہ یہ ایک قسم کی مچھلی ہے جو سمندر میں خشکی کے شیر سے زیادہ خطرناک ہے

المنارة (مینارہ کے مشابہ ایک سمندری مچھلی) یہ مینارہ کی
شکل کی ہوتی ہے۔ مینارہ کی طرح نکل کر کشتی پر گر پڑتی ہے جس سے کشتی
ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی ہے۔ جب ملاح اسکی آہٹ پالیتے ہیں تو نرسنگھا
سیلغی بجانے لگتے ہیں تاکہ یہ آواز سنکر بھاگ جائے۔ یہ کشتی والوں کے
لیے بڑی مصیبت ہے۔

ڈالفن

دنیا میں صرف ڈالفن ہے جو انسان سے محض محبت کی خاطر محبت
ہے اور دوست رکھتا ہے۔" دوسرے حیوان اس سے کتراتے ہیں یہ کتے گھو
اور مویشی کی طرح پالتو بن گیا ہے۔

بحر روم کے کنارے اور دیگر ملکوں میں ڈالفن نے ڈوبتے شخص کو پیٹھ
سوار کر کے خشکی تک پہنچا دیا۔ اور کہیں شکستہ ناؤ کو اوپر اٹھا کر ملاحوں اور مسا
کی جان بچائی اور مچھلیوں کو شکار کے لیے گھیر گھار کر لے آتی ہے اور انسان
کرتی ہے وہ دو فرلانگ تک سن لیتی ہے۔ ڈالفن انسان کی طرح پھیپھڑے
ے ناک سے سانس لیتی اور خارج کرتی ہے اس کے جسم میں ہڈیاں ہوتی ہیں
مچھلی گلپھڑے رکھتی ہے۔ اور اس کے جسم پر سنے ہوتے ہیں وہ سنتی بھی ہے
مچھلیاں نہیں سنتیں۔ پہلے اس کا وطن بحر روم تھا۔ اب نیوزی لینڈ کا سا
یہاں وہ جہازوں کی رہبری (PILOTING) کام کرتی ہیں راستے میں مسافر کا
دل بہلانے کے لیے ناچتی ہے۔ ڈالفن وھیل کی چھوٹی قسم ہے وہ خطرناک ہے ا
انسان دوست، اس کا جسم نہایت صاف، چکنا ملائم اور لچکدار ہے تیرنے پانی
میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ یہ ممالیہ (دودھ دینے والا) جانور ہے، آنکھ گھوڑے
کی طرح ہر طرف نظر دوڑا سکتی ہے وہ پانی میں 16 فٹ تک دیکھ سکتی ہے
دونوں جانب کان ہوتے ہیں۔ وہ پانی میں ہلکی سی آواز بھی سن لیتی ہے
ڈالفن کا منہ تھوتھنی جیسا اور 88 دانت ہوتے ہیں اسکی منہ درجی

ہیں۔ ۱۔ عمومی 2 بوتلی ناک والی (3) رسو (4) دھاری دار (5) پار پائنز
(POR POI (6) چشمے والی (7) ڈال (DALL) غوطہ خوری میں مشاق
ی شدہ چیزوں کو تلاش کرنے میں ماہر (8) دریائی ڈالفن یا اندھی ڈالفن اسکی
ں چھوٹی اور بینائی کمزور ہوتی ہے۔ دریائے سند میں پلا کے نام سے
ر ہے (9) سوسو (SU SU) گنگا اور برہم پتر میں پائی جاتی ہے یہ ماہی
ں کی مدد کرتی ہے اور مچھلیوں کو گھیر گھار کر لاتی ہے (10) چین کی ڈالفن
ئے یانگ سی کیانگ میں پائی جاتی ہے (11) بوٹو (BOUTO) برازیل میں پائی
ہے (12) لا پلاٹا ڈالفن دریائے لاپلاٹا میں پائی جاتی ہے برازیل اور
ٹینا میں بھی آجاتی ہے۔

سائنسدانوں کی کوشش ہے کہ ڈالفن کو انسان کی بہبود کے لیے استعمال
ریں لہذا تجربے کیے جا رہے ہیں پہلے یہ بندر یا گوریلے پر کام کر رہے تھے لیکن اب
لفن پر کام ہو رہا ہے اس کا درجہ ذہانت (I.Q) دریافت کیا ہے۔ وہ
نسان سے زیادہ ذہین ہے اس کا مغز 1450 گرام ڈالفن کا 1700 گرام۔
مپنزی (گوریلہ) کا 375 گرام انسان سے چوتھائی۔ 2۔ ذہانت کے ساتھ
یادداشت بھی بہت اچھی ہے۔ (3) مشین پر ہینڈل گھمانے کی مشق کرائی گئی
ایک سال کے بعد بھی وہ نہیں بھولیں۔ (4) یہ خوش طبعی میں انسان سے زیادہ مسخری
ہوتی ہے۔ (4) بازیگری، اچھل کود، چھلے میں سے چھلانگ لگانا، بیس بال
کھیلنا، میچ کھیلنا اور دم پر کھڑا ہونا۔ (5) موسیقی سے خوش ہوتی ہیں تنہا بھی
گاتی ہیں اور مل جل کر بھی گاتی ہیں۔ (6) کتا اور گھوڑا کبھی کبھی ناراض بھی ہو کر

کاٹنے یا سوار کو گرانے کا عمل کرتے ہیں۔ ڈالفن بھی ناراض ہوتی ہے لیکن صبر کر
ہے۔ (7) پروفیسر کیلاگ کا کہنا ہے کہ اگر ہم ڈالفن سے گفتگو کرنے
زبان معلوم کر لیں تو ہم زیرِ آب خزانوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ (8) سو
ایک طریقہ ہے جس سے سمندر کی تہہ میں جو چیزیں ہیں ان کو دریافت
جاتا ہے جو آواز (SOUND) جہاز رانی (NAVIGAIION) اور فاص
(RANGE) ملکر SONAR بنا ہے اس میں آواز کی گونج پیدا کی جا
ہے ڈالفن مختلف چیزوں مثلاً لکڑی لوہا تانبہ اور شیشے کو سو فیصد
لیتی ہے فاصلے کا صحیح اندازہ کرتی ہے (9) گول چوکور اور مثلث
کے فرق کو پہچان لیتی ہے۔ (10) 250 فٹ گہرائی تک کی چیزیں نکال
ہے (11) ساحلی دفتر اور غوطہ خوروں کے درمیان ڈاک کا نظام ڈالفن کرتی
(12) ہوائی یونیورسٹی کے پروفیسر باٹو نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جو ڈالفن
کی سیٹیوں کو انسانی آوازیں اور انسانی آواز کو سیٹیوں میں تبدیل کر سکے
اس سے ڈالفن کے ساتھ گفتگو کرنے میں آسانی ہو گئی ہے انہوں نے مقامی ز
سے ایک بولی مرتب کی ہے۔ مثلاً

بپ —— گیند پھینکو

بپ بپ —— گیند کو نیکھ سے اچھالو

ماہی ایپ —— حلقہ میں سے گذر جاؤ

ماؤ کا —— واپس آجاؤ

مکائی —— یہاں سے چلی جاؤ

REPEAT —— دوبارہ کرو

کُتّا

اور ان کا کتا چوکھٹ پر دونوں ہاتھ (اگلی ٹانگیں پھیلائے
ہوئے) اور اگر تم ان کو جھانک کر دیکھتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور
ان سے دہشت میں آجاتے بعض لوگ اندازے سے کہیں گے کہ وہ تین تھے
اور چوتھا ان کا کتا تھا اور بعض کہیں گے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا
اور بعض کہیں گے وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا کہہ دو کہ میرا پروردگار
ان کی تعداد سے خوب واقف ہے۔ سورہ کہف ۱۸- ۲۲

سورہ بلندی (اعراف) کی مندرجہ ذیل آیت ایک بدکردار شخص سے
متعلق ہے کہ وہ خدائی نعمتوں کے باوجود اپنی نفسانی خواہشات کا غلام ہے
اور اس وجہ سے انکی حالت اس کتے سی کی ہو گئی ہے کہ وہ ہر حال میں زبان
نکالے ہانپ رہا ہے۔

کتا (کلب) لہٰذا اسکی حالت اس کتے کی سی ہو گئی ہے کہ تم اس پر
حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے رہے اور اسے چھوڑ دو تب بھی زبان
لٹکائے رہے (سورہ بلندی (اعراف ۱۷۶۔

سورہ غار (کہف) کی مندرجہ آیات میں اصحاب کہف کا واقعہ
بیان کیا گیا ہے اسکی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے شام کے ایک پادری جیمس سروجی کے
لیکچر میں پائی گئی ہے اس نے ۴۷۴ء کے قریب یہ لیکچر مرتب کیے اور
سریانی (Syromic) زبان میں لکھے گئے یہ ترجمے عربی یونانی اور لاطینی

زبانوں میں ہوئے گبن نے اپنی کتاب Fall of Roman Empire تاریخ زوال سلطنت روم سات سونے والے عنوان سے تفصیل لکھی ہے یورپ اور مشرق وسطیٰ کے واقعات ایک جیسے ہیں یہ لوگ دقیوس (Decius) بادشاہ کے ظلم سے تنگ آکر بھاگ گئے تھے جو عیسائیوں پر بہت مظالم ڈھاتا تھا اس کا دور حکومت کل چار سال رہا یعنی ۲۴۹ء سے ۲۵۱ء تک اس شہر کا افس Ephesus جو ترکی کے مغربی ساحل پر ازمیر (سمرنا) ۲۵ میل دور واقع تھا۔ اب اسکے کھنڈرات موجود ہیں جب اصحاب کہف جاگے ہیں تو اس وقت وہاں کا حکمران قیصر روم / تھیوڈوسیس ثانی (Theodosius II) تھا اس کا دور حکومت ۴۰۸ء سے ۴۵۰ء تک رہا۔

افس شہر کے سات نوجوانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر ان پر ایمان لائے جب قیصر (Decius) کو معلوم ہوا تو ان کو بلوایا اور پوچھا تمہارا مذہب کیا ہے انھیں معلوم تھا کہ یہ عیسائیوں کا دشمن ہے لیکن انہوں نے کسی خوف کے بغیر یہ کہدیا کہ ہمارا رب وہ ہے جو زمین اور آسمان کا ہے اسکے سوا ہم کسی کو اپنا معبود نہیں مانتے قیصر نے کہا خاموش ہو جاؤ ورنہ میں تمھیں ابھی قتل کرا دونگا۔ پھر کچھ ٹھنڈا ہوا اور بولا۔ تم ابھی بچے ہو میں تمھیں تین دن دیتا ہوں اس مدت میں اپنا رویہ بدل لو ورنہ تمہاری گردن ماری جائے گی۔

اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر یہ ساتوں نوجوان شہر سے بھاگ نکلے۔ اور انہوں نے پہاڑوں کی راہ لی تاکہ کسی غار میں جا چھپیں راستے میں

ایک کتا ان کے ساتھ لگ گیا انہوں نے بہت کوشش کی کہ وہ ان کا پیچھا چھوڑ دے مگر کسی طرح ان سے الگ نہ ہوا آخر کار ایک بڑے گہرے غار کو اچھی طرح جائے پناہ دیکھ کر وہ چھپ گئے اور کتا غار کے دہانے پہ بیٹھ گیا تھکے ہوئے تھے اس لیے فوراً ہی سو گئے اور دو سو برس بعد 447ء میں یکایک بیدار ہوئے رومی سلطنت عیسائی مذہب اختیار کر چکی تھی اور شہر افس کے باشندے بت پرستی ترک کر چکے تھے اس زمانے میں عوام میں حشر و نشر کے معاملے میں سخت اختلاف تھا۔ اور قیصر اس بات پر فکر مند تھا لوگوں کے دلوں سے انکار آخرت کا خیال کیسے نکالا جائے ایک روز اس نے اللہ سے دعا مانگی کہ کوئی ایسی نشانی دکھا دے جس سے لوگ ایمان لے آئیں ٹھیک۔ اس زمانے میں یہ لوگ بیدار ہوئے ان میں سے ایک بازار سے کھانے پینے کا سامان لینے پہنچا تو پرانا سکہ دیکھ کر لوگ چونکے ہوئے اور حکمران وقت کو اطلاع ہوئی تو شہر کی آبادی سے بہت لوگ اس حقیقت کو دیکھنے آئے پھر یہ لوگ لیٹ گئے اور انتقال کر گئے۔ عوام کو اللہ تعالیٰ یہی دکھانا چاہتا تھا کہ مرنے کے بعد انسان پھر زندہ ہوگا ان ساتوں افراد کے نام یہ ہیں (۱) یملیخا۔ (۲) مکسلمینا (۳) کشفو (۴) تبونیس (۵) کشافطیونس (۶) آذرحنطیونس (۷) لوانی یوس اور کتے کا نام قطمیر ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں کھجور کی گٹھلی

اصحابِ کہف کے نام متبرک سمجھے جاتے ہیں۔ نظر بد آسیب سایہ جنات وغیرہ کے لیے ان ناموں کا پھونک مار یا استعمال ہوتا ہے جو اکثر بزرگ کرتے ہیں۔ اصحاب کہف کو جنتی خیال کیا جاتا ہے بعض کہتے

کے واللہ اعلم۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ غار اور کتے والے ہماری کوئی بڑی عجیب نشانیوں سے تھے جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے کہا۔ اے پروردگار ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کر دے۔ تو ہم نے انہیں اسی غار میں تھپک کر سالہا سال کے لیے گہری نیند سلا دیا۔ پھر ہم نے انہیں اٹھایا۔ سورہ غار ۱۰۔ ۹

عدی بن حاتم سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہؐ نے مجھے فرمایا۔ جب تو شکار کے لیے اپنے کتے کو چھوڑ دے اللہ کا نام لے اگر تو اس کتے کو پائے کہ شکار تیرے لیے پکڑ رکھے اور وہ زندہ ہے اسکو ذبح کرے

اسی (عدی بن حاتم) سے روایت ہے کہا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ ہم سکھلائے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں جسکو تجھ پر پکڑ رکھیں اسکو کھا لے۔ میں نے کہا اگرچہ مار ڈالیں۔ فرمایا اگرچہ مار ڈالیں۔ میں نے کہا ہم بن پروں کا تیر مارتے ہیں فرمایا جو چیز زخمی کر دے کھا اور جو چیز اپنی چوڑان کے ساتھ پہنچے اسکو مار ڈالے وہ چوٹ سے مرا ہے اسے نہ کھا

(متفق علیہ)

ابو ثعلبہ رضہ خشنی سے روایت ہے میں نے کہا۔ اے اللہ کے نبی ہم اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا لیں اور شکار کی زمین میں رہتے ہیں میں اپنی کمان کے ساتھ شکار کرتا ہوں اور اپنے کتے کے ساتھ جو سکھایا ہوا نہیں ہے اور ایسا کتا بھی جو سکھایا ہوا ہے میرے لیے

درست ہے آپ نے فرمایا جو تو نے اہل کتاب کا ذکر کیا ہے اگر تم کو
ں کے علاوہ مل سکیں ان میں نہ کھاؤ اور اگر نہ پاؤ ان کو دھولیں اور
میں کھالیں اور اپنی کمان کے ساتھ جس کا تو شکار کرے پس اس پر
کا نام کرے پس کھالے اور اپنے سکھلائے ہوئے کتے کے ساتھ
شکار کرے اس کے ذبح کرنے کو تو پالے پس کھا۔ (متفق علیہ)

حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے فرمایا۔ مجوسیوں کے کتے کے ساتھ
م کو شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (روایت کیا اسکو ترمذی نے)

کیا تم سمجھتے ہو کہ غار اور کتے والے ہماری کوئی بڑی عجیب نشانیوں
ں سے تھے جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزین ہوئے اور انہوں نے کہا
ے پروردگار ہم کو اپنی رحمتِ خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست
رے تو ہم نے انہیں اسی غار میں تھپک کر سالہا سال کے لیے گہری نیند
سلا دیا پھر ہم نے انہیں اٹھایا۔ (سورہ غار ۱۰-۹)

ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص کتا پلے مگر شکاری یا مویشی کتا ہر روز اس کے ثواب
ے ۲ دو قیراط ادا کیے جائیں (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس نے مویشی یا کھیتی کے علاوہ کتا رکھا ہر روز ایک قیراط اس کے
ثواب سے کم ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص راستہ پر جا رہا تھا کہ اسکو سخت

پیاس لگی۔ اتفاق سے اسکو ایک کنواں مل گیا اور اس نے کنویں میں اتر کر پانی لیا۔ کنوئیں سے نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے زبان نکال رہا ہے اور کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے اپنی پیاس کی شدت کو یاد کر کے اس پر ترس کھایا اور کنوئیں میں اتر کر پانی لایا اسکو پلایا خدا کے نزدیک اس کا یہ عمل مقبول ہوا اور خدا نے اسکو بخش دیا۔

عہد نامہ عتیق (۸۰۹۲) اور عہد جدید (مکاشفہ: ۱۵ دونوں میں کتے کا ذکر اچھے الفاظ میں نہیں کیا گیا ہے۔

عہد عتیق اور عہد جدید دونوں میں کتے کا ذکر کثرت سے آتا ہے عموماً موقعہ ذم پر۔ مسلمانوں کی طرح یہود کے ہاں بھی کتا ایک ناپاک جانور ہے۔ روایات میں کتا بے حیائی کا مظہر ہے مذاہب اکثر کتے کی نجاست اور پستی ہی کے قائل ہیں لیکن کچھ قومیں ایسی بھی گزری ہیں جنہوں نے کتے کی تقدیس کی ہے اور اسکی پوجا تک کی ہے مثلاً عصر قدیم کے اہل مصر، اہل تمام وا ہل [illegible] کے نزدیک کتا حیواناتی حیثیت سے گیدڑ بھیڑیئے اور لومڑی کے خاندان کا جانور ہے اور دنیا کے ہر حصہ میں پایا جاتا ہے اسکی قسمیں صدہا ہیں صرف موٹی موٹی قسمیں ۶۲ تک پہنچی ہیں قد و قامت شکل و صورت اور رنگ کے لحاظ سے کتے کئی قسم کے پائے گئے ہیں سرخ سیاہ سفید ابلق بھورے وغیرہ، بعض بالکل ننھے ننھے سے، بعض بڑے گراں ڈیل بعض بالکل کھرّی صفاچٹ جلد بعض اتنے جھبڑے کہ بالوں سے بالکل لدے ہوئے، بعض بڑی ہیبت ناک شکل کے بعض سیدھے سادے

دوڑ کے ساتھ قوت شامہ بھی کتے کی خاص طور پر تیز ہوتی ہے۔ اسکی اوسط عمر ۱۴ سال سے ۲۰ سال تک کی پائی گئی ہے عادتوں کے لحاظ سے کبھی اس کی نسلیں مختلف ہوتی ہیں بعض بڑے شکاری بعض صرف چوکیداری اور پاسبانی کے کام کی اور اپنے شوقین مالکوں کی گود میں صرف کھلونا اور سامان زینت بننے کے قابل۔

کتوں کی قدرتی تقسیم اور مشہور نسلیں

ا۔ کارکن کتے WORKIGG DOGS یہ کتے مختلف قسم کے کام کرتے ہیں جس میں مویشیوں کی رکھوالی چوکیداری اور متفرق کاموں میں انسان کی مدد کرتے ہیں کچھ مشہور نسلیں مختلف کاموں کے لیے زیادہ موزوں ہوتی ہیں۔

AMERICAN KENNEL CLUB یعنی امریکی کتوں کے کلب کے مطابق اسکی سات مشہور نسلیں ہیں اور ایک متفرق ہے اسی لحاظ سے انکا رجسٹر میں اندراج کیا جاتا ہے جو سرکاری طور پر لازمی ہے۔

۱۔ کھیلنے والے کتے

۲۔ شکاری کتے

۳۔ کارکن کتے

۴۔ مویشی رکھوالے کتے

۵۔ Terriess یعنی پالتو کتے جو شکار کو بلوں سے

باہر نکال لیتے ہیں۔

۶۔ نہ کھیلنے والے کتے۔

۷۔ کھلونے کتے۔

۸۔ متفرق کتے۔

کارکن۔ شکاری اور رکھوالے کتوں کی قدرتی تقسیم کچھ اس طرح سے ہے۔

۱۔ پرندوں کو پکڑنے والے کتے (Bird Dogs)

۲۔ سونگھ کر شکار کرنے والے کتے۔ (Scent Dogs)

ہیروئن اور چرس کا سونگھ کر پتہ لگا دیتے ہیں چوروں کا بھی اس بُو کے ذریعہ پتہ لگا لیتے ہیں۔

۳۔ دور سے یا جھاڑیوں میں چھپے ہوئے شکار کو تلاش کرنے والے کتے (SIGHT HOUNDS) کہلاتے ہیں۔

۴۔ چرواہے کتے (SHEPHERD DOGS) جو بھیڑ بکریوں کو ریوڑ چھوڑنے سے روکتے ہیں

۵۔ چوکیدار کتے (GUARD DOGS) جو گھروں کھیتوں گلیوں اور دیگر احاطوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ عموماً ساری رات جاگ اور بھونک کر گزارتے ہیں اور دن کے بیشتر حصے میں سوتے ہیں۔

۶۔ پالتو کتے (Terriers) آج کل زیادہ تر یہ صرف پالتو کتے ہیں لیکن بنیادی طور پر بلوں میں سے شکار کو باہر نکال لیتے ہیں

یتوں کی رکھوالی کرتے ہیں

۷۔ لڑاکا کتے صرف کتوں کی لڑائی میں استعمال ہوتے ہیں یہ اپنے الف کو چیرتے پھاڑتے یا زخمی کر دیتے ہیں۔ کتوں کی لڑائی اکثر افراد یا یموں کی تفریح شمار کی جاتی ہے۔ اس کے مقابلے ہوتے ہیں اور انعامات اور شرطیں رکھی جاتی ہیں۔ پاکستان کے شمالی مغربی علاقوں میں یہ کتوں کی لڑائی شہور تفریح ہے فلموں میں بھی دکھاتے ہیں البتہ یہ بیلوں کو کام کرنے کے لیے ور انہیں تیز تر کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

۸۔ برفانی گاڑی کھینچنے والے کتے (SLEDGE DOGS)

ٹنڈرا کے علاقے میں یہ کتے برف پر چلنے والی گاڑی کھینچتے ہیں جن میں کئی افراد بیٹھتے ہیں یہ سامان لے جانے کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔

۹۔ کھلونے کتے جو بہت چھوٹے ہوتے ہیں خوبصورتی اور تفریح کے لیے پالے جاتے ہیں تفریح کے علاوہ ان کا کوئی مقصد نہیں یہ کھلونوں کی طرح ہوتے ہیں کتوں کے متعلق دیگر معلومات اس طرح ہیں

۱۔ کتوں کی یادداشت حیرت انگیز ہوتی ہے۔

۲۔ ہوشیاری میں بندر سے کم لیکن پالتو جانوروں میں سب سے زیادہ ہوشیار ہوتا ہے۔

۳۔ کتا ہر آدمی کی بو کو پہچانتا ہے کیونکہ ہر آدمی کی بو مختلف ہوتی ہے

۴۔ کتے کو بہت جلد تربیت دی جا سکتی ہے۔

۵۔ ہیروئن چرس اور دیگر منشیات کو سونگھ کر سراغ لگا لیتا ہے

چاہے وہ کیسے بھی باندھ یا ڈھک کر رکھی گئی ہو۔

۶۔ کتے کی سماعت انسان سے کہیں زیادہ ہے مثلاً

(الف) انسان 20,000 cycles فی سیکنڈ

(ب) کتا 40,000 cycles فی سیکنڈ

۷۔ کتا پیروں کی چاپ اور خفیف سی آواز کو سن لیتا ہے جسکو محسوس نہیں کرتا۔

۸۔ جانوروں کو بل سے باہر نکال لیتا ہے۔

کتوں کو پالنے کا سلسلہ جب سے شروع ہوا تقریباً ...۴ سال گزر چکی ہیں پالنے کی بنا پر ان کے اطوار و عادات میں تبدیلی آئی ہے لیکن بنیادی جبلت وہی ہے جن کی نسلوں سے وہ ہیں آیئے جن کی جبلتوں کے متعلق جائزہ لیں۔

سماعت کتوں کی قوت سماعت انتہائی تیز ہوتی ہے وہ اونچی آوازیں بھی سن سکتے ہیں جو انسانی کان سننے سے معذور رہتے ہیں یہ قوت ان کو ایک دوسرے سے رابطہ بنانے کے قابل بناتی ہے زیر زمین چیزوں کا بھی اندازہ کر لیتے ہیں یعنی انکی قوت سماعت (RADAR SYSTEM) کی خصوصیات کی حامل ہیں حال ہی میں کتوں کو استعمال کیا گیا ہے بہرے لوگوں کی مدد کرنے میں اور کچھ کو تربیت دی گئی ہے کہ وہ ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز نکالیں تاکہ وہ بہرے لوگ جو

گھنٹی نہیں سن سکتے وہ کتے کی آواز نکالنے سے سمجھ جائیں کہ فون کی گھنٹی
رہی ہے لہذا فون اٹھائیں۔

رابطہ وہ کتے جو بھیڑیوں کی نسل سے ہیں وہ ایک دوسرے سے
مختلف آوازوں کے ذریعہ رابطہ رکھتے ہیں۔ شکاری کتے جو راستے کی خوشبو
سونگھ سکتے ہیں وہ بھی آواز نکال کر رابطہ قائم رکھتے ہیں۔ خاص طور پر شکاری
کو بتانے کے لیے جبکہ وہ شکاری کو نظر نہیں آتا۔

بصارت کتے کی آنکھوں کا مقام جو کہ سر کے دائیں بائیں جانب ہوتا
ہے وہ مقام کتوں کو دور تک دیکھنے اور سمجھنے میں مدد دیتا ہے بمقابلہ
انسان کے کیونکہ اسکی آنکھیں سامنے ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں جھٹپٹے کے وقت
بھی جب روشنی کم ہو کتے بہتر طریقے پر دیکھ سکتے ہیں کیونکہ اس کی
RETINA کے خلیے جہاں کہ تصویر بنائی جاتی ہے وہ کم روشنی میں بہتر ردعمل
پیش کرتے ہیں۔

قوت شامہ تمام کتوں کی سونگھنے کی قوت بہت زیادہ ترقی یافتہ
ہے لیکن Blood hounds شکاری کتوں میں انتہا پر پہنچی ہوئی ہے
وہ زمین کو سونگھ کر گزرنے والے کا پتہ لگا لیتا ہے کتوں کو ناک کے
علاوہ ان کے منہ میں بھی یہ قوت اللہ نے ودیعت کی ہے کہ وہ بُو

ذرات سونگھ کر معلوم کر سکے۔

بُو کا پتہ لگانا

کتے کے پیشاب کا کیمیائی تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ بالکل منفرد بو کا حامل ہوتا ہے ایک نر اپنے علاقے کی حدود دوسرے کتوں کو بتا سکتا ہے اپنے پیشاب کے کیمیائی اجزاء کے ذریعے نر اور مادہ مختلف انداز سے پیشاب کرتے ہیں نر میں یہ تبدیلی بالغ ہونے کے بعد آتی ہے۔ نر کتا مادہ سے تین گنا زیادہ پیشاب کرتا ہے اور وہ کسی درخت کھمبا یا اس جیسی دوسری چیز پر ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرتا ہے جبکہ مادہ بیٹھ کر پیشاب کرتی ہے اور دونوں کی بو میں واضح فرق ہوتا ہے مادہ اپنے بچوں کو سونگ کر پتہ لگا لیتی ہے کہ وہ اس کا بچہ ہے دوسرے کو بھگا دیتی ہے۔

حملہ آوری

کتوں کے اپنے اپنے علاقے ہیں جہاں ان کی حکمرانی ہوتی ہے علاقہ غیر میں داخل ہونے والے کتے کے ساتھ لڑائی ہونی لازمی ہے جب تک وہ شکست تسلیم نہ کرے یا علاقہ غیر سے سر پر پیر رکھ کر بھاگ نہ جائے۔ جھگڑوں کی ابتداء مختلف غراہٹوں سے شروع ہوتی ہے اور باقاعدہ گتھم گتھا پر نتیجہ نکلتا ہے۔

شکست تسلیم کرنا

لڑائی اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک

ں شکست تسلیم نہ کی جائے۔ اس میں الٹا ہونا بھی شامل ہے اس کے بعد
ں ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کتے کو ماتحت کا درجہ دے دیا جاتا ہے
ہ ٹھہرنا چاہیے بعض اوقات شکست خوردہ کتا پیشاب کر کے اپنی
ت کا اعلان کر دیتا ہے۔

اجی احساس کتوں میں اکٹھا رہنے کی عادت ہے وہ دشمن کے
لے پر متحد ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کے لیے آمادہ ہوتے ہیں
ایک دوسرے کی مصیبت میں شریک ہوتے ہیں انسان کتوں سے بھی
ہ سکتا ہے وہ ایک دوسرے کو خوش آمدید بھی کہتے ہیں۔

نگجو کتے پاکستان کے مغربی علاقوں میں خاص طور پر جنگ جو کتے
لنے کا شوق ہے جو زیادہ تر تفریح کے لیے ہوتے ہیں ان کے باقاعدہ مقابلے
کھے جاتے ہیں اور انعامات بھی مقرر کیے جاتے ہیں۔ میلے ٹھیلے عرس یا
بھلی کے موقعوں پر کتوں کی لڑائی رکھی جاتی ہے یہاں تک کہ فلموں میں بھی
کتوں کی لڑائی دکھائی جاتی ہے یہ نہایت خونخوار کتے ہوتے ہیں اور ایک
دوسرے کو لڑائی میں شدید زخمی بھی کر دیتے ہیں ان کو زیادہ وقت باندھ
کر رکھنا پڑتا ہے۔

باکسر BOXER کتے کی شکل خوفناک ہوتی ہے لیکن مزاجاً زندہ دل

ہوتا ہے۔ یہ چوکیداری کے لیے کچھ ملکوں میں استعمال ہوتا ہے۔

یوریشیر EURASIER

کتے بڑے بالوں والے دلکش ہوتے ہیں یہ بہت حا
ہوتا ہے اور اس کو تربیت دیکر ہلکے پھلکے کام لیے جا سکتے ہیں

گریٹ ڈین GREAT DANE

شکل سے نہایت خوفناک نظر آتا ہے کان کاٹ
جاتے ہیں تو شکل سے اور خوفناک معلوم ہوتا ہے، بچوں کے ساتھ خاص
پر مہربان ہوتا ہے۔

سمندری کتا STANDARD POODLE

سمندری کتے کی نسل سے ہے آغاز جرمنی سے
اور اب فرانس میں پایا جاتا ہے یہ پانی میں آبی جانور کی طرح تیرتا ہے

ڈوبر مین DOBER MANN

جرات مند جنردار اور طاقتور چوروں اور ڈاکوؤں کے خلاف
حملہ آور ہوتے ہیں جرمنی میں ترقی ملی۔

امریکن پٹ بل ٹیریئر

غالباً سب سے زیادہ خوفناک شکل رکھ
ہے اس کے پالنے کے سلسلے میں دنیا کے بہت سے ملکوں میں قانون ہے اس
پالنے کے لیے باقاعدہ لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔ بہت زیادہ طاقت
مضبوط گردن اور چوڑا سر اور بڑا منہ ہوتا ہے یہ عام طور پر کتوں کی لڑا

...ے لیے پالا جاتا ہے اسکی تقریباً ۴۲ قسمیں ہیں۔

AMERICAN BULL DOG یہ ۱۶ ,صدی کا برطانوی بل ڈاگ جیسا ہے یہ طاقتور گردن خوفناک منہ کا حامل ہوتا ہے یہ کھیتوں کی حفاظت کے لیے اور بیلوں کو قابو کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

CAROLINA DOG

کرولینا کتا یہ عام کتوں کی طرح نظر آتا ہے لیکن عام کتا نہیں ہے یہ نیم وحشی لیکن پلوں کو سدھایا جاتا ہے یہ جانوروں کے گلے کی حفاظت کے لیے اور چھوٹے شکار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

MASTIFF

ماسٹف بہت طاقت ور شکل سے خوفناک، جرات مند، حفاظت کے لیے بہت کارآمد یہ ہوشیاری کے لیے مشہور ہے مالکوں کے ساتھ پیار اور غیروں کے لیے خطرناک

AFGHAN HOUND

افغان ہاؤنڈ تازی بنیادی طور سے افغانستان سے شروع ہوا شکار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ARABIAN GREY HOUND

عربی کتا پتلا دبلا۔ نہایت تیز و طرار سعودی عرب کی پیداوار شمالی افریقہ سے بنیادی تعلق ہے یہ مویشی اور پرندوں کی حفاظت کیلئے استعمال

ہوتا ہے یعنی بھیڑ بکریاں سارس اور مرغیوں وغیرہ کی حفاظت کرنا
STANDARD POODLE : دریاؤں اور دلدلی علاقوں میں
کا عادی ہے شکار میں مدد دیتا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ بنیادی طور پر
جانور ہے جو ساحلِ فرانس میں تھا۔

Boxer بہت فاصلے کی چیزیں دیکھ لیتا ہے اسے
SEEING EYE کتا کہا جاتا ہے۔

▪ کتوں میں بھونکنے کا مقابلہ ہوتا ہے۔ ایک کتا ایک منٹ میں کتنا
سے زیادہ بھونکنے والے کو انعام دیا جاتا ہے۔ فن لینڈ کا کتا اس میدان
آگے ہے۔ چڑیوں کو پکڑنے میں ماہر ہے۔
کچھ کتے کئی میل سے سونگھ لیتے ہیں۔
• برفانی کتے جانوروں کے سانس لینے کے بلوں کا بھی پتہ لگاتے
ہیں۔
• بھاگے ہوئے مجرموں اور چوروں کا پتہ لگا لیتے ہیں۔
• گھر کی چوکیداری اور مچھلیاں پکڑنے میں بھی مدد دیتے ہیں
• بھیڑیئے اور ہرنوں کا بھی شکار کر لیتے ہیں۔
• خرگوش، چوہوں۔
▪ مویشی کا رکھوالا، بھٹکے ہوئے جانور کو تلاش کر کے لے آتا ہے
بذریعہ بو۔
• لڑائی کے دوران پیغام رسانی کا کام کرتے ہیں۔

طبّی اور متفرق

روسی ڈاکٹر PAVLOV نے ایک کتے کا آپریشن کرکے اس کے
وہیں ایک مصنوعی سوراخ بنادیا اس سوراخ کے راستے کھانے پینے کی چیزیں
فل کی جاتی رہیں۔ کتے کو منہ کے راستے باقاعدہ خوراک دی جاتی رہی، پھر
رہ سے اسکے مدارجِ ہضم کا پتہ چلانے کے لیے سرنج کے ذریعے نمونے حاصل
تے رہے معلوم ہوا کہ ہضم کرنے والے جوہر اور ان کی مقدار حالات کے مطابق
دیل ہوتی رہتی ہیں۔

۱۹۵۲ء میں روس ہی میں ایک تجربہ کیا گیا۔ ایک کھلونے کتے Toy dog
النصف آپریشن کرکے ایک بڑے ایلشین کتے ALSATIAN کی گردن پر
ڑ دیا گیا۔ دونوں کتے کافی عرصہ تک زندہ رہے اور کافی طبّی معلومات حاصل
ہ گئیں، چھوٹے کتے کو بڑے کتے کے ذریعہ غذا ملتی تھی۔

امریکہ میں فلوریڈا کے نواحی علاقے Oakland Park
یں ایک کتیا نے ۹ بچے دیئے لیکن کتیا کا مالک اس بات پر خوش ہونے کی بجائے
اراض ہوگیا۔ اور تمام بچوں (پلّوں) ایک کاغذ کے تھیلے میں بند کرکے سب کو
زندہ دفنا دیا۔ پلّوں کی ماں شیبا یہ سب دیکھتی رہی، دوسرے دن اپنی مضبوط
زنجیر توڑنے میں کامیاب ہوگئی اور اس زمین کا پتہ لگالیا جہاں پلوں کو
دفنایا گیا تھا۔ زمین کھودی اور سب کو زندہ نکال لیا۔ چھ بچے بالکل
صحت مند تھے تین ذرا سست تھے۔ قانون داں مالک کے خلاف قانونی

چارہ جوئی کر رہے ہیں اسی طرح اٹلی کے ایک شہر میں ایک صاحب
کتے کو فروخت کر دیا۔ خریدار ریل میں بیٹھ کر اپنے شہر میں لے گیا
سو میل دور تھا۔ کتا وہاں سے فرار ہوا۔ ٹرین میں بیٹھا، ٹکٹ چیکر سے
ایک ڈبے سے دوسرے ڈبے میں سفر کرتا رہا یہاں تک کہ اسکے
کا اسٹیشن آ گیا وہاں بھی خاص دروازے کی بجائے دوسرے راستوں
گھر پہنچ گیا۔

آنے والے خطروں سے آگاہ کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے مالکوں
کو اپنی مخصوص آوازوں کے ساتھ اطلاع کر دیتا ہے کہ خبردار ہو جائیں
قریب پہنچ چکا ہے کتوں کو قدرت نے ایک طرح R SYSTEM
عطا کیا ہے جس کے تحت مخصوص آواز کے ذریعہ کتا خطرہ سے آگاہ
اور اس کا فاصلہ بھی بتا دیتا ہے۔ کتا اونچی آواز سے او او کر کے ایک
کی آواز نکالتا ہے جو بتا دیتی ہے کہ تیری بربادیوں کے مشورے
آسمانوں میں۔

دیکھئے حضرت بلھے شاہ صاحب کیا فرماتے ہیں۔

کتے تیتھوں اُتے

۱۔ راتیں جاگیں کریں عبادت راتیں جاگن کتے تیتھوں ا
کتے رات رات بھر جاگ کر عبادت کرتے ہیں چونکہ وہ ساری رات
عبادت کرتے ہیں تجھ سے بہتر ہیں۔

ن توں بند موں نہ ہندے　　جار ڈڑی تے سُتے تیتھوں اُتے
دہ بھو نکتے ہیں تو بالکل خاموش نہیں ہوتے اور پھر کوڑے کرکٹ کے ڈھیر
پر سو جاتے ہیں) تجھ سے اعلیٰ۔

ہم اپنے دا در نہیں چھڈ دے۔　　بھانویں وجن جُتے تیتھوں اتے
آقا کا دروازہ نہیں چھوڑتے چاہے ان کو جوتے ہی مارے جائیں۔
تجھ سے اعلیٰ

ہے شاہ! کوئی رخت دیہاج لے۔ نہیں تو بازی لے گئے کتے تیتھوں لتے
شاہ کوئی ایسا ہی طریقہ اور فاداری اور عبادت کا اختیار کر لو نہیں تو کتے
سے بازی جیت گئے۔ تجھ سے اعلیٰ۔

یہ کافی ڈاکٹر فقیر محمد کے نسخے میں درج ہے بلھے شاہ نے اس کافی میں
اری سے عبادت کرنے والوں کو بلکہ اس سے ایک قدم بڑھکر ایسے لوگوں کو
جو اپنے اوپر جبر کر کے عبادتیں کرتے ہیں تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ان
الے نے اگر کسی طریق کی پیروی میں زہد اختیار کر بھی لیا تو کیا ہوا۔ ان سے
تو ہی اچھے ہیں کہ وہ ایک جذبہ گرم سے اپنے مالک کے پاؤں پر لوٹتے ہیں
ر ایسے وفادار ہیں کہ سختیاں سہتے ہوئے بھی اس کا دروازہ نہیں چھوڑتے
ضروری ہے کہ انسان اپنے میں انقلاب لانے کے اسباب بیان کرے بلھے شاہ
بادت کو نہیں بلکہ بے حضور عبادت کو برا کہتا ہے۔ وہ اپنی خواہش نفس کے پیچھے
ارہا لہذا اسکی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ تم اس پر حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے
ہے یہی مثال ان لوگوں کی ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں تم یہ حکایات

ان لوگوں کو ستاتے رہو۔

اللہ اس شخص کی حالت کو کتے سے تشبیہ دیتا ہے جسکی ہر وقت لٹکی زبان اور ٹپکتی ہوئی رال ایک نہ بجھنے والی آتش حرص اور کبھی نہ میسر آنے والی نیت کا پتہ دیتی ہے اردو میں جو شخص حرص میں اندھا ہو رہا ہو اسے دنیا کا کتا کہتے ہیں۔ کتے کی جبلت کیا ہے حرص و لالچ، چلتے پھرتے اس کی ناک زمین سونگھنے میں لگی رہتی ہے کہ شاید کہیں سے کھانے کی بو آجائے اسے پتھر ماریئے تب بھی اسکی توقع دور نہیں ہوتی کہ شاید یہ چیز جو پھینکی گئی ہے۔ کوئی ہڈی یا روٹی کا ٹکڑا ہو پیٹ کا بندہ ایک دفعہ تو اس کو لپک کر دانتوں میں پکڑ ہی لیتا ہے۔

وہ دنیا کو صرف پیٹ کے لحاظ سے دیکھتا ہے اگر کہیں بڑی لاش پڑی ہے جو کئی کتوں کو کھانے کو کافی ہو تو ایک کتا اس میں سے اپنا حصہ لینے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اسے صرف اپنے ہی لیے مخصوص رکھنا چاہے گا۔ اور کسی دوسرے کتے کو اس کے پاس نہ پھٹکنے دے گا۔

شہوت شکم کے بعد اگر کوئی چیز غالب ہے تو وہ شہوت فرج ہے اپنے سارے جسم میں سے صرف ایک شرمگاہ ہی وہ چیز ہے جس سے وہ دلچسپی رکھتا ہے اور اس کو سونگھنے اور چاٹنے میں مشغول رہتا ہے۔

کتا درویش کا دشمن ہوتا ہے کتا فقرا، دعز با کو کاٹنے کے لیے دوڑتا ہے۔ پولیس کی زندگی کو بھی کتے کی زندگی سے تشبیہہ دی جاتی ہے

لانکہ کتا اپنے مالک کی وفاداری اسکی ملکیت کی حفاظت اور چوکیداری سلسلے میں ہر اجنبی چور لپکے جو عموماً غریبوں اور فقیروں یا غیر مانوس یب اور بے ہنگم لباس پہنتے ہیں۔ ان پر بھونکتا ہے اور حق نمک کرتا ہے۔

• ماہ کامل صدر آسمان پر چلتا ہے وہ کتّوں کے بھونکنے سے اپنی ر بند نہیں کرتا۔ مشہور ہے کہ کُتّے چاند کو چلتا دیکھ کر بھونکتے ہیں۔

• میں کتا نہیں ہوں شیر (خدا) ہوں اور شیر خدا وہ ہے جو صورت تی سے چھوٹ جائے یعنی حق پرست ہو جائے اسے سرکش انسان اگر تم یں کے فرزند نہیں تو کرم کا ورثہ۔ ظاہر بینی تم کو کیونکر ملا۔ اولاد م (انسان) کے لیے باطن کی توجہ لازمی ہے۔

• حضور پاکؐ کا فرمان ہے کہ دنیا ایک مردار ہے اور اس کے پالنے لے کتے ہیں۔

• کبھی تو انسان کے وجود میں ایک بھیڑیا سما جاتا ہے اور کبھی سف کی سی صورت والا ماہ پیکر سما جاتا ہے۔ بلکہ آدمی سے بیل گدھے کتے غیرہ حیوانات میں بھی مختلف کرتب اور ہنر آ جاتے ہیں اور سدھانے سے م رفتار گھوڑا تیز رفتار اور مطیع بن جاتا ہے ریچھ کھیلیں کرتا ہے اور بکرا سلام کرتا ہے کتے بھی آدمی کی صحبت سے کام کرنے کی حرص اور خواہش کرنے لگتے ہیں چنانچہ یا تو وہ بکریوں کا رکھوالا بن جاتا ہے یا شکاری یا گھر بار کا ہرے دار، اصحاب کہف کے کتے میں ان غار کے اندر سونے والوں کی

خصلت موثر ہو گئی تھی جبھی تو وہ طالب رحمٰن بن گیا۔

• ایسے وہ شخص کہ فضائل اخلاق سے بے بہرہ ہونے میں کم بھی کم ہے تو یہ موقع غنیمت سمجھ اور عارف لوگوں کے باطن سے روحانی حاصل کرے۔

• جب حیوان بھیڑیوں کے اوصاف سے پاک ہو جائے تو پھر ان محرم ہو جاتا ہے اصحاب کہف کے کتے کی طرح بنی آدم (کی تبدیل) ہو جاتا ہے۔

انگریزی اخبار دی نیوز مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۳ء کے مطابق ملک ناروے گیارہویں صدی میں ایک کتے کو ملک کا بادشاہ منتخب کر اسکی باقاعدہ تاجپوشی کی گئی اور اس کا نام King Saurt

• جب کتا کبھی گدڑی والے اندھے کو کاٹ کھائے تو وہ اندھا کاٹنے والے کتے کو کب پہچان سکتا ہے۔

ایک کتا کسی کوچے میں ایک فقیر پہ حملہ کر دیتا ہے غریب اندھے آواز اور اس کے خوف سے مجبور ہو گیا۔ آخر اندھا خوشامد سے کتے کی تعظیم کر کیونکہ وہ ضرورت کی وجہ سے اس عقلمند نے کتے کی سی ذلیل ہستی کی تعظیم اسکو بزرگ کا خطاب دیا اس نے بہ تقاضائے ضرورت یہ بھی کہا جیسے دبلے شکار سے تجھے کیا ہاتھ آئے گا؟

دیکھو علم وہ اعلیٰ چیز ہے کہ جب کتے نے تعلیم پائی تو وہ بھی گمراہی چھوٹ گیا اب وہ جنگلوں میں حلال جانوروں کا شکار کرتا ہے۔ (اور کا

لک کو دیتا ہے)
جب کتا تعلیم یافتہ ہوگیا تو چالاک بن گیا کتا جب واقف کار ہوگیا
ب کہف میں شامل ہوگیا۔ کتا جب پہچاننے لگتا ہے کہ میرا شکار کون
سی کا پیچھا کرتا ہے۔ الہٰی وہ پہچاننے والا کہاں ہے کہ جسکی بدولت ہم بھی
اعت کریں۔
۶ قاعدہ ہے کہ جب باپ کی طرف سے تم پر کسی قسم کی سختی ہو تو باپ
نظر میں کتا معلوم ہوتا ہے حقیقتاً وہ باپ کتا نہیں ہوتا بلکہ یہ سختی کا
ہے وہ رحمت مجسم کتا معلوم ہوتا ہے۔ حقیقتاً وہ باپ کتا نہیں ہوتا بلکہ یہ
اثر ہے جب باپ سے تمہاری صلح صفائی ہو جاتی ہے تو اس کا کتاپن
ہوجاتا ہے اور وہ تمہارا حقیقی دوست بن جاتا ہے۔
۶ اللہ کے راستے میں کتے کا روناً بھی جذبے کے بغیر نہیں کیونکہ اسکی یاد کی
رغبت کرنے والا کسی نہ کسی رکاوٹ میں مبتلا ہے جو اسکی یاد سے روکتا
ہر مخلوق فطرۃً یادِ حق کی طرف مائل ہے مگر بعض طبیعت کے تقاضے
یاد کے راستے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ مثلاً کتا ہڈی کے اشتیاق میں
یاد سے غافل ہو جاتا ہے مگر جذبہ حق ان رکاوٹوں کو باز رکھتا ہے اور یادِ حق
مادہ کر ہی دیتا ہے۔
جیسے اصحاب کہف کا کتا جو جذبہ حق کی بدولت مردار سے چھوٹ گیا اور
لیم ولایت وصفوت کے) شہنشاہوں کے ساتھ ایک خوان پر بیٹھ گیا
امت تک کے لیے وہ عارفوں کی طرح .... غار کے سامنے

بیٹھا رحمت کا پانی برتن کے بغیر پی رہا ہے بہت سے گدڑی پوش جن
نام بھی نہیں جانتا وہ در پردہ اس جام تقرب سے محروم نہیں ہیں جو
کہف کو ملا ہے۔

ملک سبا کے بد اصل باشندوں نے ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا
اللہ نے ان کو بخشی تھیں۔ وہ وفا میں کتوں سے بھی کمتر نکلے کتے کو جب رو
ایک لقمہ دروازے پر مل جاتا ہے تو اس کے شکریہ میں وہ دروازہ پر پہرہ
کے لیے تیار ہو کر بیٹھ جاتا ہے وہ تمام رات دن کے لیے دروازے کا پہر
بن جاتا ہے چاہے اس پر ظلم اور سختی بھی ہو اس کا اسی دروازے پر قیا
قرار رہتا ہے۔ اور وہ غیر کو اختیار کرنا کفر سمجھتا ہے

اگر کوئی اجنبی کتا دن یا رات کو آجائے تو وہ اسکو فوراً تنبیہہ کرتا
کہ وہیں جا جہاں تیرا پہلا ٹھکانہ تھا اس گھر کی نعمت کا حق تیرے
کو گروی رکھے ہوئے ہے (محلہ کے وفادار) کتے اس کو کاٹتے ہیں کہ
جگہ پر چلا جا۔ اس گھر کی نعمت کو نظر انداز نہ کر کتے سے کم رتبہ نہ بن۔
اگر تو اصحاب کہف کے کتے کا بھی ہم رتبہ بن گیا ہے تو اسی دروا
کا طواف کیئے جا جس نے دہانہ غار کو نہیں چھوڑا۔

، کتوں میں ترک وفا کی نظیر نہ بن بے وفائی کو ناحق مشہور نہ کر
کتوں کا شیوہ وفا ہے تو جا کتوں کے لیے شرم و بدنامی پیدا نہ کر۔
اور کتے بھی ایک دوسرے کو سرزنش کرتے ہیں اور کاٹتے ہیں
کر لے وفائی نہ کر اور ایک ہی مقام سے نجات حاصل کر ہم انسانوں

بق حاصل کرنا چاہیئے۔

مجنوں کا ذکر ہے کہ وہ ایک کتے کی عزت افزائی کرتا تھا
چومتا تھا اس کے گرد چکر لگاتا تھا جس طرح حاجی کعبہ کے گرد طواف کرتے
یک بیہودہ آدمی نے اس سے پوچھا کتا تو نجس ہوتا ہے تو اسکو چومتا ہے وہ
کے عیب گنواتا رہا۔ مگر کتے کے عیب جاننے والا غیب جاننے والے کا
غ نہ پا سکا جس نے مجنوں میں سگ نوازی ڈالی۔

مجنوں نے کہا۔ تو سراپائے صورت و جسم ہے معنیٰ سے تجھے کوئی حصہ
اندر چلا آ اور میری آنکھ سے دیکھ تو پھر تجھے حقیقت کا نقشہ نظر آئے گا
دو اللہ کا قائم کیا ہوا ہے یہ کتا لیلیٰ کے کوچے کا پہرہ دار ہے۔

اسکی ہمت اس کا دل اسکی جان اور اسکی پہچان دیکھ اس نے کونسی
انتخاب کی اور اسکو اپنا ٹھکانہ بنایا۔ وہ اصحاب کہف کے کتے کی طرح میرے
رکا مبارک چہرے والا کتا ہے بلکہ وہ ہمدرد اور غمخوار ہے وہ کتا جو لیلیٰ کے کوچے
ل مقیم ہو گیا اس کے پاؤں کی خاک بڑے بڑے شیروں سے بہتر ہے وہ کتا جو اسکے
ہچے میں رہتا ہو اس کا ایک بال بھی شیروں کے عوض دینے کو تیار نہیں۔

جب معشوق مجازی کے کوچے کا کتا اس قدر قابل عزت ہے تو وہ
محبوب حقیقی جس کے کتوں کے شیر غلام ہیں اس کے بارے میں کچھ کہنا ہمارے
امکان میں نہیں پس خاموش رہو۔ والسّلام۔

ایک بزرگ نے کہا مجھے تو کتوں پر بھی رحم آتا ہے کیونکہ ان کی پتھروں سے
اور پیٹ ہوتی ہے۔ جو کتا مجھے کاٹ کھاتا ہے اس کے حق میں بھی دعا کرتا ہوں

الہٰی سب کو بری عادت چھڑا دے۔

۶ الہٰی کتوں کو ایسی تدبیر میں رکھ کر لوگوں سے پتھر نہ کھائیں

۶ کفار پر رحم ان کے ساتھ دینی اشتراک ہی نہیں کتوں پر رحم جو نوع انسان ہونے کا حق بھی نہیں رکھتے کاٹ کھانے والے کتوں پر بھی رحم موذی ہونے کے سبب سے بجائے رحم کے واجب القتل ہیں۔ مولانا روم فر ہیں یہی شان اولیاء کی ہے۔

شرم شیروں میں ہوتی ہے نہ کہ کتوں میں اسی لیئے شیر ہمسایہ کا تند نہیں کرتا۔ ایک شیر کوئی شکار مار لائے تو دوسرا شیر شرم و غیرت کی سے اسکے شکار کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھتا۔ بخلاف اس کے کتوں کی بے اور بے غیرتی کا یہ حال ہے کہ ایک کتا کہیں سے ہڈی لے آئے تو دوسرے اس سے ہڈی چھیننے کے لیے ایک ہنگامہ برپا کر دیتے ہیں

۶ کتا آنکھیں ملانے سے غرانے بھونکنے اور کاٹنے کو دوڑتا ہے شیر سے آنکھیں ملائی جائیں تو وہ نگاہیں نیچی کر لیتا ہے۔

کٹکھنے کتے سے بچنے کی عمدہ تدبیر یہی ہے کہ جب وہ بھونکنے تو اس کی طرف نگاہ نہ کریں۔ اور نہ بھاگیں بلکہ بے پرواہی سے وقار او طمانیت سے گزر جائیں پھر وہ کوئی ظلم نہ کرے گا۔

۶ پھر لاٹھی یا پتھر کے ساتھ زبردست بنکر حملہ کریں وہ دم دبا چیختا ہوا بھاگ جائے گا۔ کیونکہ کتے کو مسکین پر حملہ کرنے سے شرم آتی بلکہ لطف آتا ہے۔ مثلاً اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔

▪ کتا ہمیشہ غریب پر حملہ کرتا ہے ہمسایہ کتوں کا سخت دشمن ہوتا ہے اگر ہمسایہ محلہ کا کتا آجائے تو محلے کے تمام کتے اجتماعی طور پر اس کتے کی اس حد تک درگت بناتے ہیں کہ وہ محلہ چھوڑ کر فرار ہو جائے یا مکمل شکست اور غلامی تسلیم کرلے۔

سردیوں میں کتا اپنی ہڈیوں کو سمیٹ لیتا ہے سردیوں کا حملہ اسکو اس قدر شکستہ کر دیتا ہے یا سیکڑ دیتا ہے کہ وہ کہنے لگتا ہے کہ ایسے حقیر و ناتواں جسم کے ساتھ جیسے کہ میں ہوں مجھے رہنے سہنے کیلیے پتھر کا گھر چاہیئے کیونکہ کتے کا ناتواں جسم سردی کا حملہ برداشت نہیں کر سکتا۔

▪ مگر جب تیری تکلیف جاتی رہی اور تیری حرص زور پکڑ گئی تو کتے کی طرح اس گھر کے بنانے کا خیال تجھ سے جاتا رہا۔

ایک عرب بولا۔ میری ملکیت میں ایک اچھی عادت والا کتا ہے دیکھو وہ راستے میں مر رہا ہے دن کو میرا شکاری۔ رات کو پہرے دار۔ اے بہادر وہ شیر تھا نہ کہ کتا۔ تیز نگاہ والا دشمن کو پکڑنے والا۔ چور کو بھگا دینے والا۔ نیک خو۔ وفادار، محبت والا۔ وہ شکار کرتا ہے میرے لیئے۔ میرا پہرہ دیتا ہے چور کو میرے پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔

▪ انسان کی خواہشات سونے والے کتوں کی مانند ہیں۔ ان کے اندر اخلاقی نیکی و بدی پنہاں ہے یہاں تک کہ کوئی مردار سامنے آجاتا ہے تو کتوں میں زندگی ڈالنے کے لیئے نفخ صور کا کام دیتا ہے اگر ایک کوچے میں جب کوئی گدھا مر جاتا ہے تو اس سے سینکڑوں کتے اسکا گوشت کھانے

کے لیے جاگ پڑتے ہیں۔

• ہر کتے کا بال بال دانت بن گیا اور حیلہ گری کے لیے دم ہلا
اسی طرح طالب دنیا کی تمام قوتیں سرور دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں

• اس کتے کا نچلہ حصہ حیلہ ہے اوپر کا حصہ غضب ہے جیسے
آگ جو ایندھن پاتی ہے تو بھڑک اٹھتی ہے اسی طرح چپ چاپ
ہوئے کتے جو لبظاہر نیم مردہ معلوم ہوتے ہیں مردار کی بو پا کر جھپٹ
ہیں۔

• پہلے منت و خوشامد اور دم ہلانے سے کام لیتے ہیں۔ پھر جوش
میں حملہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان کتوں جیسی سینکڑوں خواہشات نفس اس جسم میں سو رہی ہیں
شکار نظر نہیں آتا۔ اسیئے چھپ رہی ہیں

• جو شخص ابتداء سے کتے کی طرح گندا ہو اسکو بادشاہی
کب ہو گی۔

اصحاب کہف کے اس کتے کی سیرت جو ان کے ساتھ غار
ہوا تھا اچھی تھی تو کیا اسکی اس صورت سے کچھ سبکی ہو سکتی ہے ہرگز
پس معلوم ہوا کہ قلبی خوبی بدتر سے بدتر صورت کو بھی مقبول بنا دیتی

• دنیا کی بادشاہی اسکی (اللہ کی) حکومت اور فرماں روائی کا
ہے شیطان اس کے دروازے کا ادنیٰ کتا ہے۔ اگر کسی ترکمان کے
دروازے پر کتا ہو تو وہ اس کے دروازے پر منہ اور سر رکھے پڑا رہتا ہے

ر کے نیچے اس کی دم کھینچتے ہیں۔ اور وہ بچوں کے ہاتھ ذلیل وخوار ہوتا ہے
ھر اگر کوئی بیگانہ ادھر سے گزرتا ہے تو وہ کتا اس پر شیر نر کی طرح حملہ کرتا
ہے اس طرح وہ کتا بیگانوں پر سختی کرنے والوں میں سے ہو گیا۔ دوست کے
لیے پھول اور دشمن کے لیے کانٹا بن گیا۔

▪ اس پتلے حریرے کی وجہ سے جو اس ترکمان نے پلایا ہے وہ ایسا
وفادار اور پہرے دار بن گیا۔

▪ شیطان عنایات حق کا پرورش یافتہ کتا ہے تو پھر اسکی جان اللہ کے
دروازے پر اسکے حکم کے لیے قربان کیوں نہ ہو۔ مومنوں اور کافروں کی ٹولیوں
پر ٹولیاں اصحاب کہف کے کتے کی طرح اس کی بارگاہ پر رحمت کی امید میں
بیٹھتے ہیں۔

خدائی غار کے دروازے پر کتے کی طرح دعوئی اطاعت میں
ذرہ ذرہ حکم کے طالب اور مستعدی میں تڑپتی آگ والے بیٹھتے ہیں اب بارگاہ
عزت سے حکم ہوتا ہے کہ اے کتے شیطان ذرا امتحان کر کہ یہ لوگ اس بارگاہ کے
راستے میں کس نیت سے پاؤں رکھتے ہیں تو ان لوگوں کو جھپٹ کر اور ان کو روک کر
دیکھ کر صدق وخلوص میں کون مرد ہے جو ثابت قدم رہتا ہے اور کون نامرد جو بھاگ
نکلتا ہے۔

پس اعوذ کس لیے پڑھی جاتی ہے سنیے جب کتا غلبہ کرتا ہے کسی راہگیر پہ
جھپٹتا ہے تو یہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم گویا پکارتا ہے جو راہگیر کرتا ہے
اے ترک اپنے کتے کو آواز دیکر روک لے اور میرے لیے اپنے خیمہ کیطرف

راستہ کھول دے تاکہ میں تیرے خیمے کے دروازے پر آؤں کیونکہ مجھے تم
بخشش اور سرداری سے ایک کام ہے۔

• جس طرح بزدل لوگ کتے کی آواز سنتے ہی بھاگ نکلتے ہیں اور
مقصد فوت کرلیتے ہیں مگر ثابت قدم اور قوی دل لوگ کھڑے ہو کر صاحب
خانہ کو پکارتے ہیں کہ میاں ذرا اپنے کتے کو سنبھالو مجھے تم سے کام ہے۔

ہمارے اندر اختیار کی طاقت مخفی طور پر موجود ہے جب وہ طا
دو طرح کے اچھے اور برے مطلب کو دیکھتی ہے تو ان کو عمل میں لانے
جوش مارتی ہے انسان کو اختیار حاصل ہونے کی واضح دلیل یہی ہے۔

ترک اپنے مہمان کو از راہ مہربانی کہتا ہے کہ کسی کتے کو ساتھ
اور گدڑی پہنے بغیر میرے دروازے تک آنا۔ کتا دوسرے کتے کو د
ضرور بھونکتا ہے اور غیر مانوس لباس یا الٹی سیدھی چال والے کو دیکھ کر
کرتا ہے۔

اور فلاں دروازے سے شریفانہ انداز میں داخل ہونا تاکہ م
کتا تم پر حملہ آور ہو کر نقصان نہ پہنچائے مگر تم اس کے برعکس عمل کرتے ہو
دروازے پر اسی طرح چلے آتے ہو اسلیئے کتے کے زخم سے مجروح ہو جاتے ہو

• اس طرح اگر تم کسی دروازے پر جاؤ گے تو وہ کتا تمہاری طرف
رخ کر کے ٹوٹ پڑے گا۔

• ملازم تو کیا اگر کسی دروازے پر ایک باوفا کتا ہے تو اس کے
میں اسکی طرف سے بھی سینکڑوں خوشنودیاں ہیں جب اس وفا کی وجہ سے آیا

کے منہ کو چومتا ہے تو خیال کیجئے اگر وہ شیر ہو اور وفا بجالائے
سں کو کس قدر کامیابی بخشے گا۔

گڈریئے کے عشق نے اس کا خیمہ آسمان پر جا لگایا اور وہ گڈریا
بت میں خیمہ کے کتے کی طرح مقرب ہوگیا قرب حاصل کرنے والا کتا غیر مقرب
ور رہنے والے) انسان سے بدرجہا افضل و اعلیٰ ہے

گڈریئے کو کتے سے ایسلیے تشبیہ دی ہے کہ وہ زبان حمد و ثنا
بیح سے معذور ہونے کی وجہ سے گویا بے زبان جانور تھا۔ جب اللہ کے
ریائے عشق نے جوش مارا تو وہ دریا اس گڈریئے کے دل سے جا ٹکرایا اور تیرے
رف کان کے ساتھ ٹکراتا ہے دل تک نہیں پہنچتا۔

جب ایک دایئں طرف سے بھونکا تو اس کتے کی آواز پہچاننے والے
نے کہا وہ کہتا ہے کہ تمہارے ساتھ بادشاہ ہے کیونکہ وہ آدمی جانوروں کی
بولی جانتا تھا۔

اور وہ کتا جو شاہ محبوب سے آگاہ تھا اس کا لقب توسگ اصحاب
کہف (غار والوں کا کتا) رکھنا چاہیئے کہ اس نے بھی اصحاب کہف کو جو گویا
شاہان دین تھے پہچانا تھا اور ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔ یہاں کتے کی آواز
پہچاننے والے ہنرمند کی تعریف شامل ہے جس نے کہا تھا کہ تمہارے ساتھ
بادشاہ محمود غزنوی ہے اور کتے کی آواز پہچاننے والے کے کان میں جو
آواز فہمی کی خاصیت تھی وہ بھی خوب تھی کیونکہ وہ کتے کی آواز کے ساتھ
شیر سے آگاہ ہو جاتا تھا۔

جب یہ معلوم ہے کہ کتا رات کے وقت پہرہ دار کی طرح بیدار
اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ شاہانِ دین شب بیداری سے بے خبر نہیں
تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ (کتوں کی طرح) بدنام لوگوں
محض ان کی بدنامی کے سبب سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ان کے باطنی احوا
غور کرنا چاہیئے۔

بھلا کتوں کے بھونکنے اور غل مچانے سے قافلہ اپنے راستے سے وا
آسکتا ہے یا بھلا چاندنی رات میں کتوں کے شور سے پورا چاند قدم رفتار
سست ہو سکتا ہے۔

مشہور ہے کہ چاند جب طلوع ہوتا ہے تو کتے اس کو دیکھ کر بھونک
ہیں چاند نور برساتا ہے کہ یہ اسکی فطرت میں داخل ہے اور کتا بھوں بھو
کرتا ہے کہ یہ اسکی فطرت کا تقاضا ہے چنانچہ ہر ایک اپنی فطرت پر عمل
کرتا ہے۔

تقدیر سے منسوب کرنا ہمیں کج بین (بھینگا) بنا دیتا ہے اور کتا
(نفس) غلیظ خانہ کا مقید اور قایل ہو جاتا ہے۔ اللہ نے ہمیں نیک یا بد
کام کرنے کا اختیار دیا ہے جبر نہیں ہے ہم مجبور نہیں ہیں ورنہ یہ مثل
ہو گی کتا آخور میں بیٹھ گیا نہ چرتا ہے اور نہ چرنے دیتا ہے۔

تم آتش کا پانی (جو بعض جانوروں کی خوراک ہے تاکہ ایران
میں کبھی نہ ڈالو جب تک کہ چند کتے طالب غذا نہ ہوں۔ جاؤ اللہ کی شان کے
غار کے کتے بن جاؤ تاکہ اسکی برگزیدگی تم کو اس حرص و شہوت کی پرا

ہے چھڑالے یعنی جس طرح اصحاب کہف کا کتا غار کے دروازے پر مطمئن بیٹھا ہے اسی طرح تم بھی حق تعالیٰ کی خداوندی پر بھروسہ رکھو تاکہ شہوت و حرص سے تم کو نجات مل جائے۔

کافر نعمت لوگوں کی شان کو نہ دیکھو کہ خوشنما عمارتوں میں کتے بھی ہوتے ہیں اور کتے بھی کھٹکتے۔ صابر و شاکر لوگوں کی سادگی پر نہ جاؤ کہ ویرانوں میں عزت و نور کے خزانے بھی ہوتے ہیں۔

اس وقت تو بھیڑیئے کی حکومت ہے اور یوسف کنوئیں میں قبطی کی نوبت اور فرعون برسر حکومت ہے (یعنی باطل غالب ہے اور حق مغلوب ہے اور یہ حالات اسلیئے ہیں تاکہ بے دریغ اور بے پرواہ رزق سے کتوں کو بھی چند روز کے لیے حصہ مل جائے۔ ورنہ اگر اعمال کے حقائق کا یہیں ظہور ہوجاتا تو ان کتوں کو عیش کرنے کا وقت کب ملتا۔

اس نے عشق دوراندیش کو اس مہم میں اپنا رفیق بنالیا۔ کتا اپنے زخم کو خود ہی چاٹتا ہے عشق کا اپنے پیچ و تاب میں کوئی رفیق نہیں ہے اسکا محرم بستی میں کوئی گھروالا نہیں۔

شیخ کا تیری اس بدگوئی میں کچھ نہیں بگڑتا۔ بھلا دریا کتے کی تھوتھنی پڑنے سے کب گندہ ہوتا ہے۔ اور پھونک مارنے سے آفتاب کب محو ہوتا ہے چاند نور افشانی کرتا ہے۔ اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے کتا چاندنی سے کب فائدہ اٹھاتا ہے اہل اللہ سے نفرت کرنے والے کتوں کے مانند ہیں جو چاندنی سے نفرت کرتے ہیں۔

رات کو سفر کرنے والے اور چاند کے ساتھی (اہل اللہ) کتے کی آواز میں
فقیروں کا رزق کب کم ہوتا ہے

اسی سبب سے اے بندہ درویش میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس
کتے (نفس) کی گردن مجاہدہ کی زنجیر نہ اتار اور یہ نہ سمجھ کہ میں نے اسکو مہذب
کر لیا ہے اور اس میں بدی کا کوئی شک نہیں بلکہ اس کو قید عبادت میں رکھ
اگر یہ کتا تعلیم یافتہ بھی ہو گیا تو پھر کتا ہے جس سے بے فکر رہنا غلطی ہے
نفس بذات خود ذلیل اور بدخصلت ہوتا ہے۔

مرشد تم کو مفاسد نفس (گندی عادتوں) پاک کر دے گا یہاں تک
کہ تم دوست (اللہ) کے قرب بہرہ مند ہو۔

۶ لبظاہر کائنات میں سب سے بہتر آدمی ہے اور تمام موجودات میں
سب سے زیادہ ذلیل کتا ہے اور عقلمندوں کے نزدیک بالاتفاق
حق شناس کتا ناشکرے آدمی سے بہتر ہے۔

بے ہنر ہنرمندوں کو نہیں دیکھ سکتے جیسا کہ آوارہ کتے شکاری کتوں
پر بھونکتے ہیں اور سامنے نہیں بڑھ سکتے۔

شیر کتے کا جھوٹا نہیں کھاتا چاہے سختی سے غار میں بھوک سے
اس کا دم نکل جائے۔

انسان جب ناامید ہو جاتا ہے تو اسکی زبان دراز ہو جاتی ہے
جیسے دبی ہوئی بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے۔

ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کو جنگل میں پایا
اسکی زندگی میں آخری سانس سے زیادہ کچھ نہ پایا
خدمت کے لیے کمر باندھی اور بازو کھولا
کمزور کتے کو تھوڑا سا پانی دیا

کسی شخص نے کتے کے ساتھ نیکی کو بھی ضائع نہیں کیا
تو نیک انسان کے ساتھ بھلائی کب ضائع ہوگی
اگر میں سر پر تلوار کھا جاؤں تو بھی ناممکن ہے
کہ میں کتے کے پیر میں دانت گھساؤں

گدڑی پوش عارف کے گھر سے
ایک شخص کے کان میں کتے کے بھونکنے کی آواز آئی
اے میری روشن آنکھ یہ خیال نہ کرنا
کہ ابھی کتا بھونکا ہے یہ میں ہی ہوں

کتے کی طرح اس کے در پہ بہت چلایا
اس لیے کہ کتے سے زیادہ ذلیل میں نے کسی کو نہ دیکھا
میں نے سنا ہے کہ سنار کے جنگل میں جنید نے
ایک کتا دیکھا جسکے شکار کے دانت اکھڑے تھے
اس لیے کہ کتا باوجود تمام بدنامی کے جب مرجائیگا
اس کو دوزخ میں نہ لے جائیں گے

اس کا لباس اور پگڑی قے آلودہ ہے
کتوں کا مجمع اسکے گرد حلقہ بنائے ہوئے ہے
مؤذن نے اس کا گریبان پکڑا کہ ہائے
کتا اور مسجد اے عقل اور دین سے خالی

شاہ لطیف

اب زندہ جال ہیں نہ کتے ہیں — صرف باقی ہیں چند افسانے
کوئی کتا ہو یا کوئی کوا — حال اس کا مجھ سے سنا جائے
اس پر قربان جاؤں میں سو بار — جو بھی پیارے کے دیس سے آئے

سعدی

اگر کتے کے سر پر ڈھیلا آتا ہے تو خوشی سے اچھل پڑتا ہے کہ وہ ہڈی ہے
جب پھاڑنے والے کتے کو گوشت مل گیا تو پھر وہ یہ نہیں پوچھتا
کہ یہ حضرت صالح کی اونٹنی کا گوشت ہے یا دجال کے گدھے کا
کتے کو سات دریاؤں میں غسل دے لو جس قدر زیادہ ہوگا اسی قدر
ناپاک ہوگا

انسان جب ناامید ہو جاتا ہے تو اسکی زبان دراز ہو جاتی ہے
جیسے دبی ہوئی بلی کتے پر حملہ کر دیتی ہے
اصحاب کہف کے کتے نے چند روز نیکوں کی صحبت اختیار کی

دمی بن گیا۔

بدخواہوں کے ساتھ بھی بھلائی کر۔ کتے کا منہ لقمہ سے سیا ہوا ہوتا ہے۔

کتے کا بچا ہوا کتے ہی کے لیے مناسب ہے۔

اگر گلاب سے ایک حوض بھر دیں

ایک کتا اس میں گر جائے تو اسکو چو بچہ بنا دے

حضرت ابوہریرہ رضؓ کی بلی کو ایک لقمہ سے نہ نوازتا اور اصحاب کہف کے کتے کو ایک ہڈی نہ ڈالتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کے گھر کا دروازہ کھلا اور اس کے دسترخوان کا کنارہ کوئی نہیں دیکھتا۔

علامہ کمال الدین دمیری فرماتے ہیں۔

کتا نہایت محنتی اور وفادار ہوتا ہے اسکا شمار نہ سباع (درندوں) میں اور نہ بہائم (مواشی) میں ہے بلکہ یہ ان دونوں کے بین بین ایک خلق مرکب واقع ہوا ہے کیونکہ اگر اسکی طبیعت میں بہیمیت ہوتی تو یہ گوشت نہ کھاتا۔ لیکن حدیث شریف میں اس پر بہیمہ کا ہی اطلاق ہوا ہے کتے کی دو قسمیں ہیں ۱۔ اصلی۔ ۲۔ سلوقی۔ سلوقی سلوق کی طرف منسوب ہے جو یمن میں ایک شہر کا نام ہے لیکن با اعتبار طبیعت دونوں قسمیں برابر ہیں، کہتے ہیں کہ کتے کو احتلام اور کتیا کو حیض ہوتا ہے، کتیا ساٹھ دن میں اور بعض اوقات ساٹھ سے بھی کم دنوں میں بیاہتی ہے۔ اس کے بچے پیدائش کے وقت اندھے ہوتے ہیں

اور پیدا ہونے کے بارہ دن بعد ان کی آنکھیں کھلتی ہیں، کتوں کے اندر نشانات قدم کے پیچھے چلنے اور بو سونگھنے کا جو ملکہ ہے وہ دوسرے جانوروں میں نہیں ہے۔ لیکن اس کے اندر کچھ خرابیاں بھی ہیں وہ یہ ہیں کہ اس کو ناپاک کھانا تازہ گوشت سے زیادہ پسند ہے۔ چنانچہ یہ اکثر گندی چیزیں ہی کھاتا ہے۔ حتیٰ کہ کئی دفعہ اپنی کی ہوئی قے کو بھی دوبارہ کھا لیتا ہے۔

کتے کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے مالک کی حفاظت اور اسکی موجودگی میں اس کے گھر کی حفاظت غرضیکہ ہر حالت میں پاسبانی کرتا ہے۔ کتا تمام رات (اکثر حصہ) جاگتا رہتا ہے اور اگر نیند میں اسکو جگانے کی ضرورت پڑے تو وہ اپنے مالک کے ایک اشارے پر جاگ جاتا ہے یہ دن میں زیادہ تر سوتا ہے کیونکہ دن میں پاسبانی کی ضرورت بہت کم پڑتی ہے۔ نیند کی حالت میں کتا گھوڑے سے زیادہ سننے والا اور عقعق سے زیادہ چوکنا ہوتا ہے جب یہ سوتا ہے تو پلکوں کو نیچا کر لیتا ہے بالکل بند نہیں کرتا اسکی وجہ یہ ہے کہ اس کا دماغ انسان کے دماغ کے مقابلہ میں زیادہ سرد ہوتا ہے کتے کی طبیعت میں یہ بات بھی عجیب ہے کہ بڑے اور وجیہہ لوگوں کا اکرام کرتا ہے اور ان پر بھونکتا نہیں اور بعض اوقات ان کو دیکھ کر راستے سے بھی ہٹ جاتا ہے مگر کالے اور غریب لوگوں خاص طور سے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے انسانوں پر

خوب بھونکتا ہے۔ کتے کی فطرت میں یہ عجیب بات ہے کہ دم ہلانا اپنے مالک کو راضی رکھنا اس سے محبت و الفت ظاہر کرنا بدرجۂ اتم موجود ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس کو بار بار دھتکار کر پھر بلایا جائے تب بھی فوراً دم ہلاتا ہوا چلا آتا ہے۔ کتے میں تادیب تعلیم واطاعت قبول کرنے کا جوہر موجود ہے اور یہ تعلیم کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے حتیٰ کہ اگر اس کے سر پر چراغدان رکھا ہوا ہو اور ایسی حالت میں اس کے سامنے کھانے کی کوئی چیز ڈال دی جائے تو وہ مطلق التفات نہیں کرے گا اگر پاگل کتا کسی انسان کے کاٹ لے تو وہ شخص امراض ردیہ میں گھر جاتا ہے اور ساتھ ساتھ کتے کی طرح پاگل بھی ہو جاتا ہے اور کتے کی طرح انسان کو بھی بہت پیاس لگتی ہے مگر پانی نہیں پیتا اور پانی سے کتے ہی کی طرح ڈرتا ہے اور یہ مرض جب کسی شخص پر پوری طرح مستحکم ہو جاتا ہے تو اس وقت اگر مریض پیشاب کرتا ہے۔ تو اس کے پیشاب میں کوئی چیز چھوٹے چھوٹے پلوں کی صورت میں خارج ہوتی ہے۔ قزوینی نے عجائب المخلوقات میں لکھا ہے کہ یلیب کے علاقہ میں کسی بستی میں ایک کنواں ہے جس کو "بیر الکلب" کہتے ہیں اس کے پانی کا یہ خاصہ ہے اگر سگ گزیدہ اسکو پی لیتا ہے تو اچھا ہو جاتا ہے یہ کنواں مشہور ہے۔ قزوینی فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس بستی کے رہنے والے بعض اشخاص نے اطلاع دی ہے کہ اگر چالیس دن گزر جانے سے پہلے ہی پہلے کوئی مریض اس کا پانی پی لیتا ہے تو اچھا ہو جاتا ہے اور اگر

چالیس دن گزر جائیں اور اس کے بعد اس کنوئیں کا پانی پیئے تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس بستی کے لوگوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک دفعہ ہرڈک کے تین مریض ہماری بستی میں آئے ان میں دو مریض ایسے تھے کہ انہوں نے چالیس دن کی مہلت پوری نہیں کی تھی اور ایک ایسا تھا کہ وہ چالیس دن کی مدت پوری کر چکا تھا۔ چنانچہ ان تینوں مریضوں کو ایک ساتھ کنوئیں کا پانی پلایا گیا ان میں سے دو تو اچھے ہو گئے مگر وہ مریض چالیس دن کی مدت پوری کر چکا تھا اسکو کوئی افاقہ نہ ہوا اور وہ مر گیا۔

سلوقی کتے کی عادت ہے کہ جب وہ کسی ہرن کو پاس سے یا دُور سے دیکھ لیتا ہے تو اس کو یہ شناخت ہو جاتی ہے کہ ڈار (قطار) میں اگلا کونسا ہے اور پچھلا کونسا ہے اور یہ کہ ان میں کتنے نر اور کتنے مادہ ہیں۔ یہ بات کتوں کو ان کی چال سے معلوم ہوتی ہے۔ کتے کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ مردہ اور بے ہوش انسان کی بھی شناخت کر لیتا ہے، چنانچہ اہل روم اپنے مردہ کو اس وقت تک دفن نہیں کرتے جب تک وہ کسی کتے سے اسکی تصدیق نہیں کرا لیتے۔ مردہ کو سونگھ کر کتے کے پیش نظر کچھ ایسی علامات آجاتی ہیں کہ جن سے اسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ انسان مردہ ہے یا اسکو کوئی بیماری (سکتہ یا بے ہوشی) لاحق ہو گئی ہے۔

محمد بن خلف مرزبان کی کتاب "فضل الکلاب علی کثیر

بن لبس الثیاب" میں بسلسلہ جد و پدر عمرو بن شعیب سے روایت
ہے کہ رسول اکرم ؐ کو ایک مقتول شخص نظر پڑا۔ آپ نے دریافت فرمایا
یہ کیسے مارا گیا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اس شخص نے بنی زہرہ کی بکریوں پر حملہ
کرکے ان کی ایک بکری پکڑ لی تھی، چنانچہ بنی زہرہ کے مقرر کردہ پہرے دار
کتے نے اس پر حملہ کیا اور اسکو ہلاک کر دیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا یہ شخص اپنی
جان سے تو گیا ہی ساتھ ہی ساتھ اپنی دیت بھی کھو بیٹھا۔ علاوہ ازیں اُس نے
اپنے رب کی بھی نافرمانی کی اور اپنے بھائی کی خیانت کی۔ لہٰذا اس سے اچھا تو
کتا ہی رہا۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ امانت دار کتا رفیق خائن سے
بہتر ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ حرث بن صومعہ کے کچھ دوست تھے جو ہر وقت
اس کے ساتھ رہتے تھے۔ اور دن رات اپنی محبت اور الفت اس پر ظاہر کرتے
تھے چنانچہ حرث بھی ان پر بہت مہربان تھا اور ان کو بہت چاہتا تھا
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حرث نے شکار کا ارادہ کیا اور اپنے دوستوں کے ہمراہ
شکار پہ چلا گیا مگر اس کا ایک دوست اس کے ساتھ نہ گیا اور اس کے
گھر پر ہی رہ گیا۔ گھر پہ رہنے والے دوست نے جب یہ دیکھا کہ
حرث اور دیگر احباب شکار کو جا چکے ہیں۔ اور اب میدان خالی ہے اور
حرث کی بیوی کے پاس پہنچا اور اس کے ساتھ کھانا کھایا اور شراب نوشی
کی پھر دونوں ہم آغوش ہو کر لیٹ رہے۔ حرث کے کتے نے جب دیکھا کہ
اس کے مالک کی بیوی غیر کے ساتھ ہم آغوش ہے تو اس نے ان پر حملہ کر دیا
اور دونوں کو جان سے مار ڈالا۔ چنانچہ جب حرث گھر واپس آیا اور دونوں

کو ایک جگہ مرا ہوا دیکھا تو ان پر حقیقتِ حال منکشف ہو گئی۔ امام احمد "کتاب الزہد" میں حضرت جعفر بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے کہ میں نے حضرت مالک بن دینار کے پاس ایک کتا دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا اے ابا یحییٰ آپ نے اس کتے کو کیوں رکھ چھوڑا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ یہ کتا بُرے ہمنشیں سے بہتر ہے۔

حضورؐ نے فرمایا جو شخص کسی دوسرے شخص کے پاس کوئی امید لے کر آیا۔ اور وہ شخص اسکی امید منقطع کر دے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی امید منقطع کر دیں گے۔ اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ہمارے علاقہ میں کتا نہیں ہوتا۔ مگر یہ کتا کہیں سے میرے پاس بھوکا آگیا۔ لہٰذا میں نے اس ڈر سے کہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے مایوس نہ فرما دے۔ میں نے اسکو کھانا کھلا دیا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر کہا بس میرے لیے یہی حدیث کافی ہے چنانچہ میں ان کے پاس سے واپس آگیا۔

"رسالہ قشیری" میں حضرت عبداللہ بن جعفر کے متعلق لکھا ہے کہ ایک دن وہ اپنی کسی جاگیر کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے کسی نخلستان میں قیام فرمایا۔ اس نخلستان میں ایک حبشی غلام کام کر رہا تھا آپ نے دیکھا کہ حبشی کا کھانا آیا۔ تو اس کھانے میں تین روٹیاں تھیں چنانچہ حبشی نے اپنے کھانے سے ایک روٹی نکالی اور اپنے سامنے کھڑے ہوئے کتے کو ڈال دی۔ کتا اس کو بھی چٹ کر گیا اس کے بعد حبشی نے اپنی تیسری

آخری روٹی بھی نکال کر کتے کے سامنے ڈال دی۔ کتا اس کو بھی
ٹ کر گیا۔ آپ بیٹھے ہوئے بڑے غور سے یہ ماجرا دیکھ رہے تھے
انچہ آپ نے اس حبشی غلام کو اپنے پاس بلایا۔ اور اس سے پوچھا لڑکے
ھکو دن بھر کتنا کھانا ملتا ہے۔؟ غلام نے جواب دیا۔ کہ بس وہ تین
ٹیاں جو ابھی میں نے کتے کو کھلائیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر تم نے وہ
نوں کتے کو کیوں کھلا دیں اور خود کیوں بھوکا رہا؟ غلام نے جواب
یا۔ ہمارے اس دیس میں کتے نہیں ہوتے یہ کتا کسی غیر دیس سے بھوکا
یا ہے لہذا میں نے اسکو بھوکا لوٹا دینا مناسب نہ سمجھا۔ پھر آپ نے
س سے پوچھا کہ آج تو کیا کھائے گا؟ اس نے جواب دیا کہ کھاؤں گا کہاں
سے بھوکا ہی رہوں گا۔ حضرت عبداللہؓ نے اپنے اصحاب سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ دیکھا سخی ایسے ہوتے ہیں سخاوت کی بدولت یہ خود بھوک
کی تکلیف اٹھائے گا مگر اس نے کتے کو بھوک کی تکلیف دینا مناسب
نہ سمجھا۔ سچ پوچھیے تو یہ لڑکا مجھ سے زیادہ سخی ہے اس کے بعد آپ نے
اس غلام کو خرید کر آزاد کر دیا اور جس نخلستان میں وہ کام کر رہا تھا
اس کو بھی خرید کر اس غلام کو ہبہ کر دیا۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اصحاب کہف کا کتا سیاہ رنگ کا تھا
مقاتل کا کہنا ہے کہ وہ ایک زرد رنگ کا کتا تھا۔ قرطبی کے مطابق وہ
ایک زرد مائل بہ سرخی کتا تھا لیکن کلبی نے کہا ہے کہ وہ خلنجی (خدنگی)
رنگ کا کتا تھا اور بعض مفسرین کے مطابق وہ آسمانی رنگ کا اور بعض کے

مطابق کبرا اور بعض کے مطابق سفید رنگ کا کتا تھا اور کچھ نے کہا ہے کہ سیاہ رنگ کا کتا تھا اور بعض نے سرخ رنگ کا کتا کہا ہے۔

اس کتے کا نام بھی لکھا ہے چنانچہ حضرت علی بن طالبؓ نے فرمایا کہ اس کا نام "ریان" تھا۔ اور زاعی کے مطابق اس کا نام مشیر تھا اور سعید جمال نے کہا کہ اس کا نام "حران" تھا حضرت عبداللہ بن سلام کے مطابق "بسیط" اور حضرت کعب احبار کے مطابق اس کا نام صیہ اور وہب کے نزدیک "نقیا تھا۔

خالدین صدان کا قول ہے کہ سگ اصحاب کہف خر حضرت عزیر علیہ السلام اور ناقہ حضرت صالحؑ کے علاوہ اور کوئی بھی جانور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

جو شخص اہل خیر سے محبت رکھتا ہے وہ ان سے برکت حاصل کرتا ہے چنانچہ سگ اصحاب کہف نے اہل فضل سے محبت رکھی اور انکی صحبت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی محبت میں اس کا بھی ذکر فرمایا۔ ثعلبی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ اصحاب کہف کو میں دیکھنا چاہتا ہوں تو حکم ہوا کہ آپ ان کو بالکل نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ اپنے صحابہ کبار میں سے چار شخص ان کے پاس روانہ کر دیں تا کہ وہ آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیں اور وہ یعنی اصحاب کہف آپ پر ایمان لے آئیں آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں اپنے لوگوں کو ان کے پاس کس طرح بھیجوں؟ حضرت جبرائیل نے عرض کیا کہ آپ

چادر بچھا دیں۔ اور اس کے چاروں کونوں پر اپنے چاروں صحابہ
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عمر فاروق رضؓ، حضرت عثمان غنی رضؓ
حضرت علی حیدر کرار رضؓ کو بٹھا دیں اور اس ہوا کو جو حضرت سلیمانؑ کے
مسخر کی گئی تھی طلب فرمائیں اور اس کو اپنی اطاعت کا حکم دیں
چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ تو وہ ہوا ان چاروں حضرات کو اس غار کے
دروازہ تک اڑا کر لے گئی۔

جب صحابہؓ نے غار کے منہ سے پتھر ہٹایا تو کتے نے بھونکنا شروع
کر دیا لیکن جب اس نے صحابہ کرام رضؓ کی صورت دیکھی تو خاموش ہو گیا اور اپنے
سر سے غار میں داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ چاروں حضرات غار میں
داخل ہوئے اور کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' چنانچہ اصحاب کہف
کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر انہوں نے انہیں انفاظ میں سلام کا جواب
دیا۔ پھر صحابہ کرام رضؓ نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے معاشر
فتیان (اے گروہ نوجواناں) نبی محمد ابن عبداللہؐ نے آپ کو سلام کہا ہے
انہوں نے جواب دیا کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں محمدؐ پر اور آپ
لوگوں پر بھی آپؐ کا سلام پہنچانے اور آپ کا دین قبول کرنے پر سلام
پہنچا رہے یہ کہہ کر اصحاب کہف پھر سو گئے اور ظہور امام مہدیؑ تک
سوتے رہیں گے۔ کہتے ہیں کہ جب امام آخر الزمان مبعوث ہوں گے
تو آپ اصحاب کہف کو سلام کہیں گے۔ اصحاب کہف زندہ ہو کر سلام کا
جواب دیں گے اور پھر سو جائیں گے اور پھر اس کے بعد وہ قیامت کے

دن بیدار ہوں گے جب اصحاب کہف یہ کہہ کر کر آنحضور کو ہما
سلام کہہ دیں پھر سو گئے تو چاروں صحابہ حضرات کو ہوا نے حضور
خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے صحابہ سے اصحاب کہف کا حال دریافت
فرمایا۔ چنانچہ صحابہ نے وہ گفتگو جو اصحاب کہف سے ہوئی تھی آ
کو سنا دی۔

حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ اصحاب کہف سات تھے او
رات کے وقت فرار ہوئے تھے۔ راستہ میں ان کو ایک چرواہا ملا
کے ساتھ ایک کتا بھی تھا وہ چرواہا بھی انہی کے دین پر ان
ساتھ ہو لیا۔

کچھ دن کے بعد دقیانوس بادشاہ کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ پہاڑ
چھپے ہوئے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کے دل میں یہ بات
ڈال دی کہ ایک دیوار تعمیر کر کے پہاڑ کی آمد و رفت کا راستہ بند
جائے تاکہ وہ لوگ بھوکے پیاسے مر جائیں کیوں کہ ان کے گمان میں
بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ سو رہے ہیں۔ دقیانوس کے گھرانے میں اس
دو مرد مومن تھے۔ چنانچہ ان دونوں مومن حضرات نے اصحاب کہف
کے نام و نسب و دیگر حالات ایک سیسہ کی تختی پر کندہ کرا کر محفوظ کر
اور پھر اسی تختی کو ایک تانبے کے صندوق میں رکھ کر اس صندوق کو ایک
مکان میں حفاظت سے رکھ دیا۔ ادھر جب شہر والوں اور عزیز و اقارب
نے نہ پایا تو انھوں نے ان کے نام مع ولدیت و سکونت اور تاریخ گم گشتہ

رِ بادشاہِ وقت کا نام ایک تختی پر لکھوا کر اسکو شاہی خزانہ میں
ح کرا دیا۔ محمد باقر فرماتے ہیں کہ اصحاب کہف میں الفہ لیعنی
ہی گر تھے۔

۱۔ کلسلمینا ۲۔ تمیلخایا املیخا ۳۔ مرطونس ۴۔ سارنیوس
۔ یوناس۔ ۶۔ لطینوس۔ ۷۔ کند سلططنوس، یہ ساتواں شخص لینی،
عی چرواہا تھا۔ اور اس کے کتے کا نام "قطمیر" تھا۔

"کتاب التذکار فی افضل الاذکار" میں قرطبی نے لکھا ہے اگر کتا
سی پر حملہ کر دے تو سورۃ رحمٰن کی یہ آیت پڑھ دی جائے۔

یَا معشر الجِنِّ وَالاِنسِ اِنِ استطعتم ان تنفذوا
من اقطار السمٰوٰتِ والارضِ فانفذوا لا تنفذون
الّا بسلطان"

انشاء اللہ اس کو کتے سے کچھ بھی ضرر نہ پہنچے گا۔ سب سے
پہلے جس شخص نے حراست کی غرض سے کتا پالا وہ حضرت نوح ؑ تھے اور اس
کا سبب یہ ہوا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے کشتی بنانے کا حکم دیا تو آپ نے
کشتی بنانی شروع کر دی۔ اور آپ جتنا کام کرتے رات کو آپ کی قوم
کے لوگ چوری سے آکر اسکو بگاڑ دیتے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اسکی
شکایت کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتا پالنے کی اجازت دے دی
چنانچہ جب رات کو آپ کی قوم کے لوگ آپ کا تیار کردہ کام پھر
بگاڑنے کے لیے تو کتا ان پر بھونکتا اور اسطرح آپ ؑ جاگ جاتے اور

ڈنڈا لے کر ان کے پیچھے دوڑتے تو وہ لوگ بھاگ جاتے۔ امام شا
علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں لکھا ہے کہ اگر کس
دروازے پر "کلب عقور" یعنی کٹکھنا کتا موجود ہو اور اس سے
کو اذیت پہنچی ہو تو مالک مکان پر اس کتے کو وہاں سے شرعاً د
ہوگا۔ اگر کتے کو تعلیم دی جائے تو اس کو غیر معلم کتے پر فضیلت
حاصل ہو جاتی ہے۔

اگر کتے کا ناب (وہ دانت جس سے کتا چیر پھاڑ کرتا
ایک شخص کے لڑکا دیا جائے جو نیند میں باتیں کرنے کا عادی ہو
اسکی یہ عادت ختم ہو جائے گی۔

پانی کا کتا: اس کے ہاتھ پیروں کی بہ نسبت لمبے ہو
ہیں، اپنے بدن کو کیچڑ میں لتھیڑ لیتا ہے مگر مچھ اسے مٹی سمجھ کر
ہو جاتا ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جلد بیاستر (ایک آبی جانور)
جس کا خصیہ دوا کے لیے مشہور ہے۔

بھیڑیا

قرآن پاک میں ایک سورۃ میں تین مرتبہ ذئب (بھیڑیا) کا لفظ استعمال
ہے۔ سورۃ یوسف میں برادران یوسف سے یعقوبؑ نے فرمایا مجھکو یہ بات غم
لتی ہے کہ اگر تم اسکو لے جاؤ تو مجھے اندیشہ ہے کہ اسکو کوئی بھیڑیا کھا جائے
اں سے بے خبر رہو (برادران یوسف) انہوں نے جواب دیا۔ اگر ہمارے
نے اسے بھیڑیئے نے کھالیا۔ جبکہ ہم ایک جتھا ہیں۔ تب تو بڑے ہی نکمے
گے۔ (یوسف 14-13)

(اور شام کو) انہوں نے کہا ابا جان ہم دوڑ کا مقابلہ کرنے میں لگ
ئے تھے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا کہ اتنے میں
ریا آکر اسے کھا گیا۔ آپ ہماری بات کا یقین نہ کریں گے چاہے ہم سچے
ہوں۔ (یوسف 17)

بھیڑیا جنگلی جانوروں میں سب سے خونخوار اور ظالم مشہور ہے۔
(قامت میں بڑے کتے کے برابر ہوتا ہے۔ اسی کے خاندان کا جانور ہے
پنی ہوشیاری اور چالاکی کے لیے بھی مشہور ہے شام و فلسطین میں اسکا
جود کثرت سے ہے۔

عہد عتیق اور عہد جدید دونوں میں اس کا ذکر کثرت سے ہے تورییت
ں اس موقع پر بھیڑیئے کا ذکر نہیں صرف اتنا ہے کہ یوسف کے بھائیوں نے
وسف کی قمیص کو بکری کے خون سے تر کیا اور اپنے والد کے پاس لاکر بولے

اسے پہچانیئے کہ یہ آپ کے بیٹے کی قمیض ہے یا نہیں۔

بھیڑیئے کا احترام

یورپ کے علاوہ بہت سے ملکوں میں بھیڑیئے سے کچھ عام عق
منسلک ہیں لیکن وہ دیو مالائی اعتبار سے غیر اہم ہے امریکہ کے
قبیلے کے مطابق خانخ KHAN▪KH کا نام ایک دیوتا ہے جس کے
کے ہیں اور یہ بھیڑیے کی نسل کا سربراہ سمجھا جاتا ہے البتہ وہ لوگ کہت
بھیڑیئے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ان قبیلوں کا خیال ہے کہ بھیڑ
سے محفوظ رکھتا ہے اسلیے بھیڑیئے کا سر بہت احترام سے محفوظ ر
یورپ میں یونانیوں کا بھیڑیئے کے ساتھ خاص تعلق ہے LLo
دیوتا کا یہی تصور ہے بھیڑیا کی غالباً پرستش ہوتی تھی یا اس کے چڑھاو
جاتے تھے یہ عقیدہ یونان کے LETTS قبیلہ کا تھا رفتہ رفتہ وہ اپولو ک
لگے کیونکہ اس نے بھیڑیوں کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ اپولو کے معنیٰ غا
بھیڑیئے کی اولاد سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس کے معنیٰ ہیں شفق کی اولا
میں ایک تانبہ کا بھیڑیئے کا مجسمہ تھا یہ بھیڑیئے کی مدد سے خزان
کرنے کی یادگار سمجھا جاتا تھا یہ بھی عقیدہ ہے کہ رومولس ROMULUS
اور ریمس (REMUS) کی طرح اپولو دیوتا کی بہت سی اولاد جو عو
ذریعہ پیدا ہوئی تھی اسکی پرورش بھیڑیوں نے کی تھی ان کو دودھ پلا
تھا۔ بھیڑیا ZEUS دیوتا سے بھی منسلک ہے۔

روم میں بھیڑیا مریخ (MARS) ستارہ سے متعلق ہے اسی وجہ سے
بت ہوار بھیڑیے کا تہوار کہلاتا ہے اور بھیڑیے پجاری بھی ہوتے ہیں
شمالی مشرقی روس میں قدیم باشندے بھیڑیئے کا تہوار مناتے تھے جس کا تعلق
یومالائی کہانی سے ہے۔ کماچٹکا کے قبیلے کے کوریاک جب کسی بھیڑیئے
نے ہیں۔ اپنے میں سے ایک کو اسکی کھال پہناتے ہیں اور اس کے چاروں طرف ناچتے
کہتے ہیں کہ اس نے ایک روسی کو مارا ہے دوسرے قبیلے کے لوگ خوف کے
اس کو مارتے ہیں قدیم امریکی قبیلے کے لوگ بھیڑیئے کو مارنے کے بعد ایک
پر ڈال دیتے ہیں وہ چاروں طرف بیٹھ کر روتے ہیں اور چار لقمے اسکے
لے کھاتے ہیں پھر بھیڑیئے کی لاش کو دفن کرتے ہیں اور جس ہتھیار سے
مارتے ہیں اسکو خیرات کر دیتے ہیں۔

جزیرہ کریٹ میں بھیڑیئے کے بچوں کے منہ کو سرخ رنگا جاتا ہے ایک
قبیلہ اپنی عورتوں کو بھیڑیئے کی کھال کو ہاتھ لگانے سے منع کرتا ہے اہل روم
ڑیے کو گندہ خیال کرتے ہیں اسلیئے شہر یا مندر کو گندھک سے دھوتے تھے
لوگ رقص کے لیے اور کچھ لوگ اسکے جسم کے حصے جادو کے لیے استعمال
تے ہیں نارمنڈی میں گزشتہ صدی تک آگ کے چاروں طرف ہاتھ میں ہاتھ
ڈالکر رقص کیا جاتا تھا اور سردار کو چنا جاتا تھا۔ اور اس کو سبز بھیڑیے
(GREEN WOL) کا خطاب دیا جاتا تھا۔ کہیں بھیڑیئے کے نقاب پہن کر
ریب کی جاتی ہے۔ اناج کی پیداوار کا تعلق بھی بھیڑیئے کی روح سے ہے
ر اناج کی آخری گڈی بنانے والے کو بھیڑیا کہا جاتا ہے۔ نیورمبرگ اور

پولینڈ میں کرسمس کے تہوار پر بھیڑیا ظاہر ہوتا ہے ناروے کی دیومالا میں
جادوگرنیاں اور جنتی بھیڑیئے کی سواری کرتی ہیں اس میں سانپوں کو بھی د
ہے۔ پارسیوں میں بھیڑیا ایک گندہ جانور شمار کیا جاتا ہے اور اسکو مار
چاہیئے۔ آرمینیا میں بھیڑیا سانپ سے بدتر شمار کیا جاتا ہے کوہ قاف
علاقوں میں یہ تصور ہے کہ عورت کو گناہ کی سزا میں بھیڑیا دیا جاتا ہے
بھیڑیا کو اچھا شگون خیال کیا جاتا ہے۔

کتا کی طرح کا وحشی جانور ہے اسکی متعدد قسمیں ہیں سلیٹی ک
BUFFALO WOLF بھینسا بھیڑیا GRAY WOLF منجمند
بھیڑیا ARCTIC WOLF سرخ بھیڑیا RED WOLF یہ ب
شکار ہوتا ہے اور جانوروں میں ہوشیاری میں سر فہرست ہے یہ کندھے پر
اونچا اور چار فٹ لمبا ہوتا ہے اس کا اوسط وزن ۱۰۰ پونڈ ہوتا
لیکن بعض بھیڑیوں کا وزن 197 پونڈ تک ہوتا ہے عام طور پر
رنگ بھورا سلیٹی ہوتا ہے لیکن ٹنڈرا کے علاقے کے بھیڑیے کا رنگ
سفید ہوتا ہے اس کے کان چھوٹے ہوتے ہیں تاکہ سردی کو آسانی سے
برداشت کر سکے یہ سوتے میں اپنی دم نتھنوں کے قریب رکھتا ہے
کے ننگے تلووں کو چھپا لیتا ہے اور نتھنوں کی گرم ہوا سے دم کے بالوں کے
ذریعے گرمائی پہنچاتا ہے۔

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بھیڑیا تقریباً ایک ہی مادہ سے صحبت کرتا ہے
یہ امر جانوروں میں نایاب ہے ویسے موسم بہار میں بچے پیدا ہوتے ہیں تاکہ

دفعہ میں چھ بچے ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی چودہ بچے تک بھی دیکھے گئے
تین ماہ کی عمر میں وہ شکار کے قابل ہو جاتا ہے اور اٹھارہ ماہ میں بڑا ہو جاتا
لیکن مادہ دو سال میں جوان ہوتی ہے اور نر تین سال میں بالغ ہوتا ہے
سال تک خاندان اکٹھا رہتا ہے کیونکہ اس کا بھٹ زمین دوز ہوتا ہے
قریباً تین فٹ تک ہوتا ہے۔
جنگل میں بھیڑیئے کی آواز کو بھولنا مشکل ہے جھپٹنے کے وقت اسکی
شکار کے لیے ہوتی ہے اور وہ اپنے شکار کا پیچھا کرنے کے لیے تیار ہوتا
ہے بھیڑے بڑے گروہ میں شکار کے لیے نہیں نکلتے۔ بلکہ وہ اپنے کنبے کے
ساتھ نکلتا ہے امریکی بھیڑیا پچیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا ہے
اور ایک چھلانگ سولہ فٹ تک ہوتی ہے۔ روسی بھیڑیا پینتیس میل فی
گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتا ہے شاید اسی لیے روس کا قومی جانور (طنزیہ
انداز میں) بھیڑیا ہے۔ ریچھ کے علاوہ چوہے سے لیکر ہرن تک بھیڑیے
کی خوراک ہے لیکن چوہے اور خرگوش اسکی عام غذا ہے۔ امریکہ کے
ابتدائی زمانے میں بھیڑیا بھینسوں کے گلہ کے پیچھے چلتا تھا اور اسکی غذا
بیمار اور مردہ بھینس ہوتی تھی۔ بھیڑیا بہت پیٹو ہوتا ہے اور ایک دفعہ
میں اٹھارہ پونڈ گوشت کھا جاتا ہے لیکن ایسا زیادہ عرصہ نہیں ہوتا
بغیر چھیڑ خانی یا حملے کے بھیڑیا انسان پر حملہ نہیں کرتا۔ لیکن روسی بھیڑیا
گھریلو کتوں کے ساتھ پرورش پاتا ہے تو وہ انسان سے بالکل خوفزدہ
نہیں ہوتا یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ گھوڑوں میں دلچسپی رکھتے ہوں۔

بھیڑیا اپنے کمزور زخمی یامردہ ساتھی کو مار ڈالتے ہیں اور کھا جاتے
مشرق میں بھیڑیئے کو کمینی فطرت کا حامل اور سور کی طرح ہمہ
پرست خیال کیا جاتا ہے وہ سفلہ بھی ہے اور ظالم بھی ہے شیر کی طرح کوئی
شوکت یا حیا نہیں ہے۔

اکثر سننے میں آیا کہ بھیڑیا انسان کے بچے کی پرورش کر ڈالتا
رڈیارڈ کپلنگ RUDYARD KIPLING کی مشہور کتاب جنگل کی
(JUNGLE BOOKS میں ماوگلی نام کے ایک لڑکے کی کہانی ہے
پرورش بھیڑیوں نے کی تھی سلطنت روم کی مشہور شخصیتیں (MUS
اور ROMULAS کی پرورش بھی ایک مادہ بھیڑیئے نے کی تھی جس
دودھ بھی پلایا تھا۔ چند سال قبل ہندوستان میں ایک ایسا بچہ ملا
رامو رکھا گیا جو بھیڑیئے کی طرح چلتا تھا۔ اور کچا گوشت کھاتا
عام انسان بنانے کی کافی کوشش کی لیکن وہ انسانی زندگی اختیار
اور ہسپتال میں مر گیا۔

بھیڑیئے کے بچے کو اگر شروع سے پالا جائے تو وہ گھریلو
ہے پالتو ہو جاتا ہے اسکیمو لوگوں نے بھیڑیئے اور کتے کی ملاوٹ
نکالی ہے جس سے کتوں کی بہتر نسل پیدا ہوئی ہے اور ان میں بھیڑیئے کی
عادات آگئی ہیں۔ ایشین کتے شاید اسی کوشش کا نتیجہ ہیں۔

عربی میں بھیڑیا مختلف ناموں سے موسوم ہوتا ہے مثلاً خا
سید، سرحان، ذولة، عملس، سلق، سمسام، اسکی کنیت الذ

اسکی مشہور ترین کنیت ابو جعدہ ہے۔

بھیڑیا ایک قبیح الفعل درندہ ہے جب متعہ کے بارے میں ابن
ے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ بھیڑیے کی کنیت ابو جعدہ ہے اس کا
یہ کہ متعہ نام کے اعتبار سے اچھا اور معنیٰ کے اعتبار سے قبیح ہے

ب ہے)

بھیڑیے اور شیر کے اندر بھوک پر صبر کرنے کا جو ملکہ ہے وہ دیگر
روں میں نہیں پایا جاتا لیکن شیر انتہائی حریص ہونے کے باوجود اس پر
ہے کہ مدتوں بھوکا رہے مگر بھیڑیا اگرچہ شیر کے مقابلے میں کم مرتبہ
قدست ہے لیکن دوڑ دھوپ میں شیر سے آگے ہے اور اس کو کھانے
ملے تو صرف ہوا پر ہی گذارہ کر لیتا ہے اور اسی سے غذا حاصل کرتا ہے
ریا کا معدہ مضبوط سے مضبوط تر ہڈی کو ہضم اور تحلیل کر لیتا ہے
ر اس میں کھجور کی گٹھلی کو ہضم کرنے کی صلاحیت نہیں۔ کتے اور بھیڑیے
فتی کے وقت جو کیفیت ہوتی ہے وہ کسی اور میں پائی نہیں جاتی۔ اس
ت ان کو ہلاک یا گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے لیکن یہ جفتی کے لیے علیحدہ
ر محفوظ جگہ تلاش کرتا ہے برخلاف کتے کے وہ ہر جگہ مصروف ہو جاتا ہے

بھیڑیا میں انفرادیت ہوتی ہے یہ ایک جست میں شکار کو قابو
ر لیتا ہے۔ اور پیٹ بھرنے کے بعد بچے ہوئے گوشت کے قریب
ک نہیں جاتا یہ ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری سے جاگتا ہے۔
جب ایک آنکھ کی نیند پوری کر لیتا ہے تو یہ اسکو کھول لیتا ہے اور دوسری

کو جو کھلی ہوتی ہے اس کو بند کر لیتا ہے یہ بند آنکھ سے آرام کرتا
کھلی آنکھ سے حفاظت کا کام لیتا ہے۔ بھیڑیا تمام جانوروں میں
زیادہ بھونکنے والا ہوتا ہے لیکن جب پکڑ لیا جائے اور اسکو کتنا ہی
جلئے یا تلوار سے ٹکڑے کر دیئے جائیں ہرگز نہیں بولتا۔ اللہ نے بھ
کو زبردست قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) عطا فرمائی ہے یہ
سے بو سونگھ لیتا ہے بکریوں کے شکار کے لیے عموماً صبح کو نکلتا
ان کا محافظ کتا رات بھر کی ڈیوٹی کے بعد اب سو گیا ہوگا۔

بھیڑیئے کسی زخمی، بیمار یا بھوک سے نڈھال بھیڑیئے کو
کھا جاتے ہیں جب انسان بھیڑیئے سے خوف زدہ ہو جاتا ہے
انسان پر حاوی ہو جاتا ہے اور اگر انسان اسکے مقابلے میں جرأت کا
کرتا ہے تو وہ گھبرا جاتا ہے۔ بھیڑیا اپنی زبان سے ہڈی توڑ ڈ
اور اسکی آواز بھی نہیں ہوتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسانوں کے لیے
جس طرح بکریوں کے لیے بھیڑیا ہے کہ ریوڑ سے جدا ہونے والی کو
پکڑ لیتا ہے۔ تم گھاٹیوں سے بچو۔ جماعت کو اور مسجدوں کو
بھیڑیا کا گوشت حرام ہے اہلِ عرب بھیڑیئے کو مختلف اوصاف
بطور مثال کے استعمال کرتے ہیں جس سے اسکی عادتوں کا پتہ لگتا
مثلاً بھیڑیئے سے زیادہ غدار، خبیث، جگر کاٹنے والا،
ظالم، جاگنے والا۔

بھیڑیئے کے طبی فوائد :

اگر بھیڑیئے کے خصیے کو چیر کر اس میں نمک اور پہاڑی پودینہ بھر کر
ل کے برابر ماجر چیر (ایک قسم کی ترکاری جو پانی میں ہوتی ہے) ملا کر پیا جائے
لہ کے درد کیلئے مفید ہے اور پسلی کے چلنے میں بھی مفید ہے اس بیماری میں گرم پانی اور
د کو استعمال کیا جائے۔

اگر بھیڑیئے کا خون روغن اخروٹ میں ملا کر بہرے کے کان میں ڈالا جائے
بہرہ پن ختم ہو جائے گا۔

بھیڑیئے کے دماغ کو عرق سنداب میں اور شہد میں ملا کر بدن کی مالش کی
ئے تو سردی سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔

بھیڑیئے کا گردہ درد گردہ کے لیے فائدہ مند ہے۔

جو شخص لگاتار بھیڑیئے کی کھال پر بیٹھے گا تو وہ قولنج کی بیماری
ے محفوظ رہے گا۔

بھیڑیئے کی چربی داء الثعلب میں مفید ہے

بھیڑیئے کا پتہ پیچش کے لیے مفید ہے

حکیم جالینوس کے بقول دردِ سر کا پرانا مریض بھیڑیئے کے پتے کو
روغن بنفشہ میں حل کر کے ناک میں چڑھالے تو اسکا درد کتنا ہی پرانا ہو ختم ہو جائے گا۔

اگر اسکا محلول بچہ کی ناک میں ٹپکا دیا جائے تو وہ بچہ تمام عمر مرگی سے محفوظ رہیگا

اگر بھیڑیئے کا پتہ اور شہد ہم وزن لیکر آنکھ میں لگایا جائے تو آنکھ کا
دھندلا پن اور ضعف بصر کو حیرت انگیز فائدہ ہوگا

بھیڑیئے کا خون زخموں کو پکا دیتا ہے۔

خچر

بغال (خچر)

قرآن مجید میں اس کا ذکر ایک جگہ آیا ہے النحل۔ گھوڑے اور گدھے کے درمیان دونوں کے عطف کے ساتھ سواریوں کی ذیل میں اس کا انعام الہٰی کے سیاق میں آیا ہے " اور اس کے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ زینت و تجمل کا کام دیں (شہد کی مکھی (نحل) ع۱

گویا قرآن مجید نے اس کے دو کاموں کی طرف اشارہ کیا ہے ایک وہ سواری کے کام آتا ہے دوسرے یہ کہ وہ ایک ذریعہ اظہار شان و تجمل ہے۔ چنانچہ دنیا میں آج تک اس سے یہ دونوں کام لیے جا رہے ہیں ایک طرف تو وہ مضبوط اور طاقتور اتنا ہے کہ مشرق ہی نہیں فرنگی ملک کے فوجی حلقوں میں اس سے گاڑی کھینچنے کا کام کثرت سے لیا جاتا ہے چنانچہ جنگ جرمنی میں فرانس اور برطانیہ وغیرہ میں اس سے توپ خانہ گاڑیاں گھسیٹنے کا کام لیا۔

دوسری طرف عراق عرب شام اور مصر وغیرہ میں گھوڑے کی طرح اسکی سواری بھی عزت و راحت کی ایک سواری ہے بلکہ بیروت اور دمشق وغیرہ میں تو بڑے بڑے حکام امراء خچر کی سواری کو گھوڑے کی سواری سے زیادہ معزز سمجھتے ہیں اور بائیبل میں تو یہاں تک ہے کہ حضرت داؤد نے ... کو اپنے سامنے بادشاہ بنوایا ہے تو اس موقع پر سواری بجائے گھوڑے کے خچر کی

پر سوار ہو کر آئی اور حکم دیا کہ میرے بیٹے سلیمان کو میرے ہی خچر پر سوار کرو
اپنی رفتار اور قدوقامت اور گردن کی ساخت کے لحاظ سے گھوڑے سے
مشابہت رکھتا ہے اور سر پیر کان اور ہاتھ کی ساخت گدھے جیسی ہے
کی آواز گدھے اور گھوڑے ہنہنانے اور رینکنے سے الگ ایک کمزور قسم
کی ہوتی ہے۔

عہدِ عتیق میں اس کا تذکرہ کئی جگہ آیا ہے۔

جس بیابان میں وہ اپنے باپ کے گدھوں کو چراتا تھا خچروں
کو پایا" شاید ہم کو کہیں گھاس مل جائے جس سے ہم گھوڑوں اور خچروں کی
جان بچائیں۔

(سلاطین) میں ذکر خچروں پر سواروں کا ہے۔ خچر اپنے قدرتی طریقے سے
ہمیشہ سے پیدا ہوتے چلے آئے ہیں لیکن جنگ اور امن میں دونوں زمانوں میں انکی
اہمیت خصوصی محسوس کر کے امریکہ فرانس، اٹلی، اسپین وغیرہ کی حکومتوں نے
ان کی پیدائش کے مصنوعی ذرائع بھی اختیار کیئے ہیں اور اچھی خوش نسل گھوڑیوں
اور تگڑے تنومند گدھوں کے ملاپ کے لیے مستقل محکمے کھولے ہیں

خچر گھوڑے اور گدھے سے مل کر پیدا ہوتا ہے اسلیئے گدھے جیسی
جسم میں سختی اور گھوڑے جیسی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح اسکی آواز بھی دونوں
کی درمیانی ہوتی ہے۔

خچر (MULE) گدھا اور گھوڑی کی آمیزش سے پیدا ہوتا
ہے گھوڑا اور گدھی کی آمیزش سے جو پیدا ہوتا ہے اسکو خچری (HINNY)

کہتے ہیں اس کے کان بڑے ہوتے ہیں دم بھاری ہوتی ہے ٹانگیں پتلی اور گدھے
کے کھر لیکن اونچائی اور وزن کے لحاظ سے گھوڑے کے برابر ہوتا ہے گدھے کی
طرح رینکتا ہے ضدی اور محتاط طبیعت رکھتا ہے۔ خچر کی اوسط لمبائی 12
اور وزن 270 کلو گرام ہوتا ہے جبکہ خچری کی لمبائی ½17 ہاتھ اور وزن
کلو گرام ہوتا ہے یہ لدو جانوروں میں سب سے زیادہ وزن ہے ایسے خچر
بازار میں فروخت کیے جاتے ہیں وہ اعلیٰ قسم کے شمار کیے جاتے ہیں اور
وزن 520 سے لیکر 635 کلو گرام تک ہوتا ہے۔

خچر زیادہ وزن اٹھاتا ہے مضبوطی سے پیر رکھتا ہے گھوڑے سے
آہستہ چلتا ہے اور مشکل آب و ہوا، حالات، پتھریلی زمین یا پہاڑوں پر زیادہ
کارآمد ہوتا ہے وہ عجیب ہوتا ہے اور مخصوص عادتوں کا حامل ہوتا ہے
پہلے اچھی طرح سمجھا جائے پھر اس سے بہترین کام لیا جا سکتا ہے اسکو تیز دوڑانے
کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے اسکو مضبوطی اور آرام سے چلانے کی ضرورت ہے
خچر سے تین سال کی عمر سے کام لیا جا سکتا ہے لیکن ہلکا کام لیا جائے کیونکہ وہ
بچہ ہوتا ہے پانچ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے پھر ہر طریقہ کا مشقت کا کام
کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ چونکہ یہ مخنث ہوتا ہے اسلیئے بنجر ہوتا ہے بچہ
کبھی پیدا کرنے کے قابل نہیں ہوتا چاہے وہ خچر ہو یا خچری۔

انجیل کے زمانے میں جب مقدس خاندان (Holy Family)
نے مصر جانے کا ارادہ کیا تو سینٹ جوزف نے سفر کے لیے خچر کو پسند فرمایا
لیکن اس ضدی جانور نے آگے بڑھنے سے انکار کیا۔ اور جوزف کے دستی

جھاڑ دی اس زیادتی کی وجہ سے سینٹ جوزف نے بد دعا دی کہ ان میں سے
دی باپ بنے گا نہ ماں بنے گی اور نہ بچے پیدا ہوں گے

قدیم زمانے سے خچر پیدا کیے جا رہے ہیں خچر خاص طور پر ایشیا
جنوبی یورپ اور جنوبی مشرقی امریکہ میں پسندیدہ جانور ہے۔ جہاں اسکو
کھیتوں اور کانوں میں استعمال کیا جاتا ہے ایک زمانہ میں خچر فوجی مواصلات
کے سلسلہ میں بہت اہم تھا۔ ترقی یافتہ ممالک میں مشینی سہولتوں کے پیش نظر خچر
کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے البتہ پہاڑوں پر خچر ہی زیادہ کارآمد جانور ہے۔

بغلٌ (خچر مشہور جانور ہے)

خچر گدھے اور گھوڑے سے مل کر پیدا ہوتا ہے اس لیے گدھے
جیسی جسم میں سختی اور گھوڑے جیسے ہڈیاں ہوتی ہیں اسکی آواز بھی گدھے اور
گھوڑے کی آواز کے درمیان ہوتی ہے لیکن یہ بانجھ ہوتا ہے اسکے بچے
پیدا نہیں ہوتے۔ خچر دو متضاد جانوروں سے ملکر پیدا ہونے کی وجہ سے
متضاد اخلاق، مختلف طبیعتیں اور عادتیں اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں
اگر خچر کا باپ گدھا ہوتا ہے تو یہ گھوڑے کے زیادہ مشابہ ہوتا ہے
اگر باپ گھوڑا ہو تو گدھے سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے اور تعجب کی بات
یہ ہے کہ خچر کا ہر عضو گھوڑے اور گدھے کے مشابہت میں درمیانی ہوتا
ہے۔ اس کا اثر خچر کی عادت و اخلاق پر بھی نمایاں ہوتا ہے جیسے خچر کے
اندر گھوڑے جیسی ذہانت اور سمجھ نہیں ہوتی اور نہ گدھے جیسی حماقت اور

بے وقوفی ہوتی ہے۔

حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ سیدنا علیؓ ابن ابی طالب فرماتے تھے کہ خچر کی نسل نہیں چلتی (خچر تمام جانوروں میں تیز چلنے والا جانور ہے) کیونکہ جن جانوروں میں سیدنا ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کے لیے لکڑیاں جمع کرتے تھے ان میں خچر بھی تھا۔ چنانچہ آپ نے اس کے لیے بددعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے خچر کو بے نسل بنا دیا۔

نبی کریمؐ ایک مرتبہ خچر پر سوار ہوئے تو وہ بدک گیا پھر آپ نے اسکو روک دیا اور ایک شخص کو اس پر قل اعوذ برب الفلق پڑھنے کا حکم دیا جب پڑھا گیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

"حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر بطور ہدیہ پیش کیا تو آپ نے اس پر سواری فرمائی۔

فقہی مسائل

اس کا گوشت کھایا جا سکتا ہے اور جتنا مجاہد کا مال غنیمت بنایا جاتا ہے اتنا ہی گھوڑے کے حصہ میں آتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے "چنانچہ اللہ نے خچروں کا اس کے مخصوص نام کے ساتھ ذکر کر کے احسان جتایا ہے جس طرح گھوڑوں اور گدھوں جیسی سواری کا ذکر فرما کر احسان جتایا اور جو اس میں فوائد اور منافع ہے اس پر بھی توجہ دلائی ہے اور جو چیزیں ناپسندیدہ اور مذموم ہوتی ہیں قابل تعریف نہیں ہوتیں اور نہ ان پر سواری قابل

اور نہ اس کے ذریعے احسان جتلایا جا سکتا ہے حالانکہ نبیؐ نے خچر کو
حلال فرمایا ہے اور سواری کے لیے اختیار فرمایا ہے چنانچہ آپؐ نے سفر اور
حضر دونوں میں سواری کی ہے اگر یہ ناپسندیدہ اور مکروہ چیز ہوتی تو آپ
اسے نہ اختیار فرماتے۔

جناب رسول اکرمؐ جس خچر پر سفر میں سوار ہو کر چلتے تھے اس کا
نام دلدل تھا یہ خچر حضورؐ کی وفات کے بعد زندہ رہی یہاں تک کہ اس کے
بڑھاپے کے دانت جھڑ گئے تھے اس کو جو موٹا موٹا پیس پیس کر کھلاتے تھے
امیر معاویہ رضؓ کے دور میں البقیع غرقد قبرستان کے قریب مرگئی۔ مورخین
نے لکھا ہے کہ حضورؐ کی خچر کا رنگ سیاہ و سفید تھا انس رضؓ کہتے ہیں غزوہ
حنین میں جس وقت مسلمان شکست کھانے لگے تو حضورؐ اپنی سیاہ و سفید
خچریا میں سوار تھے جس کو دلدل کہتے تھے۔ آپؐ نے دلدل کو مخاطب
کر کے فرمایا دلدل جھک جا۔ چنانچہ اس نے سنتے ہی پیٹ کو زمین سے
لگا دیا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے ایک مٹھی مٹی اٹھالی۔ پھر اسے کفار کے
چہروں کی طرف پھینک دیا اور فرمایا۔ کفار فتح یاب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ کفار
شکست کھا گئے حالانکہ ہم نے نہ تیر چلائے اور نہ نیزے برسائے اور نہ
ان کو تیر

شرعی حکم: گھریلو گدھے اور گھوڑے سے مل کر پیدا
شدہ جانور کا گوشت حرام ہے اس لیے حضرت جابر رضؓ کہتے ہیں
"ہم نے حنین کے دن خچروں اور گدھوں اور گھوڑوں کو

ذبح کیا۔ چنانچہ حضورؐ نے ہمیں گدھوں اور خچروں سے تو منع فرمایا لیکن گھوڑوں سے منع نہیں فرمایا۔

جنہوں نے ہرن اور خرگوش کا شکار کیا وہ اپنے شکار پر ناز کرتے ہوئے حمار وحشی کا شکار کرنے والے کو طعنہ دینے لگے کہ میاں نے کیا مارا، جنگلی گدھا اس پر اس شخص نے کہا۔" یعنی جو شکار میں نے کیا ہے وہ بااعتبار ذوانی لحم اس قدر بڑا ہے کہ تم دونوں کا شکار اس کے پیٹ میں سما جائے۔ چنانچہ اسی وقت یہ مثل جاری ہوگئی اور ہر اس چیز کے لیے استعمال ہونے لگی جو دوسری چیزوں کو شامل اور حاوی ہو۔

العیر : گدھا۔ عربی میں یہ لفظ وحشی اور اصلی دونوں قسم کے گدھوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ شاعر کی ہجو میں عیر (گدھے) کا تذکرہ ہے۔ ترجمہ:

اگر تو تلوار ہوتا تو کند تلوار ہوتا یا اگر پانی ہوتا تو شیریں نہ ہوتا

ترجمہ: "یا تو اگر گوشت ہوتا تو کتے کا گوشت ہوتا یا تو اگر گدھا ہوتا تو چلنے میں کمزور ہوتا۔"

عدس : خچر

عدس اس آواز کو کہتے ہیں جسکے ذریعے خچر کو ہانکا جاتا ہے چنانچہ اسی وجہ سے خچر کو عدس کہا جانے لگا۔

☆

سانپ۔ اژدہا

سانپ :۔ حیّہ۔ جاّن۔ ثعبان (اژدہا)

قرآن پاک میں سانپ کا ذکر پانچ جگہ آیا ہے اور یہ تین لفظ استعمال ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کہا کہ اپنی لاٹھی ڈال دو پس انہوں نے اسکو ڈال دیا۔ یکایک وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گئی (طٰہٰ 20)

وادی ایمن میں جب آپ کو نبوت عطاء کی جا رہی تھی۔ اللہ نے یہ حکم دیا تھا۔ سانپ مصر کا مقدس دیوتا تھا اور وہاں اسکی پرستش جاری تھی۔ مصریوں سے مقابلہ کے لیے سانپ کا معجزہ عطاء ہونا بڑی معنویت کا حامل ہے۔

فرعون کے دعوٰی کے جواب میں موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا یکایک وہ صریح اژدہا بن گیا۔

جب جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پھینکیں تو یکایک وہ بہت سانپوں کی شکل میں حضرت موسیٰؑ کی طرف لپکتی نظر آئیں۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی پھینکی جو اژدہا بن کر ان سب سانپوں کو ہڑپ کر گیا۔ (الشعراء 32)

اللہ فرماتا ہے" اے موسیٰ یہ میں ہوں اللہ زبردست اور دانا اور پھینک تو ذرا اپنی لاٹھی۔ جونہی موسیٰؑ نے دیکھا کہ لاٹھی

سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے۔ تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا (اللہ نے کہا) میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے سوائے اس کے جس نے قصور کیا ہو۔" سورہ چیونٹی النمل ۱۰

فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا۔ اگر آپ کوئی معجزہ لیکر آئے تو اسکو اب پیش کیجئے اگر آپ سچے ہیں۔ پس آپ نے اپنا عصیٰ ڈالدیا وہ فوراً صاف ایک اژدہا بن گیا۔" سورہ بلندیاں (اعراف) 107 - 106)

اسرائیلی روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت آدمؑ کے اغوار کے لیے شیطان جب جنت میں داخل ہوا تو سانپ ہی کے قالب میں تھا اور اسی نے حضرت حوّا کے ذریعہ حضرت آدمؑ کو گمراہ کیا۔ توریت میں ذکر ہے۔

سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بنایا تھا ہوشیار تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے عورت سے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا۔ عورت بولی کہ سانپ نے مجھکو بہکایا تو میں نے کھایا اور اللہ تعالیٰ نے سانپ سے کہا اس واسطہ کو تو نے بدنام کیا ہے تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ہوا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا تو عمر بھر خاک کھائے گا اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی۔ اور تو اس کی ایڑی کو کاٹے گا

3:- 1- 15) پیدائش

اسلام میں اس قسم کا کوئی عقیدہ نہیں ہے پرستش دنیا میں بہت سے جانوروں کی ہوئی ہے۔ لیکن سانپ سے بڑھکر کوئی دوسرا جانور

ہو جا نہیں گیا ہے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا اس نے رسول اللہؐ سے سنا فرماتے تھے سانپوں کو قتل کر دو، دو لکیر والے اور دم بریدہ سانپ کو مار ڈالو وہ دونوں بینائی کو اندھا کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں عبداللہؓ نے کہا ایک مرتبہ میں سانپ پر حملہ کر رہا تھا کہ اس کو مار ڈالوں۔ ابو لبابہ نے مجھ کو آواز دی کہ اس کو قتل نہ کرو۔ میں نے کہا رسول اللہؐ نے سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اس نے کہا آپؐ نے اس کے بعد گھر میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا تھا اور وہ آباد کرنے والے ہیں

(متفق علیہ)

جب سانپ کی صورت میں کسی کو دیکھو تین دن تک اس کو خبردار کرو اگر اس کے بعد تمہارے لیے ظاہر ہو اسکو قتل کر دو وہ شیطان ہے

(روایت کیا اسکو مسلم نے)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہا ابو لیلیٰ نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا جس وقت کسی گھر میں سانپ ظاہر ہوں ان کو کہو ہم تجھ سے نوح اور سلیمان بن داؤد کے عہد کا سوال کرتے ہیں کہ ہم کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اس کے بعد بھی اگر وہ ظاہر ہوں ان کو قتل کر دو۔

(روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے ہم نے ان کے ساتھ جنگ کی ہے صلح نہیں کی جو شخص خوف کی

وجہ سے کسی سانپ کو چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔
(روایت کیا اسکو ابوداؤد نے)
ابن مسعودرضؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب قسم کے سانپوں کو قتل کرو مگر جان سفید کو جو چاندی کی چھڑ کی مانند ہوتا ہے۔
(روایت کیا اسکو ابوداؤد نے)

سانپ کی 2400۔ اقسام ہیں اور ان میں سے صرف 500 نسلیں زہریلی ہیں۔ ان میں سے 250 زیادہ خطرناک ہیں

۱۔ سانپ بغیر کچھ کھائے پیئے دو سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔
2۔ رین بو (RAINBOW) سانپ کا انڈہ خود بخود بڑھتا ہے
3۔ سمندری سانپ کا زہر دوسرے سانپوں کے زہر سے زیادہ تیز اثر والا ہوتا ہے۔
4۔ سانپ کے جسم میں صرف ایک پھیپھڑا ہوتا ہے
5۔ بہت بڑے سانپ کو اژدہا کہتے ہیں
6۔ سانپ کا زیادہ سے زیادہ وزن 250 پونڈ ہوتا ہے
7۔ سینپنی کے انڈے سے تقریباً تین ماہ میں بچے ہوتے ہیں۔
8۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں 300 مہرے ہوتے ہیں
9۔ اس کی آنکھوں پر پپوٹے نہیں ہوتے۔
۱۰۔ ایک عام سینپی ایک وقت میں دو سے لیکر ستر انڈے تک

ے دیتی ہے۔

11۔ سانپ کا سب سے بڑا زور آور دشمن نیولا ہوتا ہے

۱۲۔ سانپ ایک وقت کا کھانا پانچ دن میں ہضم کرتا ہے۔

13 مشہور زہریلے سانپوں کے نام یہ ہیں۔ ناگ کرونڈیا۔ پدم، کریٹس

ل، کنگ کوبرا، وائپر، رسیل، کورل

۱۴۔ شمالی امریکہ میں شیشے کے سانپ پائے جاتے ہیں ان کو شیشے کے سانپ

لیے کہتے ہیں کہ ان کو پکڑنا انتہائی مشکل ہوتا ہے اور جیسے ہی اسکو چھوا جائے تو

ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے

۱۶۔ عام سانپ کی خوراک چوہے کیڑے مکوڑے، پرندوں کے

انڈے مچھلیاں وغیرہ۔

۱7۔ نائٹ فورگ سانپ کی آنکھیں بلّی کی مانند ہوتی ہیں

۱8۔ ایشیا تیھونز سانپ ایک ہرن کو بھی نگل سکتا ہے۔

۱۹ سانپ کی کیچلی سے تیل نکالا جاتا ہے۔

۲٥۔ مشہور اژدہا ساباں نامی مصر میں پایا جاتا ہے

۲۱ سانپ کے زہر کا رنگ ہلکا زرد ہوتا ہے۔

22۔ سانپ اپنی زبان کے ذریعے سونگھتا ہے اسکی زبان کا اگلا سرا

دو شاخہ ہوتا ہے۔

23۔ عام طور پر سانپ تیرنا جانتا ہے۔

24۔ تھوکنے والا سانپ (SPITTING COBRA) تین میٹر

کے فاصلے سے زہر پھینک کر انسان کو اندھا کر دیتا ہے مگر ایک دو گھنٹوں کے بعد انسان کی بینائی بحال ہو جاتی ہے۔ یہ کیڑے مکوڑوں کو اندھا کر کے شکار کرتا ہے۔

25۔ دنیا میں سب سے چھوٹے سانپ کی لمبائی دو ½ انچ ہوتی ہے وہ آنکھوں سے اندھا ہوتا ہے

26۔ سانپوں کا بادشاہ (KING COBRA) سب سے زیادہ زہریلا سانپ ہے۔ کوبرا پرتگالی زبان کا لفظ ہے اسکو پھنیر سانپ بھی کہتے ہیں یہ اس وقت تک ڈنک نہیں مارتا جب تک کہ یہ اپنا پھن اٹھائے ہوئے ہوتا ہے بلکہ یہ اس لمحے ڈستا ہے جب اس کا منہ زمین کے ساتھ

27۔ دنیا میں کوئی سانپ اڑ نہیں سکتا۔ بلکہ تین چار میٹر تک اپنے ہدف (TARGET) کو جست لگا کر ڈنک مارتا ہے۔ یہ ایک وقت میں ایک شخص کو اور متعدد اشخاص کو کئی دفعہ ڈس سکتا ہے۔ بات صرف ہے کہ وہ خطرے کو محسوس کرے یہ پالتو ہوتے ہوئے بھی جس کو جب چاہے یا جب خطرہ محسوس ہو ڈنک مار دیتا ہے جب سانپ ایک دوسرے سے آپس میں لڑتے ہیں تو ڈنک نہیں مارتے

28۔ سانپ کا زہر سانپ کے نظام ہضم کو درست اور طاقتور رکھنے میں مدد دیتا ہے اگر سانپ کا زہر نکال دیا جائے تو سانپ کا معدہ خراب ہو جاتا ہے

29 یہ بات بہت مشہور ہے کہ سانپ دودھ پیتا ہے اردو زبان میں کئی محاورے سانپ یا سپولیئے کو دودھ پلانے سے متعلق ہیں لیکن جدید تحقیق

ہے یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ دودھ نہیں پیتا۔ سپیرا پیسے ٹھگنے کے لیے یہی کہتا ہے کہ سانپ کو دودھ پلانے کے لیے پیسے دیں۔

سانپ معاشی اعتبار سے

○ بڑے سانپ کی کھالوں سے جوتے ہینڈ بیگ، پرس بنائے جاتے ہیں۔

○ بعض اچھی نسل کے سانپوں کا چمڑہ بہت قیمتی ہوتا ہے اب وہ نسلیں ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ کیونکہ لوگ ان سے لاکھوں روپیہ خاص طور پر زرمبادلہ کما رہے ہیں۔

○ وہ بطور پالتو جانوروں کے گھروں، چڑیا گھروں، تجربہ گاہوں میں رکھے جاتے ہیں

○ دواساز کمپنیاں ان سے دوائیں بنا رہے ہیں

○ چوہے، چھچھوندروں اور بہت سے کیڑے مکوڑوں کو ختم کرنے کے لیے سانپ پالے جا رہے ہیں

○ سانپ کا شکار ایک اچھا مشغلہ ہے۔

○ سانپ کی یخنی اور بہت سے کھانے ہوٹلوں میں تیار کیے جاتے ہیں۔

سانپ کی پرستش

سانپ سے خوف کے علاوہ احترام بہت زیادہ عام ہے اور سانپ کی پرستش بھی ہوتی رہی ہے مقدس کتابوں سے لیکر سینہ بہ سینہ لے تمام کہانیاں سانپ کی ذات سے منسوب ہیں۔

امریکہ میں مندرجہ ذیل اعتقادات پائے جاتے ہیں لیکن یہ سائنسی طور پر ثابت نہیں ہیں۔

ا۔ سانپ گایوں کا دودھ پیتے ہیں۔

2۔ انسانوں کا بہت تیزی سے پیچھا کرتا ہے

3۔ اپنے بچوں کو محفوظ کرنے کے لیے خود ہی نگل جاتے ہیں

4 سانپ شیشے کو توڑ کر جوڑ سکتا ہے۔

دنیا کی بہت سی قومیں سانپ کا احترام کرتی ہیں اور ہندو سانپ کو ناگ دیوتا کہتے ہیں اور مشہور دیوتا شوجی کے گلے کا ہار ہوتا ہے اور ہندو قدیم کہانیوں میں عجیب عجیب اعتقادات ہیں۔ مثلاً ایک ہزار سال میں سانپ انسان یا کسی جانور کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ خطرناک خوبصورت عورت کو ناگن کہا جاتا ہے ناگ دیوتا کو خوش کرنے کے لیے ناگ رقص پیش کیا جاتا ہے۔

جنوبی افریقہ اور مالاگاسی میں اسکا بہت احترام کیا جاتا ہے

سکی تقریباً پوجا کی جاتی ہے لیکن وہ اسکو کوئی قربانی پیش نہیں کرتے
لوگ وہاں اسکو قابل رحم شیئے سمجھتے ہیں
ناگ بت رکھتے ہیں جب یہ لوگ پوجا کے لیے جاتے ہیں تو ایک
سانپ کم از کم لیکر جاتے ہیں ایک دوسرا قبیلہ اور زولو بھی سانپ
پوجا کرتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے مردہ بزرگوں میں سے ایک نے
سانپ کا روپ دھار لیا ہے وہ اس پر خون چڑھاتے ہیں اور اسکو
علیحدہ احاطہ میں رکھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ سردار عورتیں
اور دوسرے لوگ مختلف قسم کے سانپوں کی جون میں آجاتے ہیں جنوبی
افریقہ کے علاوہ مشرقی افریقہ میں بھی یہی کیفیت ہے۔

شمالی امریکہ میں ایک قبیلہ خود سانپ کی نسل سے سمجھتا ہے یورپ
میں بھی سانپ کا احترام کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے پہاڑی علاقوں میں
گھروں میں عام طور پر آتے جاتے رہتے ہیں اور رات کے وقت اس
کا نام لینا منع ہے۔

سپنی مادہ نر سانپ سے ملاپ کے بعد تین سال تک انڈے دیتی ہے
وہ سانپ اپنے کمزور بچوں کو خود کھا جاتی ہے یعنی صرف تیز اور پھرتیلے
بچے زندہ رہتے ہیں

ناگ پھنی نام کا ایک پودا ہوتا ہے جس کے پتے سانپ کے پھن
سے مشابہ ہوتے ہیں۔

سانپ کے دل کے تین حصے ہوتے ہیں۔

سانپ دنیا کے بہت سے ملکوں میں کھایا جاتا ہے اسکا (SOUP)
یخنی بہت طاقتور شمار کی جاتی ہے، افریقہ چین آسام اور یورپ اور امریکہ
میں کھایا جاتا ہے صرف برطانیہ میں ایسے دو ہزار ہوٹل ہیں جہاں پر سانپ
کے گوشت کی مزے دار ڈشیں تیار کی جاتی ہیں
یہ چوہوں اور دوسرے کیڑے مکوڑوں کو کھا کر معاشی طور پر
کار آمد ہے۔

سانپ کی طبی افادیت

امریکہ میں سانپوں سے دوائیں اور ٹانک (TONIC) بنائے
جاتے تھے اب اسکو پسند نہیں کیا جاتا
سانپ کا زہر سائنسی اعتبار سے بہت قیمتی ہے۔
یہ خون کے اخراج کو روکتا ہے اور شدید درد کو دور کرتا ہے۔

سانپ کا احترام

اسکاٹ لینڈ میں سانپ کی یخنی پی کر انسان عقلمند ہو جاتا ہے اور
سانپ اس آدمی کی مدد کرتا ہے جس کے پاس کسی سانپ کا ڈھانچہ ہو۔
ایک اور قبیلے میں سانپ کو مارنے والے کو کئی ہفتے بہتے پانی میں
غسل کرنا پڑتا ہے اور سانپ جانوروں کے باڑے کے پاس دفن کرتے ہیں
جاپان میں سانپ کا سر کچلنا ضروری ہے۔ ورنہ وہ اور آجائیں گے ہندوستان

بھی ایسا ہی خیال ہے۔ بمبئی کے علاقے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ
نپ کو مارنے والا سزا کے طور پر بانجھ ہو جاتا ہے۔
لوک داستانوں میں بیان کیا گیا ہے کہ سانپ خزانے کے اوپر بیٹھا
تا ہے۔ چلی جنوبی امریکہ میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سیلاب اور طوفان اسی کی
سے آتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ سانپ تمام پریشانیوں کا بیماریوں کا
ر موت کا سبب ہے بڑے بڑے بادل اور بجلی کی کڑک سانپ کی
ہ سے ہے لہذا وہ اس وقت خاموش ہو جاتے ہیں۔
جنوبی افریقہ کے BANTU قبیلے کے لوگ سانپ کو نیک فال سمجھتے
ں۔ قدیم عرب اور یورپ میں بھی اس کو نیک فال سمجھا جاتا ہے۔ البانیہ میں
ات کے وقت سانپ کو دیکھنا بدقسمتی کی نشانی سمجھا جاتا ہے جبکہ سیلشیا
(SILESIA) میں خوش قسمتی کی نشانی سمجھتے ہیں البتہ سانپ کو بدقسمتی کی
تنبیہہ سمجھا جاتا ہے۔ شہر سفوک (SUFFOLK) میں یہ موت کی فال
سمجھا جاتا ہے
پارسیوں میں ہر مہینے کے تمام دنوں کے حساب سانپ کے دیکھنے
کا ایک فالنامہ ہوتا ہے۔ پارسیوں کے نزدیک یہ بہت بُرا جانور ہے اور
اسکو فوراً مار دینا چاہیئے اسکو اہرمن (بدی کے خدا) نے تخلیق کیا ہے
آرمینیا اور ناروے میں بھی اس کو برا سمجھا جاتا ہے اور اس کو
مار دینا چاہیئے

سانپ شعرا کی نظر میں

پہاڑ اگر سانپوں سے پر ہو تو کچھ خوف نہ کرو کیونکہ اس کے اندر تریاق کا معدن موجود ہوتا ہے۔

سانپوں کا زہر سانپ کے لیے مایہ زندگی ہے خود کو محفوظ کرنے کے لیے موثر ہتھیار ہے اور آدمی کے ساتھ اسکی نسبت موت کی سی ہے

اگرچہ ساری دنیا نعمتوں سے بھری پڑی ہے تب بھی سانپ اور چیونٹی کا حصہ خاک رہے گا

حرص و شہوت سانپ ہے اور غرور اژدہا۔

اگر سانپ کی ڈسی ہوئی انگلی سے سارے جسم میں زہر سرایت کر جانے کا خوف ہے تو اس انگلی کو کاٹ ڈالو تاکہ اس کے زہر کو پھیلنے سے روک دیا جائے

اللہ پاک کی قسم کہ برا سانپ برے ساتھی سے اچھا ہے برا سانپ کاٹتے ہوئے آدمی کی جان ہی لیتا ہے برا ساتھی جہنم کی طرف لے جاتا ہے

اگر برا سانپ ڈنک مارتا ہے تو جاندار کے جسم ہی پر مارتا ہے اور برا ساتھی جان اور ایمان دونوں پر ڈنک مارتا ہے یعنی اسکی صحبت سے جسمانی اور روحانی اذیت بھی پہنچتی ہے اور دین و اخلاق بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔

سانپ سینہ پر موت کی طرح کھڑا ہے اور دوسرے جانوروں کو شکار

کے لیے منہ میں تنکہ لیے کھڑے ہوئے ہیں تاکہ جانور سمجھے کہ یہ شاخ ہے
کے سرے پر تنکہ ہے اس لیے بے خوف اس کے پاس آجائے۔ اور
ب کا شکار ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں ایک خشک لکڑی کو سات منہ والا سانپ
بنا ہوں جو نر و مادہ سے پیدا نہیں ہوتا۔

یہ سکتا سانپ کے زہر جیسا ہے ایک مقام پر اللہ کے تصرفات کی
لت خوشگوار بن جاتا ہے ایک جگہ زہر ہے اور ایک جگہ شفا بخش
ا ہے۔

منتر پڑھنے والا سانپ پر دشمن نبکر منتر پڑھتا ہے اور
انپ منتر پڑھنے والے پر تم سانپ بھی ہو سانپ کو پکڑنے والے۔
تو اللہ کے نام سے مجھے پھنسا لیتا ہے تاکہ مجھے تماشائیوں کے شور و شر
سے رسوا کرے، مجھکو اللہ کے نام نے مسخر کیا نہ کہ تیری تدبیر نے افسوس تو
للہ کے نام سے جال کا کام لیتا ہے۔

سانپ کو مارنا اور اس کے بچے کو حفاظت سے رکھنا عقلمندوں
کا کام نہیں ہے۔ (سعدی)

سانپ چرواہے کے پیر میں اسلیئے کاٹتا ہے
کہ وہ ڈرتا ہے کہ چرواہا اس کا سر پتھر سے کچل دیگا
تو سانپ ہے کہ جس کو دیکھتا ہے ڈس لیتا ہے
یا تو الو ہے کہ جہاں کہیں بیٹھتا ہے اجاڑ دیتا ہے

پتھر پہ سانپ بیٹھا ہو اور ہاتھ میں پتھر ہو
تو سوچنا اور دیر کرنا بے وقوفی ہوگی
(سعدی)

سانپ ۔ شاہ لطیف

اسے ڈسوا لے نکل کے کالا ناگ
ایسے مفسد پہ ہو خدا کی مار
سن رہا ہے ہماری باتوں کو
چپ کھڑا ہو کے جو پس دیوار
سانپ ہے عشق یہ وہی جانے
جو ایسے جسم سونپ دے اپنا
عشق ہے سانپ یہ وہی جانے
زہر اس کا ہو جس کی قسمت میں
فہم و ادراک سانپ کے مانند
پیدا کرتے ہیں دل میں اک ہیجان

خبر

سنگاپور کے ایک اخبار سٹریٹ ٹائمز میں شائع ہونے والی ایک خبر مسٹر لی ہانگ زانگ نے 21 سال قبل سانپ کھانے شروع کیے۔ بیس سال میں اس نے دس ہزار سانپ کھا لیے ہیں۔ اگر اس کو روزانہ سانپ نہ ملے تو وہ بے چین ہو جاتا ہے اس کو ایک سانپ روزانہ چاہیئے ویسے اس نے ایک دن میں

ہیں سانپ تک کھائے ہیں آج تک کسی عورت نے اس سے شادی نہیں کی
ماہنامہ رسالہ صحت لاہور ستمبر ۱۹۹۴ء

سانپوں کا بادشاہ

نواب حاجی محمد خان لغاری ضلع حیدر آباد کو" سانپوں کے بادشاہ" کا خطاب ملا ہے۔ نواب صاحب کے پاس کئی سو سانپ مختلف قسم کے ہوتے ہیں وہ ان سانپوں کے ساتھ مختلف ممالک کا دورہ کر چکے ہیں خصوصاً مشرق وسطیٰ کے ممالک یورپ اور امریکہ۔

وہ سانپوں سے محبت بھی کرتے ہیں اور ان سے ڈسوا کر مریضوں کا علاج کرتے ہیں وہ سانپوں کے زہر سے کینسر (سرطان) جزام اور پولیو کتے کے کاٹے کا علاج بھی کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ ان کا طریق علاج نہایت موثر اور کارگر ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ حکومت پاکستان انہیں ہسپتال اور تجربہ گاہ کی سہولت فراہم کرے۔ اب تک سینکڑوں افراد ان کے علاج سے شفایاب ہو چکے ہیں

سانپوں سے مریضوں کو ڈسوا کر علاج کرنا ایک حیرت انگیز عمل ہے لیکن بڑے بڑے ڈاکٹر پروفیسر اور سائنسدان مریضوں کی شفایابی سے اس حقیقت کو تسلیم کرنے لگے ہیں کہ واقعی نواب صاحب اپنے دعوٰی میں سچے ہیں وہ سانپ کے کاٹے کا علاج کلام الٰہی کے ذریعے کرتے ہیں۔ نواب صاحب نے یہ علم اپنے مرشد سے سیکھا وہ بزرگ تھانہ بولا خاں کے قریب ایک

پہاڑ پر رہتے ہیں۔ نواب صاحب کا چشم دید واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔
درویش نے کوئی وظیفہ پڑھا دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف سے سانپ نکل نکل کر ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ جب کوئی سانپ ان کے پاس پہنچتا ادب سے سر جھکا دیتا۔ میں نے منظر دیکھ کر بار بار اپنی آنکھوں کو ملا کر کہ خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں یہ ایک جیتی جاگتی حقیقت تھی پھر انہوں نے بتایا کہ یہ سب کلام الٰہی کا معجزہ ہے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے پھر کچھ پڑھ کر سانپوں کو اشارہ کیا اور تمام سانپ اسی طرح واپس چلے گئے

اخبار جنگ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء

ملتان کے جوگیوں کے خاندان کی ایک لڑکی زرقا بنت احمد بخش کی سانپوں کے ساتھ وابستگی بھی عجیب ہے زرقا کی عمر ۱۵ سال ہے وہ اسکول کی طالبہ بھی ہے سانپوں میں زندگی گزار رہی ہے وہ بچپن سے ہی سانپوں سے کھیلتی رہی لہذا سانپوں سے ڈرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ سانپوں کو ایسے پکڑتی ہے کہ جیسے کوئی چیونٹیوں کو پکڑے۔ بچپن میں اس کو سانپ کی گھٹی دی گئی اور نمک کے استعمال سے قطعی دور رکھا۔ شاید اس وجہ سے سانپ کے ڈسنے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

زرقا کی مرغوب غذا سانپ ہے اس کے بقول اس کے گوشت کا مزہ مچھلی جیسا ہوتا ہے۔ سانپ تلا ہوا اسکو پسند ہے اس کے والد بھی سانپ کھاتے ہیں اور اس کا سوپ بھی پیتے ہیں۔ سنا ہے کہ سانپ کھانے والے لوگوں کی عمریں طویل ہوتی ہیں۔ مثلاً تھائی لینڈ اور جاپان۔ زرقا کے بقول

پ کے استعمال سے جسم میں پرورش پانے والے زہریلے جراثیم اور مادے خود
وختم ہوجاتے ہیں سانپوں کا بدلہ لینا ایسے ہی مشہور ہے حقیقت کوئی نہیں
وہ سانپوں کے ساتھ رقص کرتی ہے اور پاکستان کے مختلف شہروں میں
ے فن کا مظاہرہ کر چکی ہے سرکاری طور پر پذیرائی چاہتی ہے تاکہ پاکستان
کے ذریعہ سے خارجی زرمبادلہ کما سکے۔ حکومت سرپرستی کرے توجوگی لوگ
پنوں کے فارم قائم کریں اور ان کو برآمد کرکے پاکستان اپنی آمدنی میں
افہ کرسکتا ہے۔

اخبار ڈان کی خبر کے مطابق ایک صاحب چین میں رہتے ہیں جو روزانہ
ل سانپ کھاتے ہیں اور اگر سانپ نہ ملے تو بے چین رہتے ہیں اب تک
زروں سانپ نوش جان کرچکے ہیں۔ ان کی اس عادت کی وجہ سے کوئی لڑکی
صوف سے شادی کرنے پر رضامند نہیں ہے اور وہ ابھی تک کنوارے ہیں

علامہ کمال الدین دمیری فرماتے ہیں

یہ ایک قسم کا زہریلا سانپ ہوتا ہے اسکے کاٹنے سے چہرے کا رنگ
ماکستری ہوجاتا ہے بٹ میں ایک اربد سانپ رہتا ہے جس کی پھنکار سے
جھاڑ پھونک کرنے والا بھی محفوظ نہیں رہتا۔ چتکبرا سانپ یہ وہ سانپ ہے
جس کے جسم پر سفیدی وسیاہی دونوں اس طرح معلوم ہوتی ہیں جیسے
اسکے جسم پر کچھ لکھا گیا ہو کسی قسم کا نقشہ بنایا گیا ہو۔

ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔ ایک شخص نے کسی آدمی کی ہڈی
توڑ ڈالی تو وہ امیر المومنین حضرت عمر رضؓ کی خدمت میں قصاص کے لیے

آیا تو آپ نے کسی وجہ سے قصاص دلانے سے انکار کردیا تو اس نے کہا کہ معاملہ تو بالکل ارقم (چتکوڑیا سانپ) جیسا ہوگیا ہے کہ دونوں صورتوں نقصان ہی نقصان ہے اگر آپ سانپ کو چھوڑ دیں تو اس سے کسی وقت ڈسنے کا خطرہ رہتا ہے۔ اور اگر آپ اسے مار ڈالیں تو بھی نقصان کا خطرہ رہتا ہے۔

افعیٰ ایک چتکبرا سانپ ہوتا ہے جس کی گردن پر منہ ہوتا ہے ان میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے دو سینگیں بھی ہوتی ہیں اور اسکی کنیت ابو حیان وابو یحییٰ ہے اس لیے کہ یہ سانپ ایک ہزار سال تک زندہ رہتا ہے۔ یہ نہایت بہادر اور کالے رنگ کا ہوتا ہے اور انسان پر اچھل کر حملہ کرتا ہے اور یہ سانپ تمام سانپوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے اور اس سے زیادہ خطرناک سجستان کے علاقے کے سانپ ہوتے ہیں۔ سجستان کے سانپوں کی یہ خصوصیات ہیں کہ انکی گردن پتلی، دم چھوٹی، منہ بڑا رنگ مٹیالہ یہ سیاہی اور سپید داغدار ہوتا ہے جیسے کہ اسکی چیتی پڑی ہوئی ہوں۔ یہاں کے بڑے قسم کے سانپ تو بس موت تک پہنچاتے ہیں اور چھوٹے قسم کے سانپ تلوار کی طرح کاری زخم لگاتے ہیں۔ جب سردی کا موسم آتا ہے تو وہ زمین کے اندر چار ماہ کے لیے چھپ جاتا ہے جب وہ باہر نکلتا ہے تو اسے دکھائی نہیں دیتا پھر وہ سونف کے درخت کو تلاش کر کے اس میں اپنی آنکھیں رگڑتا ہے تو اسکی آنکھیں روشن ہوجاتی ہیں۔ جب یہ سانپ کبھی بیمار ہوتا ہے

ۂن کا پتہ کھالیتا ہے توشفایاب ہو جاتا ہے جسے افعیٰ سانپ ڈس
ہے تو اسکی کیفیت ہوتی ہے کہ وہ رسی گھسٹنے سے بھی خوف آتا ہے
ں وقت بولتا ہے جب انسان کو کوئی شدید پریشانی لاحق ہوتی ہے
ں کو اور کوئی چیز نہیں سوجھتی اگر کوئی شخص افعیٰ سانپ کے خون کو
رسرمہ آنکھوں میں استعمال کرے تو آنکھوں میں روشنی اور بینائی کا
ضافہ ہوگا۔

تنین اژدہا سانپ کو کہتے ہیں) قزوینی کہتے ہیں کہ یہ سانپ
سب سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے اسکے منہ میں نیزے کے پھل کیطرح
ں کے دانت ہوتے ہیں کھجور کی طرح لمبا ہوتا ہے خون کی طرح آنکھیں سرخ
بڑا منہ، بڑا پیٹ اور چکاچوند آنکھیں ہوتی ہیں یہ بہت سے جانوروں کو
نگل جاتا ہے خشکی اور سمندر کے تمام جانور اس سے ڈرتے ہیں اژدہے
ی جلی ہوئی راکھ کو شہد کے ساتھ ملا کر ضماد کرنا بواسیر بہق اور برص کیلئے
مفید ہے۔ اگر کسی جگہ اژدہے نے کاٹ لیا ہو تو اس جگہ اژدہے کا
تازہ گوشت باندھنا مجرب ہے۔ تیلا سانپ دالجان، سانپ کی ایک
قسم کا نام ہے جو چھوٹا اور ہلکا ہوتا ہے۔

الجباب اصل میں سانپ کا نام ہے چونکہ سانپ کو بھی
شیطان کہا جاتا ہے اسلیے اس کا نام بھی الجباب رکھ دیا۔

الحبث : سانپ کو کہتے ہیں یہ ڈسنے میں بہت ماہر ہوتا ہے
اس کا زہر بہت مہلک ہوتا ہے۔

چت کوریا سانپ:

الحریش چت کوریا سانپ کی ایک قسم ہے حریش سانپ کی اقسام سے ہو یا حیوان مذکورہ کی قسم میں سے ہو بہر صورت اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ شریعت نے ہر ذی ناب درندہ کو کھانے سے منع کیا ہے مبتلا خناق اگر اس کا خون پی لے تو فوراً فائدہ ہوتا ہے۔ مریض قولنج کے لیے گوشت مفید ہوتا ہے۔

بعض نے مطلقاً حرام کہا ہے اور بعض بشرط ضرورت یعنی اس شرط پر کہ با خبار طبیب حاذق مسلم یہ معلوم ہو کہ اس مرض کی اور کوئی دوا نہیں اور اس میں شفا ہے جائز رکھتے ہیں سانپ کا گوشت حواس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس کے گوشت کا شوربہ بینائی کو تیز کرتا ہے سانپ کا گوشت سخت اور گرم ہوتا ہے خون کو صاف کرتا ہے۔ اور بہت سی بیماریوں میں مفید ہے سانپ کی کھال کو اگر اونی کپڑوں کے ساتھ رکھ دیا جائے تو کپڑے خراب نہیں ہوتے اور کیڑے وغیرہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور اگر اسکی کھال کو جلانے کے بعد زیتون کے تیل میں ملا کر درد والے دانت یا داڑھ پر لگایا جائے تو فوراً فائدہ ہوگا۔ اسی طرح اسکی کھال سرکہ کے ساتھ پیس کر گنج والے شخص کے سر پر لیپ کیا جائے تو نئے اور صحت مند بال اُگ آئیں گے۔ سانپ کی کھال اور بھنے ہوئے باز کی دھونی بھی بواسیر کے لیے مفید ہے۔ سانپ کے انڈے کو سہاگہ اور سرکہ میں پیس کر اگر ایسے شخص کی مالش کی جائے جو تازہ تازہ برص

یض ہو تو اس کا برص ختم ہو جائے گا۔ سانپ کی کھال کو تین کھجوروں
ے ساتھ خوب ملا کر اگر اس شخص کو کھلایا جائے جو پھوڑے اور پھنسیوں
مریض ہو تو ان شاء اللہ شفا ہو گی۔ اگر صحت مند آدمی بھی کھا لے گا
اسکو آئندہ کبھی پھوڑے پھنسیوں کی بیماری نہ ہو گی۔

(سانپ) الدساسة (دال کے فتح کے ساتھ) یہ زمین کے
ندر چھپا رہتا ہے۔

الدورمس: سانپ کو کہتے ہیں۔ ابن سیدہ نے کہا ہے کہ یہ سانپ
س قدر زہریلا ہوتا ہے کہ جہاں تک اسکی پھنکار پہنچتی ہے وہاں آگ
لگ جاتی ہے اسکی جمع دومسات اور دوامیس آتی ہے۔

(خطرناک سانپ) الصِّلّ۔ صل اس سانپ کو کہتے ہیں جسکے
زہر کی کاٹ کے لیے منتر بھی کارآمد اور مفید نہیں ہوتا۔

(سانپ) الْفَيْتَلَةُ۔ جوہری نے کہا ہے کہ یہ ایک پتلا سانپ
ہوتا ہے

(خبیث قسم کا سانپ) ذوالطفیتین: طفیہ دراصل گوگل کی
پتی کو کہتے ہیں جس کی جمع طفیٰ آتی ہے سانپ کی پشت پر پائی جانے والی
دو لکیروں کو گوگل کی دو پتیوں سے تشبیہ دیتے ہوئے اس سانپ کو
ذوالطفیتین کہنے لگے۔

(سانپ) الْعُرَيْد: ایک سانپ جو صرف پھنکار مارتا ہے
موذی نہیں ہوتا۔

(سانپ) کلام عرب میں ایسے کلمہ جو فاعول کے وزن پر ہو آخر میں س ہو صرف چند ہیں۔" فاعوس (سانپ)" بابوس" شیرخوا وغیرہ۔

(سانپ) ابن قترہ۔ یہ ایک زہریلا سانپ ہے جس کے کا سے انسان فوری مرجاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ افعیٰ سانپ کا اور یہ ایک بالشت کے برابر لمبا ہوتا ہے ابن الوقترہ ابلیس کی کنیت ہے ابن سیدہ نے ایسا ہی کہا ہے۔

سانپ (قصیری) یہ مقصور بھی ہے اور مصغر بھی ایک سانپ کی قسم کو قصیری کہتے ہیں

(ایک قسم کا سانپ) مَلَکَۃٌ ایک سانپ ہے جو بالشت اس سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے۔ اس کے سر پر سفید مینا کاری کا سا نشان ہوتا ہے اس کے زمین پر رینگنے سے وہ گھاس وغیرہ جل جاتی ہے جس پر اس کا گزر ہوتا ہے اس کے اوپر سے اڑ کر جانے والا پرندہ اس اوپر گر پڑتا ہے اگر کوئی درندہ وغیرہ اس سانپ کو کھالے تو فوراً ہو جاتا ہے اس کے رینگنے کی سرسراہٹ سن کر تمام جانور بھاگ جاتے ہیں یہ سانپ انسانوں کو کم ہی دکھائی دیتا ہے

طبی فوائد

RATTLE SNAKE یہ زہریلا سانپ پہاڑی علاقوں میں بہت پایا جاتا ہے چار فٹ سے لیکر چھ فٹ تک لمبا ہوتا ہے درمیان

بہت موٹا ہوتا ہے زہر والی غدود سے آنکھ اور کان کے درمیان ہوتی ہے
لمو دبا کر ایک حصّہ زہر اور ۹۹ حصّے (SUGAR OF MLIK)
یہ کی شکر ملا کر سفوف بناتے ہیں زرد بخار ۔ پلیگ ، ہیضہ میں مفید ہے

LACHESIS CROTALUS MUTUS

۔وا سانپ سے تیار کی جاتی ہے یہ سانپ جنوبی امریکہ میں پایا جاتا ہے

ناجا NAGA پھنیر سانپ ہندوستان میں عام پایا
COBRA
جاتا ہے زندہ سانپ کے غدود دبا کر
ر حاصل کیا جاتا ہے دل کے امراض خشک کھانسی کے لیے مفید ہے ۔

CROTALUS HORRIDUS شمالی امریکہ کا سانپ

برازیل کا ایک سانپ ہے جس وقت یہ چلتا ہے اس وقت کھڑکھڑاہٹ
آواز نکلتی ہے یہ حد درجہ کا زہریلا ہوتا ہے 1892ء میں ہومیوپیتھک
وز میں یہ کیس شائع کیا ۔ میں جیمز وائٹ (JAMES WHITE) کو
یکھنے کے لیے گیا جسے سانپ نے داہنے ہاتھ کی تیسری انگلی میں کاٹا تھا
سکی انگلی آنکھوں ناک کانوں ANUS سے اور پیشاب کی نالی سے
خون بہہ رہا تھا ۔ نبض ۱۱۵ چھوٹے تاگے کی مانند تھی ۔ اس دوا سے اسکو
فائدہ ہوا اور مکمل طور پر صحت یاب ہوا ۔

TORICOPHIS اس سانپ کے کاٹنے سے ایک عجیب بات
یہ ہے کہ ہر سال ٹھیک وقت پر بخار اور درد ظاہر ہوتا ہے اور متواتر
کئی سال تک جاری رہتے ہیں دانت لگنے کے جا میں جلد میں غیر معمولی

خشکی آجاتی ہے ہومیوپیتھی میں اسکا استعمال ان بخاروں اور اعصابی در
میں کیا جاتا ہے۔

CROTALUS CASCAVELLA

برازیل کا ایک سانپ بہت ز
ہوتا ہے۔ مریض کی دماغی حالت
متاثر ہوتی ہے۔ توہمات عجیب قسم کے پائے جاتے ہیں موت ہر وقت
سامنے نظر آتی ہے ہڈیوں میں بھی درد پایا جاتا ہے۔ چلنے کی حرکت
مفلوج ہو جاتی ہے۔ مندرجہ بالا حالات میں یہ ایک بہترین دوا
البتہ عام طور پر CROTALUS HORRIDUS دی جاتی ہے

ELAPS CORALLINUS

برازیل کا سانپ
اس کا زہر بھی دوسرے سانپوں سے ملتا جلتا ہے اسکی رطوبت خصوصاً سیاہ
ہے مختلف بیماریوں میں یہ دوا دی جاتی ہے۔

زرد سانپ کا زہر۔ اس بیماری کی سب سے عجیب علامت بینا
کا نہ رہنا ہے مریض طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب کا کچھ نہیں
سکتا یعنی اسکو دن کا اندھا بھی کہہ سکتے ہیں فالج بھی ہو جاتا ہے یہ دو
اس سانپ کے زہر سے بنائی جاتی ہے ان مریضوں کے لیے مفید ہے۔

VIPERA COMMUNIS

جرمنی کا ایک سانپ ہے یہ سانپ بھی خون کی نالیوں
اثر پذیر ہوتا ہے، خون کی نالیوں میں ورم وریدوں میں گانٹھ

جاتی ہیں۔
ڈاکٹر سوان لکھتے ہیں کہ دوائی پر ہر قسم کی نکسیر کے لیے ایک دوا ہے۔ یہ دوا اسی سانپ سے بنائی جاتی ہے۔

مکھیّ (ذُبابْ)

قرآن پاک میں دو جگہ ایک ہی سورۃ "حج" میں تذکرہ ہے۔ لوگو ایک مثال دی جاتی ہے غور سے سُنو جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ پہچانی جیسا کہ اللہ کے پہچاننے کا حق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہے

حج (22) 73، 74

مدد چاہنے والا اپنے سے طاقتور آدمی کی مدد چاہتا ہے مگر یہ کفار جن کے آگے ہاتھ پھیلا رہے ہیں ان کی کمزوری کا حال یہ ہے کہ وہ ایک مکھی سے بھی عہدہ نہیں ہو سکتے۔ اب غور کرو ان لوگوں کی کمزوری کا کیا حال ہو گا جو خود بھی کمزور ہوں اور انکی امیدوں کے سہارے بھی کمزور۔

مکھی عام انسانوں کی نظر میں حیوانی مخلوقات میں ایک بہت ہی حقیر اور ادنیٰ درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ اردو عربی، فارسی، انگریزی وغیرہ متعدد زبانوں میں لفظ حقارت کے لیے استعمال ہوتا ہے قرآن مجید نے اسی حقیقت کے پیش نظر کفار سے یہ خطاب کیا۔ بتوں اور مورتیوں کی بے بسی کی اس سے بہتر تصویر نہیں کھینچی جا سکتی۔

انگریزی بائیبل میں مکھیاں کا لفظ کوئی چار جگہ استعمال ہوا ہے یونانی

یومالا میں ZEUS اور APOLLO دیوتاؤں کے نام مکھی سے لیے گئے ہیں
لیکن ان کو یقینی طور پر دیوتا نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ مکھی دیوتا کا کام قربانی سے مکھیاں
اڑانا ہوتا ہے (اور وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ بت جو ہوئے) اور یہ بھی نہیں معلوم کہ بیل
باب BEEL ZEBUB جس کا ترجمہ مکھیوں کا دیوتا کیا جاتا ہے اس کا بھی
مکھی سے کوئی تعلق ہے۔ البتہ افریقہ میں واقعی ایک مکھی دیوتا ہے مندر میں
مکھیاں رکھی جاتی ہیں اشانتی قبیلہ جو شمالی گھانا میں رہتا ہے وہ مکھیوں سے
عقیدت رکھتے ہیں کلموک قبیلہ مکھی کو روحانی جانور سمجھتا ہے اور وہ لوگ
مکھی کو کبھی نہیں مارتے۔ جین مذہب والے بھی کسی بھی کیڑے کو نہیں ارتے
شمالی جرمنی میں آخری مکھیوں کو مارنا بد قسمتی کی نشانی ہے اگر سردی کے موسم میں
کوئی شخص مکھی کو زندہ رکھتا ہے اسکو انعام ملتا ہے یونان میں "اندھا پکڑنے"
کھیل میں کھلاڑی کو RAZEN FLY کہتے ہیں۔ اٹلی میں اسکو اندھی مکھی
کہتے ہیں شمالی ہندوستان میں بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے اگر مکھی دوات میں گر جائے تو
اسکو خوش قسمتی کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ پارسیوں میں موت مکھی کی شکل اختیار
کر لیتا ہے یہودیوں میں اسی طرح کی کہانیاں ہیں۔

مکھی شعراء کی نظر میں

• جب حضور پاکؐ کی ذات کو اللہ نے پلیدی سے بالکل پاک رکھا ہے حتیٰ کہ
کوئی مکھی بھی جو نجاست پر بیٹھ چکی ہو آپؐ کے جسم اطہر پر نہیں بیٹھ سکتی تھی تو گندی
فطرت والے لوگ آپکی صحبت میں کیونکر بیٹھ سکتے تھے

• میں گویا بلند پرواز پرندہ ہوں اور اندیشہ مکھی ہے مکھی کو مجھ پر کب

قدرت ہو سکتی ہے۔

• ایک مکھی کے آگے خالی دیگ اور بھری دیگ یکساں ہیں

• باز کا رعب اچھی نسل کے چکور پر پڑتا ہے مکھی کے لیے اس رعب میں حصہ نہیں کیونکہ باز مکھی کو شکار نہیں کرتا مکھی کو بس مکڑی ہی پکڑتی ہے اس کے لیے تاک لگا کے بیٹھتی ہے بدفطرت لوگوں پہ ہدایت الٰہی اثر نہیں کرتی شیطان کی ترغیبات سے متاثر ہوتے ہیں شیطان کی مکڑی تجھ جیسی مکھی پہ ہی اپنا داب جماتی ہے نہ کہ چکور اور عقاب پر

• کبوتر کے ساتھ باز کب ہمدم ہو سکتا ہے، عنقا مکھی کا ہمراز کب ہو سکتا ہے۔

اسکو عام طور پر گھریلو مکھی (MUSCA DOMESTICA) کہا یہ دو بازو والا کیڑا بھی کہلاتا ہے۔ DIPTERA اسکی ایک لاکھ قسمیں ہیں ناموں سے موسوم ہیں اس کے چند مشہور نام یہ ہیں کالی مکھی TACIHNA مکھی۔ مکھی، ہرن مکھی، گھوڑا مکھی، اژدہا مکھی، دوشیزہ مکھی، پتھر مکھی، مٹی مکھی سارس مکھی، ڈابسن مکھی DOBSON FLY سانپ مکھی، بچھو مکھی، تتلی (BUTTERLFY) بھنبھیڑ مکھی HOVER FLIES۔ اگرچہ مکھی بڑی تعداد اکٹھی ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی یہ دیمک شہد کی مکھی اور چیونٹی کی طرح سماجی نہیں ہوتی ان کے علاوہ مچھر، جھینگر، ٹڈا اور MIDGE اسی نسل سے متعلق ہیں افریقہ کی TSE TSE ٹسی ٹسی مکھی جس کے کاٹنے سے موت واقع ہو جاتی ہے افریقہ تک ہی محدود ہے۔

یہ بہت تیز اڑنے والی ہوتی ہیں خاص طور پر وہ جو شکار کرتی ہیں یہ جھپٹ کر اپنے شکار کو پکڑ لیتی ہیں یہ عام طور پر 50 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑتی ہیں۔ یہ مختلف رنگ جسامت اور شکل کی ہوتی ہیں یہ 4 ملی میٹر سے 1 سنٹی میٹر لمبائی تک کی پائی جاتی ہیں البتہ آسٹریلیا کی مخصوص ڈاکو مکھی کی لمبائی دو انچ بھی ہوتی ہے اور سارس مکھی کے بازو 100 ملی میٹر تک پھیل جاتے ہیں اس فرق کے باوجود مکھیوں میں مندرجہ ذیل خصوصیات مشترک ہیں۔

۱۔ دو بازو ہوتے ہیں۔
۲۔ پتلی کھال ہوتی ہے
۳۔ پانچ پیر ہوتے ہیں
4۔ چوسنے والے منہ کے حصے
5۔ Compound آنکھیں
6۔ بدن کو مکمل طور پر تبدیل کر لینا
7۔ انڈے لاروا کی شکل میں ہوتے ہیں
8۔ لاروا سے پوپا اور پھر بالغ ہو جاتی ہے
9۔ مکھی کے جسم کے تین حصے ہوتے ہیں

الف: سر (HEAD) منہ کے حصے آنکھیں اور انٹینا۔
(ب) (THORAX) ٹانگیں بازو، پر
(ج) پیٹ، نظام تولید، نظام ہضم۔

مادہ مکھی عموماً کوڑا کرکٹ، کھاد کے ڈھیر پر انڈے دیتی ہے وہ ایک دفعہ میں 120 کے قریب سفید رنگ کے انڈے دیتی ہے ایک دفعہ میں انڈوں کا ڈھیر ایک ملی میٹر لمبا ہوتا ہے گرمیوں میں یہ آٹھ گھنٹے میں تیار ہو جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ 36 گھنٹے میں اپنی کھال بدل لیتے ہیں اور تقریباً 12 دن میں پوری مکھی بن جاتی ہے دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں مکھی نہیں پائی جاتی FF مکھی 160 ملین سال پہلے بھی موجود تھی یہ جرمنی کے ساحل بالٹک کے علاقوں میں

آثار قدیمہ میں موجود تھی۔

مکھی کی معاشی اہمیت

مکھی کی بہت سی قسمیں انسان کے لیے نقصان دہ بھی ہیں اور فائدہ مند بھی۔

۱۔ بیماریوں کو پھیلاتی ہیں۔

2۔ انسانوں اور جانوروں کو کاٹتی ہیں

3۔ غذائی اجناس کو نقصان پہنچانے والا کیڑا شمار کیا جاتا ہے

4۔ مکھیوں کے پھیلاؤ کو ختم کرنا انسان کے لیے مستقل دردِ سر ہے

5۔ کروڑوں روپے کی جراثیم کش ادویہ کا محدود اثر ہوتا ہے

6۔ کچھ مکھیاں سائنسی تجربوں میں استعمال کی جاتی ہیں لہذا وہ قیمتی ہو گئی ہیں اور ان کی تجارت کافی منافع بخش ہے اسمیں خاص طور سے پھلوں کی مکھی (FRUIT FLY) مشہور ہے۔

7۔ ملیریا، زرد بخار، اور ڈینگی (DENGUE) بخار مکھیوں کی نسل کے کیڑے مچھر وغیرہ پھیلاتے ہیں۔ ان بیماریوں سے بھی انسانوں کی بڑی تعداد موت کا شکار ہوتی ہے۔

8۔ ان بیماریوں کو روکنے کے لیے ان کے خلاف مہم، انجکشن، جراثیم کش ادویہ اور دیگر اقدامات پر اربوں روپیہ انسان کو خرچ کرنا پڑتا ہے پھر بھی وہ ادویہ کچھ عرصہ بعد بے اثر ہو جاتی ہیں۔

9۔ اس کے باوجود افریقہ اور ایشیا میں ۲ کروڑ اموات واقع ہوئی ہیں

۱۰۔ ٹائیفائیڈ ہیضہ اور پیچش کی بیماریاں پھیلانے کا بھی موجب ہے

۱۱۔ ٹسی ٹسی مکھی کے کاٹنے سے سونے کی بیماری پیدا ہوتی ہے

12۔ ہرن مکھی، گھوڑا مکھی اور کالی مکھی کے کاٹنے سے مختلف بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ انسانوں اور جانوروں میں

13۔ جانوروں میں یہ جانوروں کو بیمار ڈالکر گوشت دودھ کی پیداوار کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔

14۔ غذائی اجناس اور پھلوں کو بھی مکھیاں نقصان پہنچاتی ہیں

مندرجہ بالا امور وہ ہیں جو انسان کے لیے نقصان دہ ہیں اور انسان نے ابھی تک زیادہ اسی پہلو پر سوچا ہے لیکن اللہ کا فرمان ہے کہ تمام اشیاء کی تخلیق انسان کے فائدہ کے لیے کی گئی ہے اور اس لحاظ سے انسان پر عام طور پر اور مسلمان پر خاص طور پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مزید سائنسی تحقیق کر کے مکھی کے فوائد سے دنیا کو آگاہ کریں ابھی تک اس کے فائدے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ یہ فائدہ مند (BACTERIA) بھی ہیں یہ بہت سے کیڑے مکوڑوں کو ختم کر دیتی ہیں جو انسانوں اور پودوں کے لیے نقصان دہ ہیں۔ اس ضمن میں ACHINA مکھی ۵۰۰۰ اقسام کیڑے مکوڑوں کو ختم کرنے کی خدمت انجام دے رہی ہیں

یہ گندگی سڑی لاشوں، سڑے پھلوں کو ختم کرنے کا موجب بھی ہیں

3۔ یہ بہت سے VIRUS کو ختم کرنے کا موجب ہیں جو بیماریاں پھیلاتے ہیں

چین میں ایک زمانے میں مکھیوں کو ختم کرنے کی مہم چلائی گئی۔ ہفتہ انسداد مکھی سب لوگوں کو اور طلباء کو مکھی مار دیئے گئے اور زیادہ مکھیاں مارنے پر انعامات رکھے گئے۔ مردہ مکھیوں کی پہاڑیاں بنائی گئیں فوٹو کھنچوائے گئے۔ تمام چین میں ایک

مکھی بھی نظر نہیں آتی تھی لیکن پھر ایک عجیب بیماری شروع ہوئی اور سنا گیا کہ مکھیاں بیرونی ممالک سے درآمد کی گئیں کیونکہ اللہ نے مکھی کی یہ ذمہ داری لگائی کہ انسان کو اس VIRUS سے بچائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

علامہ دمیری کے مطابق مخلوقات میں سے مکھی سب سے زیادہ نادان واقع ہوئی ہے۔ مکھی کے پلکیں نہیں ہوتیں اسلیئے اس کا حلقہ چشم بہت چھوٹا ہوتا ہے اور پلکوں کا کام یہ ہے کہ وہ آنکھوں کی پتلی کو گرد و غبار سے محفوظ رکھتی ہیں اسی لیے انکے عوض اللہ تعالیٰ نے مکھی کو دو ہاتھ دیئے ہیں جن سے یہ ہر وقت اپنی آنکھوں کے آئینہ کو صاف کرتی رہتی ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ مکھی ہر وقت اپنی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتی رہتی ہے۔ مکھیوں کی بہت سی اقسام ہیں جن کی تولید عفونت یعنی گندگی سے ہوتی ہے۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مکھی کی عمر چالیس راتیں ہیں اور تمام مکھیاں دوزخ میں ہونگی سوائے شہد کی مکھی کے۔"

مکھی کی ایک عجیب عادت یہ ہے کہ یہ سفید چیز پر سیاہ اور سیاہ چیز پر سفید پاخانہ کرتی ہے اسکے علاوہ ایک خاص بات یہ ہے کہ مکھی کدو کی بیل پر کبھی نہیں بیٹھتی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت یونسؑ پر کدو کی بیل اگادی تھی تاکہ آپ مکھیوں کی اذیت سے محفوظ رہیں مکھیاں متعفن مقامات پر زیادہ ہوتی ہیں اور انکی پیدائش دو ہی چیزوں سے ہوتی ہے یعنی تعفن سے یا فساد سے مکھی حیوانات شمسیہ میں سے ہے کیونکہ یہ موسم سرما میں جب تک کہ آفتاب میں تمازت نہیں آتی تب تک یہ غائب رہتی ہیں انکے برخلاف موسم گرما اور بالخصوص برسات میں

ں کا ہجوم رہتا ہے۔
مکھی کی دیگر اقسام مثلاً ناموس، فراش، نقر قمع وغیرہ بھی ہیں خلیفہ ابو جعفر
منصور عباسی ایک دفعہ بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک مکھی آکر اس کے منہ پر بیٹھ
گئی اور اس کو بے قرار کر دیا۔ خلیفہ نے خادم کو حکم دیا کہ دیکھو دروازے پر کوئی
ہے؟ خادم نے جواب دیا کہ مقاتل بن سلیمان ہیں خلیفہ نے حکم دیا ان کو میرے پاس
لاؤ جب مقاتل خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کو
کس غرض سے پیدا فرمایا ہے؟ مقاتل نے جواب دیا جی ہاں رب العزت نے مکھیوں
کو اس غرض سے پیدا فرمایا ہے کہ ان کے ذریعہ سے ظالموں اور جابروں کو ذلیل
فرمائے یہ جواب سنکر خلیفہ خاموش ہو گیا۔ مناقب امام شافعیؒ میں لکھا ہے کہ
آپ سے خلیفہ مامون رشید نے سوال کیا کہ اللہ جل شانہٗ نے مکھیوں کو کس غرض سے
پیدا کیا۔ امام صاحب نے جواب دیا ملوک کو ذلیل کرنے کے لیے یہ سنکر مامون ہنس پڑا
اور کہنے لگا آپ نے اس کو میرے بدن پر بیٹھا ہوا دیکھ لیا تھا۔ امام صاحب نے
کہا کہ جی ہاں جب آپ نے مجھ سے سوال کیا تھا اس وقت اس سوال کا میرے پاس کوئی
جواب نہ تھا لیکن جب میں نے دیکھا کہ مکھی آپ کے بدن کے اس حصہ پر بیٹھ گئی
ہے جہاں کسی کی پہنچ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر آپ کے سوال کا جواب منکشف
فرمایا۔ خلیفہ مامون رشید نے ہنس کر کہا کہ آپ نے جواب فرمایا۔ تاریخ ابن نجار اور
شفاء الصدور میں مستند ذریعہ سے لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ کے جسد اطہر اور لباس مبارک پر
کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔ بخاری، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ وغیرہ نے یہ روایت بیان کی
ہے۔ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسکو

ڈبردو۔ اسلیے کہ اس کے ایک بازو میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے اور یہ بیماری والے بازو کو پہلے ڈبوتی ہے"۔

"اگر بادلوں میں بھی روٹیاں دیکھ لے تو بلا حجاب اڑ کر وہاں بھی پہنچ جاؤں" اگر مکھی کو اس کا سر جدا کر کے بھڑ کے کاٹنے کی جگہ پر رگڑ دیا جائے تو درد کو سکون ہو جاتا ہے اور اگر مکھیوں کو جلا کر شہد میں ملانے کے بعد گنجے سر پر اسکو ملا جائے تو گنج دور ہو کر عمدہ بال نکل آتے ہیں۔

ھُدھُد

قرآن مجید میں صرف تین جگہ ھُدھُد کا ذکر ہے۔

سلیمان ؑ نے پرندوں کا جائزہ لیا اور کہا کیا بات ہے کہ میں فلاں ھُدھُد کو نہیں دیکھ رہا ہوں کیا وہ کہیں غائب ہوگیا ہے میں اسے سخت سزا دونگا یا ذبح کردوں گا ورنہ اسے میرے سامنے معقول وجہ پیش کرنی ہوگی، کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس نے کہا میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں میں سبا کے متعلق یقینی اطلاع لیکر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی ہے جو اس قوم کی حکمران ہے

سورۃ چیونٹی (نمل) ۲۰

..... سلیمان ؑ نے کہا۔ ابھی ہم دیکھ لیتے ہیں کہ تو نے (ھُدھُد نے) سچ کہا ہے یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے میرا یہ خط لے جا اور اُسے ان لوگوں کی طرف ڈال دے پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردعمل ظاہر کرتے ہیں

(سورہ چیونٹی نمل 28-27

انجیل مقدس میں اس کا کہیں ذکر نہیں توریت میں دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ حرام پرندوں کی فہرست میں۔

"اور پرندوں سے جن سے تم گھن کرو اور جن کو نہ کھاؤ اسی لیے کہ وہ مکروہ ہیں وہ یہ ہیں لق لق اور بگلا اور سب اقسام اسکی اور ہدہد اور چمگادڑ۔

احبار ۱۱ : 2

پر ایک پرندہ جو پاک ہے تم اسے کھاؤ گے لیکن وہ جن کا کھانا
ہے یہ ہیں ہُدہُد اور چمگادڑ
(استثنا 14: 18)
اسکی تعریباً 180 اقسام ہیں اسکی دم کا رنگ / بناوٹ سخت
ہوتی ہے اس کے پر سخت اور تار جیسے ہوتے ہیں اسکی چونچ سیدھی اور
اور بہت طاقتور ہوتی ہے یہ درخت کے تنوں میں اپنی چونچ کے ذریعے ا
گھر بناتے ہیں۔ جنوبی افریقہ کا ہُدہُد زمین میں بھی بناتا ہے اسکی زبان
مخصوص ہوتی ہے اپنے شکار کو اچھی طرح قابو کر لیتی ہے۔ یہ زیادہ
چیونٹیوں اور دوسرے کیڑوں مکوڑوں کو شکار کرتا ہے۔ یہ سیدھا
دم کی مدد سے درختوں پر چڑھ جاتا ہے۔ نر ہُدہُد زیادہ تر اپنا گھونسلا بنا
اور بچوں کی پرورش میں اپنی مادہ کی مدد کرتا ہے اس کے انڈے بالکل سفید
ہوتے ہیں ایک دفعہ 6 سے لیکر 9 انڈے تک دیتی ہے اور 12 یا 14
دن تک سیتی ہے اور بچے نکل آتے ہیں اسکی خاص نسلیں ۳۷ ہیں جو
زیادہ تر پرانی اور نئی دنیا میں پائی جاتی ہیں اس کے پر کالے اور سفید ہوتے
ہیں یہ 4½ سے ۱۵ انچ تک ہوتے ہیں۔ کچھ نسلیں زمین پر زیادہ
وقت گزارتی ہیں۔

کچھ ہدہد کالے نشانات والے سلیٹی اور بھورے بھی ہوتے ہیں بالکل
سفید اور سرخ بھی ہوتے ہیں یہ سبز رنگ والے بھی ہوتے ہیں bill ۷۰۲
کی لمبائی 20" انچ تک ہے۔ اور گہرے کالے سفید سرخ اور زرد پر
رکھتا ہے۔

ایک ماہر کے مطابق اس پرندہ کا تعلق پرندہ (PICINAE) کے ذیلی خاندان سے ہے جو دنیا کے جنگلوں پر مشتمل ہے لیکن یہ آسٹریلیا، گان (مدغاسکر) اور بحر الکاہل کے جزائر میں نہیں ہوتا۔

افریقہ اور چین کا ہدہد اعلیٰ نسل کا شمار ہوتا ہے یہ موسم کے لحاظ سے ہجرت بھی کرتا ہے شام و فلسطین، موسم سرما ختم ہوتے ہی مارچ کے مہینے میں آجاتا ہے اور کثرت سے آتا ہے دو ماہ بعد افریقی ممالک کی طرف خاص کر مصر نکل جاتا ہے۔ یورپ میں کثرت سے پایا جاتا ہے، جنوبی یورپ میں اسکا شکار کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت رغبت سے کھایا جاتا ہے

انسائیکلو پیڈیا برٹنیکا کے مطابق ہدہد پرندہ (PICIDAL) قسم کے خاندان سے ہے یہ شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ اور جنوبی ایشیا میں بکثرت پایا جاتا ہے ہدہد کا زیادہ تر وقت درختوں کے تنوں اور شاخوں پہ چڑھنے میں گزرتا رہتا ہے جہاں وہ کیڑے مکوڑوں اور ان کے بچوں کو کھانے میں لگا رہتا ہے اس کے پیر چھوٹے اور مضبوط ہوتے ہیں ان کے دو پنجے سامنے اور ایک دو پیچھے ہوتے ہیں اور دم کے پر ہدہد کو کام کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

ھدھد کی جسامت چڑیا سے لیکر کوے کے برابر تک ہوتی ہے اس کے رنگ تیز ہوتے ہیں جس میں کالا سفید اور زیتونی ہوتے ہیں سر کے اوپر کچھ حصہ سرخ بھی ہوتا ہے اسکی اڑان بھاری ہوتی ہے یہ اپنی چونچ سے سوکھی شاخ پر ٹھونگیں مارنے سے موسیقی کی دھن پیدا کرتا ہے یہ اپنا

گھونسلا درختوں کے تنوں میں بناتا ہے اور یہ گھونسلا چونچ کے ذریعہ لکڑی کو کھوکھلا کر کے بناتا ہے یہ وہاں انڈے دیتا ہے دو عدد انڈوں سے لیکر دس تک بھی دیتا ہے یہ مختلف علاقوں اور نسلوں کے لحاظ سے ہے انڈوں کو سہنا اور بچوں کی پرورش کی ذمہ داری نر و مادہ دونوں انجام دیتے ہیں کچھ علاقوں میں ہد ہد درختوں کے علاوہ زمین سے بھی کیڑے مکوڑے پکڑ کر کھاتے ہیں جنوبی افریقہ کے ہد ہد جنگلوں کے بجائے میدانوں میں رہتے ہیں، سرخ سر والے ھدھد بیج اور اناج کے دانے کھاتے ہیں کیلی فورنیا کے ھدھد اناج کھاتے ہیں اور موسم خزاں میں اناج کا ذخیرہ کر لیتے ہیں یہ ذخیرہ درختوں میں چونچ کے ذریعہ سوراخ کر کے جگہ بنا لیتے ہیں وسطی امریکہ میں ہدہد عام طور پر پھل اور بیرز (BERRIES) کھاتے ہیں نارنگیوں میں سوراخ کر کے اس کا عرق بھی پیتے ہیں شمالی امریکہ میں چند قسم کے ہدہد درختوں کا اندرونی گودا اور اس کا عرق بھی پیتے ہیں، ھدھد انسان کے لیے فائدہ مند ہے البتہ کبھی کبھی یہ بجلی کے لکڑی کے کھمبوں میں بھی سوراخ کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ھدھد کو جنگلات کو محفوظ کرنے کے لیے پیدا کیا ہے کیونکہ نقصان دہ کیڑے یہ کھا جاتے ہیں

COLLIERS کے مطابق 6 انچ سے 21 انچ کی جسامت تک ہوتے ہیں اور ان کے مطابق 210 قسموں کے ہدہد پائے جاتے ہیں سب سے زیادہ تعداد جنوبی مشرقی ایشیا اور جنوبی امریکہ میں پائے جاتے ہیں یہ نیلے اور ارغوانی رنگ کے علاوہ اور تمام رنگوں میں پائے جاتے ہیں ان کے انڈے سفید ہوتے ہیں۔ لکڑی کے ٹکڑوں اور لکڑی کے برادہ سے

کرتے ہیں اسکی آواز سخت اور تیز ہوتی ہے انڈے دینے کے دوران
گانا بھی گاتے ہیں اور موسیقی بھی پیدا کر لیتے ہیں جس کے لیے کھو کھلے تنے کو
استعمال کیا جاتا ہے اسکی چند مشہور قسمیں جو مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہیں

۔ سرخ سر والے ہد ہد	تمام دنیا میں سوائے آسٹریلیا نیوزی لینڈ وغیرہ
۔ سرخ پیٹ والے ہد ہد	خلیج میکسیکو سے جھیلوں تک Great Lakes
۳۔ GILA ۔ ہد ہد یہ تقریباً سرخ پیٹ والے کی طرح ہوتا ہے۔	امریکہ کے مغربی اور جنوبی مغربی ریگستانی علاقوں کی جھاڑیوں میں پائے جاتے ہیں
۴۔ DOWNY ھدھد سفید چونچ والا	پورے امریکہ اور کینیڈا میں پائے جاتے ہیں۔
۵۔ بالوں والے ھدھد۔ جسامت بڑی ہوتی ہے اور چونچ بھاری ہوتی ہے۔	پورے شمالی امریکہ میں پائے جاتے ہیں۔
۶۔ PILIATED ھدھد کوّے کے برابر سفید گردن سرخ تاج	امریکہ کے جنگلات میں
۷۔ ہاتھی دانت والی چونچ والے ہدہد کوّے سے بھی بڑی جسامت والا۔	فلوریڈا ۔ کیوبا اور ٹیکساس میں

طِبّی فوائد

ھُدھُد کا گوشت قدرے بساند والا گلابی ہوتا ہے (قبض) سدے کھولتا ہے قولنج (COLIC PAIN) اور پیچش کو فائدہ مند ہے گردہ اور مثانہ کے جمے ہوئے خون کو تحلیل کرتا ہے اس کا تازہ دل گھی میں تلا ہوا ہمراہ شہد ذہن و حافظ کو قوی کرتا ہے اور خشک کیا ہوا یاہ اور دل کو قوت دیتا ہے اس کے پتہ کا سُرمہ آنکھ کے جالے کیلئے نفع بخش ہے اگر اسکو ذبح کرکے دروازے پر لٹکادیں جادو کو دفع کرتا ہے اور ام الصبیان کو نفع بخش ہے۔

شعرا کی نظر میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہد ہد کو اپنی غیر حاضری کا معقول عذر پیش نہ کیا تو میں اسکو ذبح کردوں گا یا اسکو عذاب دوں گا ایک ایسا سخت عذاب جسکی تکلیف حساب سے باہر ہے ہاں اے معتمد آدمی ذرا بتا تو ہی سہی کہ وہ کونسا عذاب ہے سنو وہ غیر جنس کے ساتھ پنجرے میں قید ہونا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مراد عذاب شدید سے یہ تھی کہ ہد ہد کو کوے یا چیل وغیرہ غیر جنس کے ساتھ ایک پنجرے میں ڈال دیا جائے اے عزیز تم بھی اس بدن کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہو، تمہاری روح کا پرندہ جسم خاکی کی غیر جنس کے ساتھ مقید ہے روح باز ہے اور جسمانی مزاج کوے ہیں آہ جسمانی کوؤں سے بہت ہی داغ اٹھا رہا ہے۔

قنطار جو ایک سنگ خوار پرندہ ہے ہد ہد کی آواز سیکھے تو فضول ہے کیونکہ وہ ہد ہد جیسا رازداں کہاں ہو سکتا ہے اور ملک سبا کو پیغام کہاں

پیش کر سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی مکار آدمی بزرگان دین کے ملفوظات حفظ کرلے خود بزرگ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ ان بزرگوں کے احوال و مقامات کہاں سے لائے گا۔

پھر ھُدھُد کو اپنے کاروبار کو پیش کرنے کی صناعی دکھانے اور اپنے خیالات کے بیان کی باری آئی۔ ہُدہُد نے حضرت سلیمان ؑ کو عرض کیا۔ مختصر بات اچھی ہوتی ہے جب میں بلندی پر ہوتا ہوں اور بلندی پر سے یقین کی نظر سے دیکھتا ہوں تو میں زمین کی تہہ میں پانی کو دیکھ لیتا ہوں اور یہ بھی دیکھ لیتا ہوں کہ پانی کس جگہ ہے کتنا گہرا ہے کیا رنگ ہے کس چیز سے نکلتا ہے میدانی مقام سے نکلتا ہے یا پہاڑ سے۔ تب حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا۔ چونکہ فوج کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس خادم کو سفر میں ساتھ رکھو کیونکہ یہ پانی کے مقامات سے آگاہ ہے۔ اور ہدہد کو کہا۔ اے ساتھی تو بے آب جنگلوں میں ہمارے ساتھ رہا کرتا کہ تو فوج کے لیے پانی دریافت کرے اور ساتھیوں کے لیے سفر میں پانی پلانے والا بن جائے رات دن میرے ساتھ رہا کرتا کہ لشکر پیاس سے تکلیف نہ اٹھائے اس کے بعد ہدہد آپ کے ساتھ رہتا تھا کیونکہ وہ مخفی پانی کو تلاش کرنے کا تجربہ رکھتا تھا۔

ان پرندوں میں جو ہدہد ہے اس نے سینکڑوں بلقیسوں پر تقدیس و تعریف کے لیے راستہ کھولا ہے یعنی جس طرح ہدہد بلقیس ملکہ سبا کی ہدایت کا باعث بن گیا اسی طرح بزرگان دین کے ہدہد صفت خلیفہ سینکڑوں گمراہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتے ہیں

ہاں اے معتمد آدمی ذرا بتا تو سہی کہ وہ کونسا عذاب ہے
سنو وہ غیر جنس کے ساتھ ایک پنجرے میں قید ہونا، حضرت سلیمانؑ
کی مراد عذاب شدید سے یہ تھی کہ ہدہد کو کوّے یا چیل وغیرہ غیر جنس
جانور کے ساتھ ایک پنجرے میں قید ہونا۔ اے عزیز تم بھی اس بدن کی وجہ
سے عذاب میں مبتلا ہو، تمہاری روح کا پرندہ جسم خاکی کی غیر جنس کے ساتھ
مقید ہے روح باز ہے اور جسمانی مزاج کوّے ہیں یہ باز جسمانی کوّوں سے
بہت داغ اٹھا رہا ہے

شاہ لطیف

ھد ھد اور ہما کو سمجھ پر چرخ کئے چمگادڑیں کیا۔
دیکھ کے ھنج اور مور کو اکثر یہ بیری جل جاتے ہیں

یہ فطرۃً بدبودار اور بدبو پسند پرندہ ہے یہ اپنا گھونسلہ گندی جگہوں پر
بناتا ہے۔ اہلِ عرب کا خیال ہے کہ یہ زمین کے نیچے پانی کو اس طرح دیکھ لیتا ہے
جس طرح گلاس کے اندر پانی دیکھ لیتا ہے۔

یہ پرندہ سلیمانؑ کا پانی کے سلسلہ میں رہبر تھا اسی وجہ سے اسکی
عدم موجودگی میں اسکی تلاش ہوئی۔

ھدھد سلیمانؑ کا نام یعفور تھا۔

یہ پرندہ نہایت وفادار، وعدہ پورا کرنے والا اور محبت کرنے والا
ہوتا ہے کیونکہ اگر اسکی مادہ کہیں چلی جائے تو یہ تنہا کچھ نہیں کھاتا پیتا اور
نہ کھانے کی چیزیں تلاش کرتا ہے اور برابر بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ مادہ

کے پاس لوٹ آئے

اگر مادہ کسی حادثہ کا شکار ہو جائے تو پھر تا زندگی اپنی مادہ کے غم

روتا رہتا ہے۔

ھد ھد کا کھانا حلال ہے

طبی فوائد:

اگر کسی گھر میں اس کے پروں کی دھونی دے دی جائے تو وہاں سے

لے مکوڑے بھاگ جائیں گے۔

اگر اس کا دل بھون کر سنداب میں ملا کر کھا لیا جائے تو نسیان

بھولنے کی بیماری) دور کر دیتا ہے قوت حافظہ کے لیئے فائدہ مند ہے، ذہن

ز کرتا ہے ذہن و دماغ تیز کرنے والی دواؤں میں سب سے عمدہ ہے اور اسمیں

سی نقصان کا خطرہ بھی نہیں ہوتا۔

ھد ھد کا گوشت پکا کر کھانا درد قولنج (Colic pain)

پیٹ کے مخصوص درد میں مفید ہے۔

ھد ھد کا خون اگر کسی سیپی میں لیکر اس آنکھ میں ٹپکا دیا جائے جس

میں بال جم گیا ہو تو وہ بال دور ہو جائے گا۔

بال سیاہ کرنے کے لیے ہد ہد کی آنتیں لیکر سکھالی جائیں پھر اسے روغن

کنجد میں ملا کر سر یا داڑھی پر تین دن تیل لگائے بال بالکل سیاہ ہو جائیں گے

ہد ہد کا خون گرم ہوتا ہے اگر اس کے خون کو آنکھ کی سفیدی جو

بیماری کی وجہ سے ہو ٹپکا لیں تو وہ سفیدی ختم ہو جائے گی

جابرؓ نے کہا ہے کہ ہد ہد کا دل بھون کر سذاب کے ہمراہ کھانا حافظہ کے لیے اکسیر ہے۔

اگر کسی مجنون کو اس کے تاج کی دھونی دیدی جائے تو اسے افاقہ ہو گا۔

ھُدھُد : عام معلومات

1۔ حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں ہد ہد کا کام سراغ رسانی، خبر رسانی میٹھے پانی کی نشاندہی، خط پہنچانا۔

2۔ ہد ہد کا دوسرا نام کھٹ بڑھئی یا کاٹھ بڑھئی کیونکہ درختوں کے تنوں میں کھود کھود کر اپنا کھانا تلاش کرتا ہے۔ کاٹھ بڑھئی کو انگریزی میں WOOD PECKER فارسی میں مرغ سلیمان کہتے ہیں اسکو پنجابی میں بھی سندھی میں ترکھان کہتے ہیں ان سب کے معنیٰ ایک ہی ہیں۔

3۔ ہد ہد کا گھر امریکہ ہے

4۔ وہ بارہ ہزار فٹ کی بلندی پر رہتا ہے

5۔ ہد ہد کی مادہ چار سے نو تک انڈے دیتی ہے

6۔ اس کے پروں کا رنگ بھورا سیاہ اور سفید ہوتا ہے اسکے سر پر ایک خوشنما قرمزی رنگ کی تاج نما کلغی ہوتی ہے۔

7۔ اسکی خوراک درختوں کے اندر پائے جانے والے کیڑے، دیمک

8۔ اسکے انڈوں کی رنگت سفید ہوتی ہے اور وہ تین سے لیکر چھ تک انڈے دیتی ہے۔

جانور (دابہ)

قرآن میں 16 جگہ آیا ہے
اور جب ہماری بات پوری ہونے تک کا وقت ان پر آپہنچے گا تو
ان کے لیے ایک جانور زمین سے نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا کہ لوگو
ری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے چیونٹی (نمل) 82/27

اور جب موسیٰ مدین کے کنویں پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے
نور کو پانی پلا رہے ہیں اور ان میں سے ایک دو عورتیں اپنے جانوروں کو روک رہی
ں موسیٰ نے ان عورتوں سے پوچھا تمہیں کیا پریشانی ہے انہوں نے کہا کہ اپنے جانوروں
پانی نہیں پلا سکتیں جب تک یہ چرواہے ان جانوروں کو نہ نکال لے جائیں اور
مارے والد ایک بہت بوڑھے آدمی ہیں یہ سنکر موسیٰ نے ان جانوروں کو پانی
پلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکی آئی اور کہنے لگی میرے والد آپ کو بلا رہے
ہیں کیونکہ آپ نے ہمارے لیے جانوروں کو پانی پلایا ہے اس کا اجر آپ کو
دے سکیں۔ قصے (قصص 25/28

کتنے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ان کو رزق دیتا ہے
اور تمہارا رازق بھی وہی ہے وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔
مکڑی (عنکبوت) 60/29

ہم طرح طرح کے پھل نکال لاتے ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں
پہاڑوں میں بھی سفید، سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں جن کے رنگ
مختلف ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور مویشیوں کے رنگ

بھی مختلف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں

قصص (قصص) 35/28

آسمانوں اور زمین کا بنانے والا جس نے تمہاری اپنی جنس سے تمہارے لیے جوڑے بنائے اور اسی طرح جانوروں میں بھی اپنی ہم جنس جوڑے بنائے اور اس طریقے سے وہ تمہاری نسلیں پھیلاتا ہے کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اور اسکی نشانیوں میں سے ہے یہ زمین اور آسمان کی پیدائش کی اور یہ جاندار مخلوقات جو اس نے دونوں جگہ پھیلا رکھی ہیں وہ جب چاہے انہیں اکٹھا کر سکتا ہے

مکڑی (عنکبوت) 42/29

ان کافروں کی کیفیت اس کے مثل ہے کہ ایک شخص ہے وہ ایسے جانوروں کے پیچھے چلا جا رہا ہے جو بجز بلانے اور پکارنے کے کوئی بات نہیں سنتا۔

جو جانور ضرورۃً مارے یا ذبح کیے جاتے ہیں ان کے مارنے یا ذبح کرنے میں بھی ہر طرح کی نرمی کرنے کا حکم دیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کیا ہے اسلیے جب تم لوگ کسی جانور کو مارو تو اچھے طریقے سے مارو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، تم میں ہر شخص اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔

صحابہ کرام رضؓ نے اس واقعہ کو سنا تو بولے "یا رسول اللہؐ کیا جانوروں کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے؟ فرمایا کہ ہر ذی حیات کے ساتھ سلوک کرنا واجب و ثواب ہے صرف جانداروں ہی تک نہیں بلکہ نباتات تک کی خدمت

پرورش کو بھی اجر کا موجب بتایا۔ اور فرمایا کہ جو مسلمان درخت نصیب کرتا ہے
یا کھیتی باڑی کرتا ہے اور اس کو چڑیا یا انسان یا جانور کھاتا ہے تو یہ ایک صدقہ
یا ثواب کا کام ہے۔

جانوروں کے منہ پر مارنے یا اس پر داغ دینے کی ممانعت فرمائی اور
ایسا کرنے والے کو ملعون قرار دیا۔

جانوروں کے باہم لڑنے سے بھی منع فرمایا اس سے وہ بے فائدہ گھائل
اور زخمی ہو کر تکلیف پاتے ہیں۔

چوپائے: خشکی یا سمندر میں رہنے والے چوپاؤں کو بہیمہ کہتے ہیں
کیونکہ ان کو عقل نہیں ہوتی، یہ گفتگو نہیں کر سکتے اور نہ باتیں سمجھتے ہیں انعام
بڑے جانور کہلاتے ہیں گائے بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹ کو بھی شامل کیا
جاتا ہے ان کے ساتھ ان کے بچے بھی شامل ہیں جو ذبح کرتے وقت ماں کے پیٹ
سے نکلتے ہیں انہیں بغیر ذبح کے کھایا جا سکتا ہے۔

انسانوں کا مویشیوں کی قربانی کرنا اور ان کو ذبح کرنا ظلم نہیں ہے
بلکہ یہ تو ناقص پر کامل کو مقدم کرنا ہے جو عین عدل ہے اسی طرح اگر ناقص
اشیاء نہ پیدا کی جاتیں تو کامل اشیاء کی قدر و قیمت نہ معلوم ہوتی اسی طرح
اگر اللہ ان چوپاؤں کو نہ پیدا کرتا تو انسانوں کی عظمت کا احساس نہ ہوتا۔

چوپائے نقصان سے بخوبی واقف ہوتے ہیں چنانچہ وہ لاٹھی سے
بھاگتے ہیں اور چارہ اور کھاجا کی طرف لپکتے ہیں یہی حال پرندوں اور جنگلی
جانوروں کا ہے کہ وہ نقصان پہنچانے والے پرندوں اور جانوروں سے بچ کر

بھاگتے ہیں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مخلوق میں بعض کا بعض سے تقاص لیا جائے گا

جانوروں میں جو جبلت پائی جاتی ہے نہ عقلی ہے نہ حسی ہے اور نہ
طور پر ہے بلکہ اللہ نے ہر چیز میں اسکی طبیعت اور ذمہ داری کے مطابق عاد
جبلت پیدا کر دی ہے جس نفع نقصان سے خالق فطرت ہی واقف ہے

جو بھی جانوروں کے حالات کی تلاش و جستجو میں رہے گا تو وہ
اس حکمت کا ضرور مظاہرہ کرے گا۔ کہ اللہ نے ان کو عقل تو نہیں دی اس کے بد
حسی قوت رکھدی ہے جس سے جانور فائدے اور نقصان میں تمیز کر سکتے
اور ان پر اشیاء کی حقیقت کا اس طور پر الہام کر دیا گیا ہے کہ اس قسم کی
انسانوں میں بھی نہیں پائی جاتی۔ سوائے اس کے انسان باقاعدہ چیزوں کے
کا سراغ لگائے یا باقاعدہ علم حاصل کرے یا وہ دور اندیشی سے کام۔

حیوانات کے حواس

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ پانچ حواس ہیں جنہیں حواس خمسہ کہا جاتا
یعنی سونگھنا، سننا، چکھنا، دیکھنا، چھونا لیکن اگر غور سے جائزہ لیا جائے ح
کی تعداد زیادہ ہے مثلاً مندرجہ بالا پانچ کے علاوہ ٹٹولنا پیشین گوئی کر
خواب کی تعبیر بتانا، قیافہ شناسی، چہرے کے نقش نگار، عادات بتانا دست

جانوروں میں انسان سے زیادہ حواسی قوت ہے مثلاً بلی، گھپ ا
میں دیکھ سکتی ہے انسان نہیں دیکھ سکتا۔ کتے کی سونگھنے کی طاقت ج
شامہ کہتے ہیں ان سے زیادہ ہے اسی طرح سننے کی طاقت بھی زیادہ ہے۔

کتے کی طاقت	انسان کی طاقت
40,000cps	20,000cps

صرف یہی نہیں کہ انسان اور حیوانات کی طاقتوں میں ڈگری کا
رق ہے بلکہ ایسے کافی احساسات دریافت ہوئے ہیں جو پانچ حواس کے علاوہ
ہیں مثلاً بعض مچھلیاں مقناطیسی کشش سے حساس ہیں اسی طرح دیمک بھی۔
اگر انسان دوسرے انسان کی سوچ کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو وہ کس طرح سے
یک مکھی کو سمجھ سکتا ہے اسلئے کہ حیوانات کے لیے اس کا بیرونی ماحول ہی اس کی
حرکات کا عمل متعین کرتا ہے روشنی کی جانب پروانوں کا آنا اس دلکشی
(Stimulus) کی وجہ سے ہے جو اپنے جسم کے حسی نظام میں محسوس
کرتا ہے اگر دو دلکشیاں (Stimuli) موجود ہونگی وہ زیادہ دلکشی کی
طرف مائل ہوگا۔ اسی طرح (Coudilioue Reflex) کا غیر شعوری
عمل ہے اس ضمن میں پادلوف نے کتوں پر تجربہ کیا پہلے کو گھنٹی بجا کر کھانا دیا
گیا کھانے سے پہلے کتوں کے منہ میں پانی آجاتا ہے۔ حالانکہ گھنٹی کا منہ میں
پانی آنے سے کوئی تعلق نہیں ہے یعنی کھانے کے تصور سے منہ میں پانی آتا
ہے۔ انسان بھی کھٹی چیزوں مثلاً نیبو، اچار یا کسی مخصوص پسندیدہ چیز
کے تصور سے ہی منہ میں پانی آجانا ایک فطری عمل ہے۔

تجربہ گاہوں کے علاوہ جانوروں کے قدرتی ماحول میں ان کا جائزہ لیا
جائے تو معلوم ہوگا کہ حیوانات کے حسیات سے کیا کیا فائدے حاصل کیے جاتے ہیں
گھر تلاش کرنا

غذا کی تلاش۔

دشمنوں سے حفاظت

ہیروئن، چرس، افیون کی تلاش،

چوروں کی تلاش پیروں کے نشان کے ذریعہ، کھوجی کتوں کے ذ
کان مختلف آوازوں کی تیزی اور کمی کے سلسلہ میں نہ صرف حاس ہوتے ہیں
بلکہ وہ یہ بھی محسوس کر سکتے ہیں کہ آواز کس سمت سے آرہی ہے ہرن گدھا گائے بھ
اور دیگر حیوانات جو اپنے کان کے بیرونی حصے (Pinna) کو ہلا سکتے ہیں
وہ یہ بھی معلوم کر لیتے ہیں کہ آواز کدھر سے آرہی ہے اور یہ وہی طریقہ
جو جہاز کے سلسلہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں Aerial کو اسی ا
سے گھمایا جاتا ہے اگر ذرا غور سے ان حیوانات کے کانوں کی حرکات کا جا
لیں تو یہ امر بالکل واضح ہو جائے گا۔ اُلو اور دوسرے شکاری پرندے دیکھ
علاوہ آواز سن کر گھپ اندھیرے میں شکار کر سکتے ہیں۔

جن جانوروں کے بیرونی کان ہوتے ہیں ان میں (ectional Sensivity
یعنی آواز کی سمت یا مقام آواز کی زیادہ حس ہوتی ہے سائنسدانوں کا یہ خیال ہے
انسان بھی اپنے بیرونی کان (Pinna) کو ہلاتا رہتا ہے لیکن عرصہ دراز سے
حرکت نہ دینے کی وجہ سے مقام آواز کی حس کھو بیٹھتا ہے۔ آج کل بھی کچھ لوگ
اپنے کان ہلا سکتے ہیں۔ لیکن اس ضمن میں کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ جدید تحقیق
کے مطابق یہ نظریہ غلط ثابت ہو چکا ہے

مکھی کی بھنبھناہٹ چڑیا کی چہچہاہٹ، جھینگر کی شہنائی اور پرند

لنے کی آواز بھی ذرائع ہلیں اظہار کے اور عموماً وہ اپنی مادہ یا نر سے اظہار
کررہے ہیں۔ شہد کی مکھی کی آواز جو ایک سیکنڈ میں دو سو مرتبہ نکلتی ہے
سری مکھیوں کو شہد کا پتہ بتاتی ہے Regen نے ایک نر جھینگر کو
سے برتن سے ڈھک دیا شفاف شیشہ سے جھینگر نظر آنے کے با وجود
ہ جھینگر نے اسکی طرف توجہ نہیں کی۔ پھر جھینگر کے پاس ٹیلیفون رکھا گیا
ے ساتھ لاؤڈ اسپیکر بھی لگا دیا گیا۔ جھینگر کی آواز سنتے ہی متعدد مادہ جھینگروں
طرف توجہ کی، دوسرے کیڑے بھی آوازوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں
ان آوازوں کا مطلب انسان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ تجربات کے مطابق یہ
لوم ہوئی کہ سے جھینگر توجہ دیتا ہے۔

Grass H‹ 250 — 10,000 cps تک
ٹڈا 800 — 45,000 cps تک
جگنو و دیگر پروانے 1,5000 cps تک
ٹڈی۔ 8000 cps تک

شہد کی مکھی اپنے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سے بھی اظہار کرتی ہے پروں
پھڑپھڑاہٹ مختلف کیڑوں میں مختلف ہے

تتلیاں 5 مرتبہ فی سیکنڈ
کاٹنے والی Midges ۱۰۰۰ مرتبہ فی سکنڈ
بھڑ ۱۰۰ مرتبہ فی سیکنڈ
مکھی ۱۹۰ مرتبہ فی سیکنڈ

مچھر 500 مرتبہ فی سیکنڈ

حیوانات کے سلسلے میں سائنسدانوں نے مختلف تجربے کیے ہیں جھینگر مادہ صرف
ایک کان سے بتا سکتی ہے کہ نر جھینگر کس مقام پر کھڑا ہو گا رہا ہے۔ مختلف جانور
کے کان جسم کے مختلف حصوں پر ہوتے ہیں مثلاً ٹڈے کے کان اگلی ٹانگوں کے گھٹنوں
پر ہوتے ہیں۔

جھینگر کی کنواری مادہ نر جھینگر کے گیت سے متاثر ہوتی ہے حاملہ مادہ گیت
تاثر قبول نہیں کرتی جھینگر مختلف مواقع کے لیے مختلف گیت گاتا ہے تقریباً پانچ
گیت ہیں چینیوں نے جھینگر کے گیتوں کے سلسلہ میں ان کی نسل بڑھائی۔

مادہ سے صحبت کرنے سے پہلے سنجیدہ گیت گاتا ہے اور صحبت کے دوران
دوسرا گیت گاتا ہے اگر مادہ بے چین ہوتی ہے اگر کوئی رقیب تنگ کر رہا ہے تو
گیت گاتا ہے عاشقانہ گیتوں کے علاوہ خطرہ اور تنبیہہ کے سلسلے میں وہ کچھ اونچی
لگاتے ہیں جس سے ڈر کر دشمن بھاگ جاتے ہیں

مکھی اپنی حفاظت کے لیے بھڑ کی آواز کی نقل کرتی ہے تاکہ اپنے دشمنوں کو
دھوکا دے سکے کہ وہ زہریلا کیڑا ہے بھڑ اپنے بازوؤں کو ایک سیکنڈ میں
مرتبہ پھڑ پھڑاتی ہے۔

پہلا سائنسدان جس نے کیڑے کے بازوؤں کی پھڑ پھڑاہٹ پر کام کیا
اس کا نام Hiram Maxim ہے اس نے معلوم کیا کہ مادہ مچھر کی
بھنبھناہٹ نر مچھر متاثر ہوتا ہے اس ضمن میں مختلف تجربات کے بعد یہ معلوم
جا سکا کہ زرد بخار روکنے کے لیے مچھروں سے کس طرح مقابلہ کیا جائے۔

جانوروں کے SONAR نظام

ایک چمگادڑ کو کسی چیز کی خوشبو یا اسکی آواز سے یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ شے نے کے قابل ہے یا نہیں۔

اسی طرح چھچھوندر جس کی آنکھیں نہیں ہوتیں اپنی لمبی ناک سے سونگھ کر راستہ ن کرنا، دشمن سے بچنا، غذا تلاش کرنا، واپس اپنے گھر پہنچ جانا غرض اس کے کسی م میں رکاوٹ نہیں۔ اللہ کی شان ہے کیڑے مکوڑوں اور ایسے جانوروں کے سے کوفت ہو رہی ہو گی۔ لیکن اللہ فرماتا ہے کہ مجھے مچھر کی مثال دینے میں شرم آتی۔

دو مشہور نام جنہوں نے چمگادڑ پر تحقیقات کرنے میں اپنی عمر عزیز کے تیس ن خرچ کیے ہیں گرفن Griffin ہیں اس طرح Dr. Pierce بھی چمگادڑ پر طویل عرصہ کام کیا ہے۔

بینائی

آنکھیں جانداروں کے لیے انتہائی اہم حصہ ہیں جو جاندار آنکھوں کا زیادہ تعمال کرتے ہیں وہ بینائی کے ذریعہ فاصلے کا صحیح اندازہ لگا لیتے ہیں مثلاً بندر جو ایک اخ سے دوسری شاخ پر کودتا رہتا ہے مچھلیاں اور دوسرے سمندری حیوانات پانی کے اندر سے بھی دیکھتے ہیں اور آوازیں بھی سنتے ہیں لیکن وہ روشنی صرف 200 فٹ تک پہنچتی ہے پھر بالکل اندھیرا ہے سمندری حیوانات اسی اندھیرے کے عادی ہیں علاوہ ازیں قدرت نے ان کی آنکھوں کی تشکیل اسی انداز سے کی ہے کہ وہ پانی میں دیکھ سکیں اور سن سکیں اس کے لیے ان کی آنکھوں میں ایک آئینہ رکھا ہے تاکہ اس کو ایک

قبر سے دوسری قبر تک جانے میں آسانی ہو۔ بلی اور بجو کو کم روشنی کی ضرورت
ہوتی ہے یعنی انسان کے مقابلے میں اسکو ۱/۶ حصہ بھی روشنی ملے تو کافی ہے
بھیڑوں کی بینائی بہت تیز ہوتی ہے۔

حیوانات کی بینائی Compound ہوتی ہے اور وہ انسان
بہتر طریقہ پر دیکھ سکتے ہیں

حیوانات اور رنگ

ایک اور دلچسپ پہلو حیوانات کو رنگ کی پہچان ہوتی ہے جدید تجربات
روشنی میں مشہور جرمن سائنسدان ڈاکٹر گرٹی ڈیوکر (eli Ducker
اور دیگر ماہرین کے مطابق جانوروں کو بھی رنگوں کی تمیز ہے مثلاً

بیل: سرخ رنگ سے بدکتا ہے غصے میں آجاتا ہے اور حملہ آور
کتے کو زرد رنگ پسند ہے ایک واقعہ کے مطابق ایک کتے کو زرد
کی گیند پسند تھی جب وہ کھو گئی تو وہ زرد رنگ کے پھولوں کی جانب دوڑ کر جا

بچھڑوں کو بھی زرد رنگ یا سلیٹی رنگ پسند ہوتا ہے

ڈاکٹر گرٹی نے بہت سے جانوروں پر رنگ کے سلسلے میں تجربات کیے اور
روشنی میں معلومات حاصل ہوئیں کہ کتے اور بلیوں کو رنگ کی معمولی تمیز ہے

ضرافہ: چند رنگ دیکھ سکتا ہے لیکن وہ سبز رنگ، نارنگی رنگ اور
پہچان میں کچھ الجھن میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

گھوڑے، بھیڑ، سور اور گلہری چند رنگوں کی پہچان رکھتے ہیں۔
بندر اور لنگور رنگوں کی اچھی سمجھ ہے۔

زیادہ تر پرندوں کو رنگوں کی پہچان ہوتی ہے
سمندری پرندے سرخ رنگ سے حساس ہوتے ہیں
مینڈک خاص طور سے نیلے رنگ سے متاثر ہوتے ہیں۔

بھیڑیں اکثر تنہا زندگی گزارنا پسند کرتی ہیں۔ وہ اپنی ہمزا بھیڑوں کے
کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہے مختلف قسم کی بھیڑوں کی پسند بھی مختلف ہوتی ہے
عموماً مکڑیاں، مکھیاں، شہد کی مکھیاں بھونرے اور چھوٹے حیوانات

جانوروں کا مواصلاتی نظام

جانور ایک دوسرے سے آواز نظر لمس کے علاوہ کیمیائی اشاروں کے
ذ ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرتے ہیں یہ کیمیائی مواصلات بذریعہ ہوا بھیجے جاتے
بو سونگھنے کے ذریعے وصول ہو جاتے ہیں اور اگر ماحول میں پانی ہے تو چکھنے کے ذریعے
م ہو جاتا ہے مادہ صحبت کی خواہش کے سلسلہ میں کیمیا مادہ چھوڑتی ہے جس کو
ھ کر نر بے چین ہو جاتا ہے کچھ ایسے کیمیائی مادے ہیں جو جانور اپنے علاقے
ائش کی حد بندی کے لیے ظاہر کرتے ہیں اور ان حدود سے وہ دوسروں کو بھگانا
ہتے ہیں مثلاً کتوں کے اپنے علاقے ہیں جہاں وہ دوسروں کا آنا پسند نہیں
تے اگر غلطی سے کوئی غیر ان کے علاقے میں داخل ہو جائے تو سب کتے مل
غیر کتے کو ماریں گے کاٹیں گے یہاں تک کہ وہ بھاگ جائے مثلاً بدبو
گاتی ہے انسانوں، کتوں اور دوسرے دشمنوں کو اسی طرح خوشبو دعوت
تی ہے۔ کیڑوں، شہد کی مکھیوں وغیرہ کو جس سے دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے

پودوں کو بھی اور حشرات کو بھی۔

جانور اپنے بچوں کو سونگھ کر پہچان لیتے ہیں دوسروں کے بچوں کو فوراً دھتکار دیتے ہیں وہ سونگھ کر چیک کر لیتے ہیں کہ یہ ہمارا ہی بچہ ہے جانور خطرے کے وقت مخصوص آواز نکالتے ہیں جو سب کو بتانے کے لیے ہوتی خطرے کی آواز پر پورا ریوڑ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ مرغی خطرے کے وقت چوزوں کو خبردار کرتی ہے کہ چیل آرہی ہے سب بھاگ جاؤ اور کہیں چھپ جاؤ۔ کوّے کی آمد پر خطرہ کی گھنٹی مختلف ہوگی۔ کیونکہ وہ کم درجہ کا خ ہے بعض اوقات خطرناک ہستی کا گھیراؤ کرنے کے لیے سب ملکر آواز نکالتے کبھی حملہ کی دھمکی، جیسا کتا کرتا ہے اور کبھی دم دبا کر بھاگ کر جانا بچانا، نزا کے سلسلہ میں مختلف برتاؤ کیا جاتا ہے دم اٹھانا، دم دبانا، جسم کو خاص انداز موڑ لی دم کے بال کھڑے کر لینا، رنگ بدل لینا، پانی کے بہاؤ میں تیزی، آواز کی کمی بیشی مدت اتار چڑھاؤ کی مختلف کیفیتوں کا اظہار ہے۔ کیکڑا اپنے دوسرے ساتھی کو شکاری کی آمد کی اطلاع دے دیتا ہے کیونکہ پانی میں ہوا کی طرح مواصلات کی اہلیت ہے اور جو سمندر یا دریا کی تہہ میں ہوتے ہیں وہ کافی کافی دور تک اطلاع پہنچا سکتے ہیں وہاں آنکھیں جھپکانے سے روشنی ہوتی ہے اور اس طر مطلع کرتے ہیں مچھلیوں میں کم از کم تین قسم کے مواصلاتی اشارے ہوتے ہیں کانوں کے ذریعہ آنکھوں کے ذریعہ اور کیمیائی طریقے سے۔

BALTASAR GRACIAN کے بقول بیس سال کی عمر میں آ مور ہوتا ہے تیس سال کی عمر میں شیر۔ چالیس سال کی عمر میں اونٹ۔ پچاس سا

یں سانپ ۔ ساٹھ سال کی عمر میں کتا، ستر سال کی عمر میں بندر، اسی

پر کچھ بھی نہیں　　　　　　　　　　　ڈان مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۹۵ء

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق انسان کو بیس سال تک کی عمر ہرن
ی، اکیس سال سے چالیس سال تک گھوڑے کی عمر ملی۔ اکتالیس سے
ں پچپن تک بیل کی عمر ملی اس کے بعد دس سال کی عمر گدھے کی ملی اور آخر
ر بندر کی ملی جس میں انسان کی شکل بھی بدل جاتی ہے۔

موتی (لُولُو)

قرآن مجید میں تین مختلف سورتوں میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے

اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو ان ہی کے مخصوص ہوں گے ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔ طور

ان سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ پس اے جن وانس تم رب کی قدرت کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے۔ رحمٰن 2

اور ان کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہونگی ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔ قیامت (واقعہ) 23

موتی سیپی (صدف) میں بنتا ہے سیپی بذات خود ایک کیڑا ہے جو دو خوبصورت ڈھکنوں کے درمیان رہتا ہے یعنی یہ ڈھکن اس کا لباس ہیں یہ کیڑا ابھی دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں ایک نفیس کھانا شمار کیا جاتا ہے خاص طور سے فرانس میں اس کیڑے کے مختلف اقسام ہیں ALLOP CLAM و WHELK یہ گھر اس کیڑے کو دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے ڈھکنوں کے اندر ہی سیپی کے دل معدہ، شریانیں اور نظام ہضم ہوتا ہے اور اس کا منہ ڈھکن کے ساتھ لگا ہوتا ہے اور یہ اسکو سانس لینے کے لئے کھولتی رہتی ہے اور یہ کائی اور دیگر خوراک کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت میں رہتا ہے۔

سیپی (صدف) میں کبھی کبھی ایک غیر معمولی چیز جنم لیتی ہے

نا می قسم سے تعلق رکھتی ہیں جسکو MOLLUSKS کہا جاتا ہے وہ کیڑا
بناتا ہے وہی موتی اصلی ہے۔ جو سمندر کی سیپی سے نکالا جائے۔ یہ
ہم کاربونیٹ اور CONCHIOLIN سے ملکر بنتا ہے۔

اصلی موتی صدف میں کسی چیز کے داخل ہونے سے بنتا ہے۔ یہ داخلہ
اتی طور پر ہوتا ہے سائنسدان کہتے ہیں کہ شاید ریت کا کوئی ذرہ یا کوئی
ی کیڑا اندر داخل ہوجاتا ہے جو وہاں جلن اور حرکت کا موجب بنتا ہے
ہ سیپی اس بن بلائے مہمان کو نکال نہیں سکتی۔ اس لیے اس پرتہ پرتہ یا
اپر خول چڑھانا شروع کردیتی ہے ابھی تک پوری کارکردگی کا پتہ نہیں
سکا۔ قیاس پر قیاس کیے جارہے ہیں۔

شعراء کہتے ہیں کہ بارش کا ایک قطرہ جسے قطرۂ نیسان کہا جاتا ہے
سیپی سطح آب پر آکر اپنا کھولتی ہے تو بارش کا ایک قطرہ سیپی کے اندر
ل ہوجاتا ہے اور کچھ عرصہ میں موتی کی شکل اختیار کرلیتا ہے

سائنسدان اور شعرا اپنی سمجھ کے مطابق رائے زنی کرتے ہیں۔ لیکن
اصل سیپی (صدف) کو اللہ نے یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ وہ موتی بنائے اور پھر خود ختم
جائے اس موتی میں اللہ تعالٰی نے حسن و جمال کے علاوہ بے تحاشہ طبی فوائد رکھے ہیں جس سے
انسانیت مستفید ہورہی ہے۔

سمندر کے علاوہ دریاؤں اور جھیلوں میں بھی سیپیاں موتی پیدا کررہی ہیں
ین سمندری سیپی کا موتی مشرقی ممالک میں زیادہ قیمتی شمار ہوتا ہے۔ سیپیاں کھائی بھی
اتی ہیں لیکن یہ موتی کی تلاش میں بہت گھٹیا اور بدمزہ بدل ہے موتی کی تلاش میں ہزاروں

...رت نکالی جاتی ہیں لیکن کسی خوش قسمت کو ہی موتی ملتا ہے۔

موتی مختلف رنگ کے ہوتے ہیں گلابی کریم سفید کالا زرد۔ سبز۔ پیسٹل (PASTEL) تانبہ رنگ، زردی مائل نیلا، زردی مائل ارغوانی، زیور... تجارت میں گلابی، کریم سفید اور کالے رنگ کے موتی پسند کیے جاتے ہیں، ... انحصار مختلف امور پر ہوتا ہے، درجہ حرارت سیپی کے اندر کا رنگ، یا خوبی یا خرابی، سیپی کیڑہ کی صحت اور خوراک جو اسکو مہیا تھی

دنیا کے بہترین موتی خلیج فارس میں ایک چھوٹی سی سیپی میں پیدا... ہیں اس کا نام PINCTADA VULGARIS ہے یہ تقریباً تین انچ ہے۔ آسٹریلیا کے شمالی ساحل پر بھی چاندی جیسے سفید موتی پیدا ہوتے ہیں ۲ انچ کے قریب ہوتی ہے۔ لنکا۔ وینزویلا، تاہیتی، برما اور کیلی... بھی موتی پیدا ہوتے ہیں۔

جاپانیوں نے ۱۹۹۴ء میں سچے موتی پیدا کرنے کا طریقہ نکالا ہے ... چین کے سات سو سالہ طریقہ کے مطابق بنایا گیا ہے وہ موتی کی شکل بھی معتبر... ہیں پاکستان نے ابراہیم حیدری کی بستی میں جو کراچی کے علاقے میں ہے بھی سچے ... بنانے کی کوشش شروع کی ہے۔ ابراہیم حیدری کے کچھ ساحل سمندر میں سیپیاں پالی جارہی ہیں۔ جو سچے موتی پیدا کرسکیں۔

سچے موتی کے طبی فوائد

خفقان مرہ سودائی کو دور کرتا ہے دل و جگر کے خون کو صاف کر...

، دل وجگر کے خون کو صاف کرتا ہے بینائی میں اضافہ کرتا ہے اسی لیے اسکو سرمہ
، ملایا جاتا ہے اگر اس کو استقدر حل کیا جائے کہ پانی ہو جائے پھر اسکی (بیہق)
رے کے داغ اور مہاسے وغیرہ پر پالش کی جائے تو ایک مالش سے تمام داغ دھبے
م ہونے شروع ہو جائیں گے۔

قزوینی لکھتے ہیں کہ سیپ کا لیپ کرنا وجع مفاصل اور نقرس کے لیے
مفید ہے اور جب سرمہ میں ملا کر استعمال کیا جائے تو نکسیر کے لیے ازحد مفید ہے
لیپ کیڑے کا گوشت کتے کے کاٹنے میں مفید ہے اگر سیپ کو جلا کر دانتوں پر
ملا جائے تو آنکھوں کے زخم ٹھیک ہو جائیں گے اگر پٹر بال اکھاڑ کر ان پر سیپ
کا برادہ مل دیا جائے تو دوبارہ پڑبال (آنکھوں کی بیماری) نہیں نکل سکتے۔ آگ کے
جلے ہوئے پر سیپ کا لگانا مفید ہے اگر سیپ کو جار شیر ما میں حل کر کے ناک پر
لیپ کیا جائے تو نکسیر بند ہو جاتی ہے۔

موتی اور سیپ شعراء کی نظر میں

تیرے محیط میں کہیں گوہر زندگی نہیں   ڈھونڈ چکا میں موج موج دیکھ چکا صدف صدف

اقبال

جیسے ہوتا ہے سیپ میں موتی   ہے یوں ہی دل میں ذات نامعلوم

(شاہ لطیف)

تو نے اسکی صورت تو دیکھ لی معنیٰ سے غافل رہا اگر عقلمند ہے تو
سیپ سے موتی کو اختیار کرو، سیپیں تو بہت ہوتی ہیں ہر ایک کے اندر موتی

نہیں ہوتا اور ہر صدف کے جسم میں فضائل کے موتی نہیں ہوتے، آنکھ کھولو اور ہر شخص کے دل پر غور کرو،

(رومی)

ایک پہاڑ ایک لعل سے بہت بڑا ہوتا ہے لیکن (چھوٹا سا) لعل پہاڑ سے زیادہ قیمتی ہے آنکھوں کے مقابلے میں جسم سو گنا بڑا ہے لیکن دونوں آنکھیں جسم سے برگزیدہ ہیں (اور آنکھوں میں پتلی ایک چھوٹا سا نقطہ ہے جو سب سے زیادہ قیمتی ہے اگر وہ نقطہ شفاف نہ ہو تو پوری آنکھ بے کار ہے) اور پورا جسم بھی بے کار ہے

موجوں کی تپش کیا ہے نقطہ ذوق طلب ہے
پنہاں جو صدف میں ہے وہ دولت ہے خداداد

(اقبال)

دریا کی گہرائی میں موتی پتھروں کے ساتھ ملے جلے ہوتے ہیں موتی کی طلب ہے تو۔

پتھروں کو بھی سمیٹنا پڑے گا فخر کی آرزو ہے تو قابل نفرت کو بھی برداشت کرنا پڑے گا۔

ۺ

مرجان (مونگا)

قرآن مجید میں دو مقام پر بیان کیا گیا ہے اور ایک ہی سورہ میں ان سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں پس اے جن و انس تم اپنے رب کی قدرت کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے۔ رحمٰن 22

ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہونگی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے نہ چھوا ہوگا۔ اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے ایسی خوبصورت جیسے یاقوت اور مرجان۔ رحمٰن 58-57-56

تعجب ہے کہ عبدالماجد دریا آبادی نے اپنی کتاب میں موتی اور مرجان کا تذکرہ نہیں کیا ہے حالانکہ یہ بھی دو مختلف کیڑوں کی اللہ کے حکم سے کارفرمائی ہے پہلی آیت میں انسانوں کو متوجہ کیا جا رہا ہے ایک تنبیہ کے ساتھ کہ تم سمندروں سے موتی اور مرجان حاصل کر کے سامان زیست میں اضافہ کرو اور ان کے حسن و جمال یا مالی منفعت کے علاوہ طبیعی نقطہ نظر پر غور کرو۔

سائنسی اصطلاح میں COELENTRATE جانور جو حشرات کی شکل میں ہیں انکی سرشت میں قدرت نے یہ ودیعت کیا ہے کہ وہ چونے کی پہاڑیاں بنائیں جس کو CALCIUM CARBONATE کہا جاتا ہے جو اس کیڑے کی موت کے بعد بھی قائم رہتی ہیں اور بڑھتی جاتی ہیں اور REEFS پہاڑیاں اور جزیروں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں یہ مختلف قسم کے مرجان بناتے ہیں۔

دنیا میں بحر کریبین کے علاقوں فلوریڈا برمودا، باہاماز مغربی مجمع الجزائر

(WEST INDIES) اور شمال شرقی آسٹریلیا کے علاقہ بحر مرجان میں پائے جاتے ہیں ، جزائر ، انڈمان نکو بار (جنکو کالا پانی کہا جاتا ہے) بھی مونگے کے بنائے ہوئے جزیرے کہلاتے ہیں۔

جہاں تک مرجان قیمتی پتھر کا تعلق ہے وہ بھی کیلشیم کاربونیٹ سے بنتا ہے اسکی موٹائی 2.68 ، اور اسکی سختی 4 کے برابر ہوتی ہے یہ مختلف شکل اور رنگ کے ہوتے ہیں مثلاً گلابی سفید اور گہرا سرخ یہ Manganese جیسا ہوتا ہے اور اس کا رنگ بہتر بھی ہو جاتا ہے یہ زیورات میں نگینے کے طور پر لگائے جاتے ہیں۔ اس کے خوبصورت اور قیمتی ہونے کی وجہ سے نقلی مرجان بھی بنائے جا رہے ہیں جن کو پہچاننا مشکل ہوتا ہے اسکی صحیح جانچ کے لیے اس پر تھوڑا سا ہائیڈرو کلورک ایسڈ پتلا کر کے ڈالا جائے تو اصلی مرجان پر گیس کے بلبلے بن جائیں گے۔

محدثین کے مشاہدات

اللہ تعالیٰ نے مرجان کی بار بار تعریف کی ہے اسلیے اسمیں فوائد بھی بے شمار ہونے چاہئیں مرجان کی بہترین قسم ہے جو سرخ یا سرخی مائل ہو مرجان بنیادی طور پر مفرح ہے دل کو تقویت دیتا ہے تاثیر کے لحاظ سے یہ مقامی طور پر قابض ہے اور دل کو طاقت دیتا ہے جن لوگوں کو حول

نے کی عادت ہے ان کے لیے مفید ہے
یہ مقوی اور قابض ہے جگر و طحال کو صاف کرتا ہے اسے ملا کر
ں کر شہد میں ملا کر دینے سے فالج لقوی اور رعشہ میں فائدہ ہوتا ہے
اہ کو قوت دیتا ہے اسے گھول کر پلاتا بچوں کو نیند کے دوران ڈرنے
ے بچاتا ہے اسے گلاب کے عرق میں حل کر کے منہ کے اندر لگانے سے
ٹپکنے میں فائدہ ہوتا ہے اکثر مریضوں کو دن میں تین مرتبہ لگانے سے
فا رہو گئی۔
وید اسے بھوک بڑھانے والا ہاضم اور بدن کو موٹا کرنے والا قرار
یتے ہیں ان کی طب میں یہ سل وق یرقان دمہ کھانسی، بخار پیٹ کی
تونداور آنکھ کی بیماریوں کو مٹاتا ہے بصارت کو بڑھاتا ہے پیشاب کی
تکالیف دور کرتا ہے۔
ان بیماریوں کے علاج میں اسکی ترکیب استعمال جدا ہے مثلاً جسم کو
موٹا کرنے کے لیے اسے بالائی کے ساتھ کھایا جائے سل میں مکھن اور مصری کے
ساتھ کھاتے ہیں پیشاب کی جلن اور رکاوٹ کے لیے دور تی مرجان دودھ
اور مصری کے ساتھ دیا جائے اسکو شہد اور ادرک کے ساتھ دینے سے
سوزاک میں فائدہ ہوتا ہے چاولوں کی پیچھ کے ساتھ دینے سے استحاضہ
کا خون رک جاتا ہے۔ باریک پیس کر چھڑکنے سے خون کے نے سے خون بہنا
بند ہو جاتا ہے دانتوں پر ملنے سے دانت چمکدار ہو جاتے ہیں۔
بھارتی حکومت کے محکمہ طب کے مشاہدات کے مطابق اسے عرق

گلاب اور بید مشک میں کھرل کر کے رکھ لیا جائے یہ مفرح مقوی قابض حابس الدم، مقوی قلب اور معدہ ہے اسے خفقان وحشت و کرب اسہال خونی میں اعتماد کے ساتھ دیا جا سکتا ہے مرجان کو جلا کر اس کو دینا بھی ویسا ہی مفید ہے۔

شیر

قرآن پاک میں قسورۃ (شیر) کا ذکر ایک جگہ آیا۔ اور وہ بھی

ل کے طور پر

یعنی یہ جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگ پڑتے ہیں۔

مدثر ۵۱-۵۰

مشرکین عرب رسول اکرمؐ کی تبلیغ اور قرآن سے وحشت کھا کر ایسے بھاگتے
جیسے خوفزدہ گدھے ہیں جو شیر کے حملے سے بھاگتے ہیں اس تشبیہ سے کفار عرب
حماقت اور وحشت کی تصویر کھینچ رہی ہے۔ عہد عتیق میں شیر اور شیرنی اور ان کے
متعلق کافی ذکر بیان کیا گیا ہے عہد نامہ جدید میں بھی شیر کا ذکر جا بجا آیا ہے

حضرت نوحؑ نے تمام جانوروں کے جوڑوں کو کشتی میں اکٹھا کیا تو فکر ہوئی کس
طرح ان کو ایک جگہ رکھ سکوں گا اللہ نے وحی کی کہ جانوروں میں عداوت کس نے
پیدا کی تو آپ نے عرض کیا۔ اللہ نے۔ اس پر اللہ نے ارشاد کیا تو میں ہی ان میں
ایسی الفت پیدا کر دوں گا کہ یہ ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔

نبی کریمؐ نے شیر کی چنگھاڑ کے متعلق فرمایا۔ شیر کہتا ہے خدایا مجھے کسی
نیک اور اچھے آدمی پر مسلط نہ فرمائیو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب کے متعلق پیش گوئی فرمائی
کہ اللہ اسکی اسلام دشمنی کے پیش نظر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرمادیگا
چنانچہ شام کے علاقہ زرقا میں جب وہ اس کے ساتھی سو رہے تھے ایک شیر

آیا۔ اس نے سب کا منہ سونگھا۔ پھر عتبہ کے بستر پہ جست لگا کر پہنچا اسکو جھنجھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ عتبہ کی حفاظت کی خاطر ابی لہب نے اسکا بستر اوپر بچھایا تھا۔

شیر چند سو سال قبل تک ایران عراق فلسطین اور جنوبی یورپ پایا جاتا تھا اسکے جسم میں خاص چیز ایال ہیں یعنی گردن کے بال جس سے اسکی شکل خاص طور پر بارعب اور شاندار ہوگئی ہے ایال شیر کے بالغ ہونے پر یعنی پانچ سال بعد ظاہر ہوتی ہے۔ شیرنی ایک دفعہ میں چار بچے تک دیتی ہے اور سال میں ایک بار ہی دیتی ہے اس کے حمل کی مدت پانچ ماہ ہے شیر کا حملہ غضب کا ہوتا ہے وہ ایک طمانچہ سے گھوڑے کی ہڈی پسلی یا بیل کی کھوپڑی توڑ دیتا ہے اسکی اوسط عمر ۲۵ سال ہے وہ شکار رات کو کرتا ہے وہ بلی کی طرح دبے پاؤں قریب پہنچ جاتا ہے پھر اچانک ایک گرج کے ساتھ شکار دبوچ لیتا ہے اور اسکی گردن توڑ دیتا ہے وہ مردم خور نہیں ہوتا لیکن ایک دفعہ چسکا لگ جائے تو وہ عادی ہوجاتا ہے۔

قوم نوح جو عراق میں آباد تھی اس میں یغوث جسمانی قوت اور شہ زوری کا دیوتا تھا اسکی مورت شیر ہی کی شکل کی تھی اسکی پوجا کا رواج جنوبی عرب یمن میں تھا۔

آجکل مشرقی وسطی اور جنوبی افریقہ کے جنگلات میں پایا جاتا ہے ہندوستان میں صوبہ گجرات کے گیر محفوظ جنگلات میں بھی پایا جاتا ہے باقی دنیا سے ختم ہوچکا ہے نر اور مادہ بالکل مختلف ہوتے ہیں اس کا رنگ بھورا اور سلیٹی کالا بھی ہوتا ہے

بائی میں ½5 سے لیکر ¼8 تک اور اونچائی میں 4 فٹ تک ہوتا ہے اس کا وزن
بسطاً 33 پونڈ سے لیکر 550 تک ہوتا ہے مادہ کی لمبائی اونچائی اور وزن کم
ہوتا ہے شیر کے کنبہ میں ایک دو نر کئی عدد مادئیں اور بچے شامل ہوتے ہیں مشرقی
افریقہ میں شیر کے کنبہ میں 4 سے لیکر 37 تک ہوتے ہیں۔ ہر کنبہ (PRIDE) کے نر
اپنی ماداؤں کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسرے نروں کو گھسنے نہیں دیتے۔

شیر اپنے وجود کو ظاہر کرنے کے لیے دھاڑتا ہے تھوک اور پیشاب
جھاڑیوں پر پھینکتا ہے اور پچھلی ٹانگوں سے زمین کھرچتا ہے نر شیروں میں آپس میں
رقابت بھی ہوتی ہے طاقتور کمزور کو شکست دیکر بھاگنے پر مجبور کر دیتا ہے۔
بوڑھے شیر نوجوان شیروں کے رقیب بن جاتے ہیں اور ان کو بھاگنے پر مجبور کر دیتے ہیں
½3 سال کے بعد نوجوان شیروں کا وجود بوڑھے شیروں کو برا معلوم ہونے لگتا ہے
مادئیں دوسری مادوں سے رقابت رکھتی ہیں شیر خانہ بدوش ہوتے ہیں اور وہ ایک
علاقے سے دوسرے علاقے میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

شیر کا رنگ سماجی نظام (کنبہ) شکار کی حکمت عملی اور جسم کی بناوٹ کے لحاظ
سے اس کے لیے نیم گرم خطے اچھے رہتے ہیں وہ بغیر پانی کے مہینوں تک رہ سکتا ہے
کیونکہ کچھ پانی اسکے شکار کے ذریعے اور وہ تربوز یا خربوزہ کھا کر اپنی پانی کی کمی دور
کرلیتا ہے۔

شیر رات کے وقت شکار کرتا ہے۔ اپنی بصارت اور سماعت پر بہت بھروسہ
کرتا ہے۔ کتوں کے مقابلے میں اسکی سونگھنے کی طاقت کم ہے لیکن انسان سے زیادہ ہے
لیکن شیر چپکے چپکے پیچھا کرتا ہے یا دوڑ دوڑ کر چھلانگ لگا کر شکار پکڑتا ہے

گھات لگا کر بہت کم بیٹھتا ہے کل تیتر۔ خرگوش ہرن، جنگلی جانور، زیبرا، جنگلی سور۔ گائے بیل عام طور سے اس کا پسندیدہ شکار ہے شیر اکٹھے ہو کر بھی شکار کرتے ہیں لیکن مارتے انفرادی طور پر ہی ہیں وہ اپنے سے دو گنے کو گرا لیتے ہیں اپنے جبڑوں سے پورے بیل یا بھینسا کو اٹھا لیتا ہے یہ شکار کا نرخرہ دانتوں میں کر توڑ دیتا ہے خون کی شریانیں توڑ دیتا ہے ایک دو جھٹکوں میں گردن یا ریڑھ کی ہڈی توڑ دیتا ہے۔ وہ چالیس کلوگرام تک ایک وقت میں کھا جاتا ہے وہ دن میں بیس گھنٹے سوتا ہے۔ ویسے تو تمام سال بچے ہوتے رہتے ہیں لیکن سردی کے زمانے میں زیادہ ہوتے ہیں۔ ہر چند ہفتوں کے بعد شیرنی گرمائی میں آتی رہتی ہے بچے دینے کے بعد ڈیڑھ سال کے بعد شیرنی گرمائی میں آتی ہے تقریباً چار ماہ بچوں کو دودھ پلاتی ہے۔ ایک دفعہ میں چار سے چھ بچے تک ہوتے ہیں ایک سال عمر کے قریب شکار کرنا شروع کرتا ہے ڈھائی سال تک انہیں سہارے کی ضرورت ہوتی ہے چار سال میں بالغ ہو جاتا ہے اور مکمل چھ سال میں ہوتا ہے جنگلوں میں عموماً بچے پچاس فیصد مر جاتے ہیں

شیر شعراء کی نظر میں

شرم شیروں میں ہوتی ہے نہ کہ کتوں میں اسلیے شیر ہمسائے کا شکار نہیں پکڑتا۔

ایک شیر کوئی شکار مار لائے تو دوسرا شیر شرم و غیرت کی وجہ سے اس کے شکار کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھتا۔

شیر کیسا ہی خونخوار ہو اور حملہ کرنے کے لیے آمادہ ہو لیکن اگر آدمی

سے اس کے ساتھ آنکھ ملائے تو شیر آنکھیں نیچی کر لیتا ہے اور حملہ سے

ہے۔

تمام جانوروں کا دماغ شیر کی بو پہچانتا ہے شیر کی بو آتے ہی وہ فوراً چراگاہ

دیتے ہیں۔

شیر کا احترام

مصر کی دیومالا میں سورج جس سرنگ سے گذرتا تھا اسکے دونوں جانب

محلوں، مقبروں کے باہر شیر کے مجسمے لگائے جاتے ہیں تاکہ بدروحوں سے محفوظ

ہائے۔ بعلبک میں ایک شیر دیوتا ہوتا تھا۔ جب وہ ایک بچھڑے کو نگلتا

گانے گاتے جاتے تھے۔ شیر کا تعلق را (RA) اور ہورس (HORUS) اور

اس احرام (SPHINX) سے بھی تھا جس کا سر آدمی کا اور بقیہ جسم شیر کا ہے

شیر کے منہ والی دیوی بھی ہوتی تھی جس کا نام سخمت تھا۔ قدیم عربوں کا ایک

دیوتا تھا جس کا نام یغوث تھا۔

جدید افریقہ میں بالندہ قبیلہ نے شیر کا بت رکھا ہوا ہے وہ گھاس کا بنا

ہوتا تھا جو مٹی کے اوپر ہوتا ہے، بیماری سے نجات کے موقعہ پر اسکے سامنے

منت مانگی جاتی رہیں اور ڈھول پیٹے جاتے ہیں۔

وحشی لوگوں میں شیر، جنگل کا سردار سمجھتے ہوئے ایک اہم مقام حاصل

دریائے کانگو اور زمبیزی کے علاقوں میں لوگ شیر کو مردہ لوگوں کی روحوں

مسکن خیال کیا جاتا ہے اور کچھ لوگ مرنے کے بعد شیر بننا چاہتے ہیں۔ عرب

ابوالعباس، غضنفر، حیدر [illegible] (جرات) [illegible] اسکو [illegible] نام سے

نہیں پکارتے اور ایک قبیلہ شکار کے موقعہ پر اسکو بڑا بھائی کہتا ہے مشرقی افریقہ میں مردہ شیر بادشاہ کے سامنے لایا جاتا ہے جو اسکو سجدہ کرتا ہے کہیں اسکو مرنے کے بعد سفید کفن میں دفناتے ہیں۔ مختلف ملکوں کی کہانیوں میں خرگوش، لومڑی گیدڑ یا کسی اور نے شیر کو بے وقوف بنایا۔

موجودہ دور میں اسلامی انقلاب سے قبل ایران کے جھنڈے میں شیر اور سورج ہوتا تھا، انگلستان اور کئی یورپ کے ملکوں کے تاج یا شاہی نشان اور گھوڑا احترام کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔ حبیب بینک نے اپنا نشان شیر بنا رکھا ہے اور حبیب پلازہ کے باہر شیر کا بہت بڑا مجسمہ بنا ہوا ہے تقریبا سب قوموں میں شیر کو بہادری کا نشان سمجھا جاتا ہے پاکستان میں بہت لوگ اسکی بہادری کی وجہ سے شیر اللہ، شیر محمد، اسد، ضیغم، اسامہ لیث تاج، قسورہ، حیدر عربی میں شیر کے پانچ سو نام ہیں، حضرت حمزہ رض اور حضرت علی کو اسداللہ کا خطاب بارگاہ نبوت سے عطا ہوا تھا یعنی شیر خدا۔ شیر کی صفات کے سلسلہ میں ایسا ہی مبالغہ ہے

۱۔ شیر میں بہت سی ایسی خوبیاں جو دوسرے جانوروں میں نہیں

2۔ بھوک کی حالت میں شیر صبر کرتا ہے

3۔ دوسرے جانوروں کا جھوٹا (چھوڑا ہوا) نہیں کھاتا۔

4۔ اگر شکار کھا کے پیٹ بھر گیا تو لقبیہ کو وہیں چھوڑ دیتا ہے دوبارہ اس پر نہیں آتا۔

5۔ پیاس بہت کم محسوس کرتا ہے

6۔ شدید بھوک میں بدمزاج ہوجاتا ہے۔ پیٹ بھرنے کے بعد مزاج
صحیح ہوجاتے ہیں۔
7۔ شیر کتّے کا جھوٹا پانی نہیں پیتا۔
8۔ شیر شکار کو اگلے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھاتا ہے اور بغیر
چبائے نگل جاتا ہے۔
9۔ وہ مرغ کی آواز سے ڈرتا ہے آدمی کی آنکھوں کی تاب نہیں لاسکتا
انسان جب آنکھوں میں آنکھیں ڈالکر دیکھتا ہے تو شیر اپنی آنکھیں نیچی کرلیتا ہے
10۔ سلفچی کی کھنک سے خوف محسوس کرتا ہے گھیراؤ کے لیے ڈھول یا برتن
بجاتے ہیں۔ بلّی کی خوفناک آواز سے بھی ڈر جاتا ہے آگ دیکھکر حیران ہوجاتا ہے

طبّی نقطہ نگاہ :

شیر کی چربی طلاء کے لیے نہایت اہم ہے اگر کوئی شخص اپنے پورے بدن پر شیر کی چربی کی مالش کرے تو اسکے نزدیک کوئی درندہ نہیں آئیگا اگر کوئی شخص اسکی بال دار کھال کا ایک ٹکڑا۔ باندھکر گلے میں ڈال لے تو مرگی کا وہ عارضہ جو بالغ ہونے سے پہلے ہوا ہو درست ہوجاتا ہے۔ شیر کا گوشت فالج کے لیے بہت مفید ہے اگر کپڑوں میں کھال کا ٹکڑا رکھ لیا جائے تو دیمک نہیں لگتی۔

شیر کی کھال پر بیٹھنے سے بواسیر گٹھیا یعنی جوڑوں کے درد سے شفا ہوجاتی ہے۔

شیر کے پتے کا سرمہ استعمال کرے تو آنکھوں کی روشنی اور بینائی بڑھتی ہے۔

اگر کسی کو یرقان ہوگیا ہو تو شیر کے پتے (پونے چار رتی) کو آبِ اسبغول اور پودینہ میں ملا کر پلایا جائے تو بہت نفع بخش ہے۔

اختلاج کی شکایت ہو تو شیر کے دماغ کو پرانے زیتون کے تیل میں ملا کر مالش کریں تو اختلاج کی شکایت جاتی رہے گی۔ سستی اور جمائیوں میں اسکی چربی کی مالش مفید ہے۔

شیر کے پتے کو شہد میں ملا کر کنٹھ مالا میں لگایا جائے تو درست ہو جائے گا۔

مُشک (مِسک/کستوری/MUSK)

قرآن مجید میں جنت میں ملنے والی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا صرف ایک مقام پر فرمایا گیا ہے۔ تطفیف 26/83

راحتوں کی شگفتگی ان کے چہروں سے ظاہر ہو رہی ہوگی ان کو خالص شراب ایسے برتنوں میں مہیا کی جائے گی جن پر کستوری کی مہر لگی ہوئی ہوگی اس نعمت کو حاصل کرنے کے لیے لوگ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے۔"

کوثر کے بارے میں تو حدیث میں آیا ہے کہ اس کی تہہ میں مٹی کی بجائے کستوری ہوگی ان نہروں سے پانی پینا ایک فضیلت ہے جو ایسے لوگوں کو حاصل ہوگی جن کو بارگاہ الٰہی میں قرب کی سعادت نصیب ہوگی۔

نبی کریمؐ کو خوشبو ہمیشہ پسند رہی اور اس ضمن میں کستوری ان کی خصوصی پسند تھی حضرت ابی سعید الخدری رضؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "سب سے بہترین خوشبو کستوری ہے۔"

حضرت عائشہ رضؓ بیان فرماتی ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام سے پہلے قربانی والے دن اور طواف کعبہ سے پہلے خوشبو لگائی تھی اس میں کستوری شامل تھی۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کا تذکرہ فرمایا جس نے اپنی انگوٹھی کے اندر کستوری بھری تھی کیونکہ کستوری خوشبو کے لحاظ سے بہترین ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ " ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سے کوثر کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے بیان فرمایا۔ کہ وہ ایک نہر ہے
تعالیٰ مجھے عطا فرمائے گا۔ اس نہر کی مٹی میں کستوری ہے۔ اس کا پانی دودھ
بھی زیادہ سفید ہے اور مٹھاس میں شہد سے بھی زیادہ ہے۔

مشک ایک خاص ہرن کے نافے سے نکلتی ہے جسکو مشک ہرن MUSK DEER
کہتے ہیں تقریباً ہرنوں کی 27 قسمیں ہیں جن میں سے صرف ایک ہرن کی نسل سے مشک
برآمد ہوتی ہے۔

مشکی ہرن کے سینگ نہیں ہوتے اور اسکی شکل کچھ خرگوش سے ملتی جلتی ہے
اس کے کان بڑے اور پچھلی ٹانگیں بھی بڑی ہوتی ہیں اسکی دم چھوٹی ہوتی ہے اس کا
گیارہ کلوگرام ہوتا ہے ان ہرنوں کا شکار مشک کی وجہ سے ہوتا ہے اس وجہ سے ان کی
تعداد بہت کم رہ گئی ہے یہ عموماً پہاڑوں کی ڈھلوان جہاں جنگلات ہوں پایا جاتا
ہے یہ مشرقی ایشیا، ہمالیہ، تبت سے لیکر سائبیریا تک پایا جاتا ہے، چین کوریا اور
سخالین میں بھی پایا جاتا ہے جنوری میں جفتی کرتا ہے اور پانچ ماہ میں بچہ پیدا
ہوتا ہے ہرنی ایک سال میں جوان ہو جاتی ہے ناف کی لمبائی عام طور پر دو انچ
سے کم ہوتی ہے جس سے دو اونس کے لگ بھگ کستوری حاصل ہوتی ہے ہرن کی
عمر اگر ایک سال سے کم ہو تو اس میں یہ مقدار کم ہوتی ہے دو سال کے نر ہرن میں
کستوری کی بھرپور مقدار ملتی ہے چینی تاجروں میں مشہور ہے کہ اس ہرن کو اگر
کسی جگہ بند کر کے رکھا جائے تو کستوری کا معیار گر جاتا ہے اور اس سے حاصل
ہونے والی مقدار بھی کم ہوتی ہے نافہ باہر سے چکدار اور اندر کھردرا ہوتا ہے

سخت بال ہوتے ہیں جس میں لیس دار رطوبت ہوتی ہے جب کار نگ ہرن کی
سل علاقہ اور آب وہوا کے مطابق مختلف تبدیلیوں سے گزرتا ہے تاجروں
کے یہاں کستوری کا رنگ خوشبو اور نافہ کی جسامت اسکی قیمت اور عمدگی کا تعین
کرتی ہے مثلاً سب سے عمدہ کستوری چین میں کاشغر، ختن منگولیا کے علاقوں
کی قرار دی جاتی ہے جبکہ روس کی کستوری سب سے گھٹیا ہے، ہندوستان میں
بھی بھوٹان کی کستوری آسام سے عمدہ سمجھی جاتی ہے شملا اور کشمیر میں بھی کستورا ہرن
پایا جاتا ہے مگر اس سے حاصل ہونے والی مقدار کم اور معیار ہلکا ہوتا ہے۔

بادشاہوں سے وفاداری کے اظہار میں خوشبو پیش کرنا ایک تاریخی دستور ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر ان کی خدمت میں لوبان اور مُر پیش کیے
گئے اسی طرح تاج برطانیہ سے وفاداری کے اظہار میں جارج پنجم کے تخت نشینی
کے موقع پر ۱۹۱۱ء میں مہاراجہ نیپال نے جو تحائف نذر گزارے ان میں چھ چھ
تولہ وزن کے کستوری کے نافے بھی تھے کہتے ہیں کہ اس سے بڑا نافہ کبھی دیکھنے
میں نہیں آیا۔

کستوری کی مانگ میں اضافہ اور قیمت زیادہ ہونے کے باعث
لوگوں نے ان کا اندھا دھند شکار کیا جس کی وجہ سے اسکی نسل ناپید ہو رہی
ہے۔ اب بازار میں کستوری نہیں ملتی۔ جو نافے فروخت کے لیے آتے ہیں وہ تاجروں
کی صناعی کے شاہکار ہوتے ہیں۔ سنا جا رہا ہے کہ چینی حکومت نے کستوری
کی تجارت پر اپنے ملک کی اجارہ داری کو قائم رکھنے کے لیے آہوئے ختن کے
فارم بنائے ہیں جہاں ان کی نسل بھی محفوظ رہے گی اور ان سے کستوری کی

قابلِ اعتماد مقدار ان کی جان لیے بغیر ہمیشہ ہمیشہ حاصل ہوتی رہے گی۔

اطبّاء کے مشاہدات

یہ باد گولہ اور دوسرے اسباب سے ہونے والی بے ہوشی کو دور کرتی
سردی کے موسم میں جب دانت بج رہے ہوں تو اسکی ایک خوراک ہی جسم
گرم کردیتی ہے، یادداشت کی کمزوری، گھبراہٹ اور ضعف میں بڑی مفید
جسم کی حرارت میں اضافہ کرتی ہے اس کا کھانا اور لگانا آنکھ کی سفیدی کو
کرکے اسے روشن کرتا ہے۔

یہ دل کو تقویت دینے کے ساتھ جسم کی حرارت عزیزی کو بہتر
ہے جسم کے ہر عضو کو توانائی بخشتی ہے ریاح کو خارج کرتی ہے اور زہروں کے اثرا
زائل کرتی ہے۔ دماغی عوارض میں فالج، لقوہ، رعشہ، نسیان، خفقان اور جنون میں
مفید ہے آنکھ میں لگانے سے دھندلا جالا، سیلان اور دمہ کو دور کرتی ہے اگر آنکھوں
کے علاج میں استعمال ہونے والی ادویہ میں کستوری شامل کی جائے توان ادویہ کا انجذاب
اور اثرات بہتر ہو جاتے ہیں۔

ویدک طب کی مشہور کتاب "راسندر بھرس انگراہا" میں ایک نسخہ کستوری رسایا
مشہور ہے دمہ اور چھاتی کی سوزشوں کے علاوہ قولنج کی مختلف اقسام میں آدھا چمچہ
کستوری، چار چمچے ہینگ، دو چمچے سونٹھ، فلفل سیاہ دو چمچے کو پیس کر اسکی ایک
ٹکی دی جاتی ہے اس میں کستوری کی شمولیت ہر بار میں مفید بنا دیتی ہے۔

کستوری والے حیوانات اور نباتات

کستوریا ہرن کے علاوہ غزال کی قسم Antilope Dorcas ایک
Mustela Foina کے گوبر سے کستوری کی خوشبو آتی ہے کوہ این
ی جانے والی بکری Copera Ibex کا خون جم جانے کے بعد کستوری کی
شبو دیتا ہے امریکی انڈین بیل کی طرح کے ایک جانور Ovibox Moschatus
ت بڑی رغبت سے کھاتے ہیں۔ یہ جانور جدھر بھی جاتا ہے اس کے جسم سے خوشبو
ہے۔ گولڈ کوسٹ اور جمیکا میں پائی جانے والی بطخ Anas Moschata
کستوری کی وجہ سے Musk Duck بھی کہتے ہیں اور دریائے نیل
پائی جانے والا مگرمچھ Vulgaris Crocodilus کچھوؤں کی متعدد اقسام خاص طور پر
Cinosternum Pennsylvan اور ان کے علاوہ بھارت میں رہنے والے
قسم کے سانپوں سے مشک کی سی خوشبو آتی ہے۔

طبّی تحقیقات:

پرانے ڈاکٹر کستوری کے فوائد کے بڑے معترف تھے۔ انگلستان کے ہسپتالوں میں
ن توڑ بخار، طاعون اور دق کے مریضوں کو آخری مراحل میں کستوری دیکر کمزوری دور
نے بیان کیا گیا ہے۔

کستوری ہندوستان میں مقبول تھی اور سر ٹامس رو کی آمد کے فوراً بعد سولہویں
صدی میں یورپ پہنچ گئی اور وہاں کے اطباء اس کے اعجاز کے بڑے معترف رہے ہیں
رشنگ نے ۱۹۰۵ء میں جسمانی سوزشوں کے دوران اور خاص طور پر تپ محرقہ دمہ کالی
نسی، رعشہ، ہسٹریا، مرگی کراز ہچکی میں مفید بتائی اس کے بعد تشنّل نے اسے بچوں

کے تشنجی دوروں میں کلورل ہائیڈریٹ کے ساتھ اپنی (حصہ) کی شکل میں مفید
کے ساتھ آزمایا۔

ہومیوپیتھک علاج"

ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں کستوری کی ایک سے تین طاقت ہسٹریا کے علا
اور اعصابی اسباب سے پیدا ہونے والے تشنجی دوروں میں مفید ہے ان مریضوں کو جن
تکالیف میں سردی سے اضافہ ہو، ٹھنڈ لگنے کے بعد جسم پر کپکپی طاری رہے غشی کے
پڑیں،" اعصاب میں تناؤ کی کیفیت رہے کستوری دی جاتی ہے۔ گھبراہٹ بے قرا
ساتھ محسوس ہو جیسے زبردستی ہنسی آرہی ہے ناک کی جڑ سے پورے سر کی جانب د
لہریں اٹھ رہی ہوں متلی کے ساتھ چکر آئیں دل کی دھڑکن بڑھتی ہوئی محسو
اور کھانے سے جی گھبرائے لیکن کڑوی کافی پینے کی خواہش ہو منہ کا ذائقہ خراب ہو

شاعر مشرق فرماتے ہیں

مشک از فر چیز کیا ہے اک لہو کی بوند ہے

مشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہو میں بند

مشک کے طبی فوائد: ہوموسکس MOSCHUS

مشک یا کستوری ایک قسم کے ہرن کی تھیلی میں سے حاصل ہوتی ہے جو ان کے
ناف کے قریب ہوتا ہے۔ ہندوستان سے لیکر سائبیریا تک کے پہاڑی علاق
میں یہ کالے ہرن میں پایا جاتا ہے یہ دوا باد گولہ، تشنج، غشی پڑنا، رعشہ او
دماغی امراض میں مفید ہے۔

ابابیل

سورۃ فیل میں ابابیل پرندوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا
وہ پاکستان کے ابابیل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن پاک میں ابابیل سے وہ
پرندے مراد ہیں جو ابرہہ گورنر یمن کی فوج کو تباہ کرنے کے لیے اور خانہ کعبہ کی
حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ خانہ کعبہ پر حملہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی پیدائش سے دو ماہ قبل 571ء میں واقع ہوا۔ ساٹھ ہزار حبشی فوج
اور 13 ہاتھی (بعض روایات نو کی بھی ہیں) تھے۔ ابرہہ کا خاص ہاتھی محمود
تھا وہ آگے آگے تھا۔ یکایک بیٹھ گیا۔ وہ آگے نہ بڑھتا تھا۔ بلکہ پیچھے
چلنے میں اسکو کوئی دقت نہ تھی اتنے میں پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ اپنی
چونچوں اور پنجوں میں سنگریزے لیئے ہوئے آئے اور انہوں نے لشکر پر بارش
کردی، کنکری لگنے سے کھجلی ہوتی اور کھجاتے ہی جلد پھٹ جاتی اور گوشت جھڑنا
شروع ہو جاتا اور پانی بن کر بہہ رہا تھا۔ ابرہہ کا جسم بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر رہا تھا
اور جہاں سے گوشت گرتا وہاں سے پیپ اور خون بہنے لگتا۔ سب نے یمن کی طرف
بھاگنا شروع کیا اور پوری فوج وہیں یا راستہ میں ختم ہو گئی۔ پرندوں کے یہ جھنڈ بحر
احمر کی طرف سے آئے تھے اس سے قبل یہ پرندے نہ پہلے نہ ہی بعد میں دیکھے گئے ان کی
چونچیں پرندوں جیسی تھی اور پنجے کتے جیسے تھے۔ مکہ کے لوگوں نے یہ پتھر عرصہ تک
محفوظ رکھے۔ وہ مٹر کے چھوٹے دانے کے برابر سیاہی مائل سرخ تھے، بعض
بکری کی مینگنی کے برابر، اور بعض چلغوزے کے برابر تھے۔

BIBLIOGRAPHY

قرآن مجید : ترجمہ و تفسیر مولانا اشرف علی تھانوی کراچی، مولانا شبیر احمد عثمانی

تفہیم القرآن : ترجمہ تفسیر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی لاہور

القرآن الکریم تفسیر انگریزی

شاہ فہد قرآن پاک پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ

معجم القرآن : سید فضل الرحمٰن ادارہ امجدیہ ناظم آباد کراچی

قرآنی آیات اور سائنسی حقائق : ڈاکٹر ملوک (خالق) نور باقی ترکی مترجم سید محمد فیروز شاہ کراچی

دو قرآن ڈاکٹر غلام جیلانی برق شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ کراچی

مشکوٰۃ شریف :

حیوانات قرآنی : مولانا عبدالماجد دریاآبادی، نفیس اکیڈمی کراچی

حیوٰۃ الحیوان : علامہ کمال الدین دمیری (اردو ترجمہ) ادارہ اسلامیات۔ انارکلی لاہور

سیرۃ النبیؐ (جلد ششم) علامہ سید سلیمان ندوی۔ سرورسز بک کلب نیشنل بک فاؤنڈیشن

سیرت احمد مجتبیٰؐ : شاہ مصباح الدین شکیل پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ کراچی

مثنوی : مولانا جلال الدین رومی۔ مترجم مولوی نذیر احمد، لاہور

معلومات عالم حیوانات : الیاس عادل مشتاق بک کارنر۔ لاہور

پاکستان کے دلچسپ پرندے : ذکیہ خانم۔ منظور احمد کراچی یونیورسٹی کراچی

عجائب الحیوانات : ابوالنور محمد بشیر فریدیہ بک اسٹال، لاہور

شب جائے کہ من بودم : ـــــــ شورش کاشمیری لاہور

طبِ نبویؐ : ـــــــ ڈاکٹر خالد غزنوی لاہور

خواص لحم الحیوانات : ـــــــ آگرہ 1952ء

طبِ نبویؐ . ـــــــ شمس الدین ابوعبداللہ ابن القیم دارالاشاعت اردو بازار کراچی

مکڑی ایک ہنرمند کیڑا : ـ وقار احمد زبیری سائنسی دنیا۔ کراچی

جانوروں کی دلچسپ خصوصیات : ـــ اردو سائنس بورڈ۔ اپر مال لاہور

ڈالفن : ـــــــ پروفیسر احمد الدین مارہروی نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد

چیونٹی نامہ : ـ ابوالاثر حفیظ جالندھری ماڈل ٹاؤن لاہور

گلستان : ـ مصلح الدین سعدی فاروقی کتب خانہ ملتان

بوستان : ـ مصلح الدین سعدی قدیمی کتب خانہ کراچی

کلام فرید ـــــ خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن شریف مکتبہ رضوان لاہور

رسالہ شاہ عبداللطیف بھٹائی ، منظوم اردو ترجمہ شیخ ایاز)
ـــــــــــــــ سندھیکا اکیڈمی۔ کراچی

کلیات اقبال : علامہ محمد اقبال ـــــ شیخ غلام علی لاہور

کلام بھلے شاہ
مرتبہ ڈاکٹر فقیر محمد پیکیجز لاہور

BIBLIOGRAPHY

1. Alderton, David, **DOGS**, Dorling Kinderseley

2. Browne, Thomas, **ANIMAL KINGDOM**, London, 1977

3. Burton, Robert, **ANIMAL SENSES**, David & Charles Ltd., Newton Abbot, England

4. **COLLIERS ENCYCLOPEDIA**, Macmillan Educational Company P.F. Collier Inc., London, Newyork 1986

5. **ENCYCLOPAEDIA BRITTANICA**, London, Chicago, Encyclopaedia Brittanica Inc. 1963

6. Eyewitness Handbood **HORSES**, Stoddart

Jones, Dick, **THE COUNTRY LIFE GUIDE TO SPIDERS OF BRITAIN AND NORTHERN EUROPE**, Middlesex, England, 1983

Shukla & Butani, **DICTIONERY OF ZOOLOGY**, Academic Publishers, New Delhi, 1994

The Reference Service 5225 Old Orchard Road, Suite 18, Skokie, Illinois 60077, U.S.A.

1. **THE JEWISH ENCYCLOPEDIA** pp-318 323

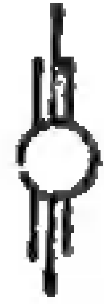
2. **ANIMALS** — Ed. Northcote Thomas, pp-83-532

WINGS, The Xerces Society, U.S.A. Spring, 1994

DAILY DAWN, Karachi

DAILY NEWS, Karachi

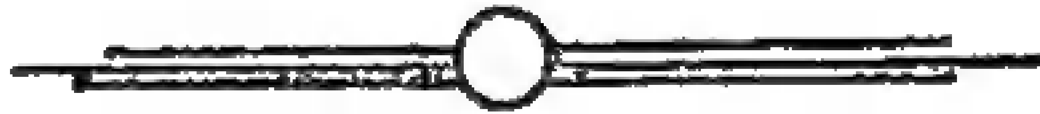
حیواناتِ قرآنی کی افادیت



ڈاکٹر محسن فاروقی

ایم اے (عمرانیات) ایم اے (تاریخ عام)

پی ایچ ڈی (سیاسیات) اسنادِ فرانسیسی و عربی۔ ایل ایل بی



ادارۂ احساسِ زیاں

CHECK WASTAGE INSTITUTE OF PAKISTAN

B-9, BLOCK 1, CLIFTON, KARACHI-75600

✆ 574061